نصر من اللہ و فتح قریب

درین زمانِ خیر برکت بہ تائید ربّ العالمین یادگار خیر الناصرین در ردِ مضامین ظفر المبین کتاب فتح و نصرت قرین مسمّی بلسانِ تاریخی

نسخہ نصر المقلدین

(1320 A.H.)

مؤلفہ عمدۂ علمائے دین زبدۂ مفتیانِ شرع متین عالم باعمل محدث بے بدل مولانا حافظ احمد علی صاحب بٹالوی سلمہ اللہ القوی

مطبع امداد الٰہی و فتح الٰہی طبع گردید

...ی و فارسی و اردو وغیرہ بکفایت مل سکتی ہیں ۔ الراقم محمد عبد الولی دفتر ال...

تقریظ منظوم بر این کتاب کاشف السر المکتوم۔ از نتیجۂ طبع بیان خاکسار …
عصیان ممتلی محمد عبد الولی ولی تجاوز اللہ العلی عن ذنبہ الخفی والج…

شکر خدا کہ چھپ گئی نصر المقلدین
جس سے مقلدون کو ہوئی فتح ہر کہیں

وہ فتح جس سے کھائی ہی لامذہبون نے زک
وہ زک کہ جس سے بول گئے اپنے ذرا بے چ…

وہ چین کہ جس سے چین بجبین گو عدو ہون سب
اور گو ہون … ہے غیر مقلد بھی خشمگی…

احقاق حق مین شورش ناحق کا کیا ہی ذر
ہون خاک اگرچہ جل … [illegible]

بے فہم جو حدیث کے لفظون کو رٹتے تھے
لڑتے تھے اہل فقہ سے …

لیکن اب اس کتاب سے انکی وہ گت بنی
ہون ہان کی جا نکلتا ہی …

پس رکھدیے انھون نے سب اوزار لڑنے کے
تیر و کمان و تیغ و سنان …

چھپنے سے اسکے ہو گیا محفوظ اور مصون
ایمان مومنات اور اسلام مسلمین

طبل و علم دوات و قلم لشکر رقم
اور شہسوار اسکے مصنف ہین نکتہ بین

وہ نکتہ بین کہ مولوی احمد علی ہی نام
قاری ہین اور حافظ قرآن بھی بالیقین

خون جگر سے سینچ کے اسکو بنایا باغ
اور خوبیان بہار کی بھی اس کو خوب …

ہر سطر سنبل اسکی ہی ہر حرف یاسمن
ہر نقطہ اسکا غنچہ ہی ہر لفظ یاسمی…

یا اسکو موتیون کا سمندر بنا دیا
معنی ہی آب و تاب تو مبنی دُر ثمین

اور جب قلم علم کیا اس شہسوار نے
شل ہوا ہوا ہوئی فوج معاندین

اور لی جو دست علم مین تیغ مناظرہ
خون عدو سے آئی نظر لالہ گون زمین

تفسیر اور حدیث کا چمکایا آفتاب
اور علم عقل و نقل کا روشن مہ مبین

تفصیل سے دکھائے سب اسلام کے اصول
اور کھول کر بتائے سب اسرار علم دین

ہر طرح کی نکال دی اسمین چنین چنان
اب کیا کرے کوئی ولی اسمین چنان چنین

فہرست فوائد ومضامین نصر المقلدین فی جواب الظفر المبین

پہلے اس صحت نامے سے کتاب کو صحیح کرلین بعد اسکے مطالعہ کتاب سے لطف اٹھائین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۱۰	الطلبا	الطلباء	۱۴	۶	یہی	بھی	۲۰	۲	ہوتاہے	اُسے لیجاتاہی
۱۱	۸	لوتسمعوا	لم تسمعوا	״	۸	جیسے	جب سے	״	۵	سے انہین سے	مین سے
״	۹	انتھی رواہ	رواہ	״	۱۵	موثر	مؤید	״	۱۰	دینے والاہی	دیئے جاتاہی
۱۲	۸	الترمذی	البخاری	״	۱۶	کی	کے پاس	״	۱۱	عن	من
״	۱۲	ترمذی	بخاری	״	۱۷	کی	کی احادیث	״	۱۷	یَطہرُ	یُطَہَّرُ
״	۲۱	سب	سب کہ	״	۲۳	شَدَّ شَدَّ	شَدَّ شُدَّ	״	۴	یُنقّی	یُمحقی
۱۳	۱۴	لَتامُرُنَّ	لَتَامُرُونَ	۱۸	۴	وَالسِّعَابَ	وَالشِّعَابَ	״	۲۰	یُوٰی	یرٰی
״	״	وتنھون	ولتنھونّ	״	۷	(مومنین)	(مومنین) کو	״	۲۱	الانقاء	الاتقاء
״	برحاشیہ	صفحہ ۱۵	صفحہ ۱۵	״	۹	دَبغۃ	رِبقۃ	۲۲	۴	پھر	پر
۱۴	۱۷	کہ	مین کہ	״	۱۵	(یہ تقلید	(یعنی تقلید	״	۶	بظاہر	ہان بظاہر
״	۱۸	مسئلہ کو	مسالہ	״	״	(مذہب معین)	مذہب معین)	״	۱۰	احادیث	احادیث مین
۱۵	۱۳	خارج	خالی	״	۲۳	بھی ہین	بھی نہین	״	۱۲	تبع تابی	تبع تابعی پر
۱۶	۱۰	کراس	کیونکہ اس	۱۹	۱۸	ہوتاہی زیادہ	زیادہ ہوتاہی	۲۲	۵	امام بخاری پر	امام اعظم رح پر کسی نے
״	۱۰	العمل	النعل	״	۱۹	نضر	نَضَّر	״	۱۲	غیر مقلدین	غیر مقلدی
״	۲۳	تجبے	بنجے	۱۹	۲۰	فیبلغہ	فبلّغہ	۲۳	۵	ٹہرنے	پھرنے
۱۷	۴	[illegible]	کاہو	״	״	ادعی	اوعی	״	۱۲	اورجو	اور
״	۶	لپس	اور	״	۲۲	حافظ	پونہچانیوالا حافظ	۲۶	۷	لواستخلف	واستخلف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶	۱۰	حسابہٖ	حسابہٗ	۳۷	۱۰	دلیل کے	دلیل یعنی	۵۲	۱۳	العدول	العدول عنہ
۲۷	۷	اِنْ وَرَدَتْ	اَنْ وَرَدَتْ	۳۸	۳	شاہد	شواہد	″	۲۲	اسی	اسکواسی
″	۱۱	اسے	نیز	۳۹	۱۸	اوسکو	اسپر	۵۴	۳	مجتہد	مجتہد مراد
۲۸	۷	پانی سے	استعمال سے	۴۱	۱۱	کوئی	کسی	۵۵	۱۳	اَلّا اَیدرک	اِلّا ان یدرک
″	۸	تیل	تیل کے استعمال	۴۲	۳	مطلق	مطلق پر	″	۱۹	لَعَبَّر	یَعْبُرّ
″	۱۱	نص	نص مجمل	″	۹	کرچکا	ہوچکا	۵۶	۱۲	علماؤن	کہ عالمون
۲۹	۷	والجماعت	والجماعت ہی	″	۱۴	سوائین	اوران مین	″	۱۸	یقصد	بقصد
۳۰	۱۴	مَن ذمّ القیاس	مِن ذَمّ القیاس	″	۱۵	بناکر	رکھکر	۵۷	″	مین	مین نہین
″	۱۷	خیر	جزو	۴۳	۱۳	المعتمدۃ	المعتمد	″	۲۱	سے	ہے
۳۱	۳و۴	اوربیان کیا	اور درمیان	۴۴	۶	بقدر الحاجۃ انتھے	انتھے بقدر الحاجۃ	″	۲۳	اپنی	اپنی ہی
″	″	ان دونون کو	ان دونونکے	″	۱۹	ورنہ	اورنہ	۵۸	۱	اور	کفرہی ورنہ نہین
″	″	محققین اہل سنت	محققین اہل سنت	۴۵	۱۴	متیقن	متیقن	″	۲۲	لکفر	لکفر
″	″	والجماعت نے	والجماعت مین	″	۱۸	نمانی	عامی	۵۹	۱۵	بدانند	ندانند
″	۸	تینون	تینون مین	۴۷	۱	مَنْ اَطَاع	مِنَ الطَّاعۃ	۶۰	۲۲	اسکے مؤلف اور	مؤلف اور اسکے
″	۱۵	کیونکہ	کیونکہ اسکی	″	″	الرَّسُوْلَ	الرسولِ	۶۱	۲	دایک جانورہی	دایک جانور
۳۲	۱۷	کے واسطے	کو واسطے	″	۶	ایساہی	ایساہی ہے	″	″		کفتار نام ہے
″	۱۸	کرتا	نکرتا	۴۹	۱	مختصاً	مُختفیاً	″	″		عظیم البطن)
۳۳	۱۴	غرض ہے	غرض یہ ہی	″	۷	تابعداری	جو تابعداری	۶۲	۱۱	ہین	تھے
″	۱۵	ہدایت	ہدایت پر	″	۱۰	چھور دینا	چھوڑ دینا	۶۳	۵	وافر	وادفر
۳۴	۴	شخص	شیخ	″	۱۱	آمیہ	اُمیہ	۶۴	۱	بدظنی کی	بدظنی
۳۵	۳	تمرہے	تمرسے	″	۱۷	وَالحمل	والعمل	″	″	کردینا	کردینے
″	۲۲	او	اور	۵۱	۸	روح	زوج	″	۴	فرقے نئے	نئے فرقے
۳۶	۲	اعراض	اعتراض	۵۲	۱۲	ترجیم	ترجیح	″	″	ہین کا	کا ہین
۳۷	۱۰	جولوگ	جوکوئی	۵۳	۱	یَضُل	یَضل	۶۶	۴	ایسے	ان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦٦	١٣	ایساہی	ایساہی ہی	٧٣	١٤	تابعوہ	تابعوہ	٨٦	٢	کیا	رکھا
٦٧	١١	صاحب کے	صاحب	٧٥	٣	طرف	طرف ہونا	″	٩	مسائل کے	مسائل اور
″	١٤	حاصل	اسکا جواب	″	″	اربعہ	اربعہ کی	″	″	اوراحکام	احکام کے
٦٨	٥	اسی	اس	″	″	+	تقلید پر	٨٧	٤	بتوقیقہ	بتوفیقہ
″	١١	نے	نے امام الحرمین	٧٦	٣	توڑدے	نہ توڑدے	٨٨	١٢	کی	کیا
″	″		سے	″	٥	کسیکو سوای	کسی کو	٨٩	٨	مخالفت	ساتھہ اگر مخالفت
″	١٦	غنی	مستغنی	″	″	اسکے	+	″	٩	تو	تواب
٦٩	٥	دین کی	دین مین	″	١٦	اربعہ	اربعہ سے	″	١٢	ہوتی	ہوتی تھی
″	٨	انہون نے	اسنے	٧٧	٦	دوسری	ایک	″	″	چارا	چارہ
″	١٧	غیر متصور نہین	غیر متصور ہی	″	″	قد	وقد	″	١٦	نکرے	نکرو
٧٠	٦	نہوگی	نہوگا	″	٩	متواتر	تواتر	″	١٧	سویہ اور	اور یہ
″	٩	لکھا ہی	لکھا ہی لیکن	″	١٣	ہے	مین	٩٠	٢٠	انہونے	انہون نے
″	″		بسبب خوف	″	١٨	اوپر	اسپر	٩١	٥	امام	کہ امام
″	″		طول ہونے	٧٨	١١	الحرمین	الحرمین مین	٩٢	١٣	چارا	چارہ
″	″		کتاب کے آخر	″	١٤	اسکا	انکا	″	٢٣	کی ہی	+
٧١	″	ہوجائیگا	ہوچکا	″	٢٠	نہین	مرجح نہین	٩٤	٨	سمجھا	سمجھنا
٧٢	١٧	کلام	یہ کلام	٨٠	١	اجتہادیہ	احکام اجتہادیہ	″	١٣	عامی پر	عامی کو
″	٢٣	یعنی	یعنی فقہا کا	″	٣	جب	پر جب	٩٥	٩	مقلدین کی	+
″	″		قول ہے کہ	″	٦	ہی	ہی کہ	″	١٣	ہو	ہی
٧٣	١	اور واجب	ہے کہ واجب	″	١٤	کہ	اندکہ	٩٦	١٩	ولائل	دلائل
″	″	ہی تقلید ایک	کیا ہی انہون	٨١	٢٣	ہر	پھر	٩٧	١٧	مقر	مضر
″	″	کی	نے ایک امام	٨٢	١٠	جورد	مین جورد	٩٩	١٣	ورنہ	اورنہ
″	″		کی تقلید کو	″	″	کہتا گیا	لکھتا	″	٢٢	یہ	یہ کہ
	١١	لا یکلف	[illegible]	″	١٩	فہم	درفہم	١٠٠	٢١	ادنی	یہ ادنی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۰	برحاشیہ	جلد	چلا	۱۴۳	۸	حِفظِہما	حُفظہما	۲۰۲	۱	کبار	کبار کے
۱۰۱	۱۳	نے	کے کسی نے	〃	۲۲	را	راہ	〃	۱۰	خطا کرتا تھا	یخطئ
〃	۲۲	ہو چکا	گزر چکا	۱۴۷	۴	تال بیاکی	قبول رسوائی	۲۱۰	۱۸	کیونکر	کیونکہ
۱۰۳	برحاشیہ	جو راہ	جو یہ راہ	۱۴۸	۱۴	مصنفانہ	منصفانہ	〃	〃	ترمذی کی	ترمذی
۱۰۴	۵	بکشدہ	گم شدہ	۱۴۹	۹	نہین	ہین	۲۱۶	۶	آمین	لفظ آمین
۱۰۸	۱	بات	اس بات	۱۶۲	۱۱	ایک اور	ایک دو	〃	〃	اسمین	آیت مین
۱۱۴	۱۸	الہراسی	کیا الہراسی	۱۷۰	۶	پونہچتا	پونہچا	۲۲۲	۱۵	انس مالک	انس بن
〃	۱۹	ترصیح	ترصیع	۱۸۰	۱۵	بتلایا	بتلانا	〃	〃	〃	مالک
۱۲۰	۷	کے مسئلہ	کسی مسئلہ	۱۸۳	۹	حدیث پر	حدث پر	۲۲۳	۴	کا	کا ذکر
۱۲۲	۱۱	اس	یہ	۱۸۴	۶	اہل العلم	اہل العلم ور	〃	۱۷	علمامین	علماہین
۱۳۶	۶	یہ	یہ کہ	〃	〃	|	سا سابقا فی	۲۱۵	۳	مشتبہ	مشتّبہ
۱۴۱	۲۳	کہ	کہ مسائل	〃	〃	|	صفحہ ۱۹ و ۳۰	۲۳۱	۲۳	خاصکہ	خاصہ
〃	〃		مفتے بہا پر	〃	〃	|	فتذکرہ۔	۲۳۸	۱۷	مُعین	مَعِین
〃	〃		عمل ہے اور	〃	۲۰	غریب قسم	غریب مطلقا	۲۳۹	۲۲	ایز	ایذا
۱۴۲	۱	پر	پر باہم	〃	〃		قسم	۲۴۱	۳	حُکمِ	حِکَمِ
〃	〃		مستعمل ہین	۱۹۰	۱۱	اخفا	اخفیٰ	〃	۳	لطیفے کے	دانش کی
۱۴۳	۶	البخارین	المجادین	۲۰۱	۱	ہوا	ہوتا			حکم	عمدہ باتون

بقیۂ عبارات نصر المقلدین کہ قبل مطالعۂ کتاب اینہا را درست باید کرد

صفحہ ۱ سطر ۹ ابعد عبارت (برا کہتے ہین) کے اسلیے بدعتیون اور تبرائیون کی احادیث روایت کرنے سے محدثین پرہیز کرتے رہے اور شاگردون وغیرہ کو منع کرتے آئے ہین چنانچہ مسلم کے مقدمہ مین ہے وقال محمد سمعت علی بن شقیق یقول سمعت عبد اللہ بن المبارک یقول علی رؤس الناس دعوا حدیث عمرو بن ثابت فانہ کان یسب السلف انتہی یعنی کہا محمد بن عبد اللہ نے مین نے علی بن شقیق سے سنا کہ وہ کہتے تھے مین نے عبد اللہ بن مبارک سے سنا کہ وہ علی الاعلان کہتے تھے کہ عمرو بن ثابت کی حدیث کا لینا چھوڑ دو کیونکہ وہ بیشک سلف کو برا کہتا تھا انتہی

صفحہ ۳۸ سطر ۷ - بعد (بات ہی) کے - بلکہ ہم دور کیون جائین خود غیر مقلدین کے پیشوا قاضی شوکانی نے
اس حدیث سے بھی قیاس کا حجت ہونا تسلیم کیا ہی چنانچہ نیل المرام مین ہی جسکا یہ ترجمہ ہی کہ محمد بن علی الشوکانی
نے اپنے مختصر مین لکھا ہی کہ قیاس کا حجت ہونا معاذ رض کی حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہی جبکہ انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے یمن کا قاضی بناکر بھیجا تو پوچھا کہ کسطرح فیصلہ کروگے عرض کیا کتاب اللہ سے فرمایا اگر کتاب اللہ مین نہ ملے عرض کیا
سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اگر وہان بھی نہ ملے عرض کیا تو اپنی رای سے اجتہاد کرونگا اور اس حدیث
کے راوی اور طرق ہمنے ایک جگہ مستقل طور سے بیان کردیے ہین انتہی اس سے حدیث کی صحت کا پتا بھی لگتا ہی
صفحہ ۱۵ سطر ۱ - بعد (نہین کیا) کے - لیکن معلوم رہے کہ سینے سے نیچے اور ناف کے اوپر کے بارے مین کوئی حدیث
مرفوع و موقوف و اثر نہین پایا گیا بلکہ وہی صدر والی حدیث سے کہ جو متروک العمل ہی یہ مراد لیتے ہین دیگر یہ کہ
صدر والی حدیث کے معارض خود حضرت وائل سے یہ حدیث منقول ہی جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ مین ہی حدثنا
وکیع عن موسی بن عمیر عن علقمۃ بن وائل بن حجر عن ابیہ قال رأیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم وضع یمینہ علی شمالہ
فی الصلوۃ تحت السرۃ انتہی یعنی حضرت وائل بن حجر فرماتے ہین کہ مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپنے نماز مین
دایان ہاتھہ بائین ہاتھہ پر ناف کے نیچے رکھا ہی صفحہ ۷۰ سطر ۱۰ - بعد (لکھا ہی) کے - لیکن بسبب خوف طول
ہونے کتاب کے انکے اسی مضمون ہی یہان اکتفا کیا گیا صفحہ ۹۲ سطر ۱۸ - بعد (انتہی) کے یعنی جان لے کہ
بیشک اختلاف مذاہب کا اس دین مین بڑی نعمت اور بڑی فضیلت ہی اور اسمین باریک بھید ہی کہ جسکو عالمون
نے جان لیا ہی اور جاہل اس سے اندھے ہوگئے ہین یہانتک کہ مین نے بعض جاہلون کو یہ کہتے ہوئے سنا ہی (مثل
غیر مقلدین زمانہ حال) کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تو ایک شریعت ہی لائے تھے تو پھر یہ چارون مذہب کہانسے آئے
صفحہ ۱۳۵ سطر ۲۰ - بعد (ہونگے) کے شبہ کچھ مقصود اس سے اکثر مجتہدین کا اتباع ہے پس اس صورت مین اگر
ایک مسالہ مین اکثر مجتہد ہین مثلاً ایک طرف امام مالک و امام شافعی و امام احمد و اسحق و سفیان رح ہین اور ایک طرف
امام ابو حنیفہ رح ہین تو بموجب حدیث بالا چاہیے کہ اس مسالہ مین امام ابو حنیفہ کے قول کی تقلید چھوڑ کر دیگر
اکثر ائمہ کی تقلید کیجائے حالانکہ حنفیہ باوجود اسکے اپنے امام کے قول کی تقلید پر رہتے ہین جواب اس شبہہ کا
کئی طرح ہی اول تو یہ کہ ہمارے امام کسی مسالہ مین متفرد نہین بلکہ امام کے ساتھہ انکے خاص تلامذہ کبار کہ
جو درجہ اجتہاد پر پہونچ چکے تھے شریک ہین اور اگر کہین بظاہر مخالف ہین تو اول یہ بات بصفحہ ۱۴۱ تلامذہ
امام سے مصرح گذر چکی ہی کہ ہمنے کہین امام کی مخالفت نہین کی بلکہ بعض روایات مرجوعہ امام کو ترجیح دیگئی ہی
دوم ایسے مسائل مین دیگر ائمہ تابعین وغیرہ شریک ہین اور بصفحہ ۱۴۵ - یہ بات ثابت کردیگئی ہے کہ امام کا مذہب
شوری سے بنا ہے یہ بات کسی امام کو میسر نہین ہوئی اور اکثر تو سفیان ثوری و اہل کوفہ امام کے متفق ہوتے ہین

الا نادرا اس صورت مین اکثر مجتہدین ادھر بھی ہوے دوم باعتبار اتباع و مقلدین کے بھی امام کے متبع نسبت دیگر ایمہ اکثر
ہین حتی کہ ملا علی قاریؒ سے فضائل امام مین نقل کیا گیا ہی کہ مسلمانون مین دو ثلث حنفی ہین اور ایک ثلث مین باقی
مذاہب والے اور مجدد الف ثانی رح نے فرمایا ہی کہ سواد اعظم امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ حنفی مذہب ہی
پس اس صورت مین علی رغم المنکرین چاہیے کہ حنفی مذہب کی تقلید کیجائے نہ دیگر مذاہب کی کیونکہ سواد اعظم اسی ہی
فانظر کیف صار الامر بالعکس سوم اصل تحقیق امر یہ ہی کہ یہ شبہہ نرا مغالطہ ہی کیونکہ سواد اعظم امت کا اسطور مجمع
اور متفق نہین ہی کہ جدہر زیادہ مجتہد ہون اسپر عمل کیا جائے بلکہ جمہور علما کا مسائل فرعیہ مین اسپر اتفاق ہی کہ یہ چارون
مذاہب مقبولہ و مسلمہ اہل سنت ہین ان چارون سے خروج نہین چاہیے اور ہر مقلد اپنے امام کے مذہب کا متبع رہے
گو اسکا امام کسی مسالہ مین دیگر ایمہ سے متفرد ہو پس اس صورت مین امام کا متفرد ہونا اتباع سواد اعظم سے نہین نکالتا
بلکہ یہ عین اتباع سواد اعظم ہے کما قلنا فافہم فانہ دقیق صفحہ ۱۴۸ سطر ۹ - بعد (اہل العلم) کے - ومر مناسا نقل
تحقیقہ فی صفحہ ۱۹ و ۲۰ تذکرہ - صفحہ ۲۴۱ - بجای لفظ انتہی مندرجہ سطر ۵ اِمَامًا صَارَ فِی الْاِسْلَامِ نُوْرًا +
اَمِیْنًا لِّلرَّسُوْلِ وَ لِلْخَلِیْفَہ ؛ یعنی تمامی اسلامی دنیا مین حضرت امام اعظم مثل نور کے پھیل گئے + اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے امانت دار اور وارث علم کے اور خلفای راشدین کے ہوے وَ کَانَ لِسَانُہٗ عَنْ کُلِّ اِفْکٍ +
وَمَا زَالَتْ جَوَارِحُہٗ عَفِیْفَہ + یعنی آپ نے محفوظ رکھا اپنی زبان کو ہر طرح کے افترا اور جھوٹ بولنے سے اور
الزام کیا صحیح روایت بیان کرنے کا + اور کل اعضا آپ کے ہمیشہ خطا اور گناہ کے کامون سے بچتے رہے +
یَعُفُّ عَنِ الْمَحَارِمِ وَالْمَلَاهِیْ • وَمَرْضَاۃُ الْاِلٰہِ لَہُ الْوَظِیْفَہ ؛ یعنی آپ تمام منہیات اور لہو ولعب کی
غیر مشروع چیزون سے باز رہتے تھے اور پرہیز کرتے تھے + اور حق تعالی کے مرضیات اور پسندیدہ باتون کا
آپ کو وظیفہ تہا اور ہمیشہ امور خیر مین آپ مصروف رہتے تھے + وَکَعِنَّۃُ رَبِّنَا اَعْدَادَ رَمْلٍ + عَلٰی مَنْ
رَدَّ قَوْلَ اَبِیْ حَنِیْفَہ + یعنی ہمارے پروردگار کی طرف سے بقدر شمار کنکر پتھر کے نفرین اور پھٹکار ہوا ون
لوگون پر جو امام صاحب کی روایت کا انکار کرتے ہین اور اون کے اقوال کا رد لکھتے ہین انتہی یہ اخیر شعر
تو حضرت عبد اللہ بن مبارک واضح ابو عبد الرحمن حنظلی خوارزمی نے جو بڑے محدث اور فقیہ امام صاحب
کے شاگرد رشید تھے آج کل کے غیر مقلدون اور لامذہبون کے حق مین جو امام صاحب پر طعن کرتے ہین
اور فقہ حنفی کو خلاف حدیث کے جانتے ہین من قبیل کرامت بطور پیشین گوئی کے فرمایا ہے جس کو گیارہ سو
برس سے زیادہ زمانہ گذرا پس افسوس صد افسوس کہ باوجود مصداق ہونے اس پیشین گوئی اور باوصف
ملاحظہ کرنے اس اعظم کرامت کے پھر بھی امام اعظم کی حقیت اور تابعیت کو نہین مانتے ہین اور [illegible] روایات
فقہیہ کو قرآن و حدیث کے مخالف جانتے ہین سچ ہے کسیکہ بخت گلیمش سیاہ بافتہ اند + بآب کوثر و زمزم سفید نتوان کرد +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد وافر اوس کریم معبود کو کہ جسنے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور پھر تاجِ علم پہنا کر تختِ اعلیٰ درجات پر بٹھایا اور شکر متکاثر اوس رحیم ودود کو کہ جسنے فرقۂ اہل سنت وجماعت کو فرقۂ ناجیہ بنا کر مصداق آیۂ کذالک جعلنٰکم اُمّۃً وّسطاً لتکونوا شہدآء علی النّاس کا ٹھیرایا اور مخاطب آیۂ کنتم خیر اُمّۃٍ اُخرجت للنّاس کا بنایا اور ورطۂ ضلالتِ مذاہبِ باطلہ سے بچا کر راہ مستقیم پر چلایا اور درود غیر محدود سیدنا ونبینا وشفیعنا خاتم الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر کہ جنکے باعث فوج فوج بیماران امراض کفر وشرک وجہل نے داروی ایمان واسلام سے شفا حاصل کی اور رحمت کاملہ اونکی آل اطہار وصحابۂ کبار وصغار پر کہ جنسے دین محمدی تمام جہان میں پھیل کر جلوہ افروز ہوا اور رضوان وافرہ اونکے تابعین وتبع تابعین اور مجتہدین صالحین خصوصاً ائمۂ اربعہ پر کہ جنھوں نے دین نبوی سیکھا اور سکھایا اور اوسکے قیام کیواسطے عمرین صرف کین اور ایسے اصول وقواعد مضبوط کر دیئے کہ جو متاخرین کے لیے شریعت پر تمسک کرنے کو عمدہ ذریعہ اور عروۃ الوثقی ہین رضوان اللہ علیہم اجمعین **امّا بعد** کمترین ہیچمدان خادم العلماء والطلبا خاکسار حنفی جلیلی احمد علی غفر اللہ لہ ولوالدیہ متوطن کالہ افغانان متعلق قصبۂ بٹالہ ملک پنجاب حال وارد شہر دہلی خدمت مین برادران مومنین کرام عرض کرتا ہی کہ بہتر زمانہ وہ تھا جسکے بہتر ہونیکی خبر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اور وہ زمانہ تبع تابعین تک ہے بعد اوسکے بمقتضای بعد زمانہ ہر قسم کے لوگ پیدا ہوئے اور جادۂ سنت وجماعت

چھوڑکر بہت سے فرقے ہوگئے اور یونًا فیونًا ترقی مذاہب باطلہ کی ہوتی رہی یہانتک کہ جو پیشین گوئیان آنحضرت صلعم
کی تھین ظہور مین آنی شروع ہوئین اور قرب قیامت کے آثار جو آنحضرت صلعم نے فرمائے تھے مثل آفتاب نیمروز کے
جلوہ گر ہونے لگے اور وہ پیشین گوئیان یہ ہین پہلی ١ حدیث عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا یَنْتَزِعُہٗ مِنَ
الْعِبَادِ وَلٰکِنْ یَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یُبْقِ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُھَّالًا
فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ روایت ہی عبد اللہ بیٹے عمرو بیٹے عاص سے
کہ کہا اوسنے سنا مینے رسول خدا صلعم سے کہ فرماتے تھے بیشک اللہ تعالیٰ علم کو قبض نہین کریگا اسطرح کہ اوسکو
بندون کے سینون سے نکال لے مگر اسطرح کہ عالمون کی روحین قبض کرلیگا (یعنی اونکا انتقال ہوجائیگا) یہانتک کہ
جب کسی عالم کو (یعنے جو متصف باوصاف حمیدہ ہو) نہ چھوڑیگا تو بنالینگے لوگ جاہلون کو سردار اور پیشوا
پس اون جاہلون سے مسائل پوچھے جاوینگے تو وہ فتوی بغیر علم کے دینگے (یعنے موافق خواہش نفس کے) سو وہ خود
بھی گمراہ ہونگے اور جنکو بتائینگے گمراہ کرینگے روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے دوسری ٢ حدیث عَنْ
اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ اَنْ یُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَیَثْبُتَ الْجَھْلُ وَیُشْرَبَ
الْخَمْرُ وَیَظْھَرُ الزِّنَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ روایت ہی حضرت انس رض سے کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول خدا صلعم نے
کہ بعض علامات قیامت سے یہ ہی کہ علم جاتا رہیگا اور جہل رہجائیگا اور شراب خوری ہوگی اور زنا کا چرچا بہت ہوگا
روایت کیا اسکو بخاری نے تیسری ٣ حدیث عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اِذَا اتُّخِذَ الْفَیْءُ دُوَلًا وَالْاَمَانَۃُ مَغْنَمًا وَالزَّکٰوۃُ مَغْرَمًا وَتُعُلِّمَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ
اِمْرَاَتَہٗ وَعَقَّ اُمَّہٗ وَاَدْنٰی صَدِیْقَہٗ وَاَقْصٰی اَبَاہُ وَظَھَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِیْلَۃَ
فَاسِقُھُمْ وَکَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَھُمْ وَاُکْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَۃَ شَرِّہٖ وَظَھَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ
وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَوَّلَھَا فَلْیَرْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِکَ رِیْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَۃً
وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَاٰیَاتٍ تَتَابَعُ کَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْکُہٗ فَتَتَابَعَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ
روایت ہی ابوہریرہ رض سے کہا اونھون نے فرمایا رسول خدا صلعم نے جسوقت بنایا جاوے مال غنیمت کا
دولت (یعنے اپنے غرج مین لایا جاوے اور اوسکے مستحقین کو نہ دیا جاوے) اور غیر دین کے لیے علم سیکھا جاوے
اور تابعداری کرے مرد اپنی عورت کی اور اپنی والدہ کی نافرمانی کرے اور قریب کرے اپنے دوست کو اور

١ بخاری مطبع احمدی ١٢ جلد اول صفحہ [illegible]
٢ بخاری مطبع احمدی ١٢ جلد اول صفحہ [illegible]
٣ جلد ثانی صفحہ [illegible] ترمذی مطبع احمدی ١٢

دور کرے اپنے باپ کو اور ظاہر ہو مساجد مین شور اور غل اور بدکار قبیلہ کا سردار ہو اور معتبر قوم کا وہ ہو جو
سب سے رذیل ہی اور مرد کی تعظیم اوسکی شرارت کے خوف سے ہو اور نکل آئین ناچنے والی عورتین اور سرود اور پیجاوین
خمر ہین اور لعنت کرے آخر اس امت کا اول امت کو (یعنے طعن کرین پچھلے لوگ اس امت کے اونپر جو
انسے پہلے گذر گئے ہین) پس انتظار کرو اوسوقت سرخ ہوا اور بھونچال کا اور زمین مین بعض لوگونکا دھنس جانا
اور بعض کی شکلین مسخ ہو جانا اور بعض پر آسمان سے پتھر برسنا اور علامتین پے درپے شروع ہونی جیسے کہ پرانی لڑیکا
تاگا ٹوٹ جائے تو اوس لڑی کے دانے جلد ایک دوسرے کے پیچھے ہو کر نکل جاتے ہین (یعنے علامات قیامت بہت
جلد ظاہر ہو جائینگے) یہ چوتھی حدیث عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَكُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَاْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا
اٰبَاؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ انتهى رَوَاهُ مُسْلِمٌ روایت ہی ابو ہریرہ رض سے
کہ کہتے تھے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اخیر زمانہ مین دجال اور جھوٹھے پیدا ہونگے کہ لائینگے تمھارے پاس
وہ حدیثین کہ نہ تمنے سنے ہونگی اور نہ تمھارے باپ دادون نے پس اونسے بچو اور اونکو اپنے سے بچاؤ ایسا نہو کہ وہ تمھین
گمراہ کرین اور فتنہ مین ڈالین انتہی روایت کیا اسکو مسلم نے **فائدہ** پس جب یہ پیشین گوئیان آنحضرت
صلعم کی معلوم ہو چکین تو اب دیکھنا چاہیے کہ اکثر علامات ظاہر ہوتے جاتے ہین مثلاً امانت مین خیانت زکوۃ کا نہ دینا
غیر دین کے واسطے علم پڑھنا عورتون کی تابعداری کرنا والدین کی نافرمانی مسجدونمین بلند آوازسے جھگڑنا ناچ
سرود وغیرہ ہونا کثرت شراب خواری اور زنا اور لعنت کرنا متقدمین پر یعنی اونکو برا کہنا اور اونکی تابعداری کو
خلاف تابعداری شریعت سمجھکر برا کہنا اور اونکی برائیان تلاش کرنا اور اونکو مخالف قرآن و حدیث کے
سمجھنا اور جو اونکے طریقہ پر چلے مشرک و گمراہ کہنا چنانچہ آجکل ایسے دین کی برائیان لکھی جاتی ہین ائمہ اربعہ کے مقلدین
کثرہم اللہ کو باعث اونکی تقلید کے کہ وہ فی الحقیقت تقلید خدا اور رسول کی ہی مشرک کہا جاتا ہی جیساکہ رافضی
خذلہم اللہ صحابہ کرام کو برا کہتے ہین اور اکثر عالمون دیندارون کا انتقال کر جانا اور اکثر جاہلون کا کہ چند احادیث کے
ترجمہ دیکھ لیے ہین خطاب محدثین عاملین بالحدیث کا پاکر جہل کا پھیلانا چنانچہ یہی حال ہی اس فرقہ جدیدہ کا جو
تھوڑے عرصہ سے ہمارے ملک مین پیدا ہوا ہی کہ اوسکے لوگ علوم اسلامیہ کو کہ جو قرون متطاولہ سے اہل اسلام
مین رائج ہین اور جنکے ذریعہ سے ہمیشہ اہل سنت و جماعت مخالفین کا رد کرتے آئے ہین مثل اصول و فقہ و کلام و بلاغت
وغیرہ کے شب و روز مٹانا چاہتے ہین اور سلف صالحین کو ہدف سہام ملامت بناتے ہین اور عوام الناس کو

اونکے طریقہ سے پھرا کر اپنی تقلید کی طرف رجوع کراتے ہین اور اونکے دلونمین طرح طرح کے شکوک ڈال کر
ایمۂ دین سے پھراتے ہین اور خود گمراہ ہوکر اونکو بھی گمراہ کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ایمہ کی تقلید کا کہین ثبوت
نہین ہان تم لوگ آجکل کے علما کی تقلید کرو کیونکہ انکی تقلید فرض ہے اور یہ بات اس پیرایہ مین کہتے ہین کہ عمل
حدیث وقرآن پر کرو جسکو ہم سمجھین اور اب زمانہ بہتر ہے اور علم کا چرچا زیادہ ہے حالانکہ یہ بات بالکل عقل و
نقل کے خلاف ہے کیونکہ کل یوم ابتر کی حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ ہر پچھلا زمانہ پہلے زمانہ سے بدتر ہے اور وہ
حدیث[١] یہ ہے عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ قَالَ اَتَیْنَا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا اِلَیْهِ مَا یَلْقَوْنَ
مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ اصْبِرُوْا فَاِنَّهٗ لَا یَاْتِیْ عَلَیْكُمْ زَمَانٌ اِلَّا الَّذِیْ بَعْدَهٗ شَرٌّ مِّنْهُ حَتّٰی تَلْقَوْا
رَبَّكُمْ سَمِعْتُهٗ مِنْ نَّبِیِّكُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ انتہی روایت ہے زبیر
بیٹے عدی سے کہا اونسے آئے ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت مین پھر شکایت کی ہمنے اونسے اوس
تکلیف کی کہ پائی تھی لوگون نے حجاج سے سو فرمایا حضرت انس رض نے صبر کرو کیونکہ نہین آویگا تم پر کوئی زمانہ
مگر جو اوسکے بعد ہوگا برا ہوگا یہانتک کہ تم اپنے خدا سے ملوگے سنا مینے اس حدیث کو تمھارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے انتہی اور عقل سلیم بھی اسطرف مائل ہے اور زبان زد خاص وعام
بھی یہی بات ہے کہ جو لوگ متقدمین تھے وہ بہ نسبت ہم لوگون کے ہزار درجہ علم اور عمل وتقوی مین اچھے تھے مگر
اس بات کی تمیز ہر شخص نہین رکھتا اسلیے اونکے دھوکے مین آجاتے ہین کہ یہ لوگ حدیثین سناتے ہین اور ہر وقت
قال اللہ قال الرسول اور دعوی عمل بالحدیث کا کرتے ہین اور یہ خیال نہین کرتے کہ یہ حدیثین اور کتابین اول
بھی موجود تھین کچھ نئی نہین ہین اونکے مطلب وہ لوگ خوب سمجھتے تھے اور اونکے عہد مین کوئی فتنہ وفساد
نہ تھا لیکن جب کج فہم پیدا ہوے وَاِعْجَابُ كُلِّ ذِیْ رَاْیٍ بِرَاْیِهٖ کا زمانہ آیا تو فساد اوٹھا پس ایک گروہ کہ جو
درحقیقت مخرب دین ہے بہ گمان فاسد مصلح دین اپنے تئین سمجھتے ہین جیسا کہ منافق باوجودیکہ مخرب تھے
اپنے تئین مصلح جانتے تھے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا
نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ۝ اور جب اونکو کہا جاتا ہے کہ تم
زمین مین فساد نہ پھیلاؤ تو جواب مین کہتے ہین ہم تو اصلاح کرنیوالے ہین خبردار ہو تم سب بیشک وہ
فسادی ہین لیکن اپنے فساد سے بیخبر ہین ۔ چنانچہ اسی قسم کے مخادعات ومتعالطات کا ایک رسالہ
مسمے بالظفر المبین شائع ہوا ہے جس مین مولف نے ایمۂ سلف خصوصاً حضرت امام اعظم مجتہد اقدم ابو حنیفہ

[١] بخاری جلد ثانی صفحہ ۱۰۴۸ مطبوعہ احمدی ۱۲۷۰

نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ وعن تابعیہ پر طرح طرح کے طعن کیے ہین اور اپنی طرف سے کوئی دقیقہ افکی برائیمین
فروگذاشت نہین کیا اور جابجا اونکو مخالف قرآن وحدیث کا کیا ہی او رعوام مقلدین کو متعدد طریقون
سے دھوکا دیا ہی جنکا اظہار انشاء اللہ بخوبی ہو جائیگا مقام غور ہی کہ جو شخص قرآن وحدیث کا عمداً اخلاف
کریگا تو وہ اہل اسلام مین بھی نہ شمار ہوگا چہ جائیکہ ملقب بامام اعظم ہو اور اوسکے مذہب کا شہرہ اور عمل بردیار و
امصار مین ہو پھر باوجود ان امور بدیہۃ البطلان کے یہ فرقہ محدثہ جانتا ہی کہ ہم اچھا کرتے ہین اور لوگون کو راہ راست
کیطرف بلاتے ہین اور یہ اب تک معلوم نہین کہ اس قسم کی باتین اونکے لیے باعث اسلام سے خارج ہونے کی ہین اور
فرقہ روافض وخوارج مین کہ وہ طعن صحابہ مین مبتلا ہین داخل کرنیوالے ہین پس جب انکا یہ حال ہو تو لازم ہی
مقلدین ائمہ اربعہ پر کہ ائمہ صالحین کی حمایت کرین کیونکہ اونکی حمایت عین حمایت دین ہی اور عمل حکم
نبوی پر ہی عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِیِّ صلعم مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِیْہِ رَدَّ اللّٰہُ عَنْ وَجْہِہِ النَّارَ
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ روایت ہی ابودردا رضی اللہ عنہ سے وہ آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہین
کہ جس شخص نے اپنے بھائی سے اوسکی برائی کو (یعنے وہ جو لوگ اسمین پیدا کرتے تھے) دور کیا تو اللہ تعالے
اوسکے منھ سے آگ کو دن قیامت کے دور کریگا روایت کیا اسکو ترمذی نے انتہی اور ان لوگونکو امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کرنا ضرور ہی عَنْ حُذَیْفَۃَ بْنِ الْیَمَانِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِی
نَفْسِی بِیَدِہٖ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ وَلَیُوْشِکَنَّ اللّٰہُ اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ
عَذَابًا مِّنْہُ فَتَدْعُوْنَہٗ فَلَا یُسْتَجَابُ لَکُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ انتہی روایت ہی حذیفہ بن یمان سے
وہ روایت کرتے ہین نبی صلعم سے کہ فرماتے تھے قسم ہی اوس ذات کی جسکے قبضہ مین میری جان ہی ضرور
امر کرتے رہو تم اچھے کامون کا اور منع کرتے رہو برے کامون سے ورنہ قریب ہی کہ بھیجے اللہ تعالے تم پر عذاب اپنی
طرف سے پھر تم دعا مانگوگے تو قبول نہ کیجاویگی روایت کیا اسکو ترمذی نے انتہی وَعَنْ طَارِقِ
ابْنِ شِھَابٍ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدَّمَ الْخُطْبَۃَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ مَرْوَانُ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ
لِمَرْوَانَ خَالَفْتَ السُّنَّۃَ فَقَالَ یَا فُلَانُ تُرِکَ مَا ھُنَالِکَ فَقَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ اَمَّا ھٰذَا
فَقَدْ قَضٰی مَا عَلَیْہِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم یَقُوْلُ مَنْ رَاٰی مُنْکَرًا فَلْیُنْکِرْہُ بِیَدِہٖ
وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ
رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ انتہی اور روایت ہی طارق بیٹے شہاب سے کہا اوسنے پہلے جسنے مقدم کیا

خطبہ کو اول نماز کے (یعنے عید کے) مروان تھا پس کھڑا ہوا ایک شخص اور کہا مروان سے تو نے
سنت کا خلاف کیا (یعنے خطبہ بعد نماز عید کے سنت ہے نہ قبل اسکے) کہا مروان نے کہ اے فلان شخص وہ
بات جو کہ پہلے اس موقع پر ہوتی تھی اب متروک ہو گئی پس کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے لیکن اس شخص نے
(یعنے جسنے مروان کو منع کیا تھا) بیشک پوری کر دی وہ بات کہ اوس پر اوسکا کرنا ضروری تھا (یعنے
نہی عن المنکر) سنا مینے رسول خدا صلعم سے کہ فرماتے تھے جو شخص دیکھے دوسرے مین بری بات کو پس چاہیے
کہ ہٹا دے اوسکو ہاتھ سے اور جو اسکی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے منع کر دے اور جو اسکی طاقت بھی نہ رکھتا ہو
تو دل سے اوسکو برا جانے اور یہ بہت ہی ضعیف ایمان ہے روایت کیا اسکو ترمذی نے انتہی اور راقم نے
جب سالہ مذکور کو وطن مین دیکھا تو بموجب احادیث مرقومہ بالا کے جواب لکھنا شروع کیا چنانچہ دو تین مسئلونکا
جواب مختصر اوسمین لکھا اور پھر دہلی مین آکر اسکا خیال ہوا اور بعد ترغیب بعض احباب کے اور زیادہ شوق ہوا
چونکہ اس امر کے واسطے جمیع کتب مسطورہ رسالہ مذکور مع شئ زائد موجود ہونے چاہیے اور فرصت بھی وسعت کے
ساتھ ہو اور یہ امور دہلی مین بباعث اشتغال تحصیل علم طب وغیرہ میسر نہ تھے اسلیے یہ خیال ہوا کہ جواب
بعض مسائل کا خاص کر تقلید کا مسئلہ جو اہم مقصود ہے اور دار و مدار سب مسائل کا اسی پر ہے دینا ضرور ہے اسطرح
قیاس کا جواب اور آمین بالجہر کا جواب لکھا گیا اور آخر مین کچھ مناقب امام صاحب کے او ضروری امر پر ختم
کر دینا مناسب سمجھا اور عبارت ظفر المبین کی حاشیہ پر لکھی گئی ہے اور نام اس رسالہ کا نصر المقلدین فی جواب
الظفر المبین رکھا انشاء اللہ اہل انصاف وصاحب فراست خداداد جبکہ بنظر انصاف دیکھینگے تو حق کو
باطل سے ممتاز کر لینگے اور باقی اعتراضات کو اسی پر قیاس کر لین اور ہر مسئلہ کی تحقیق وجواب کتاب
فتح المبین اور نصرۃ المجتہدین کہ یہ دونو کتابین بھی اسکے جواب مین چھپ چکی ہین مذکور ہین اگرچہ مسئلہ
تقلید کا ہر دو کتاب مین بلکہ ایک مین تو مفقود اور دوسرے مین مختصر تھا اسواسطے اسمین یہ مسئلہ کو
بوضاحت تمام بقدر اپنے حوصلہ وعلم کے لکھا گیا جسکو اہل علم منصف دیکھکر سمجھ لینگے اور نامنصفون
متعصبون کا جو اپنی بات پر جمے ہوے ہین گو اونکے مقابل مین براہین قاطعہ وحجج ساطعہ پیش کیجائین کوئی
علاج نہین اونکو ہم سپرد بخدا کرکے یہ آیت پڑھکر خاموش ہو رہتے ہین مَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ
لَهٗ جسے خدا گمراہ کرے اوسکا کوئی رہبر نہین اور راقم نے اس سے سواے طلب ثواب کے اور کچھ ارادہ نہین کیا
اور یہ غرض ہے کہ جاہل لوگ بیچارے اپنے دین کے حق مین برے اعتقاد سے بچین اور آجکل خوبیان

اور اوصاف ایمہ کے بیان کرنے اور اونکو شائع کرنا ایسا ہی جیسا کہ رافضیون اور خارجیون کے وقت مین صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مناقب منبرون پر پڑھکر سنائے جاتے تھے اسیواسطے ابتک تو ارث علمای اہل سنت وجماعت کا ہی کہ خطبے مین خلفای اربعہ وعشرہ مبشرہ واہل بیت کا ذکر برابر کیا جاتا ہی اور امید منصف مزاج علما سے یہ ہی کہ جہان کہین بباعث خطای بشریت خطای واقعی سرزد ہوئی ہو اوسکو دامن عفو سے چھپائین یا بطور خیر خواہی اطلاع دین اور جو صاحب اسکا جواب لکھنا چاہین اونکو ان باتون کا لحاظ ضرور چاہیے **اول** تو داب مناظرہ کا لحاظ رہے **دوسرے** کلمات ناشایستہ سے بچین **تیسرے** جو بات اونکے مخالف ہو اوسکا جواب بتفصیل لکھین اور باقی کو صراحۃً تسلیم کرین اور ایسا نکرین کہ قدیمی طور پر اول آخر کا لحاظ نکرکے رد وقدح شروع کرین ورنہ قابل خطاب وجواب نہو گا کہ رحم اللہ علینا وعلی جمیع المومنین۔ وہا انا اشرع فی المقصود بتوفیق ربی الودود

واضح ہو کہ اولاً اوس رسالہ مذکور کا جواب مختصراً واجمالاً گوش گذار کرتا ہون اور بعض مغالطون کا جواب تفصیلاً بھی دیا جائیگا۔ پس معلوم ہو کہ اسمین جو جو مغالطے ذکر کیے ہین اور اونکو مقلدین کے ذمے لگایا ہی اکثر افترای محض ہین اور اس بات کا مولف خود بھی بزبان حال مقر ہی اسطرح پر کہ اور سب مسائل جو ذکر کیے ہین اونکو بقید کتاب اور صفحے کے نشان کے ذکر کیا ہی اور یہ مغالطات اس قید سے خارج ہین اور زبان حال اوسکی کہہ رہی ہی کہ یہ مغالطے کسی کتاب حنفیہ مین نہین یہ ہمارے بناوٹی مغالطے ہین اور باقی مسائل کا یہ جواب ہی کہ اکثر جگہ مطلب عبارت فقہا کا نہین سمجھا اور بعض جگہ ترجمہ موافق مین تصرف کر دیا اور بعض دلائل نقلیہ مین مطلب کی بات کو لیا اور جو اوسکے مخالف تھی چھوڑ دیا اور بعض مسائل فقہیہ جو غیر مفتی بہ تھے اونکو مفتی بہ ٹھہرایا جیسا کہ اکثر کتب احادیث مین ضعیف اور موضوع اور واہی حدیثین موجود ہین مگر اونمین معاذ اللہ نہ قصور آنحضرت صلعم کا ہی کیونکہ آنحضرت صلعم سے بطور صحت ثابت نہین اور نہ محدثین کا کیونکہ وہ اونکے عامل نہین اور بعض جگہ جو حدیثین کہ امام نے اون سے تمسک نہین کیا تھا اور وہ اونکے نزدیک غیر معمول بہا تھین اونکا ذکر کیا اور جو احادیث متمسکہ امام تھین اونکو ذکر نہین کیا چنانچہ اس قسم کے دھوکون کا حال بعض جگہ انشاء اللہ تعالی بخوبی ظاہر ہو جائیگا۔ واللہ الموفق **قوله** - ایک مغالطہ یہ ہی کہتے ہین کہ فقہ پر چلنا فرض ہی اور حدیث پر چلنا جائز نہین آہ **اقول** وباللہ التوفیق یہ اول مغالطہ ہی

کہ اس قول سے کہ مقلدین کہتے ہین حدیث پر چلنا جائز نہین کیا غرض ہی اگر یہ ہی کہ کسیکو حدیث پر چلنا جائز نہین خواہ وہ مجتہد ہو یا غیر مجتہد تو یہ کھلا ہوا بہتان و افترا ہی جسکی ممانعت شارع سے ثابت ہی کوئی اہل علم اسکا قائل نہین بلکہ جسکو ادنی شعور اسلام ہی وہ بھی اسکا مجوز نہوگا اور اگر یہ غرض ہی کہ عامی شخص کو یعنی جسکو ملکہ کسی قسم کی اجتہاد کا نہین اوسکو مسائل مجتہد فیہا مین حدیث پر چلنا جائز نہین بلکہ اسکو قول مجتہد کی طرف رجوع کرنا چاہیے تو یہ بات واقعی ہی اسواسطے کہ مسائل مجتہد فیہا کا یعنی وہ مسائل کہ بدلائل قطعیہ ثابت نہون اور اونمین اجتہاد کو دخل ہو قرآن و حدیث سے مستنبط کرنا کام مجتہد کا ہی اور نیز اوس حدیث کو صحیح و ناسخ و منسوخ وغیرہ جاننا اوسیکا وتیرہ ہی اور غیر مجتہد مین یہ بات مفقود ہی کس لیے کہ اوسکو مضامین قرآن و احادیث تک مسائل مذکورہ مین بغیر رہبری مجتہد کے رسائی نہین اسلیے اللہ تعالی فرماتا ہی فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ پوچھو اہل ذکر سے اگر تم نہین جانتے اور کہا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے عقد الجید[1] مین وَفِي الْمَسْاَلَةِ قَوْلٌ اٰخَرُ وَهُوَ اَنَّهُ اِذَا لَمْ يَجْتَمِعْ اٰلَاتُ الْاِجْتِهَادِ لَا يَجُوْزُ لَهُ الْحَمْلُ عَلَى الْحَدِيْثِ بِخِلَافِ مَذْهَبِهِ لِاَنَّهُ لَا يَدْرِيْ اَنَّهُ مَنْسُوْخٌ اَوْ مُاَوَّلٌ اَوْ مُحْكَمٌ مَحْمُوْلٌ عَلٰى ظَاهِرِهِ وَمَالَ اِلٰى هٰذَا الْقَوْلِ ابْنُ الْحَاجِبِ فِيْ مُخْتَصَرِهِ وَتَابِعُوْهُ انتہی اور مسالہ مین ایک اور قول ہی اور وہ یہ ہی کہ جب تک سامان اجتہاد کے موجود نہون تو مذہب کے خلاف حدیث پر عمل کرنا جائز نہین کیونکہ وہ نہین جانتا کہ یہ حدیث منسوخ ہی یا اسکی کوئی تاویل کیگئی ہی یا یہ حدیث محکم اپنے ظاہر پر ہی اور ابن حاجب مع تابعین اپنی مختصر مین اس قول کی طرف مائل ہی انتہی پس بعد تقریر مذکور کے معلوم ہوا کہ غیر مجتہد کو گو وہ عالم علوم مروجہ صحاح ستہ وغیرہ کا ہو احادیث مذکورہ پر شتر بے مہار ہوکر چلنا جائز نہین اسلیے کہ اوسکو پورا علم اجتہاد کا جسکی چند شرطین آگے مذکور ہونگی کہان ہی اور جو اسکے خلاف دعوی کرے وہ اسکا ثبوت اپنے مین یا غیر مین ثابت کرے ودونہ خرط القتاد اور جو اسبارہ مین حدیثین نقل کی ہین اون سب کا حاصل یہ ہی کہ اللہ و رسول صلعم کی تابعداری فرض ہی سو اسکا انکار کسکو ہی مگر وہ تابعداری بدون وسیلے مجتہد کے نہین ہوسکتی اور حکم مجتہد کا مسائل مجتہد فیہا مین بعینہ شارع کی طرف منسوب ہی اسیواسطے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی عقد الجید[2] مین فرماتے ہین وَاِذَا تَحَقَّقَ عِنْدَكَ مَا بَيَّنَّاهُ عَلِمْتَ اَنَّ كُلَّ حُكْمٍ يَتَكَلَّمُ فِيْهِ الْمُجْتَهِدُ بِاجْتِهَادِهِ مَنْسُوْبٌ اِلٰى صَاحِبِ الشَّرْعِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ انتہی اور جب تجکو تحقیق اس امر کی جو ہمنے بیان کیا ہو گئی تو تجھے معلوم ہوا کہ بیشک

[1] عقد الجید مطبع فاروقی صفحہ ۳۳

[2] عقد الجید مطبع فاروقی صفحہ ۳۴

جو حکم کہ اسمین مجتہد اپنے اجتہاد سے کلام کرے آنحضرت صلعم کی طرف منسوب ہوتا ہی انتہی پس بموجب آیت مذکورہ بالا تقلید
مجتہد کی خدا کیطرف سے واجب ہوئی (اور مذہب معین کا ذکر آگے آئیگا فانتظر) اور اقوال فقہاے مجتہدین پر چلنا فرض ہوا
جسکو علم فقہ کہا جاتا ہی لیکن لاعلمی کی باعث ایکتا نے فقہ کو بباعث غلطی کے مقابل قرآن و حدیث سمجھ رکھا ہی اسلیے فقہ سے روکتا ہو حالانکہ فقہ نام
مجموعہ قرآن و حدیث و اجماع و قیاس ہے جسکو دلائل اربعہ اور اصول عقائد اہل سنت جماعت کہتے ہین پس فقہ پر چلنا عین تابعداری
قرآن و حدیث ہی پس فقہ پر چلنا فرض ہی اور عام مسلمانون کو اس اپنے قول مین (کہ مقلدین قرآن و حدیث پر
چلنے والون کو مغالطہ دیتے ہین) یہی دھوکا دیا ہی اور سچ پوچھو تو یہ اونکا سخت مغالطہ ہی کہ اپنے تئین عامل
قرآن و حدیث جانتا اور مقلدین ائمہ کو مخالف ع برعکس نہند نام زنگی کافور ۔ کیونکہ بعد دو سو برس ہجری کے
جو ترویج مذاہب ائمہ اربعہ ہوئی ہی جیسے مقلدین ایمہ اربعہ وارث قرآن و حدیث کے رہے ہین اور بڑے
بڑے مفسرین و فقہا و اکثر محدثین مثل امام بخاری و ترمذی وغیرہ مقلد مذہب واحد ایمہ مذکورہ کے رہے
ہین یہ بات اونکی تصنیفات و تواریخ و طبقات سے ظاہر ہی پس اپنے گروہ کو کہ چند جہال فاسد خیال ہین
عامل بالحدیث ٹھہرانا اور مقلدین ایمہ اربعہ کو کہ جو فی الحقیقت عامل بالحدیث ہین اور تمام امت ہین یہی متاز
اور اکثر ہین اور جملہ دیار و امصار مین اس کثرت سے ہین کہ اگر باقی مذاہب امتہ محمدیہ مخالف اونکے اونکا
مقابلہ کرین تو حدیث اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِيْ عَلَى الضَّلَالَةِ کا (یعنی اللہ تعالی بیشک امت میری کو
گمراہی پر جمع نکریگا) مقابلہ کرنا ہی اور یون تو جتنے فرقے امت محمدیہ کے ہین سب کے سب اسی بات کا نقارہ
بجاتے ہین کہ ہم حق پر ہین لیکن جس فرقے کے واسطے کوئی ممیز بین شارع کی طرف سے کہ وہ مؤید بالعقل ہو موجود نہو
اپنے دعوے مین صادق القول کیونکر ہو سکتا ہی اور ظاہر تر ہی کہ اہل سنت و الجماعت کی ایک سند ممیز آنحضرت
صلعم کی اور نیز آیت خداوندی موجود ہی آیت یہ ہی وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ
لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاۤءَتْ
مَصِيْرًا جو مخالفت کرے رسول کی بعد اسکے کہ اوسکو ہدایت ظاہر ہو چکی ہو اور مومنین کی راہ کے سوا
دوسری راہ کو جاوے تو اوسکو ہم پھیر دینگے جدھر وہ پھرا اور اوسے جہنم مین ڈال دینگے اور وہ بری جگہ ہے انتہی
آیت سے اکثر مومنین مراد ہین اور اسی آیت سے جملہ مفسرین اجماع مومنین کا حجت ہونا ثابت کرتے ہین
اور تفسیر کے جاننے والون پر یہ بات مخفی نہین اور حدیثین یہ ہین پہلی حدیث عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شَذَّ

ترمذی صفحہ ۲۱۲

پارہ ۵ سورہ نساء رکوع ۱۷

مشکوۃ صفحہ ۲۱

فِي النَّارِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ روایت ہی ابن عمر رض سے کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
کہ بڑی جماعت (مسلمانون کی) تابعداری کرو اسلیے کہ جو علیحدہ ہوا دوزخ مین ڈالا جائیگا **دوسری حدیث**
عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ (له مشکوٰة صفحہ ۳۱)
كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ وَاِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ
وَالْعَامَّةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ روایت ہی معاذ بن جبل سے کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک
شیطان انسان کا بھیڑیا ہی جیسا بکری کے لیے بھیڑیا ہوتا ہی جو بکری الگ ہوا اور دور ہونیوالی اور علیحدہ رہنے والی ہو
اوسے پکڑ لیتا ہی اور بچو تم بلندیون سے اور لازم پکڑو عام جماعت (مومنین) روایت کیا اس حدیث کو احمد نے (له مشکوٰة جلد اول صفحہ ۲۲)
تیسری حدیث عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ
شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ روایت ہی ابی ذر سے کہا اونھون نے
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایک بالشت بھر جماعت (مومنین) سے جدا ہوا سو بیشک اوسنے
رسی اسلام کی اپنی گردن سے نکال ڈالی روایت کیا اسکو احمد اور ابو داود نے **فائدہ** پس معلوم ہوا کہ جو
اسلام مین جماعت عظیم ہوگی وہ حق پر ہوگی آیت اور احادیث ممیز ہین اسی امر کے ہین کہ اونھین کی تابعداری
کرنا چاہیے اور ظاہر ہو کہ بعد تقریر مذاہب ایمہ اربعہ کی ابتک مقلدین کثرہم اللہ ہر جگہ بکثرت موجود ہین اور یہ امر
موید بالعقل ہی کیونکہ جم غفیر جسطرف ہوتا ہی وہی بات معقول اور عمدہ اہل عقل کے نزدیک تصور کیجاتی ہی اور معلوم
ہوا کہ مقلدین ایمہ اربعہ کی تابعداری کرنا جسطرح کہ اسمین مروج ہی (یہ تقلید مذہب معین) بعینہ خدا و رسول صلعم
کی تابعداری ہی پس جو لوگ کہ تقلید مذہب معین کو شرک اور اونکے مقلدین کو مشرک کہتے ہین اور مخالف
قرآن حدیث سمجھتے ہین اور اپنے تئین سچے محمدی اور موحد سمجھتے ہین وہ لوگ مخالف صریح ان احادیث
اور اس آیت کے ہین اور عقل کے بھی دشمن ہین سو اونکو چاہیے کہ ان احادیث اور اس آیت پر عمل کرین کہ
اپنے دعوے مین سچے گنے جائین خالی ادعاء بیفائدہ سے کام نہین چلتا اللہ تعالی تمام مسلمانون کو تابعداری
جمہور مومنین کی نصیب کرے جسکی تاکید قرآن شریف اور احادیث مین مصرحہ موجود ہی چنانچہ ابھی اسکا
ذکر ہوگیا آمین **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ ہر ہر مسالہ کے
لیے سند رسول اللہ تک پہنچانی ضرور نہین اسلیے کہ مجتہدون نے بڑی سعی اور کوشش سے ہر طرح کے مسائل
جمع کر رکھے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات غلط ہی قائل اسکے محقق حنفیہ بھی ہین دیکھو کہ ملا علی قاری حنفی نے شرح

فقہ اکبر مین کہ علم وہ ہی کہ ہو بیچ اوسکے حدثنا اور جو سوائے اسکے ہی وہ وسواس ہی شیطان کا صفحہ ١٠ **اقول**
وباللہ التوفیق یہ جواب غلط ہی چند وجہ سے **اول** یہ کہ ملا علی قاری کے اس قول سے پہلے قول کی نفی نہین
ہوتی پھر اوسکو تائید مین لانا پوری ناواقفیت ہی **دوم** یہ کہ اسمین خود فقہ کو مستثنیٰ کرلیا ہی پھر وہ وسواس
شیطان کیونکر ہو سکتی ہی چنانچہ اصل عبارت فقہ اکبر کی کہ جسکو معترض نے چھوڑ کر لکھا ہی یہ ہی کُلُّ الْعُلُوْمِ
سِوَی الْقُرْاٰنِ مَشْغَلَۃٌ اِلَّا الْحَدِیْثَ وَاِلَّا الْفِقْہَ فِی الدِّیْنِ یعنی جو علم سوائے قرآن کے ہی شغل دنیا مین
ڈالنے والا ہی مگر حدیث اور فقہ دین مین انتہی **سوم** یہ قول ملا علی قاری کی طرف منسوب کرنا صحیح نہین یہ تو قول
امام شافعی کے ناقل ہین **چہارم** حدثنا سے یہ مراد نہین کہ ظاہر مین لفظ حدثنا ہی ہو اخبرنا اور روینا
وغیرہ نہو بلکہ مراد یہ ہی کہ جناب رسالت مآب صلعم تک اوسکا استناد ہو سو مقلدین اسبات کا خود دعوی کرتے ہین
کہ ائمہ اربعہ نے بڑی چھان بین کی ہی اور ہر مسالہ کو قرآن یا حدیث یا اجماع یا قیاس صحیح کی طرف مستند کیا ہی
پنجم اگر یہی مراد ہی جو مؤلف کہتا ہی تو لازم آوے کہ خود امام شافعی اور بخاری اور مسلم کے وہ قواعد حدیث
اور شرائط کہ جنمین حدثنا نہین وسواس شیطان قرار دیے جائین اسیطرح تعلیقات بخاری اور کتاب مشکوۃ بھی
مؤلف کے نزدیک علم معتبر مین داخل نہو کیونکہ انمین حدثنا نہین اگر یون کہا جاوے کہ انکے اسناد اور جگہ ثابت ہی
تو ہم بھی کہتے ہین کہ مسائل فقہیہ کے اسناد بھی ور جگہ ثابت ہین پس تخصیص بخاری و مشکوۃ کی بلا دلیل ہی پس معلوم ہوا
کہ ہر مسالہ کی سند اپنے مقام پر ثابت ہونا ضرور ہی نہ یہ کہ سب جگہ اوسکا ذکر ضروری ہی اور یہی ہی مطلب قول
عبد اللہ بن مبارک کا کہ میرے نزدیک اسناد دین سے ہی اگر اسناد نہوتی تو جو کسیکا جی چاہتا کہہ دیتا اور محدثین کا
اسناد کو لحاظ کرنا واسطے احتیاط اور مخالفین کے خیال سے تھا کہ ہر شخص بے سند بات نہ کہہ دے ورنہ علمائے
مجتہدین اور محققین کی بات کوئی بے سند دین مین نہین ہوتی اور فقیہ کا مرتبہ بیشک محدث صرف سے زائد ہی
اسیواسطے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم حدیث دوسری کو پونہچاؤ بسا اوقات وہ دوسرا فقیہ تمسے ہوتا ہی یاد
عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم یَقُوْلُ نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَءًا سَمِعَ مِنَّا
شَیْئًا فَبَلَّغَہٗ کَمَا سَمِعَہٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی مِنْ سَامِعٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ روایت ہی عبد اللہ بن مسعود
سے کہا اونھون نے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے تازہ کرے اللہ تعالیٰ اوس شخص کو
کہ ہمسے کوئی حدیث سنی سو پونہچا دیا اوسکو جیسے سنا تھا پس اکثر اوقات حافظ زیادہ (یعنی فقیہ زیادہ)
ہوتا ہی سننے والے سے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور ایک روایت مین ہی فَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ اِلٰی مَنْ

هو أفقه منه ورب حامل فقه ليس بفقيه رواه الترمذي يعني بسا اوقات فقه کو حاصل کرنیوالا
ایسے شخص کی طرف ہوتا ہی جو اوس سے زیادہ فقیہ ہوتا ہی اور بسا اوقات حدیث کو (ہمسے) لینے والا فقیہ نہین ہوتا
روایت کیا اسکو ترمذیؒ نے اور فرمایا اللہ تعالی نے هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ
یعنی کیا برابر ہین عالم اور بے علم اور فرمایا فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ
لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ پس کیون نہ نکلے ہر فرقے سے اونمین سے ایک جماعت تو کہ سمجھ
سکین بیچ دین کے اور تو کہ ڈراوین قوم اپنی کو جبکہ پھر جاوین طرف انکے شاید کہ وہ ڈرین انتہی اور صحیح بخاری و
مسلم مین ہی عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ
فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ متفق علیہ روایت ہی حضرت معاویہؓ سے کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کے ساتھ اللہ تعالی بھلائی کا ارادہ کرتا ہی تو اوسی دین مین فقیہ بناتا ہی اور مین تقسیم
کرنیوالا ہون اور خدائے تعالی دینے والا ہی روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے انتہی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ رَوَاهُ
التِّرْمِذِيُّ روایت ہی حضرت ابن عباسؓ سے کہ ایک فقیہ شیطان پر بہت غالب ہی ہزار عابد سے روایت کیا اسکو
ترمذیؒ نے اور فقہا معنی حدیث کے جیسے سمجھتے ہین اور لوگ ہرگز نہین سمجھتے دیکھو ترمذی جو محدث ہی
خود اسبات کا مدعی ہی چنانچہ ترمذی مین باب غسل میت مین لکھا ہی قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى حَدِيْثُ اُمِّ عَطِيَّةَ
حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ اَنَّهٗ قَالَ
غُسْلُ الْمَيِّتِ كَالْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَقَالَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ لَيْسَ لِغُسْلِ الْمَيِّتِ عِنْدَنَا حَدٌّ
مُؤَقَّتٌ وَلَيْسَ لِذٰلِكَ صِفَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ وَلٰكِنْ يُطَهَّرُ قَالَ الشَّافِعِيُّ اِنَّمَا قَالَ مَالِكٌ قَوْلًا مُّجْمَلًا
يُغَسَّلُ وَيُنَقّٰى وَاِذَا اُنْقِيَ الْمَيِّتُ بِمَاءِ الْقَرَاحِ اَوْ مَاءٍ غَيْرِهٖ اَجْزَأَ ذٰلِكَ مِنْ غُسْلِهٖ وَلٰكِنْ اَحَبُّ
اِلَيَّ اَنْ يُّغْسَلَ ثَلٰثًا فَصَاعِدًا لَا يَنْقُصُ عَنْ ثَلٰثٍ لِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلْنَهَا
ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا وَاِنْ اَنْقَوْا فِيْ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِ مَرَّاتٍ اَجْزَأَ وَلَا نَرٰى اَنَّ قَوْلَ النَّبِيِّ صلعم اِنَّمَا هُوَ
عَلٰى مَعْنَى الْاِنْقَاءِ ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا وَلَمْ يُوَقِّتْ وَكَذٰلِكَ قَالَ الْفُقَهَاءُ وَهُمْ اَعْلَمُ بِمَعَانِي الْحَدِيْثِ
انتہی کہا ابو عیسی نے حدیث ام عطیہ کی حدیث حسن صحیح ہی اور اسی پر اہل علم کا عمل ہی اور بیشک ابراہیم نخعی سے
مروی ہی کہ اونھون نے فرمایا میت کا غسل ایسا ہی جیسا جنابت کا غسل اور کہا امام مالک بیٹے انس نے غسل میت

کیونکہ اسواسطے ہمارے نزدیک کچھ حد مقرر نہین ہی اور اسکی صفت معلوم نہین لیکن پاک کیا جاوے کہا امام شافعی نے کہ امام مالک نے مجمل قول کہا ہی کہ غسل کر کے پاک کیا جاوے اور جب میت کو پانی صاف سے پاک کیا جاوے تو غسل کو کافی ہی لیکن میرے نزدیک مستحب یہ ہی کہ تین بار یا زیادہ اس سے غسل دیا جاوے اس سے کم نہ کیا جاوے کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے دھوا وسکو تین بار یا پانچ بار اور اگر اس سے کم بھی غسل دیا جاوے تو کافی ہی اور یہ معلوم نہ کیا کہ آنحضرت صلعم کا قول پاک ہونے کے واسطے تین بار یا پانچ بار ہی اور کچھ حد مقرر نہین کی اور ایسا ہی فقہا نے کہا ہی اور وہ حدیث کے معنی بہت خوب جانتے ہین انتہی سو دیکھو کہ باوجود حدیث ہونے کے امام مالک کی بات کو فقہا کیطرف منسوب کیا ہی اور حدیث کے وہی معنی رکھے جو امام مالک سمجھے ہین اور طائفہ منصورہ کی تفسیر مین علما کا خلاف ہی مگر مؤلف نے اہل حدیث کو نقل کر کے چھوڑ دیا دیکھو امام نووی شرح مسلم مین فرماتے ہین یہ طائفہ منصورہ پس کہا امام بخاری نے وہ اہل علم ہین اور کہا امام احمد نے اگر اہل حدیث نہوتے پس نہین جانتا مین وہ کون سی ہوتی کہا قاضی عیاض نے ارادہ کیا احمد نے اہل سنت وجماعت کا اور جو اونکے مذہب کا معتقد ہی مین کہتا ہون اور یہ بھی احتمال ہی کہ یہ گروہ انواع مومنین مین متفرق ہو بعضے انمین کے بہادر لڑنے والے اور بعضے اونکے فقیہ اور بعضے محدث اور بعضے زاہد اور حکم کرنے والے بھلائی کے اور برائی سے منع کرنے والے اور اونمین سے اور قسم کے خیر والے بھی ہین اور یہ لازم نہین کہ وہ اکٹھے ہون بلکہ کبھی اطراف زمین مین متفرق ہوتے ہین انتہی پس بعد وضوح تقریر کے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم کے نزدیک درجہ فقیہ کا محدث سے زائد ہی اور پھر فقہا مین جو مجتہد اور پھر مجتہدون مین سے بھی جو مقبول درمیان جمہور امت کے ہین مثل ائمہ اربعہ کے بڑے درجے والے اور احق بالاتباع ہین چنانچہ مولوی اسمعیل صاحب رسالہ منصب امامت مین فرماتے ہین اور پوری عبارت اونکی آگے آئیگی اور وہ یہ ہی پس مشابہ بانبیا درین فن مجتہدین مقبولین اند پس الشان از ائمہ فن باید شمرد مثل ائمہ اربعہ ہر چند مجتہدین بسیار از بسیار گذشتہ اند فاما مقبول درمیان جمہور امت ہمین چند اشخاص اند پس گویا مشابہت تامہ درین فن نصیب ایشان گردیدہ بنا بر علیہ درمیان جماہیر اہل اسلام از خواص وعوام ملقب بامام معروف گردند ولقوت اجتہاد موصوف انتہی ترجمہ **اس کا یہ ہے** پس مشابہ انبیا کے ساتھ اس فن مین مجتہدین مقبولین ہین سو انکو امام فن کے شمار کرنا چاہیے جیسے ائمہ اربعہ (یعنی ابو حنیفہ و مالک و شافعی و احمد) اگرچہ مجتہد بہت سے ہو چکے ہین لیکن جمہور امت مین یہی چند شخص مقبول ہین پس گویا پوری مشابہت اس فن مین انکے نصیب ہوئی اسلیے جمہور اہل اسلام مین خواص وعوام سے امام کے

شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۲۲ مطبوعہ نولکشور

صفحہ ۷۱ مطبع فاروقی رسالہ منصب امامت

لقب سے مشہور ہوئے اور انکی تعریف اجتہاد قوی مین ہوئی ہی انتہی **قال** پس ثابت ہوا کہ جو لوگ الخ

اقول وباللہ التوفیق یہ ایک ا ور دھوکا ہی عوام کے لیے کیونکہ مقلدین ایمہ ہرگز ایسا نہین کرتے کہ صحیح حدیث چھوڑکر ائمہ کے قیاس کو مقدم جانتے ہون بلکہ ہمارے امام اعظم کا یہ مذہب ہی کہ حدیث ضعیف بھی قیاس سے بہتر ہی چنانچہ قہقہہ سے نماز مین وضو ٹوٹنا اگرچہ ضعیف حدیث سے ثابت ہی لیکن قیاس پھر مقدم کرکے وضو کے ٹوٹنے کا حکم دیا بخلاف دیگر ایمہ و محدثین کے کہ اوس سے وضو ٹوٹتا نہین کہتے جب حدیث ضعیف پر عمل کرتے ہین تو حدیث صحیح کو کیونکر چھوڑ سکتے ہین بظاہر جو مسالہ خلاف کسی حدیث کے ہی وہان پر اگر امام کا قول موافق قرآن شریف یا اور دوسری صحیح حدیث کے ہی جو اس حدیث کے معارض ہی تو وہان پر وجہ ترجیح کی اور غیر معمول بہا ہونے اوس حدیث کے بخوبی ہمارے علمائے حنفیہ نے بیان کردی ہی چنانچہ ماہران کتب فقہ پر مخفی نہین آور یہ کہنا کہ اسناد حدیث کی رسول اللہ صلعم تک پونہچانی ضرور نہین جانتے اگر یہ غرض ہی کہ کل احادیث مطلقًا اسناد اونکی آنحضرت صلعم تک پونہچانی ضرور ہی تو بہت سی احادیث کا جو موقوف صحابی یا تابعی یا تبع تابعی پر ہین بطلان لازم آئیگا کیونکہ انمین سے ایک کی سند بھی آنحضرت صلعم تک نہین بلکہ وہ احادیث موقوف صحابی یا تابعی یا تبع تابعی کہلاتے ہین آور اگر یہ غرض ہی کہ حدیث مرفوع کی سند آنحضرت تک پونہچانی خواہ حقیقتہً یا حکمًا ضرور نہین جانتے تو یہ ظاہر بہتان عظیم ہی بتاؤ تو کس عالم نے حنفیہ و دیگر مقلدین اہل علم مین سے کہا ہی کہ حدیث مرفوع کی سند آنحضرت صلعم تک خواہ حقیقتہً یا حکمًا پونہچانی ضرور نہین آور اگر تم مدعی اس امر کے ہو کہ ہر حدیث کی سند لفظًا آنحضرت صلعم تک پونہچانی ضرور ہی تو کسی دلیل شرعی کتاب و سنت سے ثابت کرنا چاہیے اور نیز یہ مقولہ تمھارا مخالف و معارض ہی اول قول کے کہ جسمین ہر ہر مسالہ کی سند آنحضرت صلعم تک پونہچانی ضرور لکھی ہی اور حنفیہ کے ذمے یہ بات لگائی ہی کہ ہر ہر مسالہ کی سند آنحضرت تک پونہچانی ضرور نہین جانتے سو ہر ہر مسالہ کی سند اور شی ہی اور ہر ہر حدیث کی سند اور چیز ہی پس یہ ذہول ہی دعوی اول سے اور صادق آئی یہ مثل کہ دروغ گو را حافظہ نباشد اور نہ ثابت کرسکے اسبات کو حدیث و آیت سے کہ ہر مسالہ کے لیے سند آنحضرت تک ضروری ہی اور یہ کہنا کہ (حقیر سمجھتے ہین بخاری و مسلم جیسے محدثون کو) سوء ظن ہی اور بہتان صریح ہی کوئی اہل علم مقلدین سے اونکو حقیر نہین جانتا بلکہ حقیر جاننا ائمۂ دین کا خاصۂ غیر مقلدین ہی اور وظیفہ اونکا اور خاصہ شی کا اوسی شی مین پایا جاتا ہی غیر مین پایا نہین جاتا چنانچہ تصانیف و تالیفات غیر مقلدین سے

ظاہر اور باہر ہی خاصکر اس رسالے کے دیکھنے والے پر پوشیدہ نہین کہ امام ابو حنیفہ جیسے مجتہد اقدم و امام اعظم
رضی اللہ عنہ کی شان مین کلمات گستاخانہ و بیباکانہ کہے گئے ہین علماے مقلدین کا ہرگز یہ شیوہ تحریر تقریر
مین نہین بلکہ اونکو بڑے محدث سمجھتے ہین پر مجتہدین مسلم الاجتہاد پر فضیلت نہین دیتے کیونکہ امام بخاری
خود شافعی المذہب ہین چنانچہ ذکر اسکا آگے آئیگا پس جو احادیث بخاری و مسلم وغیرہ محدثین کی حنفیہ کے نزدیک
غیر معمول بہا ہین اونکے جواب اور دلائل مسائل معمول بہا کے اپنی کتب مین بیان کرتے ہین اور جہان کہ امام بخاری نے
اعتراض کیے ہین اونکے جواب بخوبی دیتے ہین اور یہ طریقہ قدیم سے علما و فقہاے محدثین کا ہی دیکھو مسلم نے
کتاب کے شروع مین امام بخاری پر شرط معنعن کے بارہ مین سخت اعتراض کیا ہی اور اونکو منتحل الحدیث (یعنی
سارق الحدیث) کہا ہی سو وہ بھی شاید مولف کے نزدیک مصداق ان احادیث کا ہوا اور ہم اہل سنت
والجماعت ایسے ایسے معاملات کو مابین المحدثین حقارت پر محمول نہین کرتے بلکہ یہ طریقہ غیر مقلدین کا ہی
سو کیا تعجب ہی کہ یہی لوگ مصداق ان آیات و احادیث اور اقوال اکابر علما کے ہون بلکہ عیان را
چہ بیان اگر کوئی غیر مقلد اسی رسالہ ظفر المبین میں تعصب کی پٹی کو دور کر کے انصاف اور عقل خداداد کی آنکھ
سے دیکھے تو غیر مقلدین سے کہ جسکی بنا اور اصول بدگوئی ائمہ دین پر ہی ہزار کوس دوڑے اور پناہ مانگے اور ہزار بار
نعوذ باللہ اس عقیدہ فاسدہ سے پڑھے **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ خصوصاً حنفیہ حدیث پر
عمل کرنے والون کو یہ دیتے ہین کہ مسائل دینیہ مین قیاس کرنا نامشروع ہی **اقول** و باحوال یہ بھی ایک بہت
بڑا دھوکا ہی اور (خصوصاً حنفیہ) بھی خوب کہا یعنی اور مقلدین ائمہ ثلثہ تو اتنا قیاس نہین کرتے جتنا امام
ابو حنیفہ کے مقلد کرتے ہین سو یہ پوری ناواقفیت ہی کیونکہ حنفیہ کے امام کا یہ مذہب ہی کہ حدیث ضعیف بھی
قیاس پر مقدم ہی بخلاف اور ائمہ مثل امام مالک کے کہ اونکے نزدیک اگر خبر واحد مخالف قیاس کے ہی تو وہ متروک
ہی چنانچہ نور الانوار وغیرہ اصول کی کتابون مین مذکور ہی پس خصوصاً کہنا بالکل تعصب اور ناواقفی کی علامت ہی
اب اصل قیاس کا حال سنیے کہ قیاس مجتہد ایک دلیل ہی ادلہ اربعہ سے اور وہ مستند ہی اہل سنت و الجماعت کے
نزدیک اور ثابت ہی قرآن شریف اور احادیث مرفوعہ اور اقوال صحابہ و تابعین وغیرہ مجتہدین سے اور جملہ مفسرین
اپنی اپنی تفسیر مین اسکا حال لکھتے ہین اور جمیع کتب اصول فقہ مین اسکی بحث پوری ہی **قرآن شریف** سے
اسطرح ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے بعد نقل قصہ کفار کے فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ یعنی پس عبرت
حاصل کرو تم اے عقلمندو اور کہا علامہ بیضاوی نے اسکی تفسیر مین فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

فَاتَّعِظُوا بِحَالِهِمْ فَلَا تَغْدِرُوا وَلَا تَعْتَمِدُوا عَلَى غَيْرِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَاسْتُدِلَّ بِهِ عَلَى أَنَّ الْقِيَاسَ حُجَّةٌ مِنْ حَيْثُ أَنَّهُ أَمَرَ بِالْمُجَاوَزَةِ مِنْ حَالٍ إِلَى حَالٍ وَحَمْلِهَا عَلَيْهَا فِي حُكْمٍ لِمَا بَيْنَهُمَا مِنَ الْمُشَارَكَةِ الْمُقْتَضِيَةِ لَهُ عَلَى مَا قُرِّرَ نَاهُ فِي الْكُتُبِ الْأُصُولِيَّةِ انتہی یعنی پس نصیحت پکڑو اونکے حال سے (اگر تم ایسا کروگے تو اسی پر قیاس کرو کہ تمھارا بھی یہی حال ہوگا) پھر عذر نکرو اور نہ بھروسا کرو غیر اللہ سبحانہ پر اور دلیل لائی گئی ہی اس آیت سے اسپر کہ قیاس حجت شرعی ہی اسوجہ سے کہ اللہ تعالی نے امر کیا ساتھ ٹھہرنے کے ایک حال سے دوسرے حال کے اور حمل کرنا اسی حال کا اوس حال پر ایسے حکم میں کہ ان دونوں میں ایسی مشارکت ہی کہ اسکو چاہتی ہی چنانچہ ہمنے کتب اصول میں اسکی تقریر کی ہی انتہی اور کہا امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں اسی آیت کی تفسیر میں اِعْلَمُوا أَنَّا قَدْ تَمَسَّكْنَا بِهٰذِهِ الْآيَةِ فِي كِتَابِ الْمَحْصُولِ مِنْ أُصُولِ الْفِقْهِ عَلَى أَنَّ الْقِيَاسَ حُجَّةٌ جان تو کہ بیشک ہمنے اسی آیت سے تمسک کیا ہی کتاب محصول میں جو اصول فقہ میں ہی اسپر کہ قیاس حجت ہی انتہی اور تفسیر مدارک میں اسی آیت کی تفسیر میں لکھا ہی تَأَمَّلُوا فِيمَا نَزَلَ بِهٰؤُلَاءِ وَالسَّبَبِ الَّذِي اسْتَحَقُّوا بِهِ ذٰلِكَ فَاحْذَرُوا أَنْ تَفْعَلُوا مِثْلَ فِعْلِهِمْ فَتُعَاقَبُوا بِمِثْلِ عُقُوبَتِهِمْ وَهُوَ دَلِيلٌ عَلَى جَوَازِ الْقِيَاسِ انتہی یعنی تامل کرو اوس عذاب میں کہ اون لوگوں پر ہوا تھا اور جو اس سبب کو کہ جسکے باعث وہ اس عذاب کے مستحق ہوے تھے اور ڈرو اوس کام کے کرنے سے کہ وہ کرتے تھے ورنہ اونکی طرح تم بھی معذب ہوگے اور یہ آیت دلیل ہی اسبات کی کہ قیاس جائز ہی انتہی اور تفسیر احمدی میں بڑے بسط سے تقریر جواز قیاس کی کی ہی بخوف طوالت چھوڑ دی گئی اور احادیث سے ثبوت قیاس یوں ہی اول حدیث بخاری و مسلم میں ہی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ دَيْنَ اللّٰهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ انتہی کذا فی المشکوة یعنی ابن عباس رضی سے روایت ہی کہ ایک شخص آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا پھر عرض کیا کہ میری بہن نے حج کی نذر کی تھی اور وہ فوت ہوگئی ہی پس فرمایا آنحضرت صلعم نے اگر اوسپر قرض ہوتا تو ادا کرتا یا نہیں اوسنے عرض کیا کہ ہاں ادا کرتا پس فرمایا کہ ادا کر خدا کا قرض اور وہ ادا کرنا بہت مناسب ہی انتہی ایسا ہی مشکوة میں ہی دیکھو آنحضرت صلعم نے اس حدیث میں صحابی کو بطور قیاس کے سمجھا دیا کہ جب بندونکا قرض دینا چاہیے تو خدا کا قرض بطریق اولی دینا ضرور ہی دوم حدیث بخاری و مسلم میں عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ وَاَصَابَ فَلَهُ اَجْرَانِ وَاِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ وَاَخْطَأَ
فَلَهُ اَجْرٌ وَاحِدٌ انتہی کذا فی المشکوٰۃ روایت ہی عبد اللہ بن عمرو اور ابوہریرہؓ سے کہا اون دونون نے فرمایا
رسول اللہ صلعم نے جسوقت کہ حاکم (مجتہد) (ارادہ) حکم کرے پھر اجتہاد کرے اور صواب کو پونچے تو
اوسکے لیے دو اجر ہین اور جسوقت (ارادہ) حکم کرے پھر اجتہاد کرے اور خطا کرے اسکے لیے ایک اجر ہی انتہی
ایسا ہی مشکوٰۃ مین ہی اس حدیث سے اجتہاد مجتہد کا ثبوت ہوا اور اجتہاد قیاس کو بھی شامل ہی اور امام نووی
شارح مسلم نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہی کہا علمائے مسلمانون کا اسپر اجماع ہی کہ بیشک یہ حدیث اوس
حاکم کے بارہ مین ہی کہ جو اہل حکم ہی پس اگر وہ مصیب ہوا تو اوسکے لیے دو اجر ہین ایک اجر اجتہاد کا اور دوسرا اصیب
ہونیکا اور اگر اوسنے خطا کی ہی تو بھی اوسکو اجتہاد کا ایک اجر ہی اور حدیث مین لفظ محذوف ہی اور تقدیر اسکی یہ
ہی کہ جسوقت حاکم ارادہ اجتہاد کا کرے ۔ اور علمانے کہا ہی کہ جو شخص اہل حکم نہین ہی (یعنی غیر مجتہد ہی) پس
اوسکو حکم دینا حلال نہین ہی اگر حکم دیگا تو اوسکو کوئی اجر نہین بلکہ وہ گنہگار ہی اور اوسکا حکم جاری نہوگا
خواہ حق ہو یا ناحق اسلیے اوسکا مصیب ہونا اتفاقی امر ہی کسی اصل شرعی سے صادر نہین ہوا سو وہ اپنے
جمیع احکام مین گنہگار ہی خواہ موافق صواب کے ہوا ہو یا نہوا اور اوسکے سب حکم مردود ہین اور اسکا کچھ عذر مقبول نہوگا
اور بیشک حدیث مین آیا ہی سنن قضاۃ مین کہ قاضی تین ہین ایک قاضی جنت مین اور دو دوزخ مین ہین جس قاضی نے
کہ حق کو پہچانا اور ویسے ہی حکم کیا تو وہ جنت مین ہی اور جس قاضی نے حق پہچانکر اسکے خلاف حکم کیا تو
وہ دوزخ مین ہی اور جس قاضی نے بسبب جہالت کے قضا کی وہ بھی دوزخ مین ہی انتہی سوم حدیث
مسلم مین ہی ابی ذر صحابی سے کہ آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہین اوس حدیث مین جو قول ہمارے مدعی
کے موافق ہی نقل کرنا کفایت کرتا ہی چنانچہ وہ یہ ہی وَفِي بُضْعِ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ
اَيَاتِي اَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُوْنُ لَهُ فِيْهَا اَجْرٌ قَالَ اَرَاَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ كَانَ عَلَيْهِ
وِزْرٌ فَكَذٰلِكَ اِذَا وَضَعَهَا فِي حَلَالٍ كَانَ لَهُ اَجْرٌ انتہی یعنی اور بیوی سے تمکو جماع کرنے مین
صدقہ ہی کہا صحابہ نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم مین سے کوئی قضائے شہوت کرے تو پھر بھی اسکو
اجر اور ثواب ہوتا ہی فرمایا آپنے یہ تو بتلاؤ کہ اگر اسی شہوت کو حرام جگہ استعمال کرے تو گناہ ہوگا یا نہین
اسیطرح حلال کی جگہ استعمال کرنے سے اوسکو اجر ہوگا انتہی پس دیکھو آنحضرت صلعم نے بطور قیاس کے
جماع منکوحہ مین اجر ثابت کردیا اسیواسطے امام نووی اس حدیث کی شرح مین فرماتے ہین فِيْهِ جَوَازُ الْقِيَاسِ

وَهُوَ مَذْهَبُ الْعُلَمَاءِ كَافَّةً وَلَمْ يُخَالِفْ فِيهِ إِلَّا أَهْلُ الظَّاهِرِ وَلَا يُعْتَدُّ بِهِمْ انتہی یعنی اس
حدیث میں قیاس کا جواز ہے اور یہی جمیع علماے (اہل سنت) کا مذہب ہے اور اسمین سوائے فرقہ ظاہریہ کے
کوئی مخالف نہیں اور اونکا کچھ اعتبار نہیں انتہی پس ایسا ہی غیر مقلدین جو منکر قیاس ہین اہل سنت وجماعت کے
نزدیک ونکا کچھ اعتبار نہیں بلکہ وہ علما کے گروہ مین داخل نہین چنانچہ امام نووی نے ایسا ہی تہذیب الاسماء مین
لکھا ہے یہانتک تو قیاس کا ثبوت قرآن شریف اور آنحضرت صلعم کے اقوال سے ہوا اب صحابہ و تابعین وغیرہ سے
ثبوت قیاس کا اسطرح پر ہے چنانچہ مسلم مین ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي بَكْرٍ
كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ
حَتّٰى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ
وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَإِنَّ
الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى
مَنْعِهِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ
فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ جب انتقال فرمایا رسول اللہ صلعم اور ابوبکرؓ
آپکے بعد خلیفہ ہوے اور انکار کیا عرب مین سے جسنے انکار کیا (یعنی زکوٰۃ دینے سے) کہا عمر بن الخطابؓ
نے ابی بکرؓ سے کیونکر لڑائی کروگے لوگون سے حالانکہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے امر کیا گیا ہون مین کہ لڑون لوگون سے
یہانتک کہ وہ کلمۂ توحید کہین پھر جسنے کہا کلمۂ مذکور بیشک بچا لیا اوسنے اپنی جان اور مال کو مجھسے مگر بباعث
حق کے (یعنی اللہ کے یا عباد کے) اور حساب اوسکا خدا پر ہے کہا ابوبکرؓ نے اللہ کی قسم ضرور لڑونگا اوس
شخص سے جسنے فرق کیا نماز اور زکوٰۃ مین (یعنی نماز کو ادا کیا اور زکوٰۃ کو ندیا) اور جیسے مقاتلہ تارک الصلوٰۃ
سے ہے ویسی ہی تارک زکوٰۃ سے ہونا چاہیے) اسلیے کہ زکوٰۃ حق مالی ہے واللہ اگر ندینگے مجکو ایک رسی اونٹ
کی نکیل کی کہ دیا کرتے تھے رسول خدا صلعم کو تو بیشک اوسکے نہ دینے پر لڑونگا پھر کہا حضرت عمرؓ نے اللہ کی قسم
سواے اسکے مین نے اور کچھ ندیکھا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے سینہ ابوبکرؓ کا لڑنے کے واسطے کھولدیا ہے اور مین نے
پہچان لیا کہ یہی حق ہے روایت کیا اسکو مسلم نے انتہی دیکھو حضرت عمرؓ نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور حضرت
ابوبکرؓ نے نماز پر قیاس فرمایا چنانچہ امام نووی نے اس حدیث کی شرح کرکے اور وجہ قیاس کی بیان فرما کر

آخر مین لکھا ہی فَاجْتَمَعَ فِي هٰذِهِ الْقَضِيَّةِ الْاِحْتِجَاجُ مِنْ عُمَرَ بِالْعُمُوْمِ وَمِنْ اَبِي بَكْرٍ بِالْقِيَاسِ
وَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَنَّ الْعُمُوْمَ يُخَصُّ بِالْقِيَاسِ انتہی یعنی پس جمع ہوا اس قضیہ مین حضرت عمرؓ سے حجت
لانا عموم (حدیث سے) اور حضرت ابوبکرؓ سے قیاس کے ساتھ اور یہ واقعہ اسپر دال ہی کہ عموم قیاس سے خاص
ہوسکتا ہی انتہی اور حضرت عمرؓ اپنی راے سے فرماتے تھے کہ مقتول کی زوجہ اسکی دیت سے وارث نہین ہوتی چنانچہ
ترمذی[له] مین یہ حدیث ہی عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ عُمَرُ الدِّيَةُ عَلَى الْعَاقِلَةِ وَلَا تَرِثُ
الْمَرْاَةُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا شَيْئًا فَاَخْبَرَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ الْكِلَابِيُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلَيْهِ اَنْ وَرِّثِ امْرَاَةَ اَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا هٰذَا
حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ انتہی روایت ہی سعید بن مسیب سے کہ کہا حضرت عمرؓ نے عاقلہ پر دیت ہی اور عورت اپنے
خاوند کی دیت سے کچھ حصہ نہین پاتی پس خبر دی اونکو سفیان کلابی نے کہ بیشک رسول اللہ صلعم نے اوسکی طرف
لکھا کہ اشیم بن ضبابی کی عورت کو اوسکے خاوند کی دیت سے حصہ ورثہ کا دلادو یہ حدیث حسن صحیح ہی انتہی
اور راے سے حضرت عمرؓ نے جبکہ حضرت ابوموسی اشعریؓ کو خط لکھا تھا اسمین بعد کتاب و سنت کے قیاس کرنیکا
حکم فرمایا تھا چنانچہ دارقطنی و بیہقی[له] مین روایت ہی اَلْفَهْمَ الْفَهْمَ فِيْمَا يَخْتَلِجُ فِيْ صَدْرِكَ مِمَّا لَمْ
يَبْلُغْكَ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ اِعْرِفِ الْاَشْبَاهَ وَالْاَمْثَالَ ثُمَّ قِسِ الْاُمُوْرَ عِنْدَ ذٰلِكَ فَاعْمِدْ
اِلٰى اَحَبِّهَا اِلَى اللّٰهِ وَاَشْبَهِهَا بِالْحَقِّ فِيْمَا تَرٰى انتہی یعنی سمجھ سمجھکر چلو اس امر مین کہ تمھارے دل مین
کھٹکے اور وہ امر اس مین سے ہی کہ تمکو کتاب و سنت مین نہین پہونچا پہچانو اشباہ اور امثال کو پھر اوسوقت قیاس
کرو امور کا اور قصد کرو طرف زیادہ محبوب کے اللہ کے نزدیک اور مشابہ زیادہ کے ساتھ حق کے اوس امر مین
کہ تم (قیاس سے) دیکھو انتہی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی راے سے مقام زورا پر جمعہ کے دن
ایک اور اذان مقرر کردی جسپر عمل اوس روز سے آجتک بلا انکار اہل سنت و الجماعت مین ہی چنانچہ بخاری[له] مین
ہی عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانَ النِّدَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوَّلُهُ اِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ
عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رضه فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ رضه وَكَثُرَ النَّاسُ
زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَاءِ روایت ہی سائب بن یزید سے کہا کہ تھی اذان جمعہ کے دن اول
اذان جبکہ امام منبر پر بیٹھتا تھا زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمرؓ مین اور جب حضرت عثمان
کا زمانہ ہوا اور لوگ زیادہ ہوے تو تیسری اذان (جواب سب سے اول ہی) بڑھادی مقام زورا پر انتہی

له ترمذی ... نولکشور صفحه ...
له التلخیص ... صفحه ...
له بخاری ... جلد ... صفحه ...

اور ترمذی مین ہی عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَلْوُضُوْءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ وَلَوْ مِنْ ثَوْرِ اَقِطٍ قَالَ فَقَالَ لَہٗ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَتَوَضَّأُ مِنَ الدُّھْنِ
اَنَتَوَضَّأُ مِنَ الْحَمِیْمِ فَقَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ یَا ابْنَ اَخِیْ اِذَا سَمِعْتَ حَدِیْثًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَا تَضْرِبْ لَہٗ مَثَلًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ انتہی روایت ہی ابوسلمہ سے وہ روایت کرتے
ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے وضو لازم ہوتا ہی اُس چیز کے استعمال سے کہ جسے آنچ لگی ہی (یعنی اگر
آنچ کی پکی ہوئی چیز کھائی جاوے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہی پھر کرنا چاہیے) اگرچہ پنیر کا ٹکڑا ہو تو کہا
ابن عباس رض نے اونکو کیا ہم روغن اور گرم پانی کے پانے سے بھی وضو کرینگے (یعنی جب آگ کی پکی چیز سے
وضو لازم ہوا تو گرم پانی اور تیل سے جو گرم کیا جاتا ہی وضو لازم ہوگا) حالانکہ اسکا کوئی قائل نہین اور
حدیث کا مقتضی یہی کہ ان سے بھی وضو لازم ہو (پس کہا ابوہریرہ رض نے اے بھتیجے جب تو حدیث آنحضرت
صلعم کی سنے تو اوسکے لیے مثالین نہ دے (یعنی ظاہر پر عمل کرنا چاہیے) لیکن چونکہ ابن عباس زیادہ فقیہ
تھے اونھون نے قیاس سے مقابلہ ظاہر نص کا کیا کہ جب گرم پانی اور تیل سے وضو نہین لازم ہوتا تو باقی پکی
چیزون مین کیونکر ہوگا اور یہ بات قیاس کے خلاف ہی سو اسکو بعض صحابہ وغیرہ نے تو کہا ہی کہ منسوخ ہی
اور بعض نے کہا ہی کہ مراد اس وضو سے فقط مونہہ ہاتھ دھونا ہی بہرحال باوجود ظاہر حدیث کی قیاس صحیح پر
عمل کیا اور بھی حضرت ابن عباس رض سے ایک روایت ہی چنانچہ نور الانوار مین ہی وَالرَّاوِیْ اِنْ عُرِفَ
بِالْفِقْہِ وَالتَّقَدُّمِ فِی الْاِجْتِہَادِ کَالْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ وَالْعَبَادِلَۃِ کَانَ حَدِیْثُہٗ حُجَّۃً
یُتْرَکُ بِہِ الْقِیَاسُ خِلَافًا لِمَالِکٍ فَاِنَّہٗ قَالَ الْقِیَاسُ مُقَدَّمٌ عَلٰی خَبَرِ الْوَاحِدِ اِنْ خَالَفَہٗ
لِمَا رُوِیَ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ لَمَّا رَوٰی مَنْ حَمَلَ جَنَازَۃً فَلْیَتَوَضَّأْ قَالَ لَہُ ابْنُ عَبَّاسٍ
اَیَلْزَمُنَا الْوُضُوْءُ مِنْ حَمْلِ عِیْدَانٍ یَابِسَۃٍ انتہی اور راوی اگر مشہور فقیہ اور اجتہاد مین مقدم ہی
جیسے خلفای راشدین اور تینون عبد اللہ (یعنی عبد اللہ بن مسعود و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن عباس رض)
تو وہ حدیث حجت ہی اور قیاس کو اوسکی وجہ سے چھوڑ دیا جائیگا بخلاف امام مالک رح کے کہ وہ فرماتے ہین قیاس
خبر واحد پر مقدم ہی اگر وہ قیاس کے مخالف ہو کیونکہ روایت ہی کہ ابوہریرہ نے جب روایت کی (آنحضرت سے)
کہ جسنے جنازہ کو اوٹھایا تو وضو کرے تو کہا ابن عباس نے کیا ہمکو خشک لکڑیون کے اوٹھانے سے وضو
لازم ہوگا (یعنی خشک لکڑیان اوٹھانے سے جب وضو بالاتفاق نہین تو جنازے کے اوٹھانے سے

کہ وہ بھی للکڑیان ہین البتہ وضو لازم نہو گا) انتہی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کتاب[له] انصاف مین دارمی سے
نقل کیا ہے اور تھے ابن عباس جبکہ اونسے کسی مسائلے مین سوال کیا جاتا سو وہ اگر قرآن مین ہوتا تو بتاتے
تھے اور جو قرآن مین نہوتا اور رسول اللہ صلعم سے ہوتا تو بتاتے اور جو آنحضرت سے نہوتا تو ابوبکر وعمرؓ کے
اقوال وافعال سے بتاتے اور اگر اونسے بھی نہوتا تو اپنی رائے سے بتلاتے انتہی پس اب معلوم ہوا کہ جو
دارمی کی روایتین یا تفسیر کبیر کی حضرت ابن عباسؓ وغیرہ سے قیاس کی برائی مین مروی ہین تو وہ وہی قیاس
ہے کہ جو مقابلہ نص قرآنی وحدیث کے ہو جیسی رائے حکمائے فلاسفہ کہ بعض مسائل اونکے مخالف شرع کے ہین
البتہ وہ مردود رائے ہے ورنہ مطلق رائے جو قیاس شرعی مصطلحہ اہل سنت والجماعت مذموم نہین اگر ہوتا تو
یہ سب صحابہ بلکہ قرآن اور کلام رسول اللہ صلعم ہرگز مجوز اس امر کا نہوتا شاہ عبد العزیزؒ تحفۂ اثنا عشریہ مین
کہ جو واسطے انقطاع مکائد شیعہ سیف قاطع ہے تحریر فرماتے ہین کید دوم آنست کہ گویند اہل سنت خود را شارع
میساختند و در دین چیزہا کہ خدا اذن نداده است بعقل خود مشرع میسازند یعنی قیاس را ہم دلیل حکم شرعی
میدانند و بدان اثبات احکام میکنند و این مطعن ایشان در حقیقت بائمۂ اہل بیت راجع میشود زیرا کہ زیدیہ
واہل سنت قاطبۃً قیاس را از اہل بیت روایت کنند بلکہ طریقۂ قیاس را ازجناب ایشان آموختہ اند بلکہ عجیب
کہ روایات قیاس در کتب صحیحۂ اثنا عشریہ نیز بطریق صحیح موجود است من ذلک ما روی ابو جعفر
الطوسی فی التہذیب عن ابی جعفر محمد ابن علی الباقر انہ جمع عمر بن الخطابؓ اصحاب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما تقولون فی الرجل یاتی اہلہ ولا ینزل فقالت الانصار الماء
من الماء وقال المہاجرون اذا التقی الختانان وجب الغسل فقال عمرؓ لعلیؓ ما تقول یا
ابا الحسن فقال اتوجبون علیہ الحد ولا توجبون علیہ صاعا من ماء و اینجا صریح قیاس
غسل است بر حدود (الی ان قال) و شارح مبادی الاصول علی با وصف فرط تشیع اعتراف نمودہ کہ در
زمان صحابہ قیاس جاری بود و اجازت باقر وصادق و زید شہیدؓ ابو حنیفہؒ را بالقیاس ان شاء اللہ منقول خواہد شد
و دلائل تجویز قیاس و ابطال اقوال منکرین در کتب اصول اہل سنت باید دید انتہی شاہ صاحب کی تقریر دلپذیر
سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ غیر مقلدین قیاس کے انکار مین مخالف اہل سنت اور موافق عقائد شیعہ شنیعہ
ہین یا نہین آور وکیع کا قول امام ابی حنیفہؒ پر ہرگز حجت نہین ہو سکتا اور نہ وہ اونکے کلام کو سمجھے کیونکہ
امام ابو حنیفہ وابراہیم نخعیؒ مطلق اشعار کو مثلہ اور ممنوع نہین فرماتے بلکہ جو اشعار کہ اونکے زمانے مین

[له] کتاب الانصاف فی بیان سبب الاختلاف

لوگ کرتے تھے یعنی اس حدتک وہ پہونچتا تھا کہ مثلہ ہو جاوے اوسکو منع کرتے تھے چنانچہ اسکی تصریح علماے
حنفیہ نے کردی ہی اور وکیع خود شاگرد امام ابی حنیفہ رح کے ہین چنانچہ تاریخ ابن خلکان[1] وغیرہ کتب معتبرہ سے ظاہر ہی
کہ وہ اون لوگون مین ہین کہ امام سے روایتین کرتے تھے اور علم سیکھتے تھے علاوہ اسکے اگر یہی بات ہو کہ
حدیث کے مقابلے مین کوئی شخص اوسکے خلاف بات گو واقع مین وہ دوسری طرح سے ٹھیک ہو کہکر محل طعن
ہو جاوے تو ملاحظہ کرو اون روایتون کو کہ خود ترمذی نے صحابۂ کرام سے کہ جو فی الحقیقت اتباع
نبوی مین کمربستہ اور جان نثار تھے اس طرح کی روایتین نقل کی ہین اور انمین خلفاے راشدین و دیگر اجلۂ
صحابہ ہین اور اکثر جگہ کہتا ہی کہ اس حدیث کے موافق فلان صحابہ و اہل علم کہتے تھے اور پھر کہتا ہی کہ بعض
اہل علم اسکے خلاف یہ کہتے ہین اور بعض جگہ کہتا ہی کہ اہل کوفہ یہ کہتے ہین کہ جنمین ہمارے امام بالاتفاق
داخل ہین پس صحابہ وغیرہ تو مقابلے مین حدیث کے اہل علم رہے اور محل طعن نہ بنے اگر بنے تو امام ابو حنیفہ
بنے سو جاے تعجب ہی پس معلوم ہوا کہ قیاس کی ہدایت قرآن و احادیث و اقوال صحابہ وغیرہ علما سے ثابت
ہی اور جو کہین برائی ہی تو وہ قیاس مردود ہی جو مقابلہ نص قطعی کے ہی چنانچہ خود مولف نے تفسیر مدارک سے
لکھا ہی کہ نص کے ہوتے ہوے قیاس کرنا مردود ہی اور دراسات[2] سے لکھا ہی کہ ترک کرنا نص کا ساتھ راے
کے حرام ہی بالاجماع انتہی اور شیطان اسیواسطے مردود ہوا کہ مقابلہ نص کے قیاس کرنے لگا اور کہا امام
نووی[3] نے شرح مسلم مین وَاَمَّا الْمَنْقُوْلُ عَنِ التَّابِعِيِّ وَنَحْوِهِمْ مِنْ ذَمِّ الْقِيَاسِ فَلَيْسَ الْمُرَادُ
بِهِ الَّذِيْ يَعْتَمِدُهُ الْفُقَهَاءُ الْمُجْتَهِدُوْنَ انتہی اور جو کہین تابعی وغیرہ سے قیاس کی برائی ثابت ہی تو وہ
یہ قیاس نہین جسکو فقہاے مجتہدین معتبر جانتے ہین انتہی اور مجتہدین و تابعین و تبع تابعین وغیرہ کا قیاس
کرنا جو خیر ادلۂ اربعہ ہی معتبر کتب مین ثابت ہی اور قیاس نری عقل کا نام نہین چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث
دہلوی کتاب انصاف[4] مین فرماتے ہین اور مین نے بعض کو اونمین سے پایا کہ کہتے ہین یہان پر دو فرقے
ہین تیسرا کوئی نہین ایک ظاہریہ اور ایک اہل راے اور بیشک جسنے قیاس اور استنباط کیا تو وہ اہل راے ہی
ہرگز نہین ہی یہ بات واللہ راے سے مقصود صرف فہم اور عقل نہین کیونکہ یہ تو کسی عالم سے جدا نہین ہوتی
اور نہ وہ راے مقصود ہی کہ جسپر ہرگز اعتماد نہو کیونکہ اسپر مسلمان کا عمل البتہ نہین ہوتا اور نہ قوت استنباط
اور قیاس ہی اسلیے کہ امام احمد اور اسحاق بلکہ امام شافعی بھی اہل راے بالاتفاق ہین اور وہ استنباط مسائل
اور قیاس کرتے ہین بلکہ مقصود اہل راے سے وہ لوگ ہین کہ متوجہ ہوے بعد اسکے کہ مسائل مسلمانون مین

[1] تاریخ ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۱۶۲

[2] دراسات اللبیب

[3] نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۳

[4] کتاب الانصاف

مجتمع ہوے اسکی طرف کہ تخریج کرین کسی شخص کی اصل کی طرف کروہ متقدمین مین سے ہو اور اکثر مقصود داونکا
قیاس کرنا ایک نظیر کا دوسری نظیر پر اور پھیرنا طرف کسی اصل کے اصول سے تھا سواے تتبع کرنے احادیث اور
آثار کے اور ظاہری ہین وہ جو قیاس اور آثار صحابہ و تابعین کو نہین مانتے جیسے داؤد اور ابن حزم اور بیان کیا
ان دونون کو محققین اہل سنت والجماعت نے جیسے امام احمد اور اسحق انتہی اور کہا حموی نے شرح اشباہ والنظائر[۱]
مین کہ ذہبی نے یہ بھی کتاب مذکور مین نقل کیا ہی احمد بن مغلس سے کہ کہا او سنے ہمسے بیان کیا مقاتل نے کہ سنا مین نے
ابن مبارک سے کہ کہتے تھے اثر (صحابہ و تابعین وغیرہ) تو معلوم ہو چکا اگر قیاس کی حاجت پڑے تو قیاس امام مالک
و سفیان و ابی حنیفہ رح کا لائق عمل ہی اور انمین سے امام ابی حنیفہ رح بہت عمدہ قیاس مین اور بڑے باریک دانائی
مین اور بڑے غور کرنے والے فقہ مین ہین اور وہ ان تینون سے زیادہ فقیہ ہین انتہی پس عبداللہ بن مبارک کا
سا محدث کہ جنسے کتب محدثین پر ہین اور بزرگی اونکی محدثین خوب جانتے ہین امام ابی حنیفہ رح کی تعریف فقہ اور
قیاس اور دانائی مین کرے اور اونکو فضیلت دے امام مالک و سفیان ثوری رح جیسے محدثون پر کہ جنکو ترمذی
اہل علم کہتا ہی پس اونسے کم درجہ والون کا طعن امام کے حق مین کیونکر معتبر ہو اور اونکے رد کے واسطے یہی قول
انکا کافی و وافی ہی اب سنو وہ خرابیان جو مانعین قیاس کو پیش آتے ہین کہا مولوی عبدالحی لکھنوی رح نے ابراز الغی مین[۲]
جو نواب بھوپال کی کتاب کا رد ہی اور اصحاب ظواہر نے سمجھے یون جھے ظاہر نص پر بیشک اڑ گئے ہین یہانتک کہ حدیث
(ہر گز پیشاب نکرے تم مین سے کوئی بند پانی مین پھر اسمین غسل کرے انتہی) مین کہا ہی کہ اگر اسمین پاخانہ یا بول کرے
جو کہ غسل اور وضو کرے تو اسمین غسل جائز ہی کیونکہ ممانعت نہین ہوئی اور ایسی مثالین اونکے ہان بہت ہین جنسے
عقل سلیم اور فہم مستقیم انکار کرتی ہی انتہی اور جو کہتا ہی کہ امام ابی حنیفہ قیاس کو حدیث نبوی پر مقدم کرتے ہین وہ
کذاب ہی چنانچہ میزان شعرانی[۳] مین ہی صاحب میزان نے اس بارہ مین علیحدہ فصل مقرر کی ہی اور فرمایا ہی یہ فصل ہی اوس
شخص کے قول ضعیف کے بیان مین کہ امام ابی حنیفہ رح کی نسبت یہ کہتا ہی کہ وہ قیاس کو حدیث آنحضرت پر مقدم
کرتے ہین سو اسبات کا یقین کرو کہ یہ کلام کسی متعصب کا ہی جو امام پر طعن کرتا ہی اور وہ اپنے دین مین دلیر ہی اور
اپنے قول مین پرہیزگار نہین ہی اور اللہ تعالی کے کلام سے غافل ہی کہ وہ فرماتا ہی کہ بیشک کان اور آنکھ اور دل
ان سب سے سوال کیا جاویگا اور اس قول خدا سے غافل ہی کہ فرماتا ہی کوئی آدمی کوئی بات نہین کہتا مگر اوسکا
ایک نگہبان تیار ہی اور آنحضرت صلعم کے قول سے غافل ہی کہ حضرت معاذ سے فرمایا تھا کہ لوگون کو آگ مین
سوا اونکی زبانون کی تیزی کے اور کوئی چیز بھی گراتی ہی اور تحقیق روایت کیا ہی امام ابو جعفر شیزاماری نے

[۱] حموی شرح اشباہ والنظائر صفحہ ۱۱
[۲] ابراز الغی صفحہ
[۳] میزان شعرانی جلد ۱ صفحہ ۶۰

اور شیخ امام ایک گانون ہی بلخ کے گانون مین سے ساتھ سند متصل کے امام ابی حنیفہؒ تک کہ فرماتے تھے واللہ جھوٹ بولا اور افترا کیا ہمپر اوس شخص نے کہ کہتا ہی ہم قیاس کو آیت اور حدیث پر مقدم کرتے ہین بھلا نص کے ہوتے ہوے قیاس کی کیا ضرورت ہی اور یہ فرماتے تھے ہم قیاس نہین کرتے مگر بڑی ضرورت کے وقت یعنی اسطرح کہ اول اوس مسئلے کی دلیل کو قرآن اور سنت یا فیصلۂ صحابہ سے دیکھتے ہین پھر جب دلیل مین حکم نہین پاتے تو اوس وقت مسکوت عنہ کو منطوق بہ پر قیاس علت جامع کے ساتھ کرتے ہین جو کہ ان دونون مسئلون مین ہے اور دوسری روایت مین امام سے یون منقول ہی کہ ہم اولاً قرآن سے پھر حدیث مرفوع سے پھر صحابہؓ کے فیصلہ جات سے عمل کرتے ہین اور اس مسئلے پر عمل کرتے ہین جسپر صحابہ متفق ہوے ہین پھر وہ آپسمین اگر مختلف ہوے ہین تو ہم قیاس کرتے ہین ایک حکم کا دوسرے حکم پر ساتھ علت کے کہ دونون مسئلون مین پائی جاتی ہی یہان تک کہ مطلب ظاہر ہو جاتا ہی انتہی **قال** دراسات اللبیب فی اسوۃ الحسنۃ بالحبیب مین لکھا ہی الخ **اقول** و باللہ التوفیق اولاً ہم جواب اس حکایت کا علی وجہ التحقیق گوش گزار اہل انصاف کے کرتے ہین ثانیاً حال صاحب دراسات کا بیان کرینگے سو واضح ہو کہ ابو حنیفہ کنیت کئی شخصون کی اوس وقت مین تھی لیس اسکو ہمارے امام کی طرف منسوب کرنا محض بے اصل اور جھوٹا قصہ ہی اور دھوکا دہی ہی چنانچہ نواب صدیق حسن خانصاحب جو کہ مؤلف کے نزدیک بڑے محقق ہین وہ خود اسکا جواب کشف الالتباس کے صفحہ ۲۴۵ مین دے چکے ہین یہ حکایت محمد بن نعمان ملقب شیطان الطاق کے ہی نہ نعمان بن ثابت ابو حنیفہؒ کی کیونکہ یہ لوگ بسبب بے علمی کے عبارت ائمہ کو نہ سمجھتے تھے پس ترتیب کرنا قیاس شرعی کا اونسے ممکن نہ تھا اسلیے ائمہ نے اونکو قیاس سے منع فرمایا اور ابو حنیفہؒ وغیرہ کو بملاحظہ کثرت علم و قوت اجتہاد اجازت دی ہی قیاس کی چنانچہ کتب حنفیہ اور رسائل فضائل اہلبیت مین اجازت صادق علیہ السلام کی ابو حنیفہؒ کے واسطے قیاس کی مصرح ہی انتہی اور اگر مؤلف میزان شعرانی کو ہی دیکھ لیتا تو شاید اس حکایت کو نقل کرتا مگر اوسکو تو عیب جوئی سے کام ہی خواہ کسی طرح سے ہو دیکھو ہم میزان شعرانی کی عبارت جو اس بارہ مین امام شعرانی فرماتے ہین نقل کرتے ہین جس سے معلوم ہوگا کہ پہلے حکایت اور کے حق مین ہی اور وہ عبارت یہ ہی ابو مطیع کہتے تھے کہ مین پاس امام ابو حنیفہؒ کے جامع مسجد کوفہ مین بیٹھا تھا اتنے مین سفیان ثوری اور مقاتل بن حبان اور حماد بن سلمہ اور حضرت امام جعفر صادقؓ وغیرہ فقہا امام کے پاس آئے امام سے باتین ہوئین اور سب نے کہا ہمکو معلوم ہوا ہی کہ تم دین مین بہت قیاس کرتے ہو سو تمہارے حق مین ہم اس بات کا بہت خوف کرتے ہین اسلیے کہ اول جسنے قیاس کیا تھا شیطان تھا

(ابو مطیع کہتے ہین) پھر مناظرہ کیا اونسے امام ابو حنیفہؒ نے جمعہ کی صبح سے لیکر زوال تک اور اپنا مذہب
پیش کیا اور کہا کہ ہم اولاً قرآن شریف پر عمل کرتے ہین پھر سنت آنحضرت صلعم پر پھر جو فیصلے صحابۂ کرام کے ہین
جنمین وہ متفق ہین اور جبکہ وہ مختلف ہوتے ہین تو اوسوقت ہم قیاس کرتے ہین (ابو مطیع کہتے ہین) پھر
کھڑے ہوے سب کے سب اور چوم لیے سب نے امام ابی حنیفہ رح کے دونون ہاتھ اور دونون گھٹنے اور سب نے کہا کہ تم
علما کے سردار ہو جو ہمسے تمہارے حق مین بباعث ناواقفی کے بدگمانی ہوئی ہی معاف کرو پھر کہا امام ابو حنیفہ رح
نے اللہ تعالی ہم تم سبکو بخشے انتہی دیکھو ان ائمۂ بزرگوار مین حضرت امام جعفر صادق رض بھی تھے جنھون نے
عذر کیا اور امام کی تعریف کی سو ظاہر ہو گیا کہ یہ دھوکا مؤلف دراسات کا ہی اور اس مؤلف نے بھی اوسکی
تقلید کی اب حال مؤلف دراسات کا مختصراً بیان کیا جاتا ہی تاکہ اہل سنت والجماعۃ اوسکی اصل مذہب اور تقیہ و
دھوکے سے واقف ہو جائین اور اوسکے قول کا فقط اعتبار نکرین اول یہ کہ دراسات مطبع لاہور کے صفحہ ۲۱
مین ہی اور جب بات ثابت ہوئی تو معلوم ہوا کہ جسنے حدیث تمسک کی صحت کا اقرار کیا اوسنے ائمہ (یعنی
بارہ امام) کے معصوم ہونیکا التزام کیا یہانتک کہ اونسے خطا کا صادر ہونا محال جانا جیسے مہدی علیہ السلام
نزدیک شیخ کے اور یہ معصومیت امت مین اہل بیت کے امامون ہی کو ہی انتہی سو بارہ امام کو معصوم جاننا
عین مذہب روافض ہی اہل سنت کے نزدیک سوابے نبی کے اور کوئی معصوم نہین ہی اور یہ معلوم نہین کہ انکے
شیخ مجہول کون ہین اور اوسی صفحہ مین حدیث اصحابی کالنجوم کو موضوع لکھا ہی (جس سے اوسکی غرض یہ ہی کہ یہ
حدیث لائق عمل نہین اور کل صحابہ ہدایت اور لائق بالاتباع نہین حالانکہ یہ غلط اور سوء ادبی ہی) اور جو حدیث
کہ اتباع حضرت سیدنا ابو بکر و عمر رض مین وارد ہی اوس سے جواز مراد لیتا ہی (یہ بھی غلط ہی بلکہ اتباع اونکا ضروری ہی)
اور کہتا ہی کہ یہ حدیث اونکے خطا نہونے پر دلالت نہین کرتی (غلط محض ہی) اور میری حدیث علیکم بسنتی الخ کے
جواب مین کہتا ہی اگرچہ یہ حدیث حسن ہی مگر یہ بھی اونکی عدم خطا پر دلالت نہین کرتی (بالکل مہمل بات ہی)
اور صفحہ ۲۱۳ مین لکھا ہی کہ گواہی ابو بکر رض کی عدم ارث کے باب مین اونکے مصیب ہونے کی قطعاً دلیل نہین
اسلیے کہ اس تقدیر پر یہ خطا حضرت فاطمہ زہرا رض کی قطعاً لازم آتی ہی انتہی (یعنی وہ تو قطعاً معصوم ہین) اور
صفحہ ۱۹۰ مین لکھا ہی کہا اوسے شیخ نے کہ امام مہدی علیہ السلام جب نکلینگے تو سوائے فقہا کے اور
کوئی اونکا دشمن صریح نہوگا اگر تلوار اونکے ہاتھ مین اوسوقت نہو تو یہ فقہا اونکے قتل کا فتوی دیتے لیکن
وہ تلوار کے زور سے غالب آوینگے اور فقہا خوف کے مارے اونکا حکم مانینگے نہ دل سے جیسے حنفی شافعی اور

ف
قبول حضرت جعفر صادق [illegible] امام ابو حنیفہ [illegible]

یہ لوگ بلاد عجم مین لڑینگے اور انمین بہت لوگ ہلاک ہونگے انتہی ملتقطاً سو یہ باتین اہل سنت کے عقائد کی
بالکل خلاف ہین اور فقہاے حنفیہ و شافعیہ وغیرہ پر افترا محض اور رجم بالغیب ہی ہرگز اہل سنت مقلدین ائمۂ اربعہ
امام مہدی علیہ السلام کے دشمن نہوینگے بلکہ دل و جان سے اونکی اطاعت کو فرض جانینگے یہ واہیات پیشین گوئی
انکے شخص مجہول کی ہی اور سوء اعتقادی مؤلف دراسات کی ہی اللہم احفظنا اور صفحہ ۲۱۹ مین لکھا ہی کہ مجکو
بعض اہل علم سے معلوم ہوا ہی کہ کہا اوسنے جو شخص امام عصر یعنی مہدی علیہ السلام کی محبت صادق مین مرا ہی اور اوسنے
امام کا زمانہ نہین پایا سو پھر اونکے زمانے مین خدا اوسکے زندہ ہونیکا حکم کریگا اور اونکی حضور سے نعمت عظمی حاصل
کریگا انتہی اور معلوم ہی کہ یہ عقیدہ رجعت کا عین مذہب شیعۂ شنیعہ کا ہی اس عقیدے کا رد شاہ عبد العزیز رح نے
تحفۂ اثنا عشریہ مین بصفحہ ۲۰۵ خوب ہی کیا ہی اب صاحب دراسات کے تقیے کا حال سنو کہ وہ مقلد امام
ابی حنیفہ رح کا باوجود اس ہمہ بنتا ہی چنانچہ صفحہ ۳۲۳ مین امام کی خوب تعریف کی ہی اور وہ یہ ہی یہ بارھوین درا سات
بیچ احوال ظاہر کرنے عمدہ عادات امام اجل ابی حنیفہ رح کے حق مین اور لازم کر لینا ادب کا اونکے ساتھ اور اونکے
مذہب کے ساتھ اور اونسے بلائی کا دور کرنا اور رد کرنا اوسکا جو اونکے حق مین لوگون نے کہا ہی انتہی اور اوسی صفحہ مین
ہی بیشک مین نے امام کے مذہب کو نہین چھوڑا مگر جبکہ صحیح حدیث کے خلاف ہوا ہی اور یہ عین اونکے مذہب پر عمل
درآمد ہی انتہی اور صفحہ ۳۲۴ مین ہی مین اونکی مناقب کا ذکر نہین کرتا کیونکہ اونکے مناقب کا مخالف و موافق
قائل ہی اور اونکے ذکر سے سب شہر اور دیار بھرے پڑے ہین اور اونکی مناقبون مین دفترون کے دفتر
بن گئے ہین اور میرا باپ دادا اونکے علم اور ادب کی پرورش یافتہ ہین انتہی غرضکہ امام ابی حنیفہ رح کی خوب تعریف
کی ہی اور صفحہ ۲۲۵ مین ہی اور نہین بیٹا کسی مقلد مذہب ابی حنیفہ کی گردن مین سواے امام ابی حنیفہ کے
انتہی اور صفحہ ۲۲۷ مین ہی اور اوسکی مثالون مین سے جو کہ معمول ہمارے نزدیک ہی گردن کا مسح ہی وضو مین
سو بیشک اسکی سند مین نے نہین پائی نہ مرفوع اور نہ موقوف اور باوجود اسکے مین گردن کا مسح کرتا ہون
(یعنی بسبب حسن ظن کے امام کے حق مین) چنانچہ اسکو بھی لکھا ہی کہ امام کے حق مین حسن ظن اونکی بلند نظر
اور باریک بینی کی جہت سے اس بات کا حکم دیتا ہی کہ اونکا قول تابعین کے قول پر مقدم ہو انتہی اور صفحہ ۲۴۱ مین ہی اور
تحقیق مذہب امام اجل ابی حنیفہ رح سے بھی تقدیم حدیث ضعیف کی قیاس پر ہی جیسا کہ حکایت کیا ملا علی قاری رح
نے شرح مشکوۃ مین ابن حزم سے اور اوسکی مثالون مین سے ایک یہ لکھا ہی کہ قہقہہ سے درمیان نماز کے وضو اور
نماز دونون جاتی رہتے ہین گو اسمین یہ حدیث (کہ ایک نابینا ایک بار جماعت کے وقت آیا اور کنوئین مین گر پڑا

امام کی تعریف مین دفترون کے دفتر بن گئے

تو صحابہ قہقہہ مار کر ہنس پڑے آنحضرت صلعم نے نماز اور وضو دونون کے لوٹانیکا حکم فرمایا یہ ضعیف ہی لیکن امام
نے قیاس کو ترک کیا اور حدیث ضعیف کو مقدم رکھکر قہقہہ سے نماز اور وضو کے اعادہ کا حکم دیا اور نبیذ
تمر سے وضو کرنے مین اگرچہ ضعیف حدیث قصۂ ابن مسعود رضی کی ہی پہ اسکو مقدم رکھکر قیاس کو ترک کیا لیکن
پھر بھی خطیب وغیرہ (متعصب) کہتے ہین کہ بعض حدیث کو چھوڑ کر قیاس کیا ہی اور اونکو یہ معلوم نہوا کہ امام نے
اون احادیث کو بباعث ہونے اور احادیث زیادہ صحیح کے چھوڑا ہی انتہی مختصرا سو یہان پر یہ باتین امام کے حق مین
صحیح کہین لیکن مسح گردن مین یہ کہنا (کہ مجکو حدیث نہ مرفوع اور نہ موقوف معلوم ہوئی) بے علمی
اور عدم تتبع یا دھوکے پر دلالت کرتا ہی کیونکہ علامہ عینی نے کہ بڑا محدث اور فقیہ ہی اپنے بنایہ شرح ہدایہ مین
حضرت ابن عمر سے موقوفا روایت کی ہی اور شرح معانی الآثار مین مسح گردن کی حدیث ہی اور تاریخ اصبہان مین
ابو نعیم نے بروایت ابن عمرؓ حدیث مسح گردن کو نقل کیا ہی اور یہ بھی غلط کہا ہی کہ مین نے جہان حدیث
صحیح کے خلاف مذہب امام کا پایا ہی وہان مذہب کو چھوڑ دیا ہی کیونکہ یہ بات دریافت کرنا کام مجتہد کا ہی اسلیے
کہ اکثر شروط صحیح حدیث و معمول بہا ہونیکا مدار قیاس و اجتہاد پر ہی اور انقطاع باطنی اور علت خفیہ قادح الصحۃ
و سلامۃ عن المعارض بدون اجتہاد معلوم نہین ہو سکتا و نیز ترجیح مابین دلالات حدیث کے سوائے مجتہد کے
اور کون جان سکتا ہی سو اول اپنا مجتہد ہونا ثابت کر لیتا تو یہ کہنا تھا بلکہ مروجہ کتابونکا جب علم نہین
تو مجتہد ہونیکا دعوی یعنی چہ بعد بیان ہونے اس تقریر کے معلوم ہوا کہ کہین شیعونکا عقیدہ رکھتا ہی
اور مقلدین اہل سنت والجماعۃ کو دشمن اہل بیت سمجھتا ہی اور کہین مقلد مذہب حنفی بنتا ہی اور کہین مجتہد و
محدث بنا ہی کہ بعض جگہ اقوال شیخ ابن الہمام وغیرہ کے رد کے لیے دلیلین واہی لایا ہی جسکے حق مین یہ
مثل صادق آئی ہی ع گہ بت شکنی گاہ مسجد زنی آتش ÷ از مذہب تو گبر و مسلمان گلہ دارد ÷ **فائدہ**
اسکی تحقیق اسواسطے کیگئی کہ مؤلف اور نواب صدیق حسن خان صاحب کے نزدیک کتاب معتبر ہی جسکا خلاصہ
یہ ہی کہ (مقلدین کے سمجھانے کے واسطے کافی ہی) سو اس سے عوام خواص کو واقف ہونا چاہیے اب ہم پھر
بحث ما نحن فیہ کی طرف متوجہ ہوتے ہین کہا **میزان شعرانی** مین کہا امام ابو جعفر شیزاماری نے
کہ کچھ خصوصیت امام ابی حنیفہؒ کی قیاس بشرط مذکورہ کے کرنے مین نہین بلکہ سب علماء اوقات مشکلہ مین قیاس
کرتے ہین جبکہ اوس مسئلے مین نص نہین پاتے بلکہ اونھون نے قیاس کو ایک دلیل چار دلیلون مین سے کیا ہی اور کہا
ہی کتاب اللہ و سنت اور اجماع اور قیاس اور بیشک امام شافعیؒ فرمایا کرتے تھے کہ جسوقت ہم کسی مسئلہ مین

دلیل قرآن و حدیث سے نہین پاتے تو اوسوقت غیر پر قیاس کرتے ہین انتہی سو جسنے امام ابی حنیفہؒ پر قیاس کے
کرنے مین طعن کیا تو البتہ اوسکو سب اماموں پر اعتراض کرنا پڑیگا اسواسطے کہ وہ سب قیاس کے کرنے مین
شریک ہین وقت نہ پانے نص اور اجماع کے سو ہماری کل تقریر سے معلوم ہوا کہ امام ابی حنیفہؒ باوجود نص کے کبھی
قیاس نہین کرتے جیسا کہ بعض متعصب گمان کرتے ہین انتہی اور امام شعرانی نے امام کے قیاس کے بارے مین متعدد
جگہہ لکھا ہی بخوف طوالت ترک کیا گیا مؤلف وغیرہ اگر اس کتاب کا ہی مطالعہ دیکھتے اور طالب حق ہونا منظور ہوتا
توکبھی قیاس کے مسائل مین نہ پھسلتے **قال** پس مارا پیغمبر خدا صلعم نے ہاتھ اوپر سینے معاذ کے **اقول**
وباللہ التوفیق یہان پر بھی مؤلف نے عوام کو دھوکا دیا اور عمداً لا تقربوا الصلوٰۃ پر عمل کرنے کے لیے وانتم
سکاریٰ کو چھوڑ دیا اور ترجمہ حدیث کا پورا پورا نکیا یعنی فقط آنحضرت صلعم کا سینۂ معاذ رضؓ پر ہاتھ مارنا نقل
کیا باقی عبارت حدیث کا ترجمہ اسلیے نقل نہ کیا کہ جاہل اردوخوان جان لین کہ آنحضرت صلعم نے غصے کے مارے
ہاتھ مبارک اپنا سینۂ معاذ رضؓ پر مارا مگر یہ نہ جانا کہ اہل سنت دیکھکر اس دھوکے کو سب پر ظاہر کر دینگے فقط عوام کے
بہکانے کے واسطے یہ کام اختیار کیا کہ پیچھے جو ہو سو ہو ایکبار تو قابو مین آکر تبرا اور طعن ائمہ مین شریک ہو جائینگے
اسلیے ہم اظہار حق کے واسطے عبارت متروکہ حدیث ظاہر کر دیتے ہین اور پھر اس حدیث کی بحث شروع کرینگے
سو معلوم ہو کہ وہ عبارت یہ ہی کہ بعد مارنے ہاتھ مبارک کے سینۂ معاذ رضؓ پر آنحضرت صلعم نے یون فرمایا اَلْحَمْدُ
لِلّٰہِ الَّذِیْ وَافَقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم لِمَا یَرْضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ روایت کیا اسکو ابوداؤد نے
اور ترمذی مین یون ہی قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم خلاصہ دونون فقرونکا ایک
ہی ہی اگرچہ ابوداؤد مین ایک لفظ زائد ہی اور وہ خلاصہ یہ ہی کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے اُس خدا کی تعریف ہی جسنے قاصد
رسول اللہ صلعم کو موافق مرضی رسول خدا صلعم کے کردیا یعنی یہ فیصلہ موافق مرضی رسول خدا صلعم کے ہی اور
فیصلے کا یہی حق ہی اور آنحضرت صلعم کی عادت تھی کہ مخاطب کی تسلی کے واسطے اپنا ہاتھ مبارک اوسکے
سینے پر مارکر دعا مانگا کرتے تھے چنانچہ ایک صحابی گھوڑے پر سے گر پڑتا تھا آنحضرت صلعم نے اوسکے سینے پر
اپنا ہاتھ مبارک مارکر دعا فرمائی سو وہ بات جاتی رہی اسیطرح آنحضرت صلعم نے ہاتھ مبارک اپنا سینۂ معاذ رضؓ پر مارکر
شکریہ ادا کیا اور بہت خوش ہوے اور اطمینان قلب معاذ فرمایا نہ اسلیے ہاتھ مبارک مارا کہ اسی فیصلے سے
ناراض ہوے جو مقصود مؤلف کا ہی اور عوام کو دھوکا ہی **قال** جواب اسکا تین طرح پر ہی الخ **اقول** وباللہ التوفیق
اول طرح کے جواب کا خلاصہ یہ ہی کہ یہ حدیث ضعیف ہی اور ترمذی کے نزدیک متصل نہین ہی سو اول طرح کے

جواب کا ر د چار طرح پر ہی اول یہ کہ ترمذی کے نزدیک متصل نہو تو کچھ خرابی نہین کیونکہ وہ اپنے علم کی نفی کرتا ہی
اور عدم علم کسی شخص کا دلیل عدم وجود شی پر نہین اور ایک کی علم کے نفی سے دوسرے کے علم کی نفی لازم نہین آتی
دوم بر تقدیر تسلیم عدم اتصال حدیث کا ضعف ثابت کرنا ضعیف ہی کیونکہ غایت یہ ہی کہ وہ حدیث مرسل ہوگی
بلکہ امام بخاری نے اسی حدیث کی نسبت کہا ہی کہ مرسل ہی اور کہا دار قطنی نے کہ مرسل اصح ہی چنانچہ خود مولف نے
لکھا ہی سوم مرسل حدیث کا معمول بہا ہونا ائمہ مجتہدین و فقہاے محدثین متقدمین کا مذہب ہی چنانچہ امام نووی نے
شرح مسلم کے صفحہ ۹ مین مثل امام مالک و ابی حنیفہ و احمد و اکثر فقہاے محدثین سے مرسل حدیث کا حجت ہونا لکھا
ہی اور ابو داؤد نے جو رسالہ کہ اہل مکہ کی طرف لکھا تھا اسمین لکھا ہی کہ قدما ائمہ حدیث مرسل کے عامل تھے جب امام
شافعی آئے تو اونھون نے کلام کیا سو ظاہر ہی کہ امام شافعی اور اونکے متبعین بعض محدثین کا مرسل حدیث کو
حجت نہ ٹھہرانا امام مالک و ابی حنیفہ وغیرہ فقہاے محدثین کے مقابلے مین کیونکر بہتر ہوگا اور امام بخاری تو اونکے
شاگرد کے شاگرد ہین اونکا مرسل کو حجت نہ ماننا کون عاقل سنتا ہی ہان جو لوگ بغیر موجود ہونے دلیل کے قرآن
و حدیث صحیح و اجماع صحابہ و تابعین کے امام شافعی و امام بخاری وغیرہ کی تقلید کرے جسکو مولف مذموم کہتا
ہی تو کرے غیر یہ کہ عامل بالحدیث و القرآن ہی کیونکر حجت ہوگا اور اونکا قیاس بغیر از دلیل کیونکر معتبر شمار ہوگا اور
اونکا یہ ماننا بھی تو قیاس سے ہی جسکو مولف برا کہتا ہی بلکہ حق یہ ہی کہ حدیث مرسل پر زیادہ بھروسا چاہیے
کیونکہ جب ثقہ نے اوسکو مرسل کیا تو اوس حدیث کی صحت پر بھروسا کیا بخلاف مرفوع کرنیکے کہ جیسا سنا
بیان کیا اور ذمہ سے فارغ ہوگیا اور کوئی وجہ بغیر دلیل کے حدیث کے ترک پر نہین ہی سوم جو لس حدیث کے مخرج
ہین مثل ترمذی اور ابو داؤد کے وہ اپنی اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ ہمنے کوئی حدیث وضعی اسمین داخل نہین کی
کہا ترمذی نے کتاب العلل مین اور سب حدیثین جو اس کتاب مین ہین معمول بہا ہین اور اوسی پر عمل کیا بعض اہل علم
سواے دو حدیثون کے (کہ اونپر کسی نے عمل نہین کیا) ایک حدیث ابن عباس کی کہ آنحضرت صلعم نے ظہر اور
عصر کو مدینہ مین بغیر خوف اور بارش کے جمع کیا اور دوسری حدیث یہ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا جسوقت کوئی شراب
پیے تو اوسے کوڑے مارو اگر چوتھی بار پیے تو قتل کر ڈالو اور بیشک ہمنے ان دونون حدیثون کی معمول بہا
نہ ہونے کی وجہ اسی کتاب مین بیان کردی ہی انتہی اور ابو داؤد نے اس حدیث پر کوئی جرح نہین کی بلکہ سکوت کیا
اور اوسنے مقدمے مین لکھا ہی کہ جس حدیث مین مین نے سکوت کیا ہی لائق عمل ہی پس جبکہ مخرج حدیث موضوع
نہ کہین بلکہ معمول بہا لکھین اور امام بخاری و دار قطنی مرسل کہین جسکا حجت اور معمول بہا ہونا اچھی طرح پر ثابت

ف [illegible]

ہوگیا تو اب اون لوگون کے جو انسے کم درجے کے ہین اور تدقیق وصحت حدیث مین انکے برابر نہین اہل علم کب سلتے ہین اور فقہا مین اس حدیث کا مشہور ہونا خود اسبات پر دلالت کرتا ہی کہ یہ حدیث ثابت ہی گو باعتبار بعض سندکے بعض نزدیک ضعیف ہو اور ممکن ہی کہ باعتبار سند کے ضعیف ہو لیکن قرائن و دلائل سے قوی ہو اور اوسکے شاہد قرآن واحادیث صحیحہ واقوال صحابہ وغیرہ موجود ہین جیسا کہ صحت حدیث باعتبار رواۃ کے خلاف اجماع کے کام نہین دیتے اسیطرح احادیث ضعیفہ بباعث کثرت طرق وقرائن خارجیہ کے درجہ حسن لغیرہ تک پہونچ جاتے ہین چنانچہ اصول حدیث مین مصرح ہی اور پہچاننا ایسی باتون کا فقیہ و مجتہد خوب جانتے ہین اور وہ بڑے عاقل ہین جو لوگ کہ فقیہ نہین اونکی بات ماننا بڑی ناسمجھی کی بات ہی اور حاشیہ ابوداود کا جو حوالہ دیا ہی اور موضوع ہونیکا بھی اوس محشی نے ذکر کیا ہی مگر اوسکی آخر عبارت کو مؤلف نے عمداً ترک کردیا وہ یہ ہی کہ اخیر مین لکھا ہی پر مین یہ کہتا ہون کہ اس حدیث پر عمل کرنے کے لیے حضرت عمر بن الخطاب و ابن مسعود و زید بن ثابت و ابن عباس سے روایتین ہین اور بیشک بیہقی ان آثار کو اپنی کتاب مین اس حدیث کے بعد واسطے قوت دینے اس حدیث کے لایا ہی انتہی یعنی یہ حدیث گو ایسی ہی لیکن بباعث تائید کرنے عمل صحابہ کے کہ قیاس کا جواز اونسے ثابت ہی قوی ہو گئی ہی اور حدیث ضعیف بہت قرائن کے قوی ہوجاتی ہی کیا معلوم نہین کہ ایک دو بال طاقت رسی کی نہین رکھتے لیکن جب چند بال جمع کیے جاوین تو قوی رسی طیار ہوجاتی ہی اور کارآمد ہوجاتی ہی چہارم مقلدین ائمہ فقط اسی حدیث سے قیاس ثابت نہین کرتے اسکو تمثیلاً بیان کردیتے ہین اسوجہ سے کہ اسمین ادلہ کی ترتیب مذکور ہی بلکہ مقلدین ائمہ کے نزدیک تو قیاس کرنا آیت و احادیث صحیحہ متفق علیہا اور عمل صحابہ و تابعین وغیرہ سے ثابت ہی چنانچہ اوپر اسکا ذکر بخوبی ہوچکا پس مؤلف کا اسبات پر خوش ہونا کہ قیاس کے بارے مین جو حدیث مقلدین ائمہ کے پاس تھی جب ہمنے ضعیف ثابت کردی تو قیاس کرنا تمام مجتہدین کا باطل ہوا محض بے علمی و رجی کا سمجھا نا ہی **قال** دوم معارض ہی معاذ کی حدیث کے الخ **اقول** وباللہ التوفیق یہان پر مؤلف کا اجتہاد بے بنیاد بھی سننے کے قابل ہی مؤلف اس حدیث سے تعارض حدیث معاذ سے (جو اوپر گذر چکی ہی) ثابت کرتا ہی حالانکہ معارض ہو تو جب ہو کہ اس حدیث سے نفی قیاس کی ظاہر ہو اور نفی قیاس کی اس حدیث سے ثابت کرنا قیاس فاسد اور اجتہاد کاسد ہی بلکہ یہ حدیث تو سابق حدیث معاذ کے موافق ہی اور اسکی مؤید ہی بیان اسکا ظاہر ہی کیونکہ لشکر کے سردار نے اس خیال سے کہ آنحضرت صلعم نے میری تابعداری انپر واجب کردی ہی ظاہر حکم کا لحاظ کرکے اونسے کہا کہ تم آگ مین گھس جاؤ

اور حقیقت حال کو معلوم نہ کیا اور لشکر نے ظاہر حکم کو عموم پر نہ رکھا اور اس حکم کو خاص کر لیا (جیسا سابق حدیث قصۂ ابی بکر و عمر رض مین بیان ہوا) اور دل مین سوچے کہ ہم تو ایمان اسواسطے لائے ہین کہ آگ دوزخ سے بچین پھر دنیا مین خود آگ مین کیونکر جائین بلکہ جیسے آتش آخرت سے بچنا چاہیے اسیطرح دنیا کی آتش سے احتراز ضرور ہی اور غرض نبوی بھی سمجھ گئی کہ آپکا حکم عمدہ کام کی تابعداری مین ہوگا سو امیر لشکر نے ظاہر نص پر عمل کیا جو واقع کے خلاف تھا اور لشکر نے قیاس صحیح سے جو واقع مین عمدہ تھا اوس نص ظاہر کو خاص کر لیا سو اس قیاس کو جو لشکر نے کیا آنحضرت صلعم نے پسند فرمایا یہانتک کہ فرمایا اگر تم (موافق ظاہر نص اور حکم سردار کے) آگ مین گھس جاتے (اور اس قیاس صحیح پر جو تمنے کیا ہی عمل نکرتے) تو ہمیشہ قیامت تک آگ مین رہتے پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث عین دلیل قیاس پر عمل کرنے کی ہی نہ کہ عدم جواز قیاس پر پھر یہ کہنا (کہ یہ حدیث صاف صاف دلالت کرتی ہی اسپر کہ قیاس پر چلنے والا مرتکب گناہ کا ہی) اوس شخص کو مفید ہوگا جو بالکل عقل سے صاف و پاک ہی اور تعصب و کینہ فقہا و مجتہدین و صحابۂ کبار بلکہ آنحضرت صلعم و کلام الٰہی کی جہت سے اوسکے سر پر خاک ہی اور جو شخص عقلمند ہی وہ صاف اس سے عمل بالقیاس کو عمدہ اور معمول بہا سمجھیگا **قال** سوم بہت سے حضرت کے اصحاب الخ **اقول** عقو فیقہ بہت سے حضرت کے اصحاب اور تابعین و تبع تابعین و ائمۂ مجتہدین وغیرہ فقہا و مفسرین رض بلکہ قرآن شریف و صحیح احادیث رسول خدا صلعم سے امر دین مین قیاس کا مشروع ہونا ثابت ہی چنانچہ اوپر حال اسکا تصریحاً گذر چکا اور جو کہین تابعین و تبع تابعین و بعض صحابہ سے ممانعت ہی جیسا کہ مؤلف نے لکھا ہی تو وہ ممانعت اوس قیاس سے متعلق ہی کہ جو مخالف صریح نص قطعی کے ہو جیسا امام نووی وغیرہ کے اقوال سے اوپر مذکور ہو چکا ورنہ بڑی خرابی ہوگی کیونکہ جن سے ممانعت منقول ہی خود وہی قیاس صحیح کو وقت ضرورت کے کرتے ہین سو جو شخص مطلق قیاس کی نفی کریگا اوسکو لازم آئیگا کہ صحابہ وغیرہ بلکہ آنحضرت صلعم و قرآن شریف کی نسبت سوء ظنی کر کے زمرۂ اہل سنت و الجماعت سے نکل جاوے اور ناقابل اعتبار ہو جاوے جیسے ظاہریہ فرقے کا اعتبار کچھ نہین ہی بعد وضوح بحث قیاس کے معلوم ہو گیا کہ قیاس ایک دلیل ہی ادلۂ اربعہ مین سے جسکے اہل سنت و الجماعت عامل ہین اور منکر اسکا خارق اجماع اور غیر معتبر اور بدعتی ہی اہل سنت و الجماعت کو اس سے پرہیز لازم ہی اب ہم شروع کرتے ہین اعظم مقاصد کو جسپر مدار اہل سنت و الجماعت مقلدین ائمۂ اربعہ رحمہم اللہ کا ہی اور وہ تقلید مذہب معین ہی اور جو وجود ہوکے

اور مغالطہ مؤلف اور مثل اونکے نے دیے ہین اور عوام کالانعام کو اون دھوکون سے بھکاکر زمرۂ
اہل سنت والجماعت سے خارج کرکے زمرۂ اہل ہوا و بدعت مین داخل کرتے ہین بخوبی واقف کردیا جاتا ہی
وباللہ التوفیق **قال** چوتھا مغالطہ اور ایک مغالطہ الخ **اقول** بتوفیق اللہ یہ مغالطہ بھی مؤلف کا
افترا محض ہی کیونکہ مقلدین ائمہ غیر مقلدین پر اسطرح اعتراض نہین کرتے ہین بلکہ وہ یون کہتے ہین کہ
جس حدیث یا آیت پر غیر مقلدین کا عمل ہوگا دو حال سے خالی نہین یا وہ حدیث و آیۃ متفق علیہ فی
العمل والاعتقاد ہی (یعنی مقلدین و غیر مقلدین سب کا عمل و اعتقاد مین اوسپر اتفاق ہی) یا نہین اول سے
ہمکو بحث نہین بتقدیر ثانی ہم پوچھتے ہین کہ اوس حدیث یا آیۃ پر عمل کسطرح کیا اپنی راے سے یا غیر کی تقلید سے
اول شق پر بدون ملکۂ اجتہاد کے جسکے لیے چند شرائط شاہ ولی اللہ وغیرہ علما نے لکھی ہین اتباع بالراے
ہوگا جسکی ممانعت قرآن شریف مین ہی فرمایا اللہ تعالی نے ۞ اَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ اَفَاَنْتَ
تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ
بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا اور ثانی شق پر کسی مجتہد کی تقلید سے عمل کیا یا کسی محدث کے کہنے سے کہ جو
مجتہد سے کم درجے کا ہی اول شق پر مدعی ثابت ہی اور بر تقدیر ثانی اعلی کی تقلید چھوڑکر ادنی کی تقلید کرنی پڑیگی
جسکی ممانعت آنحضرت صلعم کے قول سے مفہوم ہی چنانچہ طبرانی نے روایت کی ہی عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم مَنْ تَوَلّٰى مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاسْتَعْمَلَ رَجُلًا وَهُوَ
يَعْلَمُ اَنَّ فِيْهِمْ مَنْ هُوَ اَوْلٰى بِذٰلِكَ وَاَعْلَمُ مِنْهُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ صلعم
فَقَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَجَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ انتہی ابن عباس رض سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ
صلعم نے جو شخص مسلمانون کا متولی ہوا پھر اوسنے کسی شخص کو عامل بنایا اور یہ بھی جانتا ہی کہ
اوس سے اور ایک شخص اولی اور زیادہ علم والا ہی تو اوسنے بیشک اللہ تعالی اور اوسکے رسول صلعم اور جماعت مسلمانونکی
خیانت کی اور حاکم نے بھی اسی مضمون کی حدیث کو نقل کرکے کہا ہی کہ صحیح الاسناد ہی لیکن صاحب فتح القدیر نے لکھا ہی

کہ اسمین حسین بن قیس ضعیف ہی اور عقیلی نے اسکو ضعیف کہا ہی اور یہ کہا ہی کہ یہ قول عمر بن الخطاب کا معروف ہے

اور جو طبرانی نے حدیث نقل کی ہی اوسمین حسین بن قیس نہین انتہی سو وہ ضعیف نہین ہی چنانچہ ہمنے پہلے نقل کردی ہی اور نیز
ابو یعلی نے اپنی مسند مین حذیفہ رض سے نقل کیا ہی اور وہ آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا جس شخص نے کسی شخص کو
دس شخصون پر عامل بنایا اور اسبات کو جانتا ہی کہ اوس دس مین ایک ایسا شخص ہی کہ اوس عامل سے افضل ہے

تو بیشک اوسنے اللہ تعالی اور رسول صلعم اور جماعۂ مسلمانون کی خیانت کی انتہی بہرحال قول رسول اللہ صلعم ہو
یا قول عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا حجت شرعی ہی اور صاحب ہدایہ نے اسی مقام مین اسیطرح لکھا ہی اور
یہی حدیث سند لایا ہی چنانچہ لکھا ہی وَیَنْبَغِیْ لِلْمُقَلِّدِ اَنْ یَّخْتَارَ مَنْ هُوَ الْاَقْدَرُ وَالْاَوْلٰی یعنی
مقلد کو چاہیے کہ قضا کے لیے اوسکو تجویز کرے جو قضا کی لیاقت اور وسے عمدہ رکھتا ہو انتہی اور مقلد سے
یہان پر مقصود وہ ہی کہ ولایت قضا کی رکھتا ہو مثل خلیفہ و سلطان کے سو اس سے عموماً سمجھا گیا کہ اوسکو پیشوا
بنانا چاہیے جو اوسکے نزدیک افضل ہو اسلیے رسول خدا صلعم نے ایام مرض موت مین حضرت ابوبکر رضہ کو امامت
کے واسطے معین کیا تھا اور حضرت عمر رضہ کو ہٹا دیا تھا کیونکہ آپکے نزدیک وہ افضل صحابہ تھے اور زمانۂ صحابہ
و تابعین مین جو ایک دوسرے سے مسائل پوچھ لیا کرتا تھا تو وجہ اسکی یہ تھی کہ اول تو سب جگہ افضل
ملتا نہ تھا دوسرے جمیع وقائع کے مسائل اوسوقت جمع نہوے تھے اسلیے ضرورۃً بعض مسائل کسی سے
او بعض کسی سے حسب اتفاق پوچھ لیتے تھے بخلاف ائمۂ اربعۂ مجتہدین کے کہ سب مسائل فرعیہ
مجتمع ہر ایک مجتہد ائمۂ اربعہ کے مذہب مین پائے جاتے ہین پس اب کوئی مقلد ایک امام کا کہ اسکو
افضل سمجھتا ہی بغیر ضرورت شرعیہ وغیرہ کے جسکو آگے ہم بیان کرینگے دوسرے کے مسائل پر چلنا اس
حدیث کا خلاف کرنا ہی سو مقلدین مذہب حنفیہ پر کہ وہ اس حدیث کے عامل ہین اور افضل ائمۂ ثلثہ کی
تقلید کرتے ہین ہرگز اعتراض نہین ہو سکتا کیونکہ اونکا امام علم و فضل مین اور بباعث تابعی ہونے کے
باقی ائمۂ ثلثہ پر بیشک سب کے نزدیک فضیلت رکھتے ہین بخلاف غیر مقلدین کے کہ ائمۂ اربعہ سے جو کم درجے
کے ہین مثلاً امام بخاری وغیرہ محدثین کی تقلید کرتے ہین وہ اس حدیث کا بیشک خلاف کرتے ہین پس بعد
وضوح تقریر کے معلوم ہوا کہ مقلدین ائمہ عامل بالحدیث و القرآن ہین نہ کہ غیر مقلدین بلکہ وہ مخالف ہین صریح
آیات و احادیث نبوی صلعم کے **قال** جواب اسکا یہ ہی کہ اگر کوئی شخص غور سے ازراہ تحقیق الخ
اقول و باللہ التوفیق مؤلف نے جواب یہ دیا ہی کہ مسائل مستنبطۂ فقہیہ مین کتب فقہ کی ضرورت
نہین اور کہا کہ اگر کوئی شخص الخ سو کوئی شخص سے ظاہر مراد عام ہی خواندہ ہو یا ناخواندہ بر تقدیر ناخواندہ
ہونے کے اگرچہ ساری عمر غور کرتا رہے کچھ بھی حاصل نکر سکیگا اور بر تقدیر خواندہ ہونے کے مقصود کمال
تحصیل علم فقہ و حدیث وغیرہ ہی یا صرف تحصیل کتب حدیث و ترجمۂ قرآن و تفسیر اول شق پر بھی خواہ
کتنی ہی تحقیق قرآن و حدیث مین کرے بدون ملکۂ اجتہاد کے کہ جسکے چند شرائط علما نے لکھے ہین

مسائل استنباط نکر سکیگا بلکہ اونکا معلوم کرنا بدون ملاحظہ مسائل فقہیہ کتب کے ہرگز متصور نہوگا کیونکہ
بغیر ملکہ اجتہاد کے اوسکو استنباط کی طاقت کہان ہی اسلیے شرح مسلم الثبوت مین لکھا ہی غیر المجتہد
المطلق وَلَوْ کَانَ عَالِمًا یَلْزَمُہُ التَّقْلِیْدُ لِلْمُجْتَہِدِ انتہی یعنی غیر مجتہد مطلق اگرچہ عالم ہو
کسی مجتہد کی تقلید ضرور ہی انتہی اور بر تقدیر صرف تحصیل حدیث و ترجمہ قرآن بدون تفقہ کے بطریق اولی
اون مسائل کو جو صراحتہً کتاب اللہ و احادیث مین نہین ہین کسی نہ کسی کتاب فقہ سے معلوم کرینگے
اور انھین کتب کی تقلید کرنا پڑیگی بلکہ جو مسائلہ کہ کتب حدیث مین بھی پائی جاتے ہین اونمین بھی محدثین
کی تقلید ہوگی اور مجتہدین کی تقلید کو کہ جو بالیقین افضل صرف محدثین سے ہین چھوڑنا ہوگا اور اپنی طرف سے
جس حدیث پر موافق خواہش نفس کے عمل کرینگے تو خود گمراہ ہونگے اور دونکو گمراہ کرینگے چنانچہ پہلے اسکا ذکر
کرچکا کہ غیر مجتہد کا حکم مردود ہی اور کسی مسائلے پر اسکے فتوے نہین ہی اور یہ بھی معلوم ہوچکا کہ جب تک
سامان اجتہاد کے موجود نہون ظاہر حدیث پر چلنا جائز نہین چنانچہ پہلے عقد الجید سے معلوم ہوچکا
پس یہ دعوی کرنا کہ غور سے ازراہ تحقیق سب مسائلے قرآن و حدیث سے ثابت ہوسکتے ہین ادعاء محض
اور دروغ بیفروغ ہی کیونکہ سیکڑون مسائلے مختلف فیہا اور مجتہد فیہا کا پتہ قرآن و حدیث مین صراحتہً
نہین ہی منجملہ اونکے مسائل جزئیہ فرائض وغیرہ کے کہ جنکا تفصیلاً پتہ محدثین کی کتب مین اور نہ قرآن شریف
مین ہی سوا انمین بڑے بڑے پیشوائے غیر مقلدین بھی سوائے تقلید امام ابی حنیفہ رض اور کتب فقہ کے ہرگز
نہین بتاسکتے اگرچہ صحاح ستہ وغیرہ حدیث کی کتابین اپنی پیش نظر بناکر ساری عمر غور سے دیکھتے رہین
ایسے ہی اکثر فتوے کتب متداولہ فقہ سے دیتے ہین اور درجہ اجتہاد اور استنباط کا اللہ تعالی نے حصہ
مجتہدین مثل ائمہ اربعہ کا کیا ہی اسیواسطے ملقب بامام و پیشوائے انام ہوے اور دین محمدی مین
اپنی عمرین صرف کرنے والے اللہ کے ہان درجہ پانے والے ہوے پس ثابت ہوا کہ مجتہد کے سوا جتنے
نیچے کے درجے ہین اونپر تقلید مجتہد کی ضروری ہی اور بدون تقلید کے اونکو چارہ نہین اسلیے شاہ عبد العزیز رح
نے تحفۂ اثنا عشریہ مین جسکا ذکر پورا پورا اپنے موقع پر آئیگا لکھا ہی لہذا مقلد را در اتباع شریعت از توسط
مجتہد ناگزیر ہست انتہی وہو المطلوب **قال** اسلیے کہ تقلید کے معنی یہ ہین کہ بغیر دلیل کے الخ **اقول**
وباللہ التوفیق یہان پر مؤلف نے تقلید کے معنی بسبب ناواقفیت کے غلط کیے سو یہ بھی سہو کا
ہی اسلیے کہ جس تقلید مین بحث ہی وہ ماننا حکم مجتہد کا نہین بلکہ اوسکے قول کو اس وجہ سے قبول کرنا

فا تحقیق معنی تقلید

کہ یہ حکم خداوندی بیان کرتے ہین اور خدا سے ڈرنے والے اور بڑے عالم ہین مثلاً کوئی شخص نماز مین کوئی امر بھول گیا اوسوقت اوسنے کسی مجتہد سے مسئالہ دریافت کیا سوجو جواب وسنے دیا اوسکو حکم خدا ورسول سمجھکر عمل کریگا نہ کہ اوس مجتہد کا حکم جانکر سچ کہنا (کہ یہ دریافت نکرنا کہ آیا یہ حکم خدا ورسول کا ہی یا نہین محض دھوکا اور غلطی اور جہالت ہی مؤلف اور ہم مشرب اوسکے ابھی تک معنی تقلید سے واقف نہین بلکہ جاہل ہین اور لوگون کو واسطے ضلالت وجہالت مین ڈالتے ہین اسلیے ہم معنی تقلید کے اچھی طرح بیان کردیتے ہین تاکہ عامی بھی معلوم کرلین اور اونکے دھوکے سے بچین کہا شرح مسلم الثبوت مین اَلتَّقْلِیْدُ اَلْعَمَلُ بِقَوْلِ الْغَیْرِ مِنْ غَیْرِ حُجَّۃٍ مُتَعَلِّقٌ بِالْعَمَلِ وَالْمُرَادُ بِالْحُجَّۃِ حُجَّۃٌ مِّنَ الْحُجَجِ الْاَرْبَعِ وَاِلَّا فَقَوْلُ الْمُجْتَہِدِ دَلِیْلُہٗ وَحُجَّتُہٗ کَاَخْذِ الْعَامِیِّ مِنَ الْمُجْتَہِدِ وَاَخْذِ الْمُجْتَہِدِ عَنْ مِّثْلِہٖ فَالرُّجُوْعُ اِلَی النَّبِیِّ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَوْ اِلَی الْاِجْمَاعِ لَیْسَ مِنْہُ فَاِنَّہٗ رُجُوْعٌ اِلَی الدَّلِیْلِ وَکَذَا رُجُوْعُ الْعَامِیِّ اِلَی الْمُفْتِیْ وَالْقَاضِیْ اَیِ الْعُدُوْلِ لَیْسَ ہٰذَا الرُّجُوْعُ نَفْسُہٗ تَقْلِیْدًا وَاِنْ کَانَ الْعَمَلُ بِمَا اَخَذُوْا بَعْدَہٗ تَقْلِیْدًا لِاِیْجَابِ النَّصِّ ذٰلِکَ عَلَیْہِمَا فَہُوَ عَمَلٌ بِحُجَّۃٍ لَا بِقَوْلِ الْغَیْرِ فَقَطْ لٰکِنَّ الْعُرْفَ دَلَّ عَلٰی اَنَّ الْعَامِیَّ مُقَلِّدٌ لِّلْمُجْتَہِدِ بِالرُّجُوْعِ اِلَیْہِ قَالَ اِمَامُ الْحَرَمَیْنِ وَعَلَیْہِ مُعْظَمُ الْاُصُوْلِیِّیْنَ وَہُوَ الْمُشْتَہِرُ الْمُعْتَمَدُ عَلَیْہِ انتہی یعنی تقلید کہتے ہین عمل کرنا غیر کے قول پر (اور غیر سے مقصود مجتہد ہی) بغیر دلیل کے (یعنی بغیر وقوف کے دلیل پر) اور من غیر حجۃ متعلق عمل سے ہی (یعنی عمل اوس قول پر بے معرفت دلیل ہو) اور حجت سے مقصود کوئی دلیل ادلۂ اربعہ سے ہی ورنہ مجتہد کا قول مقلد کے لیے دلیل وحجت ہی جیسے پوچھ لینا عامی کا (یعنی غیر مجتہد کا) مجتہد سے اور مجتہد کا اپنے جیسے سے سو رجوع آنحضرت صلعم کی طرف یا اجماع کی طرف تقلید نہین ہی کیونکہ وہ تو رجوع طرف دلیل کے ہی اور ایسے ہی صرف رجوع کرنا جاہل کا طرف قاضی اور مفتی کے جو عادل ہون تقلید نہین ہی اگرچہ عمل اوس مسالے پر کہ اونھون نے اوسکو لیا ہی بعد اسکے تقلید ہی کیونکہ نص نے یہ اونپر واجب کردیا ہی سو وہ دلیل کے ساتھ عمل ہی نہ فقط غیر کے قول پر لیکن مشہور یہ ہی کہ غیر مجتہد مجتہد کا مقلد بباعث رجوع کرنے کے طرف مجتہد کے ہی کہا امام الحرمین نے اسی پر بڑے بڑے اصولی ہین اور یہی مشہور اور معتبر ہی انتہی اور کہا سید سمہودی نے عقد الفریدین مین اَلتَّقْلِیْدُ قَبُوْلُ قَوْلِ الْغَیْرِ بِاَنْ یَّعْتَقِدَ مِنْ غَیْرِ مَعْرِفَۃِ دَلِیْلِہٖ فَاَمَّا مَعَ مَعْرِفَۃِ دَلِیْلِہٖ فَلَا یَکُوْنُ اِلَّا الْمُجْتَہِدَ لِتَوَقُّفِ

ط شرح مسلم الثبوت صفحہ ۲۲۲

ع انتصار الحق صفحہ ۱۰ القول عقد الفرید

مَعْرِفَةِ الدَّلِيلِ عَلٰى مَعْرِفَةِ سَلَامَتِهٖ مِنَ الْمُتَعَارِضِ بِنَاءً عَلٰى وُجُوْبِ الْبَحْثِ عَنِ الْمُتَعَارِضِ وَمَعْرِفَةُ السَّلَامَةِ عَنْهُ مُتَوَقِّفَةٌ عَلٰى اِسْتِقْرَاءِ الْاَدِلَّةِ كُلِّهَا وَلَا يَقْدِرُ عَلٰى ذٰلِكَ اِلَّا الْمُجْتَهِدُ وَمَنْ لَمْ يُوْجِبِ الْبَحْثَ عَنِ الْمُعَارِضِ فَالْنَّفْيُ بِمُجَرَّدِ مَعْرِفَةِ الدَّلِيْلِ كَمَنْ اَجَازَ التَّمَسُّكَ بِالْعَامِّ قَبْلَ الْبَحْثِ عَنِ الْمُخَصِّصِ فَلَمْ يَكْتَفِ بِمَعْرِفَتِهٖ مِنْ غَيْرِ مُجْتَهِدٍ اِذْ لَا وُثُوْقَ بِمَعْرِفَةِ غَيْرِهٖ فِي الْاَدِلَّةِ الظَّنِّيَّةِ وَيَجِبُ التَّقْلِيْدُ عَلٰى مَنْ لَمْ يَبْلُغْ رُتْبَةَ الْاِجْتِهَادِ الْمُطْلَقِ عَامِيًّا مَحْضًا اَوْ غَيْرَهٗ بِقَدْرِ الْحَاجَةِ انتہی یعنی تقلید قبول کرلینا غیر کے قول کو باین طور کہ اوسکے سچا ہونیکا اعتقاد کرنا بغیر دلیل کے پہچاننے کے لیکن دلیل کے ساتھ اوس مسائلے کا پہچاننا مجتہد کے سوا اور کسیکو حاصل نہین کیونکہ دلیل کا پہچاننا اسبات پر موقوف ہی کہ وہ دلیل کسی متعارض سے سالم ہی اور اسکی بنا وجوب بحث معارض پر ہی اور پہچان عالم ہونے دلیل کے معارض سے تلاش جمیع دلیلون پر موقوف ہی اور اسپر سواے مجتہد کے اور کوئی قادر نہین اور جسنے معارض سے بحث کرنا واجب جانا اور صرف دلیل کے پہچاننے پر کفایت کی جیسے وہ شخص کہ قبل بحث مخصص کے عام سے تمسک پکڑنا جائز رکھے سوا اوسنے کفایت نہ کی غیر مجتہد سے پہچاننے پر کیونکہ دلائل ظنیہ مین غیر مجتہد کے پہچاننے مین یقین نہین ہی اور جو کہ درجہ اجتہاد مطلق کو نہین پونہچا اوسپر تقلید واجب ہی جاہل محض ہو یا غیر اسکا (یعنی مولوی محدث) انتہی خلاصہ یہ ہی کہ تقلید مجتہد کی بغیر دلیل کے نہین ہی کیونکہ اوس سے سوال کرنا نص قرآنی سے ثابت ہی وہ یہ ہی فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ الآیۃ یعنی وقت لاعلمی کے اہل ذکر سے کہ وہ مجتہد ہین مسائل اجتہادیہ مین پوچھ لیا کرو اب اُنسے پوچھنا مسائلے کا دلیل سے ہوا ہان البتہ انکے قول پر عمل کرلینا بمعرفت دلیل ہوگا یعنی یہ نہین کہ اوس مسائلے کی دلیل مقلد کو معلوم ہونا ضرور ہی کیونکہ بر تقدیر معلوم ہونے کے اوس مسائلے مین وہ مجتہد ہوجائیگا ورنہ مجتہد پر ضرور ہی کہ اوس مسائلے کو دلیل کے ساتھ اوسپر ظاہر کرے کیونکہ جو مسائل اوسکے نزدیک حق ہو اوسکا بیان کردینا اوسپر ہی اور چونکہ مجتہد کا ماخذ ادلۂ اربعہ ہی اور مقلد کو بھی یقین ہی کہ جس سے مین پوچھتا ہون وہ مبین احکام شارع ہی پس کیونکر ہوگا کہ بغیر اسبات کے یقین کے کہ یہ حکم شارع کا ہی اوسکے کہنے کو مان لیگا اور جب مجتہد نے اوسکو شرع سے نکالا ہی تو مقلد کا عمل بلا دلیل نہ ہوگا گو اوسکو دلیل معلوم نہین بلکہ وہ دلیل سے سوال مسائلے کا مجتہد سے کرکے اور اوسکے جواب پر

یقین کرکے بری الذمہ ہوگیا اور حکم شارع کا بجالایا دیکھو کوئی مسائل کسی مولوی سے کوئی جاہل پوچھتا ہی
تو وہ جو مولوی کہتا ہی اسپر عمل کرتا ہی لیکن یہ بھی وہ جانتا ہی کہ مولوی اپنی طرف سے نہین کہتا بلکہ حکم خدا اور رسول
بتاتا ہی اسیطرح مجتہد کے حق مین مقلد کا حال ہی اب بعد وضوح معنی تقلید کے واضح ہوگیا کہ مؤلف کا
دھوکا ہی کہ جاہلون کو حکم شارع سے روکتا ہی **سوال** مقلد جس امام کے مذہب کی تقلید کرتا ہی ضرور ہی
کہ اس مجتہد سے کسی کسی مسائلے مین خطا واقع ہوگی سو خطا کی صورت مین اگرچہ مجتہد کو ایک اجر ملتا ہی لیکن مقلد کو
اسمین تقلید کیونکر جائز ہوگی مثلاً قیاس سے کوئی مسالہ اسکے امام نے نکالا ہی اور اس مقلد کو حدیث صحیح اسکے
خلاف مل گئی ہی پس اسمین تقلید اپنے امام کی کیونکر جائز ہوگی اور اسمین خوف خطرہ ہوگا یا نہین **جواب**
دریافت کرلینا کہ فلان مسائلے مین امام سے خطا ہوئی ہی کام مجتہد کا ہی ولو فی مسالۃ اور اسکو جائز ہی خلاف اسی
خاص مسائلے مین چنانچہ اسکو بارہا استثنا اس کتاب مین کیا گیا ہی اور جبکہ وہ شخص مقلد محض ہی کسی قسم کا
اجتہاد اسکو نہین ہی تو اسکو اگرچہ حدیث صحیح اسکے زعم مین ملے لیکن کیونکر معلوم کریگا کہ امام کا قیاس غلط ہی
جائز ہی کہ قیاس آیت یا دوسری صحیح حدیث سے کیا گیا ہو اور یہ حدیث بباعث علت خفیہ کے اوسکے نزدیک قابل تاویل
یا موجب عدم حجت ہو اور جبکہ اسکا امام باوجود خطا کے ماجور ہی تو مقلد اسکا بھی بےخوف و خطر ہی جیسا کہ شاہ
عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ تحفۂ اثنا عشریہ کے صفحہ ۶۰۶ مین فرماتے ہین و مجتہد بر خطا معاقب نیست بلکہ ماجور بیک اجر است
چنانچہ در معالم الاصول شیعہ باین تصریح نمودہ پس خطا محتمل او در رنگ صواب یقینی شد کہ اصلاً خوفی
و خطرۂ ندارد نہ در حق او و نہ در حق مقلد او انیقدر شرط است کہ اجتہاد در محل اجتہاد باشد یعنی مقابل قرآن
صریح و خبر متواتر یا مشہور و اجماع امت واقع نشود باز دیدیم کہ رواۃ اخبار و مجتہدین اہل سنت ہم مشہور بتقوی
و عدالت و دیانت اند انتہی **قولہ** تفسیر فتح البیان مین لکھا ہی کہ روایت کی ہی الخ اور تفسیر نیشاپوری مین ضمن آیت اتخذوا
احبارہم ورہبانہم الخ تفسیر کبیر مین نیچے آیت اتخذوا احبارہم الخ عقد الجید مین لکھا ہی کہ جو شخص عامی الخ تنویر العینین
مین لکھا ہی کیونکر جائز ہوگا الخ **اقول** و باللہ التوفیق ان سب تحریرات کا چونکہ ماخذ ایک ہی اسیلیے جب
اس ماخذ کا جواب پایا جائیگا تو ان سب عبارات کا جواب بھی ہو جائیگا اور بیان پر تقریر انیق جناب
مولانا مولوی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی دام فیضہم کی تبرکاً لکھنی مناسب سمجھی وہ یہ ہی اولاً یہ خیال کرنا
چاہیے کہ اس آیت شریف و حدیث منیف سے صاف ظاہر ہی کہ بنی اسرائیل بسبب اتباع کرنے احبار و رہبان
کے بیچ تحلیل ما حرم اللہ او تحریم ما احل اللہ کے مشرک و کافر قرار دیے گئے پس ہم پوچھتے ہین کہ وہ تحلیل

اور تحریم محرمات و مباحات یقینیۂ ضروریہ کی تھی یا ایسی محرمات و مباحات کی جنکی حرمت و اباحت محل نظر و موقع اجتہاد ہی شق اول پر جناب مولوی صاحب (بلکہ جمیع غیر مقلدین) کو ائمۂ اربعہ رضی اللہ عنہم کی نسبت بھی تحلیل و تحریم محرمات و مباحات یقینیۂ ضروریہ کی ثابت کرنا چاہیے حتی کہ اونکے مقلدین بسبب اتباع کرنے کے ایسی تحلیل و تحریم مین مشرک و کافر قرار پاوین اور بدون اثبات اس امر کے مقلدین ائمہ کو مشرک قرار دینا قیاس ناکام اور اجتہاد نافرجام ہی ورنہ آج کل کے عاملین بالحدیث کی نسبت بھی کوئی یون کہہ سکتا ہی کہ یہ مصداق ہین اس آیت شریف وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اور اس آیت شریف کے اَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا اور شق ثانی پر لازم آتا ہی معاذ اللہ کافر اور مشرک ہونا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جنھون نے اتباع کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیچ واقع ہونے طلقات ثلثہ کے لفظ انت طالق ثلثا سے یا لازم آتا ہی کافر ہونا مولوی صاحب (بلکہ جمیع غیر مقلدین) کا اور اونکے اکابر کا مثل قاضی شوکانی و ابن قیم وغیرہ کا جنھون نے تقلید کی داؤد ظاہری و من شلہ کی بیچ نہ واقع ہونے طلقات ثلثہ کے لفظ مذکور سے اسلیے کہ بالضرورۃ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تحریم ما احلہ اللہ کی ظہور مین آئی یا داؤد ظاہری و من شلہ سے تحلیل ما حرمہ اللہ کی وقوع مین آئے شق اول بدیہی البطلان ہی پس حسب زعم جناب مولوی صاحب (بلکہ جمیع غیر مقلدین) کی شق ثانی متعین ہو گئی اور ثانیا یہ کہا جاتا ہی کہ جب مقلدین بسبب اتباع کے مشرک قرار پائے پس ائمۂ اربعہ جنھون نے تحریم و تحلیل کی بطریق اولی کافر ہونگے اور جو ائمۂ اربعہ کی نسبت کفر تجویز کرے اوسکو چاہیے کہ اپنی فہم و دانش کو متہم کرے اور اپنے ایمان و اسلام کی خبر لے انتہی کلامہ فی الکلام الرشیق فی ثبوت الحق الحقیق **قولہ** قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے بھی ایسی تقلید کو شرک کہا ہی الخ **اقول** و باللہ التوفیق تعجب ہی کہ قاضی ثناء اللہ باوجودیکہ حنفی المذہب ہین مؤلف نے انھین کی تقریر سے اونکو نعوذ باللہ مشرک بنا دیا کیا خوب سمجھ اور کیا عمدہ عقل ہی مگر تمکو تو تقلید صاحب المعیار سے کام ہی خواہ وہ خلاف واقع یا خلاف مقصود ہو دیکھو ہم تمھین اونکی عبارت جو تفسیر مین لکھی ہی سنا کر تمھارے مدعا کو غلط بنا کر دکھا دیتے ہین تفسیر مظہری مین قاضی صاحب نے آیت وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ الآیہ اور حدیث عدی بن حاتم کو نقل کرکے اوسکے بعد یہ فرمایا ہی

فما كان من اطاع الرسول فهو اطاعة الله لا غير قال الله تعالى ومن يطع الرسول فقد اطاع الله وكذا اما كان من اطاعة العلماء والاولياء والسلاطين والحكام على مقتضى الشرع وقال الله تعالى اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولي الامر منكم الاية وما كان منها على خلاف مقتضى الشرع فهو الا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله عن علي رضي الله عنه لا طاعة لاحد في معصية الله انما الطاعة في المعروف رواه الشيخان انتہی یعنی جو کہ رسول کی اطاعت ہو وہ بعینہ اللہ کی اطاعت ہی اللہ تعالی فرماتا ہی جسنے رسول کی اطاعت کی بیشک اللہ کی اطاعت کی اور ایسا ہی جو اطاعت علما و اولیا اور بادشاہ اور حاکم کے جو موافق شریعت کے ہو (یعنی وہ بھی اطاعت خدا و رسول کی ہی) اور اللہ تعالی فرماتا ہی تابعداری کرو اللہ اور رسول کی اور جو تم مین سے حاکم ہو (یعنی موافق شریعت کے) اور جو حکم اونکا خلاف شرع کے ہی اوسپر عمل کرنا خدا بنا لینا ہی ہمارے بعض کا بعض کو حضرت علیؓ سے روایت ہی کہ کسی کی تابعداری خدا کے گناہ مین نہین ہی تابعداری عمدہ کام مین ہی ہی اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا انتہی دیکھو قاضی صاحب نے اطاعت علما کو کہ جنہین مجتہدین بطریق اولی داخل ہین عین اطاعت خدا و رسول فرمایا ہی نہ کہ شرک اور بعض ہمارے بعض کو نعوذ باللہ خدا تو جب بنا تے کہ ہم ایمہ مجتہدین کی اطاعت بالاستقلال کرتے ہوں اور جو امر وہ خلاف شرع عمدا بتاتے ہوں اونکو مان لیتے ہوں حاشا اللہ ہمارے علماے مجتہدین مثل علماے یہود و نصاری نہین کہ ثمن قلیل لیکر احکام خداوندی بدل ڈالین بلکہ ہم اہل سنت اونکو مبین احکام الہی جانتے ہین اور شریعت محمدیہ پر چلنے کے واسطے عمدہ وسیلہ ٹھہراتے ہین اسیواسطے امام قرطبیؒ نے بیچ تفسیر آیت واذا قيل لهم اتبعوا ما انزل الله قالوا بل نتبع الخ کے مقلدین ایمہ مجتہدین کو حکم آیت اتخذوا احبارهم ورهبانهم سے نکالا ہی اور اسکو واضح کرکے بتلایا ہی چنانچہ فرماتے ہین ان التقليد المذموم هو اخذ قول اهل الزيغ والبطلان بلا دليل وتمسك ليس تمسكهم فيه الا قولهم انا وجدنا اباءنا على امة وانا على اثارهم مهتدون وهم كاليهود والنصارى والطرق الضالة من الروافض والخوارج فمن قلدهم كان مثلهم في الضلالة واما الاتباع الى اهل الحق والتقليد بهم فهو اصل من اصول الدين وعصمة من عصم المسلمين يلتجي اليه المقصر عن ذلك النظر انتہی بیشک بری تقلید وہ ہی کہ عمل کرنا قول گمراہون اور اہل باطل پر بغیر دلیل اور تمسک (یعنی کتاب اللہ و سنت و اجماع و قیاس) اور اونکا تمسک نہو مگر یہ مقولہ

اونکا کہ ہمنے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا سو اونکے قدم بقدم چلکر راہ پاتے ہین اور وہ فرقہ یہود و نصاری
اور گمراہ فرقہ مثل روافض اور خارجیون کے ہی سو جو شخص اونکی تقلید کریگا گمراہی مین انھین کا سا ہوگا مگر اطاعت
اہل حق کی اور تقلید اونکی عین دین کا اصول اور مسلمانون کے لیے بچاو گمراہی سے ہی اوسکی طرف جو کوتاہ
نظر ہی التجا کرتا ہی انتہی دیکھو علماے مجتہدین اہل حق کی تقلید کو عین اصول دین فرماتے ہین اور یہ جو قاضی صاحب
نے کہا ہی کہ جبکہ حدیث صحیح غیر منسوخ ملجاوے اور کوئی ایمہ ثلثہ مین سے اوسکی طرف گیا ہو اور فتوی
ابو حنیفہ کا خلاف اسکے ہو او سوقت حدیث پر عمل کیا جائیگا انتہی مسلم ہی اور حنفیون کا یہی مذہب ہی مگر
یہ اوس شخص کے حق مین ہی کہ مقلد تھا اور پھر بباعث پہونچ جانے کے درجۂ اجتہاد کو گو خاص اوسی مسائلے
مین بعد تتبع و استقرار کے ہو پھر اوسکو یہ معلوم ہوا ہو کہ اس مسائلے مین امام کا تو صرف قیاس ہی اور ادھر
حدیث صحیح غیر منسوخ ہی تو اسوقت بیشک اوس پر اس مسائلے مین کوئی تقلید واجب نہین کہتا بلکہ اوسکا عمل
اوسوقت حدیث ہی پر ہوگا مگر یہ بات آج کل درجۂ امکان مین ہی وقوع مین نہین آئی اور اگر اسکو عموما رکھا
جاوے کہ حدیث صحیح من حیث الروایۃ کسی حدیث کی کتاب مین دیکھکر عمل کرنا جائز ہی تو یہ غیر مسلم ہی اسیلیے
کہ صحت حدیث فقط من حیث الروایۃ پر موقوف نہین جائز ہی کہ من حیث الروایۃ صحیح ہو لیکن کوئی علت
قادحۂ غامضۂ خفیہ ایسی ہو کہ بدون مجتہد کے اوسکا دریافت کرنا ممکن نہو پس بلا درجۂ اجتہاد اوسکو غیر منسوخ
او صحیح کیونکر جانا جائیگا اور جو جو ایسی وانتین ایمہ سے بھی منقول ہین وہ اوسیکے حق مین صحیح ہو سکتی ہین
جو درجۂ اجتہاد کو پہنچا ہو اسکا ذکر کچھہ آگے عنقریب آتا ہی فانتظر پس معلوم ہوا کہ تقلید مجتہدین بقول
قاضی صاحب ہرگز شرک نہین یہ سوء فہمی طائفۂ محدثۂ غیر مقلدین کی ہی کہ وہ فہم معانی ظاہرۂ اہل علم سے
محروم ہین اور باقی عبارت اونکی جو مؤلف کو مضر تھی اسیلیے اوسکو ترک کیا ہی ہمکو سنانا ضرور ہوا کہ خاص کر تقلید
ایمہ کی فضیلت کو قاضی صاحب نے کسطرح بیان فرمایا ہی دیکھو وہ اسکے بعد فرماتے ہین وَاِنَّمَا قُلْتُ
فِی الْعَمَلِ بِالْحَدِیْثِ اَنْ یَّکُوْنَ ذٰلِکَ الْحَدِیْثُ قَدْ ذَهَبَ اِلَیْهِ اَحَدٌ مِّنَ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ
لِئَلَّا یَلْزَمَ الْعَمَلُ عَلٰی خِلَافِ الْاِجْمَاعِ فَاِنَّ اَهْلَ السُّنَّةِ قَدِ افْتَرَقَ بَعْدَ الْقُرُوْنِ الثَّلٰثَةِ اَوِ الْاَرْبَعَةِ
عَلٰی اَرْبَعَةِ مَذَاهِبَ وَلَمْ یَبْقَ مَذْهَبٌ فِیْ فُرُوْعِ الْمَسَائِلِ سِوٰی هٰذِهِ الْاَرْبَعَةِ فَقَدِ انْعَقَدَ
الْاِجْمَاعُ الْمُرَکَّبُ عَلٰی بُطْلَانِ قَوْلِ مُخَالِفِ کُلِّهِمْ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم لَا تَجْتَمِعُ
اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ

جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۔ وَاَيْضًا لَا يَحْتَمِلُ كَوْنُ الْحَدِيثِ مُخْتَصًّا عَنِ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ وَعَنْ اَكَابِرِ
الْعُلَمَاءِ مِنْ تَلَامِذَتِهِمْ فَتَرْكُهُمْ قَاطِبَةً بِالْعَمَلِ بِحَدِيثٍ دَلِيلٌ عَلٰى كَوْنِهِ مَنْسُوخًا اَوْ مُأَوَّلًا انتهى
اور مینی جو کہا ہی وہ حدیث ایسی ہو کہ آیمہ اربعہ مین سی کوئی نہ کوئی اوس حدیث کے عمل کی طرف گیا ہو سو وہ اسو جہ سے
کہ عمل اوس حدیث پر خلاف اجماع کے واقع ہوا اسلیے کہ بیشک اہل سنت متفرق ہوے بعد تیسری یا چوتھی صدی
کے چار مذہب پر اور فروعی مسائل مین سوائے ان چار مذہب کے اور کوئی مذہب باقی نہ رہا سو بیشک اجماع
مرکب اسبات پر منعقد ہوا کہ جو قول ان چارون کے خلاف ہو باطل ہے اور بیشک فرمایا رسول اللہ صلعم
نے میری امت گمراہی پر اتفاق نہ کرے گی اور بیشک اللہ تعالی نے فرمایا اور تابعداری کرے مومنین کی
راہ کے سوا تو اوس کو پہیر دینگے ہم جدہر پہرا اور ڈالینگے اوسکو جہنم مین اور وہ برا ٹہکانا ہی اور یہ بہی
احتمال نہین کہ وہ حدیث چارون اماموں سے اور اونکے بڑے بڑے شاگردون سے پوشیدہ رہے
ہو سو اونکا اس حدیث کو چہوڑ دینا یقینا اسپر دلیل ہی کہ وہ حدیث منسوخ ہی یا اوسکی کوئی تاویل
ہی انتہی اب طالب انصاف غور سی کلام قاضی صاحب کو دیکھے کہ تقلید آیمہ کو شرک بتاتے ہین یا تقلید
آیمہ پر اجماع اہل سنت کا فرماتے ہین اور حدیث مذکور کے عمل کیواسطے قاعدہ بیان کرتے ہین کہ امام کے قول
کو جب ترک کیا جائیگا کہ اس حدیث پر باقی تین آیمہ مین سی کسی نے عمل ہی کیا ہو ورنہ وہ حدیث متروک
العمل ہوگی کیونکہ اہل سنت چار مذہب مین منحصر ہین اور جو عمل خلاف آیمہ اربعہ کے ہو وہ باطل ہے اب
ایک مسئلہ غیر مقلدین کا جو اوسی قول قاضی صاحب بلکہ باتفاق جمیع اہل سنت کی باطل ہی بیان کیا جاتا ہی
وہ یہ ہے کہ مردونکو نماز مین سینہ پر ہاتہہ باندہنا خلاف آیمہ اربعہ کی ہی بلکہ جمیع اہل علم کے مخالف ہی
کسیکا مذہب سینہ پر ہاتہہ باندہنیکا نہین دیکہو ترمذی مین ہے وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ
اَصْحَابِ النَّبِيِّ صلعم وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ يَرَوْنَ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ يَمِيْنَهُ عَلٰى شِمَالِهِ فِي الصَّلٰوةِ
وَرَاٰى بَعْضُهُمْ اَنْ يَّضَعَ فَوْقَ السُّرَّةِ وَرَاٰى بَعْضُهُمْ تَحْتَ السُّرَّةِ وَكُلُّ ذٰلِكَ وَاسِعٌ عِنْدَهُمْ انتہی
اور عمل اس حدیث پر اہل علم اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تابعین اور تبع تابعین وغیرہ کی نزدیک ہی
کہتے ہین کہ رکہے مرد اپنا داہنا ہاتہہ بائین ہاتہہ پر نماز مین بعضون نے کہا ناف کی اوپر اور بعضون نے
کہا ناف کی نیچے اور یہ دونوا مر اون کے نزدیک جائز ہین انتہی ترمذی نے دو گروہ اہل علم کے کہی اور
کسیکا مذہب سینہ پر ہاتہہ باندہنے کا بیان نہین کیا اور کہا امام نووی نے شرح مسلم مین کہ جعلہما

تَحْتَ صَدْرِہٖ فَوْقَ السُّرَّۃِ ھٰذَا مَذْھَبُنَا الْمَشْھُوْرُ وَبِہٖ قَالَ الْجُمْھُوْرُ (مِنْ عُلَمَائِنَا) وَ
قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ وَسُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَاِسْحٰقُ بْنُ رَاھَوَیْہِ (ھُوَ اَجَلُّ شُیُوْخِ الْبُخَارِیِّ) وَاَبُوْ اِسْحٰقَ
الْمَرْوَزِیُّ مِنْ اَصْحَابِنَا (اَیِ الشَّافِعِیَّۃِ) یَجْعَلُھُمَا تَحْتَ السُّرَّۃِ وَعَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رِوَایَتَانِ
کَالْمَذْھَبَیْنِ وَعَنْ اَحْمَدَ رِوَایَتَانِ کَالْمَذْھَبَیْنِ وَرِوَایَۃٌ ثَالِثَۃٌ اَنَّہٗ مُخَیَّرٌ بَیْنَھُمَا وَلَا تَرْجِیْحَ وَبِھٰذَا
قَالَ الْاَوْزَاعِیُّ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَعَنْ مَالِکٍ رِوَایَتَانِ اَحَدُھُمَا یَضَعُھُمَا تَحْتَ صَدْرِہٖ وَالثَّانِیْ یُرْسِلُھُمَا
وَلَا یَضَعُ اَحَدَھُمَا عَلَی الْاُخْرٰی وَھٰذِہٖ رِوَایَۃُ جُمْھُوْرِ اَصْحَابِہٖ وَھِیَ مَذْھَبُ اللَّیْثِ بْنِ سَعْدٍ
وَعَنْ مَالِکٍ اِسْتِحْبَابُ الْوَضْعِ فِی النَّفْلِ وَالْاِرْسَالِ فِی الْفَرْضِ وَھُوَ الَّذِیْ رَجَّحَہُ الْبَصْرِیُّوْنَ
مِنْ اَصْحَابِہٖ انتہیٰ اور رکھی دونون ہاتھون کو سینہ کی نیچے اور ناف کی اوپر یہ ہمارا مذہب مشہور ہی اور
یہی جمہور (ہماری علماسی) کہتے ہین اور کہا امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور اسحق بن راہویہ (بڑی اوستادون امام
بخاری مین سی ہین) اور ابو اسحق مروزی نی ہماری اصحاب سی (یعنی شافعیہ سی) کہ رکھی دونون ہاتھہ نیچی ناف کے اور حضرت
علیؓ سے دو روایتین دونون مذہبون کی موافق آئی ہین اور امام احمد سی دو روایتین دونون مذہب کی طرح ہین اور
تیسری روایت یہ ہی کہ اسکو اختیار ہی اور کسیکو غلبہ نہین اور یہی امام اوزاعی اور ابن منذر کہتے ہین اور امام مالک سے
دو روایتین ہین ایک یہ کہ سینہ کے نیچے رکھے اور دوسری یہ کہ چھوڑے دونون ہاتھون کو اور ایک دوسری پر نہ رکھی اور یہی
روایت جمہور امام مالک کی مقلدین کی ہی اور یہی مذہب لیث بن سعد کا ہی اور امام مالک سی ایک روایت یہ ہی کہ نفلون
مین رکھنا ایک کا دوسری پر مستحب ہی اور فرضون مین چھوڑنا اور اسکو بصرہ والون نی جو اونکے مقلد ہین ترجیح دی ہی انتہی
اور امام مسلم نی بھی باب سینہ کے نیچی اور ناف کے اوپر کا باندہا ہی سو معلوم ہو گیا کہ جو لوگ سینہ پر ہاتھہ باندھکر نماز پڑھتی ہین
خلاف کرتے ہین ایمۂ اربعہ بلکہ جمیع محدثین مثل مسلم و بخاری و ترمذی وغیرہ کا سو ایسا عمل باطل ہے اگر کوئی کہی کہ صحیح ابن
خزیمہ مین حدیث سینہ کی ہی سو کہا جائیگا کہ اسی حدیث سی امام نووی وغیرہ نے سینہ کے نیچے اور ناف کی اوپر مراد
لی ہی اور محدث و مجتہد وغیرہ فقہا معنی حدیث کے خوب سمجھتے تھے اگر اس حدیث کی ظاہر معنے مقصود ہوتے تو ہرگز
خلاف نہ کرتے اور کیا عجب کہ مسلم جیسون کے نزدیک یہ حدیث قابل حجت نہو اسلیئے اپنے صحیح مین اسکو نہین لائے اور
مذہب مشہور اپنی پر اکتفا کر کے باب مقرر کر دیا اگر کوئی کہی کہ امام شافعی کا مذہب سینہ پر ہاتھہ باندہنیکا ہے چنانچہ فقہ
وغیرہ مین لکھا ہے سو اسکا جواب یہ ہی کہ یہ روایت جو فقہ مین لکھی گئی غیر مشہور ہی مشہور وہی ہے جو امام نووی
سے نقل کی گئی اسلئے کہ وہ اپنے مذہب سی خوب واقف ہی وہ یہ کہتے ہین کہ مشہور مذہب ہمارا سینہ کے نیچے اور

ناف کے اوپر ہے سو غیر مشہور روایت پر اعتماد کیونکر ہوگا اور امام نووی نے کسیکا مذہب سینہ پر ہاتھ باندھنیکا ذکر نہین کیا پس
معلوم ہوا کلام قاضی صاحب سے بطلان عمل سینہ پر ہاتھ باندھنیکا نماز مین جو غیر مقلدین اسکو جزو عمل بالحدیث گردانتے ہین اور ایسے
ہی باطل ہوا وہ عمل اور قول انکا کہ لفظات طلاق ثلثہ سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے تین نہین ہوتی اور نہ وہ عورت مرد پر حرام ہوتی ہے
کیونکہ یہ مسئلہ متفق علیہا درمیان آئمہ اربعہ کی ہے کہ ایکدفعہ تین طلاق دینے سے عورت حرام ہوجاتی ہے اور وہ طلاق مغلظہ
ہوتی ہے جس سے نکاح مین حلالہ کی ضرورت ہوتی ہے اور یہی قول حضرت سیدنا عمر بن الخطاب کا ہے جسپر صحابہ نے اتفاق
کیا چنانچہ مسلم وغیرہ حدیث کی کتابون مین موجود ہے پس یہ قول انکا مردود ہوا اسیواسطے ابن الہمام نے اس مسئلہ کو
ثابت کرکے اسپر اجماع ثابت کیا ہے اور آگے چلکر جہان صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ طلاق ثلثہ دینے کے بعد بغیر حلالہ کے یا موت ناکح
ثانی کے زوج اول کیطرف رجوع نہین کرسکتی تو وہان پر ابن الہمام مذکور فرماتے ہین تین طلاق مین فرق مدخول بہا
اور غیر مدخول بہا کا نہین یعنی غیر مدخول بہا کا بھی یہی حکم ہے اور بعض نے اسکا خلاف کیا ہے سو یہ خلاف اجماع اور نص کی
ہے جو شخص اس مسئلہ مین انکار کرے اور کہے کہ تین طلاق غیر مدخول بہا کی ایک ہوتی ہے تو اوسکو اگر کفر کی نسبت کیجاوے تو بعید
نہین چنانچہ فتح القدیر کی جلد ثانی کے صفحہ ۲۹۴ مین لکھا ہے پس ایسے ایسے مسئلون سے غیر مقلدین کو توبہ کرنی چاہیے
اور مؤلف اپنی طرف سے قاضی صاحب کے کلام کو سند تقلید کی شرک ہونے پر لایا تھا خدا کی اعانت اور فضل سے اولٹا
تقلید کا ثبوت انکی کلام سے بوجہ احسن ہوا بلکہ دو ایک مسئلہ تمثیلاً جو معمول بہا غیر مقلدین کے تھے باطل ہوگئے **ف**
سند غلامی کہ آب جو آرد ÷ آب جو آمد و غلام ببرد **قولہ** اور کہا عبد الوہاب شعرانی نے **اقول** وباللہ
التوفیق اگر اس عبارت کا یہ مطلب سمجھی ہو کہ ہر مومن جو کہ عامی ہو اور اجتہاد کے درجہ کو نہ پہونچا ہو اوسکو چاہیے کہ
کبھی کسی مذہب کا مسئلہ عمل مین لاوے اور کبھی کسیکے مذہب پر عمل کرے تب اوسکا عمل شریعت پر پورا ہوتا ہے سو یہ سمجھنا
غلط محض ہے کیونکہ اس عبارت کا صاف صاف مطلب اگر ظاہر پر ہی رکھا جاوے تب بھی غایۃ مافی الباب یہ معلوم ہوتا ہے
کہ مقلد کو چاہیے کہ ہمیشہ ابتدا سے انتہا تک ایک مذہب پر نہ رہے سوا اسپر عمل کرنیکے لیے ایک دو مسئلہ بھی بعض وقت مین
اگر دوسرے مذہب کے عمل مین لاویگا تو اوسکا عمل شریعت پر کامل ہوجاویگا باوجودیکہ حنفی المذہب یا شافعی المذہب
ہی مثلاً ہمیشہ رہا ایک دو مسئلہ نین ایک دو وقت مین اگر دوسرے مذہب پر عمل کرے گا تو اوس کا اعتبار نہوگا سو وہ مقلد
مذہب معین کا ہی ہے گا جو ہمارا مقصود ہے اور اول معنی پر علاوہ خلاف ظاہر عبارت کے دو خرابیان لازم آتی ہین
ایک تو یہ کہ جب مقلد نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جس مذہب پر چاہا عمل کیا تو یہ تلفیق ہے اور وہ باطل ہے اسیواسطے تصریح
مین لکھا ہے لاخیر فی ان یکون حنفیا فی بعض المسائل و شافعیا فی بعض اخر انتہی یعنی بعض مسائل مین

ف اور کہا عبد الوہاب شعرانی نے میزان شعرانیہ مین کہ حضرت علی خواص سے سنا کہ فرماتے تھے کہ جو مومن کہ ہمیشہ ایک ہی مذہب کا مقلد رہے نہین کامل ہوتا عمل اوسکا ساتھ شریعت کے صفحہ ۵۵

حنفی ہونا اور بعض مین شافعی ہونا خیر مین داخل نہین ہی انتہی۔ اسکو مولوی وحید الزمان نے مقدمۂ شرح وقایہ اردو مین
لکہا ہی اور وجہ بطلان کی یہ ہی کہ جب چارون مذہبون کی ہر ہر مسئلہ کو حق پر جانا اور عمل اوسپر صحیح اور درست جانا تو حق
ایک نہ رہیگا بلکہ اوسکا عمل ناحق پر ہوگا اور اوسکا عمل حرام پر یقیناً ہوگا بیان اسکا یہ ہی کہ مثلاً ایک مسئلہ ہی ایک امام
کے نزدیک اوسکا کرنا حلال ہی اور دوسرے کے نزدیک اوسکا کرنا حرام ہی سو اگر ایک کا مقلد رہا اور ظن ہی اپنے امام کے قول
کو حق جانا تو احتمال حرام ہی اور جب دونون کو عمل مین لایا تو یقیناً مرتکب حرام کا ہوا جس سے پرہیز لازم ہی سو موصل
الی الحرام حرام ہوگا اور دوسری خرابی یہ ہی کہ دوسری عبارتین سردار علی الخواص کی جو اوسی میزان شعرانی
مین موجود ہین وجود تقلید مذہب معین پر صریح دال ہین پس تعارض ہوگا اور کلام عاقل کا محمل صحیح
نکالکر تطبیق دینی مناسب ہی نہ کہ تعارض ثابت کرنا جس سے تساقط لازم آوے مگر ان لوگون کو تو اپنے کام سے کام
ہی خواہ اونکے دوسری عبارت اپنی دشمن صریح ہو اپنے مطلب کے بات کو گو عند التحقیق اسکے خلاف ہو ہمیشہ نقل
کرتے رہینگے اور یہ نہ دیکہینگے کہ دوسری عبارتون کا جواب کیا دینگے اور مطابقت کیونکر ہوگی مطابقت حنفیہ
مقلدین ہی سو ہم یہان پر اونکی اس عبارت کی یون تاویل کرکے مطابقت کردیتے ہین کہ یہان مومن سے مراد اصحاب
ترجیح ہی کہ جو مسائل کے ماخذ مین نظر کرسکتا ہی بلاشک جب اوسکو ایک مذہب کا کوئی مسئلہ ایسا معلوم ہو کہ اوسکی خلاف
مین دلیل قوی ہی اور وہ پہر بھی اسپر عمل نکرے تو اوسکا عمل شریعت پر پورا ہوگا اب مطابقت ہو جائیگی اور تقلید
محض اپنی اصل پر رہیگا کہ بدون مجتہد معین کی تقلید کی اوسکو چارہ نہین اور اسپر دوسری عبارتین میزان شعرانیکی
صریح دال ہین اور وہ یہ ہین اول روایت [1] وَكَانَ سَيِّدِي عَلِيٌّ الْخَوَّاصُ رَحِمَهُ اللهُ إِذَا سَأَلَهُ إِنْسَانٌ
عَنِ التَّقْلِيدِ بِمَذْهَبٍ مُعَيَّنٍ الْآنَ هَلْ هُوَ وَاجِبٌ أَمْ لَا يَقُولُ لَهُ يَجِبُ عَلَيْكَ التَّقْلِيدُ بِمَذْهَبٍ
مَا دُمْتَ لَمْ تَصِلْ إِلَى عَيْنِ الشَّرِيعَةِ الْأُولَى خَوْفًا مِنَ الْوُقُوعِ فِي الضَّلَالِ وَعَلَيْهِ عَمَلُ النَّاسِ الْيَوْمَ
انتہی۔ اور میرے سردار علی الخواص رح سے جبکہ کوئی شخص پوچہتا تہا کہ آجکل تقلید معین مذہب کی واجب ہی یا نہین
تو فرماتے تہے کہ واجب ہی تجہپر تقلید ایک مذہب کی جبتک کہ عین شریعت اولی (یعنی درجۂ اجتہاد) تک نہ پہونچ جائے کیونکہ
اسبات کا خوف ہی کہ گمراہی مین نہ پڑے اور اسی پر مسلمانون کا آجکل عمل ہی (یعنے مذہب معین کی تقلید پر مسلمانونکا
عمل ہی) سو معلوم ہوا کہ بر تقدیر چہوڑنے تقلید مذہب معین کے گمراہی کا خوف ہی جسمین غیر مقلد عمداً گرتے ہین اور
لڑکون کو گراتے ہین اور دوسری روایت [2] خود صاحب میزان شعرانیکی اسیطرح کی ہی وہ یہ ہی وَإِنْ قُلْتَ فَهَلْ يَجِبُ
عَلَى الْمَحْجُوبِ عَنِ الْاِطِّلَاعِ عَلَى الْعَيْنِ الْأُولَى لِلشَّرِيعَةِ التَّقْلِيدُ بِمَذْهَبٍ مُعَيَّنٍ فَالْجَوَابُ يَجِبُ

[1] یہ روایت میزان شعرانیکے صفحہ ۱۳ مین ہی ۱۲

[2] یہ روایت میزان شعرانیکے صفحہ ۲۲ مین ہی ۱۲

عَلَیۡهِ ذٰلِكَ لِئَلَّا یُضِلَّ فِیۡ نَفۡسِهٖ وَیُضِلَّ غَیۡرَهٗ انتہیٰ اگر تو کہے کہ جو شخص مین شریعت اولی پر مطلع نہین ہی یعنی غیر مجتہد ہی کیا اوسپر تقلید ایک مذہب معین کی واجب ہی تو مین کہونگا واجب ہی اوسپر تقلید مذہب معین کے تاکہ خود گمراہ نہو اور اورون کو گمراہ نکرے انتہی تیسری روایت میزان شعرانیکی یہ ہی وَسَمِعۡتُ سَیِّدِیۡ عَلِیًّا الۡخَوَّاصَ رح یَقُوۡلُ اِنَّمَا اَمَرَ عُلَمَاۤءُ الشَّرِیۡعَةِ الطَّالِبَ بِالۡتِزَامِ مَذۡهَبٍ مُّعَیَّنٍ وَعُلَمَاۤءُ الۡحَقِیۡقَةِ الۡمُرِیۡدَ بِالۡتِزَامِ شَیۡخٍ وَاحِدٍ تَقۡرِیۡبًا لِّلطَّرِیۡقِ اِنۡتَهٰی اور مینے سنا اپنے سردار علی خواص رحسے فرماتے تھے یہ کہ علمای شریعت نے طالب شریعت کو مذہب معین کے لازم پکڑنے پر اور علمای حقیقت نے مرید کو ایک مرشد کے مرید ہونے پر اسلیے حکم کیا ہی کہ راہ حق کے قریب ہو جائین انتہی (یعنی بدون تقلید مذہب معین کے اور بغیر مرید ہونے ایک مرشد کے راہ حق سے قرب نہین ہوتا) یہ **چوتھی**[۴] روایت میزان شعرانی مین یہ ہی وَسَمِعۡتُ سَیِّدِیۡ عَلِیًّا الۡخَوَّاصَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی یَقُوۡلُ کُلُّ مَنۡ نَّوَّرَ اللّٰهُ قَلۡبَهٗ عَلِمَ اَنَّ سُکُوۡتَ الۡعُلَمَاۤءِ عَلٰی مَنِ انۡتَقَلَ مِنۡ مَّذۡهَبٍ اِلٰی مَذۡهَبٍ اٰخَرَ اِنَّمَا هُوَ لِعِلۡمِهِمۡ بِاَنَّ الشَّرِیۡعَةَ تَعُمُّهُمۡ کُلَّهُمۡ وَتَشۡمِلُهُمۡ فَیُحۡمَلُ قَوۡلُ مَنۡ رَّجَّحَ قَوۡلَ اِمَامِهٖ عَلٰی اَنَّهٗ لَمۡ یَبۡلُغۡ اِلٰی مَقَامِ الۡکَمَالِ حَالَ قَوۡلِهٖ ذٰلِكَ وَقَدۡ قَدَّمۡنَا فِیۡ اِیۡضَاحِ الۡمِیۡزَانِ وُجُوۡبَ اعۡتِقَادِ التَّرۡجِیۡحِ عَلٰی کُلِّ مَنۡ لَّمۡ یَصِلۡ اِلَی الۡاِشۡرَافِ عَلَی الۡعَیۡنِ الۡاُوۡلٰی مِنَ الشَّرِیۡعَةِ وَبِهٖ صَرَّحَ اِمَامُ الۡحَرَمَیۡنِ وَابۡنُ السَّمۡعَانِیِّ وَالۡغَزَالِیُّ وَالۡکِیَا الۡهَرَاسِیُّ وَغَیۡرُهُمۡ وَقَالُوۡا لِتَلَامِذَتِهِمۡ یَجِبُ عَلَیۡکُمُ التَّقۡلِیۡدُ بِمَذۡهَبِ اِمَامِکُمُ الشَّافِعِیِّ وَلَا عُذۡرَ لَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ تَعَالٰی فِی الۡعُدُوۡلِ اِنۡتَهٰی وَلَا خُصُوۡصِیَّةَ لِلۡاِمَامِ الشَّافِعِیِّ فِیۡ ذٰلِكَ عِنۡدَ کُلِّ مَنۡ سَلِمَ مِنَ التَّعَصُّبِ بَلۡ کُلُّ مُقَلِّدٍ مِّنۡ مُّقَلِّدِی الۡاَئِمَّةِ یَجِبُ عَلَیۡهِ اعۡتِقَادُ ذٰلِكَ فِیۡ اِمَامِهٖ مَا دَامَ لَمۡ یَصِلۡ اِلٰی شُهُوۡدِ عَیۡنِ الشَّرِیۡعَةِ الۡاُوۡلٰی اِنۡتَهٰی اور سنا مینے اپنے سردار علی خواص رحسے فرماتے تھے جس شخص کا دل اللہ تعالی نے روشن کر دیا ہی وہ جانتا ہی کہ سکوت کرنا علما کا اوس شخص کے حق مین جو ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب کی طرف گیا ہی اسلیے ہی کہ شریعت تمام مذاہب (آئمہ اربعہ) کو شامل ہی سو جس نے اپنے امام کے قول کو ترجیح دی ہی اوسکی تاویل یہ ہی کہ اوس قول کے وقت وہ ابھی درجہ کمال یعنی اجتہاد کو نہین پہونچا اور پہلے ہمنے ایضاح میزان مین اس بات کو بیان کیا ہی کہ جبتک مجتہد نہو اپنے امام کے حق مین یہ اعتقاد واجب ہی یعنے اوسکے قول کو دوسرے مجتہد کے قول پر ترجیح دے اور اسکی تصریح امام الحرمین اور ابن السمعانی اور امام غزالی اور کیا الہراسی وغیرہ رحہم نے کی ہی اور اپنی شاگردونسے کہا ہی کہ تمپر تقلید تمہارے امام شافعی کے مذہب کی واجب ہے اور تمہارا کچھ عذر اللہ کے نزدیک اوس سے پھر جانےمین مقبول نہین ہی انتہی اور کچھ امام شافعی رح کی خصوصیت غیر متعصب کے نزدیک اسبارہ مین نہین بلکہ جو مقلد ائمہ اربعہ مین سے کسیکا ہو اسی بات کا اپنے امام کے بارہ مین اعتقاد

ف جو شخص کہ خود مجتہد ہو اور تقلید مذہب معین کی نہ کرے وہ گمراہ ہی اور دوسرون کو گمراہ کرتا ہے ۱۲

۵ یہ روایت میزان شعرانی کی صفحہ ۲۵ مین ہی

۴ یہ روایت میزان شعرانی صفحہ ۲۶ مین ہی

رکھنا واجب ہی جبتک کہ وہ درجۂ اجتہاد کو نہ پونچے انتہی اب غور سے دیکھو کہ وہی میزان شعرانی اور اوسکے مؤلف ہین
کہ مؤلف کی صریح مخالف ہین بلکہ غیر مقلدین فی زماننا کو کہ یقینا غیر مجتہد ہین ضال اور مضل فرماتے ہین فاین المفر اور
جہان کہ وجوب تقلید نہین ہی یا سکوت علما ہی تو وہان پر مجتہد ہی جسپر ہم بھی تقلید واجب نہین کہتے چنانچہ اوسی میزان[1]
شعرانی مین فرماتی ہین فَاِنْ وَصَلْتَ اِلٰی عَیْنِ الشَّرِیْعَۃِ الْاُوْلٰی فَھُنَاکَ لَا یَجِبُ عَلَیْکَ التَّقْلِیْدُ بِمَذْھَبٍ
لِاَنَّکَ تَرٰی اِتِّصَالَ جَمِیْعِ مَذَاھِبِ الْمُجْتَھِدِیْنَ بِھَا وَلَیْسَ مَذْھَبٌ اَوْلٰی بِھَا مِنْ مَذْھَبٍ انتہی اگر تو عین
شریعت اولی تک پہونچ گیا ہی تو اسوقت تجہپر تقلید ایک مذہب کی واجب نہین ہی کیونکہ تجہکو تمام مجتہدین کا مذہب
شریعت کی ساتہہ ایک سا ملا ہوا معلوم ہوتا ہی اور کوئی مذہب دوسرے مذہب سے (اسوقت) بہتر نہین ہی انتہی اور اوپر
کی عبارت مین سکوت کرنا علما کا منتقل مذہب پر یا اسواسطے ہی کہ وہ مجتہد ہو گیا یا موافق علم قائل کے ہی کیونکہ غیر مجتہد
کی مذہب چہوڑنے پر علما نے انکار کیا ہی اور اوسکو معیوب سمجھا ہی بلکہ حکم تعزیر کا دیا ہی چنانچہ عنقریب اسکا ذکر آتا ہی **قولہ**
ردالمحتار شرح درالمختار مین ہی[2] الخ **اقول** و باللہ التوفیق اس قول ردالمحتار کے تو اہل سنت والجماعت قائل ہین مگر
یہ حکم اوسکا علی الاطلاق نہین کیونکہ اسبات کا کماحقہ دریافت کرنا کام مجتہد کا ہی گو ایک ہی مسئلہ مین ہو جاوے جسبب
وہ مجتہد ہو گیا اوسوقت بیشک بباعث اجتہاد اپنے کے اگر مذہب کو خلاف حدیث کی پائیگا تو اوسپر عمل کرنا اوس کو
ضروری ہوگا غیر مجتہد مین یہ بات بدون تقلید کے متصور نہین کیونکہ صحت ضعف حدیث کا حکم کرنا تقلید سی ہوگا پہر امام
کے مذہب کو ترک کرنا کہ جو بالیقین قوت اجتہادیہ و علم مین اس مقلد سے افضل ہی اور سمین احکام شارع ہی کیونکر ہوگا
اور ظاہر حدیث پر عمل کر لینا اوسکو جائز نہوگا چنانچہ بروایت شاہ ولی اللہ رح کے کہ جو ابن حاجب سے نقل کی ہے
سابقاً معلوم ہو چکا پس معلوم ہوا کہ یہ حکم غیر مجتہد پر نہین علاوہ اسکے دوسری روایتین ردالمحتار کی صریح اس سی آیا کرتے
ہین اور تطبیق اسمین ہی کیونکہ اون روایات مین انتقال ایک مذہب سے طرف دوسرے مذہب کے جائز نہین رکھا اور
اگر اس روایت کو اسی طور پر رکھا جاوے جیسا کہ مؤلف سمجہا ہے تو بہی مخل نہین کیونکہ صاحب رد المحتار نے مذہب معین
کی تقلید سی منع نہین کیا بلکہ کہا ہی کہ اگر خلاف مذہب کی کسی مسئلہ پر عمل حدیث پر کیا تب بہی وہ مقلد ہی رہیگا سو مدعا
حاصل ہے کہ بہر صورت مقلد رہا نہ کہ غیر مقلد اور دوسرا جن مسائل مین غیر مقلدین اختلاف خاصکر حنفیہ سے
کرتے ہین وہ بفضل الٰہی حنفیہ کے نزدیک احادیث صحاح و آیات و بینات سی ثابت ہین بلکہ کوئی مسئلہ کسی امام مجتہد
کا ایسا نہین ہی کہ اصول شرع کی طرف رجوع نکرے چنانچہ ذکر اسکا آگے آئیگا اور وہ روایتین ردالمحتار کی جو غیر
مجتہد پر تقلید کا وجوب اور مذہب معین پر ہمیشہ رہنا ثابت کرتے ہین یہ ہین کہا صاحب ردالمحتار نے[3] بیچ باب قبول کرنے

[1] میزان شعرانی صفحہ ۳۰ —

[2] ردالمحتار شرح درالمختار مین ہی جب مذہب کا خلاف صحیح حدیث کا ثابت ہوگا تو اوس حدیث پر عمل کیا جاوے اور یہ اوسکا مذہب بجاویگا اور اوسکو اس حدیث پر عمل کرنے کے باعث مذہب سے حنفی ہونے سے باہر نہ کریگا صفحہ ۲۱-۱۲

[3] عبارت ردالمحتار بعلامت ع کے صفحہ ۱۸۳ و ۸۳ مین ہین

شہادت کی اور نہ قبول کرنے شہادت کے قال فی القنیۃ من کتاب الکراھۃ لیس للعامی ان یتحول من مذھب
الی مذھب ویستوی فیہ الحنفی والشافعی وقیل لمن انتقل الی مذھب الشافعی لیزوج لہ اخاف
ان یموت مسلوبۃ الایمان لاھانتہ للدین بجیفۃ قذرۃ وفی اٰخر ھذا الباب من المنح وان انتقل
الیہ لقلۃ مبالاتہ فی الاعتقاد والجرأۃ علی الانتقال من مذھب الی مذھب کما یتفق
لہ ویمیل طبعہ الیہ لغرض یحصلہ فانہ لا یقبل شہادتہ انتہی کما قنیہ مین کتاب کراہت مین عامی
(غیر مجتہد) کو نہ چاہیے کہ ایک مذہب چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرے اور اسمین حنفی شافعی برابر ہین اور بعض نے کہا ہے
کہ جو شخص مذہب شافعی کی طرف مذہب حنفی یا دوسرا کوئی مذہب چھوڑ کر اسلیے جاوے کہ شافعی کی ہان نکاح کری تو انکو
خوف ہی اسبات کا کہ بے ایمان ہوکر مرے کیونکہ اوسنے دین کی اہانت مردار خبیث کی واسطے کی اور اسباب کی آخر
مین منح سے روایت ہے کہ اگر بے پروائی کیوجہ سی دل مین اعتقاد رکھکر اور دلیری کر کے ایک مذہب سے دوسرے کیطرف
چلا گیا جیسا اسکو اتفاق پڑا اور اسکی طبیعت نے چاہا کسی غرض دنیاوی سے تو اوسکی گواہی مقبول نہین ہے دوسری
روایت رد المحتار مین امام ابو بکر جوزجانی سے قال فی الدر المختار حنفی ارتحل الی مذھب الشافعی یعزر انتہی
ای اذا کان ارتحالا لا لغرض محمود شرعا قال فی التاتارخانیۃ حکی ان رجلا من اصحاب ابی حنیفۃ رح
خطب الی رجل من اصحاب الحدیث (ای الظاھریۃ) ابنتہ فی عھد ابی بکر الجوزجانی فابی الا
یترک مذھبہ فیقرأ خلف الامام ویرفع یدیہ عند الانحطاط ونحو ذلک فاجابہ فزوجہ فقال
الشیخ بعد ما سئل عن ھذہ واطرق راسہ النکاح جائز ولکن اخاف علیہ ان یذھب
ایمانہ وقت النزع لانہ استخف بمذھبہ الذی ھو حق عندہ وترکہ لاجل جیفۃ منتنۃ ولو ان
رجلا برئ عن مذھبہ باجتھاد وضح لہ کان محمودا ماجورا اما انتقال غیرہ من غیر دلیل بل
لما یرغب من عرض الدنیا وشھوتھا فھو المذموم الاٰثم المستوجب للتادیب والتعزیر لارتکابہ
المنکر فی الدین واستخفافہ بدینہ ومذھبہ وانما اطلنا فی ذلک لئلا یغتر بعض الجھلۃ بما یقع
فی الکتب من اطلاق بعض العبارات الموھمۃ خلاف المراد فیحملھم علی تنقیص الائمۃ المجتھدین
فان العلماء حاشاھم اللہ تعالی ان یریدوا الازدراء بمذھب الشافعی وغیرہ بل یطلقون
تلک العبارات بالمنع من الانتقال خوفا من التلاعب بمذاھب المجتھدین نفعنا اللہ تعالی
بھم وامامنا علی حبھم امین یدل علی ذلک ما فی القنیۃ رامزا لبعض کتب المذھب لیس

لِلْعَامِّیِّ اَنْ یَّتَحَوَّلَ مِنْ مَذْھَبٍ اِلٰی مَذْھَبٍ وَیَسْتَوِیْ فِیْہِ الْحَنَفِیُّ وَالشَّافِعِیُّ اِنْتَھٰی مُلَخَّصًا
کہا در مختار مین حنفی شافعی مذہب کی طرف پہر گیا تو تعزیر دیجاوے انتہی یعنے جسوقت کہ تارک مذہب کی شرعًا غرض
نیک نہو اسلیے کہ تاتارخانیہ مین روایت ہے کہ ایک شخص کا یون قصہ ہی کہ وہ مقلد امام ابیحنیفہ رح کا تہا اور اوسنے پیغام
نکاح کا ایک اصحاب (ظواہر) حدیث کی ہان بہیجا اور یہ واقعہ امام ابی بکر جوزجانی کے وقت مین تہا سو اوسنے
انکار کیا مگر اسطرح پر راضی ہوا کہ تو اپنا مذہب چہوڑ دے اور پڑہے فاتحہ خلف الامام اور رفع یدین کرے سو اوس
مقلد حنفی نے اسبات کو قبول کرکے نکاح کرلیا بعد اسکے شیخ سے جب یہ مسئلہ پوچہا گیا تو سر کو نیچے کرکے یہ کہا کہ نکاح تو
جائز ہوگیا لیکن مجہکو اوسکے ایمان جانیکا اوسکی موت کی وقت خوف ہی کیونکہ اوسنے اپنی مذہب کو جو کہ اوسکے نزدیک
حق تہا خفیف جانا اور اوسکو مردار چیز (یعنے طلب دنیا) کے لیے چہوڑ دیا اور اگر کوئی شخص اپنے مذہب سے بسبب اجتہاد کے
کہ اوسپر ظاہر ہوا ہی چہوڑ دے تو عمدہ اجر کا باعث ہی لیکن چہوڑنا غیر مجتہد کا مذہب کو بلادلیل بلکہ غرض اور خواہش دنیا
کی جہت سے بیشک برا ہی اور وہ گناہگار ہی اور لائق تعزیر کے ہی کیونکہ اوسنے جو دین مین بری چیز ہے اوسکو اختیار کیا ہی
اور اپنی دین و مذہب کو حقیر سمجہا اور ہمنے اسبارہ مین اسلیے طول کیا ہی کہ بعض جاہل اون عبارتون سے کہ ظاہر مین
خلاف مقصود ہین دہوکے مین آکر ائمۂ مجتہدین کی تحقیر نہ کرین اسلیے علماؤن کو خدا بچائے اس سے کہ وہ ارادہ مٹانے
مذہب امام شافعی وغیرہ کا کرین بلکہ وہ اسلیے ان باتون کو بیان کرتے ہین کہ مذہب اپنا چہوڑنا نہ چاہیے اسلیے کہ اسمین
خوف ہی اسبات کا کہ مذاہب مجتہدین کے کہیل کو د نہ ہوجائین اللہ تعالی ہمکو اونسے نفع دے اور اونکی محبت پر فوت کرے
آمین اسلیے قنیہ مین اس کیطرف دلالت ہی بعض کتب مذہب سے کہ غیر مجتہد کو ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف پہرنا
نہ چاہیے اسمین حنفی شافعی برابر ہین انتہی تیسری روایت علامہ قاسم اور ابن فرس اور صاحب بحر کی اوسی رد المحتار[1] مین
وَقَالَ الْعَلَّامَۃُ الْقَاسِمُ فِیْ فَتَاوَاہُ وَلَیْسَ لِلْقَاضِی الْمُقَلِّدِ اَنْ یَّحْکُمَ بِالضَّعِیْفِ لِاَنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِ التَّرْجِیْحِ
فَلَا یَعْدِلُ عَنِ الصَّحِیْحِ اِلَّا لِقَصْدٍ غَیْرِ جَمِیْلٍ وَلَوْ حَکَمَ لَا یَنْفُذُ لِاَنَّ قَضَاءَہٗ قَضَاءٌ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَمَا وَقَعَ مِنْ
اَنَّ الْقَوْلَ الضَّعِیْفَ یَتَقَوّٰی بِالْقَضَاءِ الْمُرَادُ بِہٖ قَضَاءُ الْمُجْتَھِدِ کَمَا بُیِّنَ فِیْ مَوْضِعِہٖ وَقَالَ ابْنُ الْفَرَسِ
وَاَمَّا الْمُقَلِّدُ الْمَحْضُ فَلَا یَقْضِیْ اِلَّا بِمَا عَلَیْہِ الْعَمَلُ وَالْفَتْوٰی وَقَالَ صَاحِبُ الْبَحْرِ فِیْ بَعْضِ رَسَائِلِہٖ اَمَّا
الْقَاضِی الْمُقَلِّدُ فَلَیْسَ لَہُ الْحُکْمُ اِلَّا بِالصَّحِیْحِ الْمُفْتٰی بِہٖ فِیْ مَذْھَبِہٖ وَلَا یَنْفُذُ قَضَاءُہٗ بِالْقَوْلِ الضَّعِیْفِ
اِنْتَھٰی اور کہا علامہ قاسم نے اپنے فتاوے مین کہ قاضی مقلد کو جائز نہین کہ ضعیف روایت پر فتوی دے کیونکہ وہ اہل
ترجیح نہین ہی سو صحیح روایت سے بغیر بری قصد کے رجوع نکریگا اور اگر اوس ضعیف روایت پر حکم کیا تو وہ جائز نہوگا

[1] رد المحتار کتاب القضا مین ۱۲

اسلیے کہ یہ حکم اوسکا ناحق ہی اور وہ جو ہی کہ قول ضعیف قضا کی باعث قوی ہو جاتا ہی تو وہان پر قول مجتہد مقصود ہے
چنانچہ اپنے مقام پر اوسکا بیان ہی اور کہا ابن الفرس نے بہر حال مقلد محض کو چاہیے کہ مسئلہ مفتی بہ پر حکم کری اور کہا
صاحب بحر نے اپنے بعض رسالون مین بہر حال قاضی مقلد سوا وسکو سوای مسئلہ صحیح مفتی بہا اپنی مذہب کے کچہہ اختیار
نہین اور قول ضعیف پر اوسکی قضا معتبر نہوگی انتہی **قال** دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب مین لکہا
ہی کہ کہا ابن عربی نے ہدایہ کے حاشیہ مین **اقول** و بہ احول یہ وہی صاحب دراسات ہین جنکا ذکر اوپر گذرا اور اوہی
دراسات مین قول ابن الحاجب کا نقل کیا ہی غیر المجتہد یلزمہ التقلید وان کان عالما انتہی غیر مجتہد کو تقلید
لازم ہی اگرچہ وہ عالم کیون نہو انتہی اور اسکے بعد خود صاحب دراسات لکہتا ہی فنقول ان اراد العلامۃ بغیر المجتہد
العالم من لیس لہ رتبۃ الاجتہاد ولو فی جزئی واحد مثلا وھو العلم الملحق بالعامی الصرف
من حیث لزوم التقلید علیہ فی جمیع المسائل فکلامہ فی موافقۃ قول المحققین وحمایۃ الدلیل الواضح
لا کلام علیہ انتہی سو ہم کہتے ہین کہ اگر علامہ کی غیر مجتہد کے لفظ سے یہ مراد ہے کہ جو عالم رتبہ اجتہاد کو نہ پہونچی اگرچہ ایک
ہی مسئلہ مین مثلا کیون نہو اوسکا علم عامی صرف جیسا ہی اسبات مین کہ تقلید اوسپر جمیع مسائل مین مجتہد کے لازم ہی
تو یہ کلام اوسکا موافق قول محققین اور حمایت دلیل واضح کے ہی اور اسمین کچہہ شک نہین ہی یعنے بہت صحیح ہے
انتہی اور بعد چند سطور کے علامہ زرکشی سے نقل کیا ہی بحر الزرکشی مین ہے کہ علم دو قسم ہے ایک قسم تو یہ ہی کہ اس مین
خاص عام سب شریک ہین اور وہ بالیقین ضروریات دین سے ہی اور وہ مثل متواتر کے ہے اسمین کسی کی تقلید جائز نہین
جیسے رکعات کا شمار اور نماز کا تعین اور حرمت مان اور بیٹی کی اور لواطت اور یہ امور ایسے ہین کہ عامی کو انکی سمجہنی
پر کچہہ مشقت نہین اور انکی اعمال سے کوئی روکتا نہین اور ایک قسم علم کا خاص ہی اور اسمین لوگ تین طرح کی ہین
اول قسم محض عامی ہی اور جمہور کے نزدیک فروع مسائل شرعیہ مین اوسپر تقلید واجب ہے اور اسکا وہ علم کہ درجہ
اجتہاد کو نہ پونہچا ہو مفید نہین ہے انتہی اور تقلید مروج اہل اسلام مین ہی مگر مجتہد معین کے کیونکہ بر تقدیر تقلید
جمیع مجتہدین کے دین کہیل ہوگا اور نیز بر تقدیر اعتقاد اسکے کہ سب مسئلہ سب مجتہدونکے حق ہین و واجب الاتباع
ہین حق متعدد ہو جائیگا اور بعض صورت مین حرام حلال جمع ہوگا جو بالاتفاق باطل ہی اور محشی ہدایہ کا یہ کہنا
کہ رسول خدا صلعم کے بغیر قاضی بنانا کفر و جہل وغیرہ سے کیسا ہی یعنے کلام ہی خود محشی صاحب صحابی تو نہین
ہین پہر سوای تقلید اپنی استاد وغیرہ کے کہ بالاتفاق ایسے لوگ قاضی کہلاتے ہین قاضی بنانا کفر ہوگا سو یہ
بالکل بیجا ہین البتہ یہ ہو سکتا ہی کہ اگر کوئی اپنے امام کو مجتہد مستقل محق اور دوسرونکو باطل قرار دی تو موجب

له [illegible]

اور یہ کون مسلمان خیال کرتا ہے کہ ہر مجتہد جمیع مسائل مین ایسا حق پر ہے کہ باقی ائمہ بطلان پر ہین حاشانا اللہ
کوئی اسکا معتقد نہین بلکہ علمائے محققین کی غرض یہ ہے کہ چارون مذہب اہل سنت کے حق ہین اور حق درمیان
چارون کے دائر ہے اور وہ ایک ہی ہے مگر ظن غالب سے اپنے اپنے امام کے مسائل کو حق جاننا چاہیے اور
احتمال خطا کا بھی آمین ہے لیکن ساتھ اوسکے یہ بھی ہے کہ دوسرے مجتہد کے مسائل مین احتمال حق ہے اور
ظن غالب سے نہین کیونکہ اس تقدیر پر جو مقلد ہوگا مذبذب اپنے مذہب مین ہوگا یا آزادی کہ دین مین کھیل کود
ہے لازم آئیگی جو باطل ہے عند الکل سو یہ ابن عزوغیرہ کا کہنا بنا بر قصور مولف کے بالکل خلاف علمائے محققین
کے ہے اور ذہول ہے حقیقت حال سے اور سوء ظن ہے علمائے محققین بلکہ جمیع امت محمدیہ کو کافر بنانا ہے
اعاذنا اللہ منہ **قال** امام طحاوی جو کہ اکابر حنفیون اور تیسری صدی کے علماؤن مین سے ہین فرماتا ہے الخ
اقول بتوفیق اللہ یہ قصہ صحیح نہین معلوم ہوتا کسی متعصب شافعیہ وغیرہ نے اسکو درج کیا ہے کیونکہ یہ
کلمہ حقارت کا ہے اور خاصکر ایسا شخص کہ مقلد امام ابی حنیفہ کا ہو امام کے حق مین ہرگز ایسا کلمہ کہہ نہین سکتا
اور اگر صحیح بھی ہو تو وہ مجتہد فی المذہب ہو گئے تھے مقابلے مین کسی مقلد حنفی کے کہا ہوگا ورنہ یہ قصہ ایسا
نہین کہ اہل علم اسکو نقل کرین مگر غیر مقلدین کو اہانت ائمہ دین مین عین فخر اور موجب ترقی خذلان
آخرت ہے جسکا بدلہ خدا کے یہان ہے اور اسکا نقل کرنا ایسا ہے جیسا کہ صحابہ کرام وغیرہ رضی اللہ عنہم کے
جدال باہمی کو نقل کرنا اور لوگون پر حقارت ظاہر کرنا سو اس سے اہل سنت کو پرہیز ہے اور ایسے قصے لکھنے
معیوب جانتے ہین اور بر تقدیر صحت یہ کہنا امام طحاوی کا کہ بجز کند ذہن کے کوئی اور بھی تقلید کرتا ہے انتہی
درست ہے اور واقع مین پہلے امام طحاوی کند ذہن تھے اور جب کتابین امام ابی حنیفہ کی پڑھین اور بباعث
ملکہ اجتہاد فی البعض کے مذہب شافعی چھوڑا سو یہ بباعث برکت مذہب امام علیہ الرحمہ کے تھا چنانچہ
میزان شعرانی مین ہے قَالَ جَلَالُ الدِّيْنِ السُّيُوْطِيُّ وَاَظُنُّ اَنَّ هٰذَا هُوَ السَّبَبُ فِيْ تَحَوُّلِ الطَّحَاوِيِّ
حَنَفِيًّا بَعْدَ اَنْ كَانَ شَافِعِيًّا فَاِنَّهٗ كَانَ يَقْرَءُ عَلٰى خَالِهِ الْاِمَامِ الْمُزَنِيِّ فَتَعَسَّرَ يَوْمًا عَلَيْهِ الْفَهْمُ
فَحَلَفَ الْمُزَنِيُّ اَنَّهٗ لَا يَجِيْءُ مِنْهُ شَيْءٌ فَانْتَقَلَ اِلٰى مَذْهَبِ الْاِمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
وَصَنَّفَ كِتَابًا عَظِيْمًا شَرَحَ فِيْهِ مَعَانِي الْاٰثَارِ وَكَانَ يَقُوْلُ لَوْ عَاشَ خَالِيْ وَرَاٰنِي الْيَوْمَ
لَكَفَّرَ عَنْ يَمِيْنِهٖ انتہی کہا جلال الدین سیوطی نے اور مین اسبات کا گمان کرتا ہون جو کہ امام طحاوی شافعی
سے حنفی ہوگیا اور بیشک اپنے مامون امام مزنی سے پڑھا کرتا تھا سو ایکدن سمجھنا سبق کا اوسپر مشکل ہوا

اور مزنی نے قسم کھائی کہ تجکو کچھ نہین آئیگا بعد اسکے امام ابی حنیفہ کے مذہب کو اختیار کیا اور اللہ تعالی نے
اوسکا سینہ کھولدیا اور ایک بڑی کتاب تصنیف کی اور اوسمین معانی الآثار کو بیان کیا اور پھر کہا کرتا تھا
کہ اگر آج میرا ماموں (یعنی امام مزنی شافعی) زندہ ہوتا تو بیشک اپنی قسم کو توڑتا انتہی سو معلوم ہوا کہ
بباعث برکت امام ابی حنیفہ کے یہ درجہ حاصل ہوا سو وہ ایسے کلمات امام کے حق مین کیونکر کہین گے
کیونکہ وہ تو مذہب حنفی کی تائید خوب کرتے ہین چنانچہ شاہ عبد العزیز رح بستان المحدثین مین فرماتے ہین

بہر حال تصانیف مفیدہ در مذہب حنفی دارد و بزعم خود در نصرت این مذہب مساعی جمیلہ تقدیم رسانیدہ
و از تصانیف او وسعت علم او معلوم میشود انتہی اور شاہ عبد العزیز رح نے بجواب سوالات عشرہ شاہ بخارا
سوال ششم کے بارے مین جو عمل بمذہب شافعی سے مسئول تھا لکھا ہے وہ یہ ہے جواب سوال سادس آنکہ اگر
حنفی المذہب بر مذہب شافعی عمل نماید در بعضی احکام ہیکی از سہ وجہ جائز است اول آنکہ دلائل کتاب و سنت در نظر
او در ان مسالہ مذہب شافعی را ترجیح دہد (واین ترجیح بجز مجتہد و او فی بعض المسائل غیر را نصیب) دوم
در ضیقی مبتلا شود کہ گذارہ بدون مذہب شافعی نماند مثل احکام میاہ درین دیار یا احکام مفقود سوم آنکہ شخصے
باشد صاحب تقوی و ورع او را عمل باحتیاط منظور افتد و احتیاط در مذہب شافعی یابد مثل صدقہ دادن آنکہ از قدر
دو آثار یا گوشت طاؤس نخوردن و علی ہذا القیاس لیکن درین سہ وجہ شرط دیگر ہم است و آن آنست کہ تلفیق
واقع نشود یعنی بسبب یک مذہب صورتی متحقق نشود کہ بہر دو مذہب ناروا شدہ مانند آنکہ فصد را ناقض وضو
بداند باز بہمان وضو نماز عقب امام بی قراءۃ فاتحہ بگذارد کہ در ہیچ مذہب روا نشد وضو بر حنفی باطل گشت و نماز بر
شافعی و اگر سوای این وجوہ ثلثہ ترک اقتدای حنفی نمودہ اقتدا بشافعی کردیا بالعکس (چنانکہ غیر مقلد میکنند)
قریب بحرام است زیرا کہ لعب ست در دین انتہی پس غیر مقلد بدون حصول درجۂ اجتہاد کے اور بلا ضرورت
شدیدہ کے عمل غیر مذہب پر جائز رکھتے ہین بلکہ مباح جانتے ہین سو لعب دین مین کرتے ہین جو حرام ہی
ہان البتہ بعض جگہ امام کا خلاف کیا ہی سو وہ اسواسطے کہ مجتہد فی المذہب تھے مگر باین ہمہ جیسے اختلاف
صاحبین کا بعض جگہ معمول بہا حنفیہ کے نزدیک ہی انکا اختلاف مقبول اور مروج نہین ہوا چنانچہ اوسی
جگہہ شاہ عبد العزیز رح فرماتے ہین باید دانست کہ مختصر طحاوی دلالت میکند کہ وی مجتہد منتسب بود و محض
مقلد حنفی نبود زیرا کہ در ان مختصر چیزہا اختیار کردہ کہ مخالف مذہب ابی حنیفہ است رحمۃ اللہ علیہ و لہذا
آن مختصر در فقہای این مذہب کہ محض مقلد اند چندان شیوع پیدا نکردہ انتہی یعنی جاننا چاہیے کہ مختصر

طحاوی سے یون معلوم ہوتا ہی کہ وہ مجتہد منتسب تھا اور نرا مقلد مذہب حنفی کا نہ تھا اسلیے کہ اوس مختصر مین وہ مسائل بھی اختیار کیے ہین کہ جو مخالف مذہب امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ کے ہین اسلیے وہ مختصر اس مذہب کے فقہا مین کہ محض مقلد ہین اتنے مروج نہین ہوے انتہی سو معلوم ہوا کہ بعض جگہ خلاف کیا ہی بباعث درجۂ اجتہاد کے اور طعن نہین کیا اور اگر صحیح بھی رکھا جاوے تو اونکی طعن سے کیا ہوتا ہی بڑے بڑے امام مثل امام شافعی و امام مالک و ابن المبارک جیسی امام کی تعریف علم اجتہاد وغیرہ مین کرتے ہین یہ بیچارے کس شمار مین ہین **قال** اور شیخ محی الدین بن عربی نے خاتمۂ فتوحات مین لکھا ہی آہ **اقول** و باللہ التوفیق شیخ رح کی وصیت مجتہد کے بارے مین یہ ہی کہ تمکو تقلید دوسرے کی جائز نہین اور مقلد محض کو تقلید علما کی فرماتے ہین اور جو مسائل قیاس محض سے جیسے حکما وغیرہ بتلاتے ہین اوس سے منع کرتے ہین نہ کہ مجتہد کے قیاس سے کہ وہ مبین احکام الٰہی ہی اسیطرح اونکا دوسرا قول حدیث کے عمل مین مجتہد کے حق مین ہی اور بارہا ہم اسکا ذکر کر چکے ہین کہ ایسی عبارتین اوسی کے حق مین ہین ورنہ دوسری جگہ یہی صاحب اسکے خلاف کیون ذکر فرماتے چنانچہ دوسری جگہ شیخ موصوف فرماتے ہین اور صاحب میزان شعرانی نے اسکو نقل کیا ہی وہ یہ ہی کہ ذکر کیا شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ مین اور اورون نے جو اہل کشف ہین کہ بیشک انسان جب ایک مذہب کا مقید ہو کر مقامات قوم کے طریقے پر چلتا ہی اور دوسرے مذہب پر نہین چلتا تو ضرور ہی کہ ہوتے ہوتے یہ مذہب اوس امام کے ماخذ تک پونہچا دیتا ہی سو اسوقت تمام ایمہ کے اقوال ایک ہی دریا مین دیکھتا ہی پھر اوس سے قید مذہب کے اوسوقت جاتی رہتی ہی اور سب مذاہب کی صحت کا حکم کرتا ہی بخلاف اسکے کہ اوسکے پہلے اس سے عقیدہ تھا انتہی سو معلوم ہوا کہ تقلید مذہب معین سے مقام اجتہاد کو پونہچاتی ہی نہ یہ کہ آزادی سے ولی ہوتا ہی **قال** اور ملا علی قاری حنفی نے شرح عین العلم مین لکھا ہی آہ **اقول** و باللہ التوفیق یہان پر مؤلف نے تقلید صاحب معیار کی اختیار کی حالانکہ صاحب معیار خوب جانتے ہین کہ ملا علی قاری حنفی وجوب تقلید مذہب امام معین کے قائل ہین پھر کیون وہ عبارت کہ جو اونکی نہ تھی نقل کردی تاکہ عوام الناس جانین کہ حنفی بھی وجوب تقلید کے قائل نہین اور اصل مین وہ عبارت اونکی نہین دوسرون کی دلیل مین نقل کرتے ہین مگر مؤلف کو تو تقلید صاحب معیار سے کام ہی اور اوسکی تقلید ضروری ہی گو صریح خطا ہر ہو اب ہم احقاق حق کے واسطے شرح عین العلم کی عبارت پوری پوری نقل کرتے ہین اور جس عبارت کو اوسکے مؤلف اور مقتدا نے چھوڑ دیا ظاہر کر کے بیان دیتے ہین وہ یہ ہی کہ ملا علی قاری شرح عین العلم مین فرماتے ہین محل خلاف مین نہین یعنی اسمین انکار نہین مگر اوس صورت مین کہ تحقیق لازم

ہو جاوے کیونکہ وہ ممنوع ہی سو جو مسالہ کہ اوسمین جلے خلاف اور اجتہاد ہی انکار نہین ہی جیسا کہ سوسمار کو شافعی
کھالینا سو حنفی کو اوسپر انکار جائز نہین اور ایسے ہی ضبع (ایک جانور ہی) اور جسپر وقت ذبح عمداً بسم اللہ نہین کہی گئی
اور نہ شافعی کو جائز ہی کہ حنفی پر بسبب پینے نبیذ تمر کے جو کہ نشہ نہ لاوے اور ذوی الارحام کی میراث دلانے پر
اور بیٹھنا اوس گھر مین جو پڑوس کے شفعہ کی وجہ سے لیا ہی وغیر ذلک کے جسمین اجتہاد کو دخل ہی انکار کرے
ہان اگر شافعی دوسرے شافعی کو دیکھے کہ نبیذ پیتا ہی یا بغیر ولی کے نکاح کرتا ہی اور اپنی اوسی زوجہ کے ساتھ
وطی کرتا ہی یا حنفی دوسرے حنفی کو دیکھے کہ شطرنج کھیلتا ہی یا سرخ کپڑا پہنتا ہی یا وہ کام کرتا ہی کہ دونون اماموں
(ابو حنیفہ و شافعی رح) کے نزدیک حرام ہی اور تیسرے امام کے نزدیک حرام نہین سو یہ محل نظر ہی جیسا کہ احیاء العلوم
(مصنفہ امام غزالی) مین ہی اور ظاہر تر یہ ہی کہ اوسپر انکار ہی کیونکہ کوئی محققین علما سے ادھر نہین گیا کہ مجتہد کو
دوسرے مجتہد کے اجتہاد کے موافق چلنا جائز ہی اور نہ اوس شخص کو کہ جسکے علم کی انتہا اوس شخص تک
پہونچی ہو کہ جو علما مین اوسکے نزدیک افضل ہو تقلید مذہب غیر مجتہد اپنی کی جائز ہی اور نہ یہ کہ مذاہب مین سے
جو عمدہ اوسکے نزدیک ہو اختیار کرے بلکہ ہر مقلد پر اپنے پیشوا مجتہد کی تقلید ہر مسالہ مین واجب ہی کیونکہ
اپنے مجتہد کی مخالفت کرنے (بغیر ملکہ اجتہاد کے) سب محققین کے نزدیک بالاتفاق ممنوع ہی اور وہ مخالفت
کی وجہ سے گنہگار ہوتا ہی لیکن تقلید غیر مجتہد کی بعض مسائل مین (وقت ضرورت) جائز ہی اور جسوقت
اوسنے عذر کیا کہ مین مقلد امام شافعیؒ کا ہون یا امام ابو حنیفہؒ کا سو اوسوقت اوسپر کوئی انکار نہین ہی
(یہانتک کلام اونکا تمام ہوا اب دوسرون کی دلیل نقل کرتے ہین) اور بیشک ایک جماعت کی یہ رائے ہی
کہ نہین انکار مگر شراب اور خنزیر اور اوس چیز مین کہ قطعاً حرام ہی جیسے کھانا مردار اور خون کا یا جو متفق علیہ
حرام ہی سو ان مسائل مین جسمین مذہب پر عمل کرے جائز ہی اور یہ کہنا اونپر بباعث محبت اور رحم کے ہی اور
اونکے کلام کی وجہ شاید یہ ہی کہ اللہ سبحانہ جیسے اولی کو دوست رکھتا ہی ایسے ہی رخصت اور سہولت کو
دوست رکھتا ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی اہل ذکر سے پوچھو اگر تم ناواقف ہو سو جو شخص عالم کے تابع ہو اللہ سے
صحیح و سالم ملاقی ہوا اور یہ بھی معلوم ہی (یہ دلیل بھی اونھین کی ہی) کہ اللہ تعالی نے کسیکو بات کی تکلیف
نہین دی کہ حنفی یا مالکی یا شافعی یا حنبلی بنے انتہی بقدر الحاجۃ سو اب بخوبی واضح ہوا کہ یہ دلیل اونکی
ہی اور اہل ذکر سے مراد مطلق عالم نہین ہی بلکہ مجتہد ہی اور دلیل اسکی یہ ہی کہ غیر مجتہد کا انتہا مجتہد تک
ہی ہوگا سو اول سے فرد کامل ہی لیا جاے تو خوب ہی ورنہ پھر اوسیکی طرف ناچار آنا پڑیگا اور یہ کہنا

اونکا کہ اللہ تعالی نے تکلیف حنفی شافعی وغیرہ کی نہین دی اگر یہ غرض ہی کہ بالذات اور بالتصریح نہین دی تو مسلم ہی
مگر مفید خصم نہین ورنہ کوئی یون کہہ سکتا ہی کہ اللہ تعالی نے کہین تکلیف اسبات کی نہین دی کہ بخاری و مسلم وغیرہ
صحیح کتابین اور واجب العمل ہین جو جواب سکا ہوگا ادھر سے بھی وہی سمجھنا چاہیے علی ہذا القیاس بعض
مسائل اجماعی اس قسم کے ہین کہ تصریح اونکی نص قرآنی واحادیث سے ظاہر مین ہمکو معلوم نہین اور ملا علی قاری رح
نے دوسری جگہہ شرح عین العلم مین لکھا ہی فَلَوِ الْتَزَمَ اَحَدٌ مَذْهَبًا كَاَبِيْ حَنِيْفَةَ اَوِ الشَّافِعِيِّ
رَحِمَهُمَا اللّٰهُ فَلَا يُقَلِّدُ غَيْرَهٗ فِيْ مَسْاَلَةٍ مِّنَ الْمَسَائِلِ انتہی اگر لازم کر لیا کسی نے ایک مذہب کو
امام ابی حنیفہ رح کا ہو یا امام شافعی رح کا سو لازم ہی اوسپر ہمیشہ اوسی مذہب پر رہنا اور نہ تقلید کرے کسی اور کی
(مجتہدون سے) کسی مسالے مین (یعنی جب تک اشد ضرورت نہو یا ملکہ اجتہاد نہو) **قال** اور شیخ عبد الحق
محدث الخ **اقول** و باللہ التوفیق یہان پر بھی مؤلف نے تقلید مؤلف معیار کی اختیار کی اور یہ عبارت
دونون کو مفید نہین کیونکہ شیخ رح فرماتے ہین کہ متقدمین کا طریق یہ تھا کہ التزام مذہب معین واجب جانتے تھے
بلکہ مجتہدین اپنے اجتہاد پر اور عوام فتوے مجتہدین پر لا علی التعیین عمل کرتے ہین اور اس عمل متقدمین پر
کلام ابن حزم کا سند لاتے ہین بعد اسکے خود فرماتے ہین وَ اِنَّمَا حَدَثَ ذٰلِكَ بَعْدَ تِلْكَ الْقُرُوْنِ
مِنْ غَيْرِ اِنْكَارِ اَحَدٍ فَحَلَّ ذٰلِكَ مَحَلَّ الْاِجْمَاعِ انتہی یعنی مجتہد معین کا مذہب بعد ان قرون کے
ظاہر ہوا اور کسی نے اسپر انکار نہین کیا سو یہ مذہب مجتہد معین پر عمل کرنا بمنزلہ اجماع کے ہوا انتہی بعد اس
کلام کے شیخ مرحوم نے دلیل طریق متقدمین کی ذکر کی ہی کہ وہ یہ ہی دَلِيْلُهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ قَوْلُهٗ سُبْحَانَهٗ
اب مقام غور ہی کہ اس تقریر سے تقلید مذہب معین کی برائی کہان ثابت ہوتی ہی بلکہ یہ مسالہ شیخ مرحوم کے نزدیک
ایک اجماعی مسالہ ہی کہ کسی نے اسکا انکار نہین کیا سو یہ نقل کرنا خصم کو مضر نہین اور اونکی دلیل اونھین پر حجت
ہو گئی اور وہ ترجیح اور خیریت مختار متاخرین کی جو شیخ مرحوم کے نزدیک ہی جسکو مؤلف اور صاحب معیار
چھوڑ گئے یہ ہی کہ شرح سفر سعادت مین فرماتے ہین این چہارتن از امامان دین و مقتدایان ملت اند
کہ ضبط و ربط احادیث و اقوال صحابہ و سلف و تطبیق و توفیق میان آنہا نمودہ و تفسیر و تاویل و بیان ناسخ
و منسوخ کردہ و غایت بذل مجہود درین باب فرمودہ استنباط احکام بقیاس و اجتہاد از نصوص کتاب و
سنت نمودہ اند و غیر مجتہدان را جز تابع ایشان بودن چارہ و سبیلے نیست و مشایخ طریقت و بزرگان
ایشان ہم برین مذاہب بودہ اند یا رب مگر آنہا نیکہ از ایشان بپایۂ اجتہاد رسیدہ موافق یا مخالف ایشان

ط شرح عین العلم ... صفحہ ۱۳۲

ط اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی ... صفحہ ۲

ط شرح سفر السعادت مطبع نول کشوری صفحہ ۱۱ و ۱۲

برای خود اجتہادی ننمودہ باشند واللہ اعلم وبالجملہ مذاہب حق و طرق وصول بمنزل مقصود وابواب درآمد
خانہ دین این چہار است ہر کہ راہی ازین راہہا ودری ازین درہا اختیار نمودہ براہ دیگر رفتن ودری
دیگر گرفتن عبث وبیہودہ باشد وکارخانہ عمل را از ضبط وربط بیرون افگندن واز راہ مصلحت بیرون
افتادن است واگر قصد سلوک طریق ورع واحتیاط دارد ہم از مذہب واحد مختار روایتی کہ دلیلش احسن
واقوی وفائدہ اش اعم واتم واحتیاط دران اکثر واوفر بود اختیار کند وبراہ رخصت ومساہلہ وحیلہ
اندوزی نرود واین طریقہ متاخران است وشک نیست کہ این طریقہ محکم تر ومضبوط تر است انتہی اور اخیر اس
بحث کی اس جملہ پر ختم کرتے ہین لیکن قرارداد علما ومصلحت دید ایشان در آخر زمان تعیین وتخصیص
مذہب است وضبط وربط کار دین ودنیا ہمدرین صورت بود از اول مخیر است ہر کدام را کہ اختیار نماید صورت
بندد لیکن بعد از اختیار یکے بجانب دیگرے رفتن نے توہم سوء ظن و تفرق وتشعب در اعمال واحوال نخواہد بود
(چنانچہ درین فرقہ محدثہ است) قرارداد متاخرین علما برین است وہو المختار وفیہا الخیر انتہی
یعنی یہ چارون (امام ابو حنیفہ ومالک وشافعی واحمد) امام دین اور پیشوا مذہب کے ہین کہ ضبط اور
ربط احادیث اور اقوال صحابہ اور متقدمین کے اور مطابقت اور موافقت ان مین کردی ہی اور تفسیر اور تاویل
اور بیان ناسخ اور منسوخ کا کر دیا ہی اور نہایت کوشش اس بارے مین فرما کر احکام کو قیاس واجتہاد جو کتاب
اللہ اور سنت سے کیا ہی نکالا ہی غیر مجتہد لوگون کو سوائے انکی پیروی کے چارہ نہین اور طریقت کے مشایخ
اور بزرگ بھی انہین مذاہب پر رہے ہین ہان البتہ اون لوگون نے کہ جو اجتہاد کے درجے کو پونہچے ہین انکے موافق یا
مخالف اپنی رائے سے اجتہاد کیے ہون واللہ اعلم القصہ سچے مذہب اور طریقے منزل مقصود مین پہونچنے کے
اور دروازہ آمد ورفت دین کے گھر کے یہی چارون ہین جو کوئی ان رستون مین سے ایک کو اختیار کرکے اور
دروازون کی طرف جائے تو بیہودہ پن اور عبث بات ہی اور کارخانہ عمل کو ضبط اور ربط سے باہر ڈالتا ہی
اور مصلحت کے طریقے سے نکل جاتا ہی اگر قصد پرہیزگاری اور احتیاط کا رکھتا ہی تب بھی ایک مذہب سے
جو روایت کہ مختار ہو کہ اوسکی دلیل اچھی اور قوی ہو اور اوسکا فائدہ عام تام ہو اور احتیاط اسمین بہت ہو
اختیار کرے اور رخصت اور سستی اور حیلہ جوئی نکرے یہ طریقہ متاخرین کا ہی اور اسمین شک نہین کہ یہ طریقہ
بڑا مضبوط اور محکم ہی انتہی لیکن قرارداد اور مصلحت علما کی آخر زمانے مین معین کرنا اور خاص کرلینا مذہب کا
ہی اور ضبط وربط دین ودنیا کے کامون کا اسمین ہی پہلے سے اختیار ہی کہ جو مذہب چاہے اختیار کرے

لیکن بعد ایک مذہب کے اختیار کرنے کے دوسرے مذہب کی طرف جانا بغیر بدظنی کے وہم اور تفرقہ اور گروہ کر دینا
اعمال اور احوال کے نہو گا (چنانچہ اس فرقے نئے مین ہی) قرار داد علماے متاخرین کی اسمین ہی اور یہی
اختیار کیا گیا ہی اور اسمین خیر ہی انتہی **قال** ور مولوی اسمعیل شہید رحہ نے تنویر العینین مین لکھا ہی الخ
اقول وباللہ التوفیق اول تو تنویر العینین مولوی صاحب کی تصانیف ہونے سے بعض معتقدین
مولوی صاحب انکار کرتے ہین اور بر تقدیر تسلیم مولوی صاحب کا کلام اسمین ہی کہ بلوجود قدرت کے رجوع
کرنے پر احادیث صحیحہ کے خلاف امام کے جو کوئی عمل احادیث پر نکرے تو یہ حکم ہی سوا ایسا شخص جو قدرت
اوپر استنباط مسائل اور فہم اجتہاد کی رکھتا ہو البتہ اوسکا باوجود قدرت اجتہادیہ کے امام کے مذہب کو
چھوڑنا برا ہوگا جیسے ہم بھی اون مسائل مین تقلید واجب نہین کہتے اور اوسکو بارہا مستثنی
کر چکے ہین اور اگر اس حکم کو غیر مجتہد کے واسطے بھی کہا جاوے تو یہ خلاف جمہور علماے محققین کے ہی
چنانچہ پیشتر اسکا ذکر ہو چکا اور اب بھی ہوتا ہی اور ایسی حالت مین کلام اونکا غیر معتبر ہی کئی وجہ کر ایک یہ
احکام مستنبطہ مجتہدین کے اصول شریعت کی طرف رجوع کرتے ہین چنانچہ خود مولوی صاحب موصوف
بھی اسکے مقر ہین اور اپنے رسالہ ایضاح الحق مین فرماتے ہین مسائل ثانیہ احکام مستنبطہ مجتہدین
سابقین خواہ باین وجہ باشد کہ فلان امر واجب است یا مندوب یا مباح یا مکروہ یا حرام الخ ہمہ از
قبیل سنت حکمیہ است ہرگز داخل قسمی از اقسام بدعت نیست چہ حکم مذکور از قبیل محدثات اصلا نیست
چہ جائیکہ از بدعات باشد انتہی اور اسی ایضاح الحق مین دوسری جگہ لکھتے ہین مسائل اجماعیہ امت محمدیہ
علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتحیات والتسلیمات در ہر قرن کہ بوجود آید از قبیل مطلق سنت است
انتہی دیکھو اگر بقول مولوی صاحب غیر مجتہد بباعث عدم قدرت علی الاجتہاد مذہب اپنے امام کا
چھوڑے تب بھی اپنے مجتہد کے احکام مستنبطہ پر خواہ کسی قسم کے ہون عمل کرنے سے سنت حکمیہ کا
عامل ہوگا نہ کہ بدعت کا اور شرک تو بہت دور ہی بلکہ یہان احادیث صحیحہ وغیر صحیحہ کی قید نہین لگائی مطلقا
کوئی شخص کسی مجتہد کے مسئلے پر عمل کرے گو وہ احادیث کے مخالف ہو تو بھی مطلق سنت سے
خارج نہو گا پھر تنویر العینین کا کلام کیونکر صحیح ہوگا کہ وہ مخالف دوسرے علماے محققین کے بھی ہی بس بموجب
حکم خذ ما صفا ودع ما کدر کے جو بات کہ عمدہ اور موافق ہی اور جو تاویل عمدہ ہو اختیار
کرنی چاہیے اور امام شعرانی نے لکھا ہی کہ میرے سردار علی الخواص فرماتے تھے کہ یہان پر کوئی قول

علما (مجتہدین) کا ایسا نہین کہ اصل شریعت کی طرف رجوع نکرے اور یہ بات سوچنے والے پر ظاہر ہی
کیونکہ یہ قول یا تو آیت کی طرف یا حدیث کی طرف یا اثر کی طرف یا قیاس صحیح کی طرف جو کہ اصل صحیح پر ہو
رجوع کریگا انتہی اور ایسا ہی شاہ ولی اللہ رح نے عقد الجید مین لکھا ہی وَاِذَا تَحَقَّقَ عِنْدَكَ مَا بَيَّنَّاهُ
عَلِمْتَ اَنَّ كُلَّ حُكْمٍ يَتَكَلَّمُ فِيهِ الْمُجْتَهِدُ بِاجْتِهَادِهِ مَنْسُوْبٌ اِلَى صَاحِبِ الشَّرْعِ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ انتہی اور جب تجکو اسبات کی تحقیق ہو چکی جو ہمنے بیان کیا تو جان لیا ہوگا کہ جو
حکم کہ اسمین مجتہد اپنے اجتہاد سے حکم کرتا ہی وہ صاحب شرع علیہ الصلوۃ والسلام کیطرف رجوع کرتا ہی انتہی
دوسرے خود مولوی صاحب صراط مستقیم مین جو کہ اونکے پیر و مرشد سید احمد رح کے رو برو تصنیف کی
تھی فرماتے ہین ودر اعمال اتباع مذاہب اربعہ کہ رائج در تمام اہل اسلام است بہتر و خوبست لیکن علم
پیغمبر منحصر در علم یک شخص از مجتہدین نہ اند انتہی سو اظہر من الشمس ہی کہ تمام اہل اسلام مین تقلید مذہب معین
ایمہ اربعہ مین سے ایک کی رائج ہی جسکو مولوی صاحب بہتر و خوب فرما رہے ہین پس شرک ہونا اوسکا چہ
معنی دارد اور مولوی صاحب موصوف رسالہ منصب امامت مین حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل
کی شرح مین تحریر فرماتے ہین پس مشابہ بانبیاء در علم احکام یا مجتہدین مقبولین باشند یا ملہمین محفوظین
واز انجملہ استناد لبسوی کشف والہام در اوائل امت معروف نبودہ پس مشابہ بانبیاء درین فن مجتہدین
مقبولین اند پس ایشان را از ایمہ فن باید شمرد مثل ایمہ اربعہ ہرچند مجتہدین بسیار از بسیار گذشتہ اند فاما
مقبول درمیان جمہور امت ہمین چند اشخاص اند پس گویا مشابہت تامہ درین فن نصیب ایشان گردیدہ
بنا بر علیہ درمیان جماہیر اہل اسلام از خواص و عوام ملقب باامام معروف گردیدند و بقوت اجتہاد موصوف
انتہی **تیسرے** ظاہر حدیث پر عمل کرنا بغیر ملکۂ اجتہاد کے جائز نہین چنانچہ پہلے ہم اسکو شاہ ولی اللہ رح
کی روایت سے نقل کر چکے ہین سو جو بات کہ جائز نہو اوسکے نہ کرنے سے شرک کے کیا معنی پس ظاہر ہوا
کہ یہ کلام مولوی صاحب کا حق مین مجتہد فی بعض المسائل یا اصحاب ترجیح کے ہو سکتا ہی ورنہ اول
بسوء ظن طرف مولوی صاحب موصوف کے جائیگا کیونکہ بہتر و خوب چیز کو بلکہ جو عند المحققین مثل استاذ
استاذ مولوی صاحب کے یعنی شاہ ولی اللہ رح کے واجب ہی شرک کہنا بیشک مذموم ہی پس ضرور ہوا کہ وہی
معنی لین کہ جو موافق محققین کے ہین اور جنسے مولوی صاحب کی طرف سوء ظن نہو نہ وہ معنی کہ
مؤلف سمجھا ہی جنسے علاوہ مخالفت اور علما کے سوء ظن لازم آتا ہی یا نستا قط **قال**

اقول اور مولوی اسمٰعیل شہید نے تقلید شخصی معین کو بدعت حقیقی قرار دیا ہی اور شعبۂ رفض ٹھیرایا ہی وباللہ التوفیق مسلمانو جاے غور ہی اس تعصب وافترا کا کیا ٹھکانا ہی ذرا دیکھو تو مولویصاحب نے اس ساری عبارت مین کہین اشارۃً بھی تقلید مذہب معین کو بدعت حقیقی یا شعبۂ رفض کہا ہی مگر جب خدا تعالی نے فہم وعقل سے ایسے لوگون کو بری کردیا ہی تو خواہ مخواہ افترا اور دھوکے پر کمر باندھکر اپنی باتون کو جو دلون مین بھری ہوئی ہین اورون کے کلام کے پیرایہ مین ظاہر کرتے ہین فارسی دان اس عبارت کو خوب سمجھ سکتا ہی کہ مولوی صاحب کی یہ راے ہی کہ اپنے تئین مقلد شخص معین کا مجتہدین اور مشائخ سے بنانا ضروریات دین سے نہین یعنی واجب نہین سو وجوب کی نفی سے یہ کب لازم آیا کہ تقلید شخصی معین بدعت حقیقی ہوگئی جائز ہی کہ مستحب یا سنت ہو بلکہ خود کلام مولوی صاحب کا جو سابق مذکور ہوا مذاہب مروجہ کے بہتر ہونے پر دال ہی اور مؤلف اخیر اس عبارت کو عمداً چھوڑ گیا اور خیانت کو اختیار کیا وہ یہ ہی کہ اس عبارت کے اخیر مین فرماتے ہین حاصل کلام اینکہ احکام فقہیہ کہ مجتہدین سابقین مسلم الاجتہاد (مثل ایمۂ اربعہ) آنرا بقیاسات صحیحہ استنباط نمودہ اند بیشک از قبیل سنت است اما از جنس سنت حکمیہ کہ در جنب سنت حقیقیہ (کہ بر مجتہد ظاہر گردد) بجوی نمی ارزد پس افراط وغلو در ان از قبیل بدعت است انتہی سو افراط تفریط ہر حکم شارع مین الیسا ہی مگر اسکا پہچانتا موقوف اجتہاد اور نظر پر ہی سو مقلد کا حکم مجتہد پر عمل کرنا بیشک قبیل سنت حکمیہ سے ہوگا اور مؤلف اسی بدعت سے شاید بدعت حقیقی سمجھا ہی اور یہ اونکی خوش فہمی ہے اور جس عبارت سے شعبۂ رفض سمجھا ہی وہ بھی قابل دید ہی مولوی صاحب نے یہ بھی لکھا ہی واَمتیاز از شافعیان وچشتیان مثل امتیاز از کفار وروافض از لوازم ترین شمردہ شود انتہی اسکا مطلب بھی ظاہر ہی کہ مولوی صاحب کی یہ غرض ہی کہ شافعیون اور چشتیون سے فرق اور امتیاز اس طرح کرنا جیسا کہ امتیاز کفار اور رفاض سے کیا جاتا ہی ضروریات سے نہین یعنی یہ فرق باہمی ضروری نہین سو مؤلف نے جو دیکھا کہ لفظ رافضی کا آگیا ہی تو بگمان فاسد خیال کیا کہ آؤ مقلدین اہل سنت کو بھی رافضی بنا ڈالین اور مولوی صاحب کا حوالہ دیدین ؎ برین عقل ودانش بباید گریست مداورحقیقت پوچھو تو اصل مین جو لوگ تقلید معین مجتہدین ایمۂ اربعہ پر اعتراض کرتے ہین اونہین البتہ شعبۂ رفض ہی چنانچہ شاہ عبد العزیز رح کے کلام سے آگے واضح ہوگا اب ہم اصل کلام مولوی صاحب مین کلام کرتے ہین یہ فرمانا انکا کہ ضروریات دین سے نہین اکثر علماے محققین مثل استاد الاستاذ حضرت شاہ ولی اللہ رح کہ وہ تقلید مذہب معین کو واجب فرماتے

ہین مخالف ہی اور اسکا ذکر عنقریب انکے اقوال کے تحت مین آتا ہی اور یہ کہنا (کہ امتیاز شافعیون اور چشتیون سے
مثل امتیاز کفار و روافض کے سمجھنا) اول تو اسمین یہ ہی کہ یہ تشبیہ اپنے محل پر نہین کیونکہ کوئی اہل سنت
باہمی تمیز ایسی نہین سمجھتا اور یہ جب ہو کہ ہر ایک دوسرے کو مثل کفار و رفاض سمجھے وا ذلیس فلیس دوسری
تمیز باہمی مقلدین ایمہ اربعہ کے برابر علما فضلا مین جاری رہی ہی دیکھو بڑے بڑے مصنفین اہل فقہ و تفسیر وغیرہ
کوئی حنفی کوئی شافعی وغیرہ کے نام سے مشہور ہین اور ممتاز ہین بلکہ یہ بات ضروری اس معنی کر ہو گئی ہی
کہ اجماع مومنین ایمہ اربعہ پر جب متحقق ہوا اور قول مخالف ان سب کا غیر مقبول ہوا جیسا کہ پہلے گذر چکا
تو اہل سنت والجماعت کا فرقہ انھین اربعہ مذاہب مین منحصر ہوا پس اب اگر باہمی تمیز اپنے اپنے مذہب
کی نہو گی تو معلوم نہو گا کہ یہ شخص مقلد مذہب معین ہی یا غیر مقلد اور یہ بھی معلوم ہی کہ تقلید مذہب معین
کی واجب ہی سو یہ امتیاز کرنا کہ مین حنفی ہون یا شافعی واسطے رفع اشتباہ غیر مقلدی کے کہ بدعت مذمومہ
ہی واجب اور ضروری ہوا اسیطرح جب کسی خاندان کا مرید ہو گا اوسی خاندان کی طرف منسوب ہو گا
چنانچہ بہت سے اولیاء اللہ کا یہی طریقہ ہی بلکہ خود پیر و مرشد مولوی صاحب کے یعنی سید احمد کی بھی ایک خاندان
سے بیعت تھی پس واسطے رفع اشتباہ اور تہمت کے یہ امتیاز باہمی واقع ہی اور یہ جو مولوی صاحب نے لکھا ہی

وانتقال را از مذہبی بمذہبی یا طریقہ بطریقہ مثل ارتداد و ابتداع و بغی موجب قتل و ہتک معدود گردہ شود
انتہی حاصل یہ ہی کہ ترک تقلید مذہب دو طرح پر ہی ایک تو درجۂ اجتہاد کو پہونچکر سو اوسکو کوئی برا
نہین کہتا بلکہ اوسوقت حاصل ہونے اجتہاد کے تقلید کسی مجتہد کی بالاتفاق حرام ہی اور ایک وہ قسم ہی
کہ بغیر ملکۂ اجتہاد کے ایک مذہب سے نقل کرنا سو اول بھی معتبر فتاوی سے گذر چکا کہ ایسے شخص کو تعزیر دیجاوے
اور ترک تقلید کو حضرت مجدد الف ثانی نے جو کہ پیران پیر مولوی صاحب موصوف کے ہین الحاد بھی فرمایا

ہی چنانچہ اپنے رسالہ مبدا و معاد مین در بارۂ فاتحہ خلف الامام کے لکھا ہی آخر الامر اللہ تعالی ببرکت رعایت

مذہب کہ نقل از مذہب الحاد است حقیقت مذہب حنفی در ترک قرأت ماموم ظاہر ساخت انتہی اور پورا کلام
انکا ضمن روایات مین آئیگا اور پہلے ہم امام ابوبکر جوزجانی سے نقل کر چکے ہین کہ جب ایک حنفی نے اپنے
مذہب کو بطمع نکاح کے چھوڑ دیا تھا تو اونھون نے وقت استفتا اس مسلہ کے فرمایا تھا کہ نکاح تو
ہو گیا لیکن مجکو خوف ہی کہ یہ شخص وقت موت کے بے ایمان ہو کر مرے کیونکہ اسنے اپنے مذہب کی
حقارت دنیا کی طمع سے کی اور قتل کرنا تو کسی نے نہین لکھا اور یہ سب زجر اور تشدید علمائے محققین کی

اسیواسطے ہی کہ بغیر اسکے دین کھیل کود ہو جائیگا اور جو کسی کے جی مین آئیگا کریگا جسکی طرف مولوی صاحب
بلاتے ہین اور لکھتے ہین بلکہ مذاہب وطرق را مثل دوکانین عطاران باید شمرد و خود را از منسلکان جند محمدی
باید ساخت پس چنانچہ سپاہیان را عنوان سپہ گری شعار ست و اعلاے کلمہ سلطانی کاروبار و وقتیکہ بدوائے
محتاج میشوند از ہر دکانیکہ بدست آید میگیرند انتہی سو مجتہدین کی مثال دوکاندارون عطارون کی دی ہی
اور مقلدین کو مثل سپاہیون کے قرار دیا ہی پس اسی مثال مین یہ ہی کہ کسی سپاہی کو مثلاً کوئی بیماری ہوئی
سو ایک عطار کے ہان سے اوسنے دوائی لی اور آگے جب بڑھا تو دوسرے دوکاندار عطار سے کہا کہ یہ دوا
کیسی ہی علی ہذا القیاس سب دوکانو پر گیا اگر سبنے کہا کہ تمھارے حق مین مفید ہی تو اوسکو تسکین ہو گئی
لیکن بباعث مختلف افہام کے بعض وقت اگر ایک دوا جو ایک دوکاندار سے مفید جانکر لی ہی دوسرا اوسکو
بتلاتا ہی کہ یہ تیرے حق مین زہر کا حکم رکھتی ہی سو اب موافق حکم اور راے مولوی صاحب کے وہ بیچارہ کیا کرے
یا تو اوسکو زہر جانکر کھالے یا بے دوا مرے اور دقت اوٹھائے پس اسیطرح مجتہدین کی مثال سمجھ لو
اور جیسے ملا علی قاری نے لکھا ہی کہ درصورت عدم وجوب کے آزادی کی حالت مین حلت اور حرمت اوٹھ
جائیگی کیونکہ مثلاً ایک امام کے نزدیک جو ایک چیز حلال ہی اور دوسرے کے نزدیک وہی چیز حرام ہی سو حلت
وحرمت دونونکا معتقد ہونا پڑیگا جو بالاتفاق حرام ہی علاوہ یہ کہ جسوقت اوسنے ایک عطار کو اپنی
سمجھ مین ایسا جانا کہ دوائی بہت عمدہ دیتا ہی اور تشخیص بھی خوب کرتا ہی اور وہ یا اوسکی دکان ہر جگہ اور
ہر وقت ملسکتی ہی پھر اب کیا ضرور ہی کہ دوسری دکان تلاش کرے اور بر تقدیر تلاش ضرور ہو گا کہ اپنے
عطار معتبر کو غیر معتبر سمجھیگا یا اُس سے غنی ہو گا جس سے اسکا خود اعتبار جاتا رہیگا اور اکثر سپاہیون کے مخالف
ہو کر دشمنی پیدا کریگا پس ایسی مثالین دینی اپنے موقع پر نہین اور یہ کہنا مولوی صاحب کا وعنوانم شعار خود محمدیت خالصہ
وسنن قدیم باید داشت نہ تمذہب بمذہب خاص وانسلاک در طریقہ مخصوص انتہی عجیب بات ہی جتنے فرقے امت محمدیہ کے
ہین سب اپنے تئین محمدی خالص کہتے ہین لیکن تاہم امتیاز مذہب کی کرتے ہین بدون امتیاز کے حق وباطل مین
تمیز کی صورت اور کون ہو گی اسیواسطے امت محمدیہ کے تہتر فرقے علیحدہ علیحدہ ممتاز ہین اور بقول مولوی صاحب رافضی اور
کفار سے تمیز ہونی چاہیے حالانکہ رافضی بھی محمدی اپنے تئین کہتے ہین پھر اگر محمدی مشہور کریگا تو رافضی سے بھی تمیز نہ ہو گی
گو کفار سے ہو جائے اور اہل مذہب جو اپنے تئین مذہب محمدی سے مشہور کرتے ہین غالبا اسی قول مولوی صاحب سے
سند پکڑتے ہین لیکن بقول استاد مولوی صاحب کے یعنی بقول شاہ عبد العزیز رح محدث دہلوی کے اپنے تئین

مذہب انبیا اور ملائکہ اور خدا سے نسبت کرنا بڑی بیوقوفی ہی چنانچہ تحفۂ اثنا عشریہ مین جو رد شیعہ مین لکھی ہی
فرماتے ہین لہذا مذہب اینہا بسوے خدا و جبرئیل و ملائکہ و انبیا نسبت کردن کمال بیخردیست انتہی اور پوری پوری
تحقیق مذہب کے معنی و جواب اعتراض شیعہ کی دربارۂ تقلید ایمۂ اربعہ آگے اونکی عبارات کے تحت مین آتی ہی اور
بیوقوفی کی وجہ یہ ہی کہ مذہب اور چیز ہی اور دین اور چیز ہی گو لغت مین ایک ہین پر اصطلاح اہل شرع مین مذہب اور چیز ہی یہان
اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ باعتبار اصطلاح شرع مذہب اور دین کی نسبت صنف اور نوع کی ہی یعنی مذہب صنف ہی اور دین
نوع پس ظاہر ہی کہ جب نوع بولینگے تو جمیع اصناف کو شامل ہوگا تخصیص کسی صنف کی بدون قرینہ معینہ کے ممکن نہین سو اسکی
مثال عام فہم یون سمجھ لینی چاہیے کہ مثلاً ایک شخص ہندوستانی پنجاب مین گیا وہان کے لوگون نے پوچھا کہ تم کہان کے رہنے
والے ہو اونھون نے کہا کہ مین خالص ہندوستان کا رہنے والا ہون تب پھر اونھون نے کہا کہ ہندوستانی ہونا آپکا تو ظاہر معلوم
ہوتا ہی پر یہ بتلائیے کہ ہندوستان مین کونسی جگہ کے رہنے والے ہو آیا دہلی یا لکھنؤ یا اور شہر کے پھر وہ صاحب بار بار کہین مین تو خاص
ہندوستانی ہون سو اوس ہندوستانی کی بیوقوفی مین کیا تامل ہوگا اسیطرح محمدی کہنے مین سب اہل مذاہب والے
شامل ہینگے پھر اگر سنی کہینگا جب بھی اوسمین چار گروہ ہین اونمین تمیز چاہیے ورنہ غیر مقلدی سے بچنا
دشوار ہوگا جو آج کل موجب جرح اور قدح اور طعن کے اہل سنت کے نزدیک ہی سو بعد تقریر ہذا کے معلوم ہوا
کہ مولوی صاحب کا کلام جو موافق اور علما کے ہی وہ معتبر ہی اور وہ تقلید مذہب معین کی بہتر و خوب
ہونے کے قائل ہین اور باقی کلام اونکا اسکے مخالف قابل عمل نہین کما ہو ظاہر یا وہ مؤول ہی جیسا کہ ہمنے
جا بجا بیان کیا **قال** مولوی اسمعیل شہید صراط مستقیم مین فرماتے ہین الخ **اقول** وباللہ التوفیق
یہ وہی صراط مستقیم ہی جسکی عبارت پہلے گذری سو واضح ہو کہ یہ کلام مولوی صاحب کا غیر مجتہدین مین تو
صحیح نہین اوسکا حدیث کو صحیح غیر منسوخ جاننا بجز تقلید غیر متصور نہین اور فقط اوسکا زعم بدون ملکۂ
اجتہاد کے رخصت عمل بالحدیث پر نہین دیتا چنانچہ پہلے شاہ ولی اللہ سے بروایت ابن حاجب معلوم
ہوچکا باقی مجتہدین مین بھی یہ قول صحیح نہین کیونکہ فقط دو امر کو واسطے صحت عمل کے حجت لکھا ہی حالانکہ
فقط یہ دو امر کافی نہین بلکہ غیر معارض اور غیر مرجوح ہونا حدیث کا بھی شرط ہی چنانچہ شرح نخبۃ الفکر مین
جو اصول حدیث کی کتاب ہی مذکور ہی پھر حدیث مقبول معمول بہ اور غیر معمول بہ پر منقسم ہی کیونکہ اگر معارض
سے سالم ہی تو محکم ہی اور اگر کوئی اوسکا مثل معارض ہی سو اگر جمع ممکن ہی تو قسم مختلف الحدیث کہلاتا ہی
اور اگر جمع ممکن نہین پھر یا اوسکی تاریخ معلوم ہی یا نہین اگر معلوم ہوئی اور متاخر ثابت ہوا تو وہ ناسخ

ہوگا اور اول منسوخ اور اگر تاریخ معلوم نہین تو پھر ایک دوسرے پر کسیکو ترجیح کسی وجہ سے ہی یا نہین سو اگر ترجیح ممکن ہی تو اوسپر عمل ہی اور اگر نہین تو نہین انتہی ملتقطا سو معلوم ہوا کہ یہ قول مولوی صاحب کا مخالف اصول محدثین کے ہی سو کیونکر قابل تسلیم ہوگا ہان اگر مولوی صاحب ہی کی تقلید بلا دلیل غیر مقلدین پر واجب ہی تو یہ اور بات ہی دوسرے اگر خلاف ظاہر حدیث کے غیر مجتہد اپنے مجتہد کے قول پر کہ جو اوسنے اجتہاد سے کہا ہی عمل کریگا تو بھی موافق قول مولوی صاحب کے کہ جو ایضاح الحق مین پہلے لکھ چکے ہین سنت حکمیہ پر عمل ہوگا بدعت ہرگز نہوگی پس اوس قول مولوی صاحب کو کہ جو موافق اکابر علمائے محققین کے ہی لینا صحیح ہی اور جو قول خلاف ہو اوسکی تاویل کرنا چاہیے اور اگر تاویل بھی ممکن نہین تو اوسکا ترک ضروری ہی ورنہ تقلید مین بلا دلیل قدم دھرنا ہوگا اور اولٹا الزام اوٹھانا پڑیگا **قال** ایضاح الحق مین دوسری جگہ پر صفحہ ۷۶ مین بھی تقلید شخصی کے رد کا مضمون مولوی اسمعیل شہید رح نے خوب لبسط سے لکھا ہی **اقول** خوب ہوا کہ نہ لکھا اور نہ اوسکا جواب بھی پورا پالیتے **قال** اور بحر العلوم عبد العلی لکھنوی حنفی نے شرح تحریر مین لکھا ہی الخ **اقول** و باللہ التوفیق یہ کلام اونکا مخالف اکثر علمائے محققین کے ہی چنانچہ بیشتر ہم امام غزالی وغیرہ علما سے لکھ چکے ہین کہ اونھون نے اپنے شاگردون سے کہا کہ تمپر تقلید امام شافعی کی واجب ہی اور تمہارا عذر خدا کے ہان کوئی نہین (کیونکہ تم غیر مجتہد ہو) اور مذہب معین مین بڑی مصلحتین ہین شریعت کا بدل ڈالنا ہرگز نہین ورنہ لازم آئیگا کہ امت محمدیہ امر باطل پر مجتمع ہی اور یہ خلاف صریح حدیث نبوی صلعم ہی کہ فرمایا آپنے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ عَلَی الضَّلَالَۃِ یعنی اللہ تعالی امت محمدیہ کو گمراہی پر مجتمع نکریگا روایت کیا اسکو ترمذی وغیرہ نے اور مقبول ہونا ائمہ مجتہدین کا درمیان امت کے صریح حکم کرتا ہی کہ انکی تابعداری ہو چنانچہ حدیث نبوی صلعم اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَمَنْ شَذَّ شَذَّ فِی النَّارِ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ یعنی جماعت عظیم (مسلمانون) کی تابعداری کرو جسنے جماعت عظیم مسلمانون کی تابعداری نکی تو وہ جہنم مین پڑیگا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اسپر دال ہی کہ اکثر مسلمانونکا اتباع لازم ہی اور طریقہ اونکا لائق عمل ہی اور یہ ظاہر ہی کہ بعد دوسری صدی یا تیسری کے مسلمان مذاہب ائمہ اربعہ پر مجتمع ہوے اور معین مذہب کی تقلید نے رواج پایا اور اسمین مصلحت عظیم ہی جسکو محققین علما مثل شاہ ولی اللہ نے بیان فرمایا ہی الغرض یہ کلام اونکا مخالف اقوال اکثر علمائے محققین کے ہی اور خود مولانا بحر العلوم مشہور حنفی ہین پھر مذہب واحد کی تخصیص کے انکار کے کیا معنی

ہین بلکہ علماے محققین کے اتفاق کو خواہ وہ کسی زمانے مین ہو اجماع کی طرح حجت بتاتے ہین چنانچہ شرح مسلم الثبوت مین فرماتے ہین علاوہ یہ کہ اتفاق علماے محققین کا خواہ کسی زمانے مین ہوا اگرچہ وہ غیر مجتہد ہون اجماع کی طرح حجت ہی کیونکہ عقل اسبات کا انکار کرتی ہی کہ اونکا اجتماع (کسی امر پر) بغیر دلیل واضح کے ذہن مین ہو جاوے خواہ اونھون نے اپنے مجتہدون سے سنا ہو یا نہین انتہی اور خوب ظاہر ہی کہ مدتون سے اتفاق علماے محققین عرب و عجم کا اسپر ہی کہ تقلید مذہب معین کی ضروری ہی سو حجت کیونکر نہو گا اور دین کا بدلنا ہرگز نہو گا کیونکہ سب ائمہ دین ہدایت پر ہین جس امام کی تابعداری ہمیشہ کرتا رہیگا ہدایت پر رہیگا ورنہ آزادی کا طوق پہنکر جو جی مین آئیگا کریگا اور فرقۂ محدثہ مین داخل ہوئیگا اور اتباع اوسکا بالراے ہو گا جسکی ممانعت قرآن اور حدیث سے ظاہر و باہر ہی چنانچہ پیشتر اسکا حال بخوبی بیان ہو جائیگا اسیواسطے علماے محققین نے ایسے لوگون کو تعزیر دینے کا حکم دیا ہی جو کہ بدون ملکۂ اجتہاد کے دوسرے مذہب کو اختیار کرین پس معلوم ہوا کہ یہ قول اونکا مخالف علماے محققین بلکہ اپنے قول و عمل کے ہی سو حجت کیونکر ہو گا **قال** اور شیخ ابن الہمام حنفیون کے رئیس نے فتح القدیر مین لکھا ہی آہ **اقول** وباللہ التوفیق ابن الہمام نے قول فقہا و صولیین کا بھی نقل کیا ہی جسکو مولف تقلید صاحب معیار چھوڑ گیا وہ یہ ہی وَقَالُوا الْمُنْتَقِلُ مِنْ مَذْهَبٍ اِلٰى مَذْهَبٍ بِاجْتِهَادٍ وَبُرْهَانٍ آثِمٌ يَسْتَوْجِبُ التَّعْزِيْرَ فَبِلَا اِجْتِهَادٍ وَبُرْهَانٍ اَوْلٰى انتہی یعنی فقہا نے کہا ہی کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کیطرف جانے والا جبکہ بسبب دلیل اور اجتہاد کے (اور مقصود اس دلیل و اجتہاد سے اوسکی اپنی تلاش اور سمجھ ہی اجتہاد اصطلاحی نہین کیونکہ اوسکو وہ حاصل نہین ایسا ہی ابن الہمام نے کہا ہی) گنہگار ہی اور موجب تعزیر دینے کے ہی تو بغیر دلیل اور اجتہاد (مذکور) کے بطریق اولی مستحق تعزیر ہو گا انتہی اور اونکے کلام کی توجیہ یون کرتے ہین غالباً یہ ہی کہ ایسے ایسے الزامات فقہا کی طرف سے اسواسطے ہین کہ لوگ رخصتونکی تلاش سے باز رہین انتہی اب تطابق یون ہو گا کہ کلام فقہا کا مقلد عامی کو رخصت کی تلاش سے منع کرتا ہی کیونکہ اسمین تقییدات شرعی جاتے رہینگے اور حلت و حرمت اوٹھ جائیگی چنانچہ پہلے اسکا ذکر بار بار ہو چکا اور کلام ابن الہمام کا اسمین ہی کہ اگر قصد تلہی وغیرہ نہو بلکہ غرض محمود ہو تو جائز ہی یا وقت ضرورت کے اور یا یہ پہلے زمانے کا حال بیان کیا ہو اور اگرچہ یہ دلیل جو ابن الہمام نے ذکر کی ہی اسی بات پر دال ہی لیکن دوسری دلیل جو کہ اجماع پر دال ہی وہ اسبات کی تاکید کرتی ہی کہ تقلید مذہب معین اختیار کرنا چاہیے

کیونکہ اسمین اتباع سواد اعظم ہی اور ابن الہمام کی دلیل پہلے زمانے پر محمول ہونے کی وجہ یہ ہی کہ دوسری جگہ[1] فتح القدیر مین لکھا ہی کہ جب قاضی مجتہد بھول کر خلاف مذہب اپنے کے حکم کرے تو نزدیک امام ابی حنیفہ رح کے یہ حکم نافذ ہی اور اگر عمداً خلاف کرے تو نافذ نہین اور صاحبین کے نزدیک دونون صورتون مین نافذ نہین اور بعض فقہا نے فتوی قول امام پر دیا ہی اور بعض نے قول صاحبین پر اور ابن ہمام فرماتے ہین کہ اس زمانے مین لوگون پر اتباع ہوا غالب ہی اب جو کوئی خلاف اپنے مذہب کے حکم کریگا تو سوا اتباع باطل کے نہو گا تو چاہیے کہ دونون صورتون مین اسوقت قول صاحبین ہی کا مختار ہو چنانچہ عبارت[2] اوسکی یہ ہی وَالْوَجْهُ فِي هٰذَا الزَّمَانِ اَنْ يُفْتِي بِقَوْلِهِمَا لِاَنَّ التَّارِكَ لِمَذْهَبِهِ عَمْدًا لَا يَفْعَلُهُ اِلَّا لِهَوًى بَاطِلٍ لَا لِقَصْدٍ جَمِيْلٍ انتہی یعنی اس زمانے مین فتوی صاحبین کے قول پر ہی کیونکہ اپنے مذہب کو جانکر چھوڑنے والا سواے خواہش باطلہ کے نہ چھوڑیگا انتہی اور شامی مین ہی وَفِي اٰخِرِ التَّحْرِيْرِ لِلْمُحَقِّقِ ابْنِ الْهُمَامِ لَا يَرْجِعُ الْمُقَلِّدُ فِيْمَا قَلَّدَ فِيْهِ اِتِّفَاقًا انتہی یعنی محقق ابن الہمام کی آخر تحریر مین ہی کہ مقلد جن مسائل مین کہ ایک کی تقلید کر چکا اونمین اتفاقاً رجوع جائز نہین انتہی اور اسی تحریر[3] مین فرماتے ہین اجماع اسپر منعقد ہو گیا ہی کہ جو مذہب مخالف ائمہ اربعہ کے ہو اسپر عمل جائز نہین ہی انتہی اور بالفرض اگر مخالف بھی ہین تو بھی فقہاے اصولیین کے مقابل ابن الہمام کیونکر ہو سکتے ہین اور مقلد ہونا شیخ ابن الہمام کا معروف و مشہور ہی

قال اور[4] کہا امام نووی نے کہ دلیل کا تقاضا الخ **اقول** وباللہ التوفیق سید سمہودی[5] نے پوری عبارت امام نووی شافعی کی نقل کی ہی وہ یہ ہی سو اس بناپر اوسکو لازم ہی کہ ایک مذہب کو پسند کرلے اور ہر مسالے مین اوسکی تقلید کرے اور نہین جائز ہی دوسرے مذہب کا (جو مذکور ہوا ہی) اختیار کرنا بمجرد خواہش نفس کے اور نہ اوسکو کہ اپنے باپ دادا کو اسپر پایا ہی کلام اصحاب فقہا ہمارے کا یہ ہے اور جسکو دلیل چاہتی ہی وہ یہ ہی کہ مذہب معین اوسکو لازم نہین بلکہ جس سے چاہے فتوی پوچھ لے لیکن سہل کے تلاش نکرے اور شاید کہ جسنے منع کیا ہی مراد اسکے عدم تتبع رخصت اور سہولت پر یقین نہین کرتا انتہی پس اول اخیر کی عبارت کو چھوڑ دیا ہی اگر ذکر کرتا تو حقیقت معلوم ہوتی اور بیشک جب یقین اسباب کا متصور نہین تو انتقال بغیر ملکۂ اجتہاد کے جائز نہو گا دوسرے اور جگہ کلام نووی کا اسکے مخالف ہی چنانچہ روضۃ[6] الطالبین مین لکھا ہی اَمَّا الْاِجْتِهَادُ الْمُطْلَقُ فَقَالُوْا اخْتُتِمَ بِالْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ حَتّٰى اَوْجَبُوْا تَقْلِيْدَ وَاحِدٍ مِّنْ هٰؤُلَاءِ عَلَى الْاُمَّةِ وَنَقَلَ اِمَامُ الْحَرَمَيْنِ الْاِجْمَاعَ عَلَيْهِ انتہی یعنی اجتہاد مطلق تو ختم

[1] فتح القدیر مطبوعہ نولکشور صفحہ ۲۸۲
[2] انتصار الحق صفحہ ۱۸
[3] اور کہا امام نووی نے کہ دلیل کا تقاضا یہ ہی کہ تعین لازم نہین (انتصار الحق) ... مسئلہ کا سہل نہین ...
[4] انتصار الحق صفحہ ۲۳۵
[5] یہ عبارت شرح نووی ... اردو مین ... مولوی ... نقل کی

ہو گیا ساتھ ایمہ اربعہ کے اور واجب ہی تقلید ایک کی انمین سے امت پر اور نقل کیا امام الحرمین نے اجماع
اسپر انتہی تیسرے فقط اونکا قول جمیع فقہا وغیرہ پر ترجیح کیونکر رکھتا ہی چوتھے جو شخص کہ شرح مسلم اونکی سے
واقف ہی وہ خوب جانتا ہی کہ امام نووی جیسا کوئی پکا شافعی کم ہو گا بخاری و مسلم کی صحیح صحیح حدیثون کے
خلاف اپنے مذہب پر جما رہتا ہی اور وہ معذور ہی کیونکہ مقلد ہی مجتہد نہین پھر اور ون پر یہ کلام اونکا کیونکر حجت
ہو گا خود تو اونکا عمل اوسپر نہین پانچوین اس دلیل کا تقاضا اگرچہ یہ ہی مگر دوسری دلیل کہ اتباع سبیل مومنین کا
ارشاد کر رہی ہی جسکو اجماع کہا جاتا ہی وہ تو اسبات کا تقاضا کرتی ہی کہ مذہب معین کی تقلید ہونی چاہیے
کیونکہ امت محمدیہ کا جمع ہونا کسی امر دین پر دلیل قطعی ہی اسپر کہ اونکا اتباع کیا جاوے **قال** اور شاہ
ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے الخ **اقول** و باللہ التوفیق اگر یہ بعض شخص مجتہد ہی گو فی بعض
المسائل یا اصحاب الترجیح ہی پھر بھی باوجود دلیل واضح کے جو اوسکو نظر کرنے سے دلائل مین ملی ہی عمل
نہین کرتا تو البتہ یہ حکم اوسکے حق مین ممکن ہی اور اگر غیر مجتہد ہی تو خود شاہ صاحب اوسکے حق مین ظاہر
حدیث پر عمل کرنا ناجائز نقل کرتے ہین چنانچہ عقد الجید مین ابن الحاجب سے نقل کرتے ہین کہ فِي الْمَسْأَلَةِ
قَوْلٌ آخَرُ وَهُوَ أَنَّهُ إِذَا لَمْ يَجْتَمِعْ آلَاتُ الْاِجْتِهَادِ لَا يَجُوزُ لَهُ الْعَمَلُ عَلَى الْحَدِيثِ بِخِلَافِ
مَذْهَبِهِ لِأَنَّهُ لَا يَدْرِي أَنَّهُ مَنْسُوخٌ أَوْ مُؤَوَّلٌ أَوْ مُحْكَمٌ عَلَى ظَاهِرِهِ وَمَالَ إِلَى هٰذَا الْقَوْلِ
ابْنُ الْحَاجِبِ فِي مُخْتَصَرِهِ وَتَابِعُوهُ انتہی اور مسئلے مین ایک اور قول ہی وہ یہ ہی کہ جسوقت تک اسباب
اجتہاد کے موجود نہون تو حدیث پر عمل کرنا خلاف مذہب کے جائز نہین کیونکہ اوسکو معلوم نہین کہ یہ حدیث
منسوخ ہی یا مؤول یا محکم اپنی ظاہر پر ہی اور اختیار کیا اس قول کو ابن حاجب نے اپنی مختصر مین اور اونکے
متبعین کا بھی یہی قول ہی انتہی اور واضح ہو کہ شاہ صاحب نے جو اسکا جواب دیا ہی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ متبحر نے
المذہب کو جائز ہی سو متبحر فی المذہب کا حال دوسری روایت شاہ صاحب مین آتا ہی کہ اوسکو اپنے اصحاب کے
مذاہب پر فتوی دینا چاہیے پس قول جو مؤلف نے نقل کیا ہی غیر مفید ہی اور محمول ہی مجتہد فی بعض المسائل پر
قال عقد الجید مین لکھا ہی کہ ابن حزم نے کہا ہی کہ جو شخص کہتا ہی کہ تقلید حرام ہی الخ **اقول** و
باللہ التوفیق یہانپر بھی مؤلف نے اپنی بے علمی اور دھوکہ ظاہر کیا بلکہ شاہ صاحب پر افترا کیا ہی عقد الجید کو
کوئی صاحب خود دیکھ لین کہ شاہ صاحب نے اول جہان بیان کیا ہی کہ مذاہب اربعہ کے عمل مین بڑی مصلحت
ہی اور اوسکی تین وجہ بیان کی ہین بعد اسکے گویا کوئی شبہہ کرتا تھا کہ ابن حزم نے تو تقلید کو حرام کہا ہی

آپ کس طرح حرام چیز مین مصلحت بیان فرماتے ہین پس اس دفع دخل کے لیے شاہ صاحب نے یہ عبارت بیان کی فَمَا ذَهَبَ اِلَیْهِ ابْنُ حَزْمٍ حَیْثُ قَالَ التَّقْلِیْدُ حَرَامٌ اِلٰی اٰخِرِہٖ یعنی جب ہمنے یہ تین مصلحتین بیان کین تو اب یہ سمجھو کہ وہ جو ابن حزم کا میلان ادھر ہوا ہی اور کہتا ہی کہ تقلید حرام ہی الخ اِنَّمَا یَتِمُّ فِیْ مَنْ لَہٗ ضَرْبٌ مِّنَ الْاِجْتِہَادِ وَلَوْ فِیْ مَسْأَلَۃٍ وَّاحِدَۃٍ وَفِیْمَنْ ظَہَرَ عَلَیْہِ ظُہُوْرًا بَیِّنًا اَنَّ النَّبِیَّ صلعم اَمَرَ بِکَذَا اَوْ نَہٰی عَنْ کَذَا اَوْ لَیْسَ بِمَنْسُوْخٍ انتہی یعنی یہ کہنا اوسکا کہ تقلید حرام ہی اوس شخص کے حق مین ہو سکتا ہی کہ جسکو کسی قسم کا اجتہاد ہو اگرچہ ایک ہی مسالے مین ہو اور اوسکے حق مین بھی ہو سکتا ہی کہ جسکو ظہور بین (بباعث اجتہاد کم) کے اس امر کا ہوا کہ نبی صلعم نے اس بات کا امر کیا ہی یا اس کام سے منع کیا ہی اور وہ منسوخ نہین ہی انتہی اب دیکھو تو غور کرکے کہ یہ کلام شاہ صاحب واسطے سند کے لائے ہین یا اوسکے جواب دینے کے واسطے لائے ہین اور کہتے ہین کہ بدون اس تاویل کے اونکا یہ کلام ناقص ہی اور غیر مقبول پس جسکو مؤلف دلیل اپنے لیے لایا ہی اولٹ کر مؤلف پر واسطے ضرر کے قائم ہو گئے فالحمد علی ذلک باقی عبارتین عقد الجید وانصاف وفیوض الحرمین کی سن لینی چاہیے جنسے جمیع کلام شاہ ولی اللہ صاحب کا جو مؤلف لایا ہی جواب شافی ہو جاویگا اور دانا آدمی تطبیق دیدینگے عقد الجید[1] مین شاہ ولی اللہ فرماتے ہین یہ باب ہی لوگون کے اختلاف مین کہ مذاہب اربعہ کے عمل مین کرتے ہین اور جو چیز کہ اونپر واجب ہی اسکو جانو کہ لوگ ان مذاہب پر عمل کرنے مین چار مرتبے پر ہین اول تو مرتبہ مجتہد مطلق کا کہ جسکو صاحب مذہب کہتے ہین دوسرا مرتبہ مخرج کا اور وہ مجتہد فی المذہب ہی اور تیسرا مرتبہ متبحر فی المذہب کا کہ مذاہب کو حفظ کرے اور جس چیز پر یقین ہو فتوی دے اور اپنے فقہا کے مذہب کو یاد کرے اور چوتھا مرتبہ صرف مقلد کا ہی کہ علماے مذاہب سے (یعنی حنفی حنفی سے اور شافعی شافعی سے) فتوی پوچھے اور اونکے فتوے پر عمل کرے اور کتابین فقہا کی ان مراتب کے شروط سے بھری پڑی ہین انتہی اب دیکھو کہ متبحر فی المذہب اور مقلد صرف پر تقلید فقہا اپنے مذہب کے اور مقلد صرف پر فتوی لینا علما اپنے مذاہب کا بیان فرماتے ہین اور تیسری جگہ عقد الجید[2] مین لکھا ہی وَالْمُتَبَحِّرُ عِنْدَ الْفُقَہَاءِ اَنَّ الْعَامِیَّ الْمُنْتَسِبَ اِلٰی مَذْہَبٍ لَہٗ مَذْہَبٌ وَّلَا یَجُوْزُ مُخَالَفَتُہٗ وَلَوْ لَمْ یَکُنْ مُنْتَسِبًا اِلٰی مَذْہَبٍ فَہَلْ یَجُوْزُ اَنْ یَّتَخَیَّرَ وَیَتَقَلَّدَ اَیَّ مَذْہَبٍ شَاءَ فِیْہِ خِلَافٌ انتہی اور فقہا کے نزدیک غلبہ اسبات کو ہی کہ عامی (غیر مجتہد) کہ کسی مذہب کی طرف منسوب ہو تو اوسکو

[1] عقد الجید مطبع [illegible]

[2] عقد الجید صفحہ [illegible]

اوسی مذہب پر رہنا چاہیے اور اپنے مذہب کی مخالفت کرنا اوسکو جائز نہین اور اگر کسی مذہب کی طرف
منسوب نہین تو پھر اوسکو جائز ہی یا نہین اسمین خلاف ہی انتہی سو جو فقہا ایسے شخص کو بھی منسوب
ایک مذہب کی طرف نہین فرماتے ہین وہ موافق ہین جمہور علما کے کہ اتفاق انھین ایک ایمہ اربعہ پر ہوا ہی
چوتھی جگہ عقد الجید مین فرماتے ہین اور کہا کراسی نے کہ عامی پر واجب ہی کہ مذہب معین کو لازم کرے
اور جمع الجوامع مین اسبات کو اختیار کیا ہی کہ مذہب معین واجب ہی اور نہ اختیار کرے بمجرد خواہش نفس کے
بلکہ کسی مذہب کو اختیار کرلے اور ہر مسالے مین اوس مذہب پر عمل کرے اور یہ اعتقاد رکھے کہ یہ مذہب
اور مذہبون سے غالب ہی یا مساوی اور اسبات کا عقیدہ نہ رکھے کہ یہ مذہب مغلوب اور ضعیف ہی انتہی
پانچوین جگہ عقد الجید مین ہی احتساب مین کہا ہی اگر شافعی دوسرے شافعی کو دیکھے کہ نبیذ کو پیتا ہی
اور نکاح بغیر ولی کے کرتا ہی تو اوسکو اوس پر انکار کرنا چاہیے اسلیے کہ ہر مقلد کو اپنے مجتہد کی پیروی لازم ہی
اور اوسکی مخالفت سے گنہگار ہوتا ہی اور اگر شافعی کسی حنفی کو دیکھے کہ سوسمار کھاتا ہی سو اوسکو
چاہیے کہ اوس سے یہ کہے کہ یا تو اسبات کا عقیدہ رکھ کہ مذہب شافعی کی تابعداری اولی ہی اور یا اسکو
کھانا چھوڑ دے (بباعث عدم جواز کے مذہب حنفی مین) انتہی چھٹی جگہ عقد الجید مین فرماتے ہین
سراجیہ مین ہی پھر فتوی مطلقاً قول امام ابی حنیفہ پر ہی پھر قول ابی یوسف پر پھر قول محمد پر پھر زفر کے
قول پر پھر حسن بن زیاد پر (یہ سب شاگرد امام کے ہین) اور بعضوں نے کہا ہی کہ جسوقت امام ابی حنیفہ
ایک طرف ہوا اور صاحبین دوسری طرف تو مفتی کو اختیار ہی اور جب مفتی مجتہد (فی المذہب)
نہو تو اول اصح ہی کیونکہ امام اپنے زمانے مین سب سے زیادہ عالم تھے یہانتک کہ امام شافعی فرماتے ہین
لوگ سب کے سب فقہ مین امام ابی حنیفہ کے کنبہ ہین (یعنی سب فیضیاب امام سے ہین) انتہی ساتوین جگہ
عقد الجید مین مذاہب اربعہ کے عمل کے واسطے فرماتے ہین باب ان چارون مذہب کی اتباع کی
تاکید مین اور اونسے علیحدہ ہونے مین جو ممانعت ہی جان لینا چاہیے کہ ان چارون مذاہب کی
اتباع مین (جو مروج اہل اسلام ہی) بڑی مصلحت ہی اور ان سب سے جدا ہونے مین (مثل غیر
مقلدین کے) بڑا ہی فساد ہی اور ہم اسکو کئی طرح سے بیان کرتے ہین اول تو یہ ہی کہ امت محمدیہ نے
اسبات پر اتفاق کیا ہی کہ معرفت شریعت مین متقدمین پر بھروسا کرین سو تابعین نے صحابہ پر اور
تبع تابعین نے تابعین پر بھروسا کیا ایسے ہی ہر زمانے مین علما اپنے متقدمین پر بھروسا کرتے رہے ہین

اور عقل اسکو عمدہ جانتی ہی کیونکہ شریعت بدون نقل اور استنباط کے معلوم نہین ہوتی اور نقل سوا اسکے مضبوط
نہین ہوتی کہ اپنے متقدمین سے ہر زمانے مین بالاتصال حاصل کرین اور استنباط مین یہ امر ضروری ہی
کہ متقدمین کے مذاہب کی شناخت ہوتا کہ اونکے اقوال سے باہر نہو جاوے اور اجماع کو توڑ دے اور اسپر
بنا رکھے اور اسمین مدد سابقین سے چاہے کیونکہ جتنے فن ہین مثلاً صرف نحو طب شعر اور آہنگری اور تجارت
اور زرگری کسیکو سوا اسکے حاصل نہین ہو سکتے مگر اسیطرح کہ اوسکے اہل کی ملازمت اختیار کرے
اور ماسوا اسکے شاذ نادر ہی اور وقوع مین نہین اگرچہ عقلاً جائز ہی اور جب متقدمین کے اقوال پر بھروسا
متعین ہوا تو ضرور ہی کہ اونکے اقوال معتبرہ روایات صحیحہ سے مروی ہون یا مشہور کتابون مین جمع ہون
(مثل کتب فقہ مشہورۂ معتبرہ) اور یہ بھی ہو کہ محتمل مین سے جو راجح ہوا اور عموم سے جو خاص ہو
اور مطلق سے جو مقید ہو بعض موضع مین اوسکا بیان بھی ہو اور جو مختلف ہو اسکو بھی جمع کیا جاوے
اور انکے احکام کی وجہ بیان ہو ورنہ اونپر اعتماد نہوگا اور زمانہ متاخرین مین کوئی مذہب اس صفت کا
سوا مذاہب اربعہ کے نہین پایا جاتا مگر ایک مذہب امامیہ اور زیدیہ کا ہی (جو شیعہ وغیرہ ہین) سو وہ
بدعتی ہین اونکے اقوال پر بھروسا نہین (اسیطرح لامذہبون کا حال ہی کہ ظاہریہ وغیرہ کی اتباع کرتے ہین
سو یہ بدعتی خارق اجماع ہین انکے اقوال کا کوئی بھروسا نہین) اور دوسری وجہ یہ ہی کہ فرمایا رسول اللہ
صلعم نے سواد اعظم کی تابعداری کرو اور جبکہ سوا مذاہب اربعہ کے سب مذاہب مٹ گئے
تو اتباع انکا اتباع سواد اعظم ہی اور انسے علیحدہ ہونا سواد اعظم سے علیحدہ ہونا ہی انتہی سو اس
کلام شاہ صاحب سے تین باتین معلوم ہوئین کہ ان مذاہب اربعہ علیحدہ یعنی کسیکا پابند نہونا تین خرابیون کا
موجب ہی ایک تو فساد عظیم کا ہونا اور دوسرے جو مذہب کہ انکے سوا کوئی نکالے وہ بدعتی ہی تیسرے
انکے سوا اور طریقہ اختیار کرنا سواد اعظم سے جسکی تابعداری کے لیے آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا
ہی اور نیز اللہ تعالی نے اتباع مومنین فرض کیا ہی نکل جانا ہی اور یہ موجب وبال ہی سو یہ تینون باتین
غیر مقلدین مین موجود ہین فساد کا ہونا ظاہر کہ برادری مین باہمی ایسا نفاق پڑا ہی کہ چھوٹا بڑا انکو بی جانتا ہی
اور یہ شاہ صاحب کا فرمانا موافق آیت وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا کے ہی یعنی
زمین مین بعد اصلاح کے فساد نہ کرو سو ظاہر ہی کہ اچھی طرح اصلاح زمین مین تھی رافضی خارجی وغیرہ
مدتون سے علیحدہ ہین مگر یہ فرقہ محدثہ لامذہب لہم نے اپنے تئین عامل بالحدیث کے فریب سے لوگون کو

بہکانا اور فساد برپا کرنا شروع کیا دوسرا کوئی لامذہب یہ نہین کہتا کہ مین فلان مذہب پر عمل کرتا ہون
بلکہ اسکو شرک بتاتے ہین ہر جگہ کہتے ہین کہ ہم عامل بالحدیث ہین حالانکہ عامل غیر حدیث ہین اور محدث نہین
بلکہ محدثت ہین اور یہ بھی معلوم ہوچکا کہ بدون مرتبۂ اجتہاد کے حدیث پر عمل ممکن نہین اور نا جائز ہی اور سوائے
اسکے خود گمراہ ہونا اور اورونکو گمراہ کرنا ہی اور ثابت ہوا یہ امر بھی کہ خارج ہونا تقلید ائمہ اربعہ (مروجہ سے) خروج
سواد اعظم سے ہی کیونکہ سواد اعظم انھین ائمہ اربعہ کی تقلید (معین) پر مجتمع ہی سو یہان تک تو روایات
عقد الجید کی ہوئین اب دوسری جگہ انصاف مین فرماتے ہین قَدْ تَوَاتَرَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ
اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا بَلَغَهُمُ الْحَدِيْثُ يَعْمَلُوْنَ بِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّلَاحِظُوْا شَرْطًا وَبَعْدَ الْمِائَتَيْنِ
ظَهَرَ فِيْهِمُ التَّمَذْهُبُ لِلْمُجْتَهِدِيْنَ بِاَعْيَانِهِمْ وَقَلَّ مَنْ كَانَ لَا يَعْتَمِدُ عَلٰى مَذْهَبِ مُجْتَهِدٍ
بِعَيْنِهٖ وَكَانَ هٰذَا هُوَ الْوَاجِبُ فِيْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ انتہی یعنی بیشک متواتر صحابہ و تابعین سے یہ بات ثابت
ہی کہ جسوقت انکو کوئی حدیث ملتی تھی بلا لحاظ شرائط کے اوسپر عمل کرتے تھے اور بعد دو سو برس کے
(سنہ ہجری سے) اہل سنت والجماعت مین مذہب معین مجتہدین کا ظاہر ہوگیا اور وہ لوگ کم تھے کہ مذہب
معین پر اعتماد نرکھتے تھے (سو کم کا مقابلہ اکثر کے کیا اعتبار سے) اور یہ مذہب معین کا پابند ہونا اوس
زمانے سے واجب ہوگیا انتہی اگر کوئی شخص کلام شاہ صاحب پر اعتراض کرے کہ بعد دو سو برس کے
وجوب تقلید مذہب معین کیون ہوا تو جواب سکا یہ ہی کہ دیکھو شاہ صاحب نے خود لکھا ہی کہ دو سو برس سے پہلے
بدون لحاظ شرائط کے صحابہ و تابعین حدیث پر عمل کرتے تھے مگر اب دیکھو محدثین متاخرین نے شرائط جو حدیث
کے قبول و عدم قبول مین لگائے ہین اونکے موافق چلنا واجب ہی ورنہ احادیث کا صحیح و غیر صحیح ہونا معلوم
نہوگا سو جو جواب ان شرائط کے وجوب کا ہی وہی جواب تقلید مذہب معین مین سمجھ لو بلکہ دوسری جگہ
انصاف مین شاہ صاحب ہندوستان و ماوراء النہر والونپر مثلاً تقلید امام ابو حنیفہ کی اونپر جو عامی (غیر
مجتہد ہو) واجب فرماتے ہین اور اس عبارت کا ترجمہ یہ ہی اسی پر ایک امام معین کی تقلید کے وجوب کا قیاس
کرنا چاہیے اسلیے کہ کبھی وہ واجب ہوتی ہی اور کبھی نہین ہوتی پس جبکہ انسان جاہل (غیر مجتہد
یا غیر متبحر یا غیر اصحاب الترجیح) ہو ملک ہندوستان یا ماوراء النہر مین (مثلاً) اور وہان کوئی عالم شافعی
اور حنبلی اور مالکی نہو اور نہ کوئی کتاب ان مذاہب سے ہو تو اوسپر واجب ہی کہ امام ابو حنیفہ کے مذہب کی تقلید
کرے اور حرام ہی اوسپر کہ اونکے مذہب سے نکلے کیونکہ اسوقت رسی اسلام کی اپنی گردن سے نکال لیگا اور

ف [illegible]

مہمل کا مہمل رہجائیگا۔ بخلاف اوس صورت کے کہ وہ حرمین مین ہی کیونکہ وہان پر سب مذاہب کا پہچاننا اوپر
آسان ہی انتہی لیکن وہان بھی ایکہی مذہب کا پابند ہوکر رہیگا چنانچہ پہلے وجوب معین مذہب کا مطلق بیان
ہوچکا فرق اتنا ہی کہ وہان ایمۂ اربعہ سے جسکا مذہب اختیار کریگا ہوسکتا ہی اور یہان پر یہ نصیب نہین پس
دیکھو کہ ہندوستان مین حالانکہ صحاح ستہ وغیرہ اوسوقت بھی موجود تھین کیونکہ شاہ صاحب نے اسبات کا
امر نہ کیا کہ کسی عالم صحاح ستہ کے دیکھنے والے سے پوچھکر عمل کرے بلکہ امام کی تقلید کا حکم کیا اور یہ اسلیے
کہ سب جزئیات مسائل فقہیہ اس ملک مین سواے فقہ امام کے اور کسی امام کے نہین ہین ورنہ کوئی عالم شافعی
وغیرہ یہان ہی اسکی مثال یون سمجھو کہ صرف نحو کا پڑھنا عجمی لوگون کو واجب ہی عرب والون کو نہین اور خدا تعالی
نے اپنی حکمت اور بھید سے علما کو تقلید پر جمع کردیا ہی چنانچہ تیسری جگہ انصاف مین فرماتے ہین کہ بالجملة
فالتمذهب للمجتهدين سر الهمه الله تعالى العلماء وجمعهم عليه من حيث يشعرون
او لا يشعرون انتہی القصہ مجتہدین کے مذہب پر چلنا ایک بھید ہی کہ اللہ تعالی نے علما کو الہام فرمایا ہی
اور اسپر اونکو مجتمع کردیا ہی خواہ وہ جانین یا نہ جانین اور فیوض الحرمین مین شاہ ولی اللہ فرماتے ہین دوسرا مشاہدہ
یہ ہی کہ معلوم کرادیا مجکو رسول اللہ صلعم نے کہ حنفی مذہب مین ایک عمدہ طریقہ ہی کہ بہت موافق ہی ساتھ سنت
معروفہ کے کہ جمع ہوئی ہی اور پختہ ہوئی ہی بخاری اور اوسکے اصحاب کے زمانے مین اور یہ اسطرح ہی کہ عمل
کیا جاوے قول ثلثہ (امام وصاحبین) پر جو کہ قریب ترجیح مین ہو پھر اسکے بعد تلاش کرنا مختار اون
حنفی فقہا کا کہ جو علماے حدیث سے ہین پس بعض مسائل کہ اس سے تینون نے سکوت کیا ہے
اور حدیثین اونپر دال ہین سو ضرور ہی کہ اسکا اثبات ہو اور یہ کل مذہب حنفی ہی انتہی یعنی مذہب حنفی
اس مجموعہ کا نام ہی پس باطل ہوا یہ اعتراض جاہلین کا کہ کہتے ہین کہ امام کے شاگرد مخالف امام کے ہین اور
دوسرا جواب اسکا ضمن روایات مین آئیگا اور یہ طریقہ کہ جو شاہ صاحب بیان فرماتے ہین مجتہد فی المذہب
مین ہی کیونکہ اوسکو اتنی تلاش ہوسکتی ہی اور جو شاہ صاحب نے وصیت مین لکھا ہی مجتہد کے حق مین
ہوسکتا ہی ورنہ نہین اب کوئی صاحب ذی علم بلکہ اردو خوان بھی سمجھ لیگا کہ شاہ صاحب وجوب تقلید
مذہب معین کے قائل ہین اور جو عبارتین بظاہر خلاف معلوم ہوتی تھین اونکی ہمنے تاویل صحیح
کردی اگر یون نکیا جاوے تو دونون کلامون کا ساقط ہونا لازم آئیگا اور جو کلام ہمنے نقل
کیے ہین وہ قابل تاویل کے نہین اور وہ کلام کہ مؤلف لایا ہی قابل تاویل ہین قال اور

الانصاف فی بیان سبب الاختلاف

شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی مین نیچے آیت مَا اَلْفَینَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا کے لکھا ہی الخ

اقول وباللہ التوفیق یہانپر پھر تقریر دلپذیر مولانا مولوی عبد اللہ صاحب ٹونکی عم فیضہ کی لکھنا بہتر گا مناسب سمجھتے ہین وہ یہ ہی مولانا موصوف نے اس مقام پر فقط مشرکین عرب کا حال بیان کیا ہی یا بعض جہال مسلمین کا جو پیرو ہین ہنود وغیرہ کے ترک نکاح بیوہ گان مین (اور ایسی ہی تفسیر کبیر مین یہ دلیل ایسی تقلید کے ابطلان مین وارد ہی بلکہ شاہ صاحب نے بعینہ اوسیکو نقل کیا ہی اور یہ فرمانا اونکا کہ پس آنرا چرا در معرفت حق صرف نمیکنی انتہی اسی طرف اشارہ ہی) پس یہ کہنا کہ مقلدین ائمہ اربعہ کا حال مماثل ہی مشرکین عرب کے حال سے اوعلے صرف ہی اور جناب مولانا کے کلام سے استنباط کرنا اس مماثلت کو شاہد عدل اوپر کمال قوت اجتہادیہ مولانا کے (اس مولانا سے مقصود مولوی نذیر حسین ہی اور یہ انکا استنباط ثبوت الحق الحقیق مین ہی اور مؤلف نے بھی تقلید اسکا ذکر ضروری سمجھا) حاصل طریق اول کا یہ ہی کہ مقلد سے پوچھنا چاہیے کہ امام کو محق جانتا ہی یا مبطل اگر محق ہونا نہین جانتا پس با وجود احتمال مبطل ہونے کے کیون تقلید کرتا ہی اور اگر محق ہونا معلوم ہی پس کس دلیل سے معلوم ہوا اگر دوسرے شخص کی تقلید سے پس شخص دیگر مین کلام کیا جاویگا اور ایسے ہی شخص ثالث مین حتی کہ تسلسل لازم آئیگا اور اگر محق ہونا عقل سے جانا تو عقل کو معرفت حق مین کیون نہین صرف کرتا تا عار تقلید سے بچے انتہی اب ہم کہتے ہین کہ یہ دلیل مخدوش ہی چار وجہ کر اولاً اسلیے کہ مقلد نے جس عقل سے اجمالاً اپنے امام کا محق ہونا دریافت کر لیا ہی کیا ضرور ہی کہ وہ عقل احکام اجتہادیہ کی تحقیقات دریافت کرنے مین بھی کافی ہو جناب مولانا کے صدہا تبع اجمالاً اونکو محق جانتے ہین حال آنکہ احکام اجتہادیہ کی تحقیقاً دریافت کرنے کی اونکو لیاقت نہین آور ثانیاً اسلیے کہ اس دلیل سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ جس عقل سے اپنے امام کا محق ہونا دریافت کیا ہی اس عقل کو احکام تقلیدیہ کی تحقیقاً دریافت کرنے مین صرف کرنا چاہیے تا عار تقلید سے بچ جاوے اب اس سے یہ کب لازم آیا کہ بر تقدیر اس عقل کے صرف نہ کرنے کی بھی تقلید کرنا باطل ہی واجب ہونا تحقیق احکام کا حکم ہی علحدہ اور واجب یا مستحسن ہونا تقلید کا احکام اجتہادیہ مین بر تقدیر نہ حاصل کرنے ان احکام کے حکم ہی جدا ایک کے واجب ہونے سے دوسرے کا مطلقاً ترک کرنا کب لازم آتا ہی دیکھو ادا کرنا نماز جمعہ کا فرض ہی اب اس سے یہ کہان لازم آیا کہ بر تقدیر ادا نکرنے جمعہ کے بھی ادا کرنا ظہر کا نچاہیے بلکہ جمعہ ادا نکرنیکے

تقدیر پر ظاہر ہی کا ادا کرنا فرض ہو گا اسی طرح جائز ہی کہ تحقیق کرنا اجتہادیہ کا واجب ہو لیکن بتقدیر ترک کرنے اس تحقیق کے ان احکام مین تقلید ہی کرنا فرض ہو بلکہ یہی حق ہی اور جناب شاہ صاحب کی عبارت سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہی اسلیے کہ عار تقلید سے بچنے کا فائدہ صرف عقل فی تحقیق الاحکام جب ہی مرتب ہو سکتا ہی کہ بدون صرف کرنے عقل کے عار تقلید لازم ہو ورنہ کوئی یون کہہ سکتا ہی کہ مین تو بدون تحقیق احکام کے بھی عار تقلید سے بچا ہوا ہون مجھے تحقیق احکام کیا ضرور ہی تا لثاً اسلیے کہ اس دلیل سے لازم آتا ہی کوئی عامی جاہل کسی عالم وخواندہ سے کوئی مسالہ دریافت نکرے کیونکہ جب اس عامی نے کوئی مسالہ کسی سے دریافت کیا تو اس عامی سے پوچھا جاویگا کہ اس عالم کے محق ہونے کو جانتا ہی یا نہین اگر نہین جانتا پس باوجود احتمال مبطل ہونے کے کیون پوچھتا ہی اور اگر جانتا ہی تو کیونکر اگر کسی دوسرے سے پوچھکر تو اس دوسرے مین کلام کیا جاویگا اور ایسے ہی شخص ثالث مین حتی کہ تسلسل لازم آئیگا اور اگر محق ہونا عالم کا عقل سے دریافت کیا تو عقل کو معرفت مسائلے مین کیون نہین صرف کرتا تا عار پوچھنے سے بچے حالانکہ یہ خلاف ہی مسلک جناب مولانا کے چنانچہ اس رسالے کے اخیر مین فرمایا ہی کہ جاہل ناواقف پر مسائل کا پوچھنا اور سیکھنا فرض ہی انتہی اور نیز مخالف ہی مسلک جناب شاہ صاحب مرحوم کی اسی تفسیر فتح العزیز مین مجتہدین شریعت کے اتباع کو عوام امت پر فرض فرمایا ہی چنانچہ فرماتے ہین کسانیکہ اطاعت آنہا بحکم خدا فرض است شش گروہ اند ازانجملہ مجتہدین شریعت وشیوخ طریقت کہ حکم ایشان بطریق وجوب مخیر نیز لازم الاتباع است بر عوام امت انتہی مختصراً اور نیز مخالف ہی مشرب جناب امام فخر الدین رازی کے چنانچہ اوسی تفسیر کبیر مین جسمین یہ دلیل تحریر فرمائی ہی ارشاد فرماتے ہین اِنَّ الْعَامِیَّ یَجِبُ عَلَیْہِ تَقْلِیْدُ الْعُلَمَاءِ فِیْ اَحْکَامِ الْحَوَادِثِ انتہی رابعاً اس دلیل سے لازم آتا ہی باطل ہونا اتباع جناب رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کا احکام شرعیہ مین اسلیے کہ جناب رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کا محق ہونا اگر کسیکے کہنے سے جانا تو تسلسل لازم آیا اور جو عقل سے جانا تو چاہیے کہ ایسی عقل سے جملہ احکام شرعیہ کا ادراک کرین اور قلادہ اتباع نبوی کو اپنی گردن سے دور ڈالین اور حاصل طریق دوم یہ ہی کہ مقلد جس مسائلے مین تقلید کرتا ہی اس مسائلے کو امام مقلد نے بالتقلید جانا ہی یا بالدلیل اگر بالتقلید جانا تو مقلد وامام دونون برابر ہو گئے اور امام کو کچھ ترجیح نہین ہی پس مقلد کیون تقلید کرتا ہی اور اگر امام نے بالدلیل جانا ہی پس تقلید اوسوقت تمام ہوتی ہی کہ مقلد نے بھی

اس مسئلہ کو بالدلیل جانا ہو الا مخالف امام کے ہو گا نہ مقلد اور جو مقلد نے بھی اس مسئلہ کو بالدلیل جانا تو تقلید
ضائع ہوئی انتہی سو یہ دلیل بھی مجروح ہی دو وجہ کر اولاً اسلیے کہ اس دلیل کے بنا اسپر ہے کہ تقلید ملزوم ہے
علم بالدلیل اور عدم علم بالدلیل کے یعنی ملزوم ہی النقیضین کے اور یہ باطل ہے اسلیے کہ لزوم نقیضین ہونے کی تقدیر پر
تقلید امور مستحیلہ سی ہو گی حال یہ کہ تقلید امور اختیاریہ سی ہی اور مستحیل ہونا امور اختیاریہ کا باطل ہی وھو ظاہر
اور ثانیاً اسلیے کہ اس دلیل سے بھی لازم آتا ہی باطل ہونا مطلق تقلید کا اور اتباع نبوی کا حالانکہ یہ واجب ہے
بالاتفاق اور تقریر لزوم کی ادنیٰ تامل سی ظاہر ہی (یعنے اسی دلیل کو بطلان اتباع مطلق تقلید اور اتباع نبوی
صلعم پر جاری کر سکتے ہین انتہی) اور بیان ایک اور دلیل ہے کہ جو مولف مصباح الادلہ نی حاشیہ مصباح پر
لکھی ہی اور وہ دلیل عبارت فتح العزیز و تفسیر کبیر سے اخذ کی ہی اور استنباط کیا ہی اگرچہ مولٰنا کی تقریر سی اسکے
ماخذ کا جواب جب ہو گیا تھا تو جو اسپر متفرع تھا وہ خود باطل ہو گیا مگر واسطے انشراح خاطر دوستون کے اسکو علیحدہ
باطل کرنا مناسب سمجھا اور مولانا نے بھی اس مضمون کا رد کیا ہی اور وہ دلیل مولف مصباح کی یہی آپ سے
گذارش ہی کہ امام ابو حنیفہ کے قول کا اخذ کرنا کیون واجب ہی اور اسکو دیگر مجتہدین کی اقوال پر کیسی ترجیح دی ہے
تو کیا کہیگا اگر یہ کہیے کہ امام صاحب کے قول کو لینا اور دوسرے مجتہدین کے اقوال پر ترجیح دینا کسی دوسرے مجتہد
مثل امام محمد کی کہنے سی تو پھر امام محمد کے قول کے واجب الاخذ ہونے مین کلام منتقل ہو گا کہ انکا قول کسکے کہنے سے
واجب الاخذ ہوا اور اسکو اقوال دیگر مجتہدین پر کیون ترجیح ہوئی اگر کہیے کہ تیسری مجتہد کے کلام سی مثل ابی یوسف کے
تو پھر اس تیسری مین کلام کیا جاویگا کہ اس تیسری کا قول کسکی کہنے سی واجب الاخذ ہوا اگر کہیے کہ چوتھی کی کہنی سے
تو پھر اسمین بھی اسی طرح کلام ہو گا پس آپ اگر اول مجتہد کی طرف رجوع کر کے تشریف لائینگے اور کہینگے کہ اس اخیر مجتہد کے
قول کا واجب الاخذ ہونا اول مجتہد کی کلام سی لیا ہی تو دور لازم آئیگا اور اگر آگے آگے ہی تشریف لیچلے جاینگے
تو تسلسل جاری رہا اور یہ دونون امر باطل ہین تو مجبوراً آپکو قول و فعل رسول کے طرف پھرنا پڑیگا جو عین ہمارا مدعا ہی
ع ہرچہ دانا کند کند نادان * لیک بعد از تامل بسیار * انتہی سو جواب اسکا یہ ہی کہ قطع نظر لزوم دور و مفاسد
مذکورہ کی ہم ان حضرت سی پوچھتی ہین کہ صحت حدیث صدق راوی پر موقوف ہی یا نہین شق ثانی پر لازم آتا ہی
کہ کذاب اور وضاع لوگون کی حدیثین بھی مقبول ہون اور حالانکہ وہ بالاتفاق باطل ہین اور بر تقدیر شق
اول ہم پوچھتی ہین کہ صادق ہونا راوی مثلاً امام بخاری کا کسطرح پر معلوم ہوا اگر یہ کہیے کہ امام بخاری کا صادق ہونا
دوسری امام مثلاً مسلم کی کہنی سی معلوم ہوا تو پھر امام مسلم کی صادق القول ہونے مین کلام ہو گا اگر کہی کہ تیسری محدث

مثلا ترمذی کی تو اسکی معلوم ہوا تو پھر اسکے صادق ہونے مین بھی کلام ہوگا پھر اگر یہ کہیگا کہ ابو داؤد کی کہنی سے تو
اسمین بھی کلام شروع ہوگا پس اگر آپ اوراق اوپر یعنی امام بخاری کی طرف رجوع کر کے تشریف شریف لائینگے اور
کہینگے کہ اس اخیر محدث کا صدق اول راوی یعنی بخاری کی نواسے لیا ہی تو حضرت دوری ملاقات ہوگی اور
اگر قدم بڑہا کر آگے آگی ہی تشریف شریف چلی جائیگی تو جناب تسلسل استقبال کرینگے پس یا تو حضرت کی تشنہ لبی امام
بخاری کا صدق ڈھونڈھتی ڈھونڈھتی الا الی النہایہ چلی جائیگی جبتی تسلسل لازم آئیگا اور یا لوٹ کر امام بخاری ہی سے
صدق دریافت کرینگی جس سی دور لازم ہوگا سو یہ دونون امر باطل ہین پس امام بخاری کا صدق بھی باطل ہوا جس سے
احادیث بخاری کی صحت بھی جاتی رہی سو سمجھو آپکی عقل موزہ بالنقل ہی کی طرف رجوع کرنا پڑیگا جس سی ہمنی اور کل جمہور
عقلائی اہل سلام نی جناب رسول اللہ صلعم کی رسالت اور امام معین کی تقلید کو قبول کیا ہی جو ہمارا عین مدعا ہی
٥ در بند آن باش کہ مضمون نماندہ است صد سال میتوان سخن از لف یار گفت اور ایک اور تقریر دلپذیر جناب شاہ عبدالعزیز کے
جو تحفۂ اثنا عشریہ جو رد شیعون مین ہی درباب وجہ طعن شیعیان کہ مذاہب ائمہ کیون مین تحریر فرمائی ہی اسکو اس مقام پر کہنا
مناسب سمجھا وہ یہی کہ ہفتاد و ہفتم آنکہ طعن میکنند بر اہل سنت وجماعت کہ ایشان مذہب ابو حنیفہ وشافعی ومالک و
احمد را اختیار میکنند ومذہب ائمہ (یعنی دوازدہ امام) را اختیار نمیکنند حالانکہ ائمہ (مذکور) احق اند باتباع بچند وجہ
اول آنکہ اینہا جگر پارۂ رسول اند ودر خانۂ رسول پرورش یافتہ وآئین ورسوم شریعت را از طفلی یادگرفتہ ومثل مشہور
است کہ اہل البیت ادری بما فیہ دوم آنکہ حدیث صحیح کہ نزد اہل سنت نیز معتبر است امر باتباع ایشان وارد شدہ قال
رسول اللہ صلعم مَثَلُ اَہْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ کَمَثَلِ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَہَا نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْہَا
غَرِقَ سوم آنکہ بزرگی ائمہ وتقوی وعبادت وزہد ایشان متفق علیہ است سنی وشیعہ ہر دو قائل اند بخلاف
دیگران ہر کہ بالاتفاق باین بزرگیہا موصوف باشد اولی والیق باتباع است از کسی کہ در بزرگی او اختلاف
باشد جواب این کہ آنکہ امام نائب نبی است ونائب نبی صاحب شریعت است نہ صاحب مذہب زیراکہ مذہب
نام راہی ست کہ بعضے امتیان را فہم شریعت کشادہ شود وبعقل خود چند قاعدہ قرار دہد کہ موافق آن قواعد
استنباط مسائل شرعیہ ازماخذ آن نماید ولہذا محتمل صلوب خطا میباشد وچون امام معصوم از خطا ست
(بزعم شیعہ) وحکم نبی دارد نسبت مذہب باو نمودن ہیچ معقول نمیشود ولہذا مذہب را بسوی خدا وجبرئیل و
دیگر ملائکہ وانبیا نسبت کردن کمال بیخردی ست (چنانچہ لامذہبان خود را بمذہب محمدی مشہور میکنند
پس اینہم کمال بیخردی شد) بلکہ فقہای صحابہ اکہ نزد اہل سنت بیقین افضل اند از ابو حنیفہ وشافعی رح صاحب

مذهب نمیدانند بلکه افعال و اقوال آنها را ماخذ فقه و دلائل احکام میشمارند و آنها را وسائط وصول علم شرعی از
غیب میدانند و نیز اتباع فقهای مذکورین اتباع ائمه است که ایشان فقه و مذهب و قواعد استنباط را از حضرت
ائمه فرا گرفته اند و سلسلهٔ تلمذ خود را باین بزرگواران رسانیده پس تبعهٔ ائمه نزد اهل سنت غیر پیغمبر و صحابهٔ کبار است که اتباع آنها مقصود
دارند لیکن نسبت مذاهب با آنها نمی نمایند (بجهت عدم مقبولیت) و اگر از رجال شیعه نیز بعضی اشخاص ایشان هم اتباع
کسانی میکنند که خود را بائمه منسوب میسازند و ادعای اخذ علم از ایشان میکنند نه اتباع ائمه بلاواسطه اینقدر تفاوت است
که متبوعان اهل سنت در اصول عقائد مخالف ائمه بوده اند و ائمه در حق آنها بشارتها داده اند بخلاف متبوعان شیعه
مثل هشام بن حکم و احول طاق و ابن اعین و امثال اینها که صریح در عقائد اصلیه مخالف ائمه گذشته اند و بتجسیم
باری تعالی و بدا و غیر ذلک قائل اند و حضرت ائمه از ایشان تبری نموده اند و شهادت بر بطلان عقائد ایشان
داده و بدروغگوئی و افترا نسبت کرده چنانچه همه این مطالب در باب سوم و چهارم از روایات معتبرهٔ شیعه
نقل کرده خواهد شد و حقیقة الامر اینست که منصب امام اصلاح عالم است و ازالهٔ فساد پس در هر فن که قصور
یابد آنرا تکمیل فرماید و آنچه بر روش صواب باشد بر حال خود بگذارد تا تحصیل حاصل و اهمال ضروریات لازم نیاید
پس حضرت ائمه در زمان خود اهم مهمات مقدمهٔ سلوک و طریقت را ساخته اند و مقدمهٔ شریعت را بر ذمهٔ یاران
رشید و مصاحبان حمید خود حواله فرموده اند و خود متوجه عبادت و ریاضت و تربیت باطن و تعیین اذکار و اوراد
و تعلیم ادعیه و صلوة و تهذیب اخلاق و القای فوائد سلوک بر طالبین و ارشاد بر طریق گرفتن حقائق و معارف
از کلام الله و کلام رسول مشغول بوده اند و بسبب ایثار رعایت حب خلوت که لازم این شغل شریف است التفاتی باستنباط
و اجتهاد نداشته اند لهذا دقائق علم طریقت و غوامض حقیقت و معرفت از ایشان بسیار منقول شده و اهل سنت
سلاسل ولایت را منحصر در ذات عالیات ایشان داشته اند و حدیث ثقلین نیز بهمین طریق اشاره میفرماید
زیرا که کتاب الله برای تعلیم ظاهر شریعت کافی است و علم لغت و اصول که تعلق بوضع عقل دارد در امداد فهم شریعت
بسنده است حاجت بارشاد امامی نیست و آنچه محتاج بتعلیم امام است دقائق سلوک طریقت است که صراحةً
از کتاب الله مفهوم نمیشود و حضرت ائمه نیز ازین اشاره را فهمیده عنان عنایت خود را مصروف همین امر
ضروری ساخته اند و امر اول را بطریق اجمال القا فرموده بعلم و عقل مجتهدین واگذاشته و لهذا باجماع شیعه
و سنی کسی از ائمه تالیف و تصنیف کتابی و تاصیل اصول و تفریع فروع هیچ علمی نکرده تا بکتاب او در فن مدون او
استغنا واقع شود بلکه روایات مسائل و احکام در یاران ائمه (مثل مجتهدین ائمه اربعه و غیره) منتشر بوده اند

وقواعد استنباط در جزئیات مخفی و مستور ماند لابد شخصی میباید که آنهمه روایات را جمع سازد و قواعد را تتبع
نموده جدا نویسد و آئین و رسم اجتهاد در ابنیاد نهد پس معلوم شد که چنانچه نسبت مذهب بائمه معنی ندارد
همچنان اتباع امام بلاواسطه نیز غیر مجتهد را امکان ندارد لهذا مقلد را در اتباع شریعت از توسیط
مجتهد ناگزیر است (پس تقلید مجتهد واجب گردید) و شیعه هرچند در اول امر اتباع ائمه ادعا مینمایند
لیکن در مسائل غیر منصوصه از ائمه علمای مجتهدین خود مثل ابن عقیل عضامری و سید مرتضی و شیخ شهید
متبوع میسازند و بر اقوال آنها گو مخالف روایات صحیحه اخبار بین از ائمه باشند فتوی میدهند چنانچه در باب
فروع بطریق نمونه انشاء الله بنذی ازان مسائل مذکور خواهد شد و چون تقلید مجتهدین که بر اقوال او مخالف
بعضی از روایات ائمه بوده باشند نزد ایشان هم جائز شده پس اهل سنت را از اتباع ابوحنیفه و شافعی رح
چه گناه لازم آید بیش ازین نیست که بعضی اقوال ایشان مخالف بعضی از روایات ائمه اند و فی الواقع این مخالفت
باوصف اتفاق در اصول قواعد ضرری نمیکند و از چیز اتباع نمی برآرد چنانچه محمد بن الحسن شیبانی و قاضی
ابویوسف رح شاگردان ابوحنیفه رح و تابعان اویند و جابجا خلاف او اختیار کرده اند و علی هذا القیاس در
جمیع مذاهب انتهی یعنی مکرہ یہ کہ اہل سنت والجماعت پر طعن کرتے ہین کہ یہ لوگ مذہب ابوحنیفہ اور شافعی
اور مالک و احمد رح کا اختیار کرتے ہین اور مذہب ائمہ کا (یعنے حسنین کا) اختیار نہین کرتے حالانکہ ائمہ مذکور بہت
اتباع کے لائق ہین کئی وجہ کر ایک تو یہ کہ یہ ائمہ رسول ص کے جگر کے ٹکڑے ہین اور حضرت کے گھر مین پرورش پائی ہے
اور طریقے اور رسمین شریعت کی بچپن سے یاد کر لیے تھی اور مثل مشہور ہے کہ گھر کا آدمی گھر کی چیز خوب جانتا ہے دوسرے
یہ کہ حدیث صحیح مین ہے کہ جو اہل سنت کے نزدیک بھی معتبر ہے انکی تابعداری کا حکم وارد ہوا ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے
میرے اہل بیت کی مثال تم مین ایسی ہے کہ جیسے نوح علیہ السلام کی کشتی جو شخص اسمین سوار ہوا بچ رہا اور جو پیچھے رہا ڈوب گیا
تیسرے یہ کہ بزرگی ائمہ کی اور تقوی اور عبادت اور زہد انکا کے نزدیک ہے سنی شیعہ دونون قائل ہین بخلاف
اور روان کے اور جو کہ بالاتفاق ان بزرگیون سے موصوف ہو بہتر اور بہت لائق ہے کہ اسکی تابعداری کیجاوے اس
شخص کے نسبت سے کہ اسکی بزرگی مین اختلاف ہو جواب اس دھوکہ کا یہ ہے کہ امام نبی کا نائب ہے اور نبی کا
نائب صاحب شریعت ہے نہ صاحب مذہب اسلیے کہ مذہب اس طریقہ کا (اصطلاح شرع مین) نام ہے کہ بعض
امتیون کو شریعت کی سمجھ (خدا کی طرف سے) بہم پہنچائی اور اپنی عقل (خداداد) سے چند قاعدے مقرر کرکے موافق
ان قواعد کے مسائل شرعیہ کو انکے ماخذ (کتاب و سنت وغیرہ) سے نکالے اسی واسطے صواب و خطا کا احتمال

رکھتا ہی اور جبکہ امام خطا سے معصوم ہی (شیعہ کے زعم مین) اور حکم نبی کا رکھتا ہی مذہب کی نسبت
اُسکی طرف کرنی کچھ عقل کی بات نہین اسلیے مذہب کو خدا اور جبرئیل اور دیگر ملائکہ اور انبیا علیہم السلام کے
طرف نسبت کرنا بڑی بے وقوفی ہی (جیسے لا مذہب اپنے تئین محمدی مشہور کرتے ہین سو یہ بھی بڑی بے وقوفی ہی)
بلکہ فقہا صحابہ کو کہ اہل سنت کے نزدیک ابو حنیفہ و شافعی رحہم سے یقینا افضل ہین صاحب مذہب نہین جانتے
بلکہ اُنکے افعال و اقوال کو فقہ اور دلائل احکام کا ماخذ جانتے ہین اور اُنکو غیب سے وسیلہ وصول علم شرعی کا
سمجھتے ہین اور فقہاے مذکورین کی تابعداری بھی بعینہ ائمہ کی تابعداری ہی کیونکہ ان فقہا نے فقہ اور مذہب
اور استنباط کی قواعد حضرات ائمہ سی لیے ہین اور سلسلہ اپنی شاگردی کا ان بزرگوارون تک پہونچایا ہی
سو مرتبہ ائمہ کا اہل سنت کے نزدیک پیغمبر اور صحابہ کبار کا سا ہی کہ اُنکا اتباع مقصود رکھتے ہین لیکن مذہب کی
نسبت اُنکی طرف نہین کرتے (بباعث بے وقوفی کے کہ اسمین ہوتی ہی) اور اگر ہم شیعون کا حال اچھی طرح
بیان کرین تو یہ بھی اُن لوگون کا اتباع کرتے ہین کہ وہ اپنے تئین ائمہ کی طرف منسوب کرتے ہین اور اُنسے
علم حاصل کرنے کا دعوے کرتے ہین نہ کہ یہ لوگ اتباع ائمہ کا بلا واسطہ کرتے ہین اتنا فرق ہی کہ اہل سنت کے پیشوا
اصول عقائد مین ائمہ کے مخالف نہین ہوئے اور ائمہ نے اُنکے حق مین بشارتین دی ہین بخلاف شیعہ کے
پیشواؤنکے جیسے ہشامین اور احول طاق ہو ابن اعین وغیرہ کہ صریح عقائد اصلیہ مین مخالف ائمہ کے
ہوئے ہین اور خدا کی جسم ہونے کے اور ہاتھ وغیرہ کے قائل ہوئے ہین اور حضرت ائمہ نے اُنسے بیزاری
ظاہر کی ہی اور اُنکے عقائد کے بطلان پر گواہی دی ہی اور اُنکو جھوٹا اور مفتری بنایا ہی چنانچہ ان باتونکو
تیسرے اور چوتھے باب مین شیعون کے معتبر روایتون سے نقل کیا جاویگا آمدم اصل بات یہ ہی کہ امام کا
کام یہ ہی کہ جہان کی اصلاح کرے اور فساد کو دور کرے پس جس فن مین کہ مقصود وہی اُسی پورا کرے اور جسکا
طریقہ اچھا ہوا اُسکو اپنے حال پر چھوڑے تا کہ تحصیل حاصل اور ضروری چیز کو چھوڑنا نہ پڑے سو حضرات
ائمہ نے اپنے زمانہ مین جو بڑا مشکل کام مقدمہ سلوک اور طریقت کا تھا اختیار کیا تھا اور شریعت کے مقدمہ کو
اپنے عمدہ دوستون اور شاگردون کی حوالہ کر دیا تھا اور خود عبادت اور ریاضت اور تربیت باطن اور وظیفون اور
وردون کا مقرر کرنا اور دعائین اور نمازین اور درستی اخلاق اور سکھانا فوائد سلوک کا طالبین کو اور
حقائق اور معرفت کلام اللہ و کلام رسول کی معرفت کی ارشاد کی طرف متوجہ ہوے اور مشغول ہوے اور بعضے
اختیار گوشہ نشینی اور محبت خلوت کی کہ اس شغل شریف کو ضرور ہی استنباط اور اجتہاد کی طرف توجہ نہ فرمائی

اسلیے علم طریقت کے باریکیان اور حقیقت اور معرفت کے اسرار انسے بہت منقول ہوے ہین اور اہل سنت نے
ولایت کی سلسلون کو ان بزرگوارون کی عالی اوقات مین منحصر کیا ہی اور حدیث ثقلین بھی اسیطرح اشارہ فرماتی ہی اسلیے
کہ کتاب اللہ ظاہری شریعت کی تعلیم کے واسطے کافی ہی اور لغت اور اصول کا علم کہ وضع اور عقل سے تعلق رکھتا ہی
شریعت کی سمجھنے کی مدد کے واسطے کافی ہی امام کے ارشاد کی حاجت نہین اور سمجھین کہ امام کی تعلیم کی حاجت ہے
وہ دقائق سلوک طریقت کی ہین کہ ظاہر کتاب اللہ سے سمجھہ مین نہین آتی اور حضرات ائمہ نے بھی
اسی اشارہ کو سمجھکر اپنی توجہ کو اس ضروری امر کی طرف پھیرا اور پہلی بات کو مجملاً تعلیم فرماکر علم اور عقل
مجتہدین پر چھوڑدیا اسی لیے باتفاق سنی و شیعہ کسی ائمہ سے کسی نے کسی کتاب کو تصنیف نہین فرمایا
اور نہ کوئی اصول اور تفریع فروع کی کی ہی کہ انکی کتاب اور فن تصنیف شدہ سے استغنا حاصل ہو بلکہ
مسائل کے اور احکام روایات ائمہ کے دوستون مین (مثل ائمہ اربعہ مجتہدین) پھیل گیے ہین اور
قواعد استنباط کی جزئیات مین پوشیدہ رہی اسلیے ضرور ایک شخص ایسا چاہیے کہ اُن سب روایتونکو
جمع کرے اور قواعد کو تلاش کرکے علیحدہ لکھے اور آئین اور رسم اجتہاد کے مقرر کرے سو معلوم ہوا کہ جیسے
مذہب کی نسبت ائمہ کی طرف بے معنی بات ہی ایسا ہی ائمہ کا اتباع بھی بغیر واسطہ کے غیر مجتہد کو ممکن نہین
اسی لیے مقلد کو اتباع شریعت مین وسیلہ مجتہد ہونا ضرور ہی (سو تقلید مجتہد کی واجب ہوئی) اور
شیعہ ہر چند اول اول ائمہ کے اتباع کا دعوے کرتے ہین لیکن مسائل غیر منصوصہ مین اپنے علماے
مجتہدین مثل ابن جعقیل اور عضاری اور سید مرتضیٰ اور شیخ شہید کو پیشوا بناتے ہین اور انکی اقوال پر گو ائمہ کے
روایات صحیحہ کھلے کھلے کے مخالف ہین فتوی دیتے ہین چنانچہ فروع کے باب مین انشاءاللہ نمونے کی طور پر
کچھ مسائل ذکر کیے جائینگے اور جبکہ تقلید ایسے مجتہد کی کہ اُسکے اقوال ائمہ کی بعض روایات کی مخالف
ہون انکے نزدیک بھی جائز ہوے تو پھر اہل سنت کو اتباع ابوحنیفہ و شافعی رح سے کیا گناہ ہی نہایت یہ کہ
بعض اقوال انکے بعض روایات ائمہ کے مخالف ہین اور حقیقت مین یہ مخالفت اصول مین متفق ہوتی ہوے
کچھ ضرر کی بات پیدا نہین کرتی اور دائرہ اتباع سے نہین نکالتی چنانچہ محمد بن الحسن شیبانی اور قاضی ابو یوسف رح
شاگرد اور تابع امام ابوحنیفہ رح کے ہین اور بہت جگہ اختلاف (مسائل فروعیہ مین) کرتے ہین
علی ہذا القیاس جمیع مذاہب مین انتہی۔ **تنبیہ** شاہ صاحب کے کلام سے معلوم ہوا کہ
مذہب محمد سے اپنے تئین مشہور کرنا بڑی بیوقوفی ہی اور مقلد پر تقلید مجتہد کی ضروری ہی اور اتباع ابوحنیفہ

وشافعی مین کچھ گناہ نہیں پس اُسکا بدعت یا شرک ہونا باطل ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ لا مذہب جو تقلید ابحنیفہ وشافعی رحمہ وغیرہ کی کو نا بری سمجھتے ہین اور اعتراض کرتے ہین اُنمین اور روافض مین کچھ فرق نہین ہی مثل مشہور ہی سگ زرد برادر شغال **قال** قاضی ثناء اللہ پانی پتی رسالہ عمل بالحدیث مین الخ **اقول** بتوفیقہ قاضی ثناء اللہ صاحب ایک خاص شق کو برا کہ رہے ہین وہ یہ کہ اپنے امام کو اور اماموں سے ایسا غلبہ دیکہ اورون کو بطلان پر سمجھے اور کسی صورت مین خواہ بضرورت شدیدہ یا ملکۂ اجتہاد کے دوسرے مجتہد کے قول پر یا حدیث صحیح پر کہ بباعث ملکۂ اجتہاد کے اگرچہ ایک ہی مسئلہ مین حاصل ہو عمل کرنا درست نہ جانے سو اسکو ہم بھی برا کہتے ہین اور اگر یہ غرض ہی کہ اپنے امام کو ظن غالب سے بھی مصیب نہ جانے تو یہ بات خلاف ہی اکثر علماے محققین کے چنانچہ پہلے ہم میزان شعرانی سے نقل کر چکے ہین کہ ہر مذہب والے کو چاہیے کہ اپنے امام کو اولی بالاتباع جانے دوسرے جب التقلید مذہب معین بالاجماع اکثر مومنین معتبرین واجب ہوئی اور نیز متقلد ایک امام کی تقلید کر چکا تو پھر جو دوسرے مجتہد کے قول پر بغیر ضرورت شدیدہ یا بغیر حصول ملکۂ اجتہاد کے عمل کریگا تو تارک واجب کا ہوگا بلکہ لائق تعزیر کے ہی جیسا اسکو ہم پہلے بیان کر چکے ہین تیسرے قاضی صاحب کے تفسیر سے پہلے ہم اجماع مومنین اہل سنت کا اور مذاہب اربعہ کی نقل کر چکے ہین اور وہ نہین ہی مگر باین طور کہ مذہب امام واحد کی تقلید ضروری ہی اور ہر مقلد اپنے امام کو احق بالاتباع جانتا ہی سو وہ اس اعتقاد مین گمراہ جاہل کیونکر ہوگا جسکے علماء محققین اجازت دیتے ہین پس معلوم ہوا کہ اول معنی اس کلام کے لینا صحیح اور ثانی غلط صریح ہی **قال** اور ملا علی قاری حنفی نے اپنے رسالہ سم العوارض مین لکھا ہی الخ **اقول** وباللہ التوفیق یہان پر بھی مولف تقلید مولف معیار کی کرکے غلطی مین پڑا اصل حال اس عبارت کا یہ ہی کہ ملا علی قاری رحمہ نے یہ عبارت ظہیریہ کی جو امام کے قول کا ذکر مین کیا گیا ہی وہ صرف دلیل فقہا کے قول پر ذکر کی ہی اور اس قول فقہا کو مولف معیار حذف کر گیا اگر ذکر کرتا تو سمجھنے والے سمجھ جاتے لیکن اُنکو تو دھوکہ سے کام ہی نہ کہ اظہار حق مقصود ہی سو وہ عبارت یہ ہی أَجْمَعَ الْفُقَهَاءُ وَالْعُلَمَاءُ عَلٰی أَنَّ الْمُفْتِيَ يَجِبُ أَنْ يَكُونَ مِنْ أَهْلِ الْاِجْتِهَادِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْاِجْتِهَادِ لَا يَحِلُّ لَهٗ أَنْ يُفْتِيَ فِيمَا لَا يَحْفَظُهٗ إِلَّا مِنْ أَقْوَالِ الْمُتَقَدِّمِينَ انتہی یعنی اصول بزدوی مین ذکر فقہا اور علما نے اس بات پر اتفاق کیا ہی کہ مفتی کو اہل اجتہاد سے ہونا ضروری ہی سو اگر وہ اہل اجتہاد سے نہین ہی تو اسکو اس امر کا فتویٰ دینا جائز نہین جسکو متقدمین کے اقوال سے یاد نہ کیا ہو انتہی اور اسکے اس اتفاق پر ظہیریہ سے بطور دلیل کے نقل کیا ہی وفی الظہیریہ روی عن ابی حنیفۃ انہ قال لا یحل لاحد ان یفتی بقولنا

مَا لَمْ یَعْلَمْ مِنْ اَیْنَ قُلْنَا انتہی یعنے یہ جو فقہانے کہا ہی کہ مفتی کو مجتہد ہونا ضرور ہی سو یہ امام کے قول سے
ماخوذ ہی کہ اُنسے روایت ہی کہ جبتک مفتی کو ماخذ ہمارے حکم کا معلوم نہو تو فتویٰ ہمارے قول پر نہ دے
اور معلوم کرنا ماخذ کا کام مجتہد کا ہی اگرچہ فی الجملہ ہمیں ثابت ہوا کہ مفتی کو مجتہد ہونا ضرور ہی سو مقام غور ہی
کہ اس کلام کو غیر مجتہد سے کیا ربط ہی تا کہ مقصود مخالفین کا بر آئی اور اگر مطلق رکھا جاوے تو تکلیف
مالا یطاق لازم آئیگی کیونکہ غیر مجتہد کو قدرت اوپر علم ماخذ کے کہان ہی اور یہ قول ملا علی قاری کا ایس
جبکہ جائز نہوئی تقلید امام کی بغیر دلیل کے بیچ احکام کے دیں کیونکر جائز ہوگی تقلید مقلدین کی کہ وہ نہیں پہنچے
درجہ مجتہدین تک انتہی مجتہد کے حق میں ہی کیونکہ مجتہد کو تقلید مقلدین نہیں چاہیے دوسرے خود ملا علی
قاری نے پھر کہا ہی کہ ہان جائز ہی واسطے عامی کے کہ تقلید کرے عالم کی اگرچہ وہ عالم مقلد ہو واسطے
ضرورت امر دین کے سو دیکھو کہ عامی پر علماے مقلدین کی تقلید کو جائز رکھا ہی اور وہ نہیں رجوع کر گئی
مگر تقلید مجتہد کی طرف کیونکہ وہ عالم مقلد خود کسی مجتہد کی تقلید کرتا ہی سو یہ عامی بھی بالواسطہ مقلد مجتہد کا
ہو گا تیسرے تصریحات ملا علی قاری کی دربارہ وجوب تقلید امام معین کی سابق بالتصریح گذر چکیں فتذکرہ
وَلَا تَکُنْ مِنَ الْغَافِلِیْنَ اور شیخ محی الدین نے جو امام صاحب سے نقل کی ہی کہ دین میں راے سے بچو اور سنت
کی پیروی کرو سو امام صاحب حق فرماتے ہین اور مقلدین انکے بھی اس امر کے قائل ہین محض راے فلاسفہ
وغیرہ کے مقابلہ نص کے نہیں مانتے اور قیاس شرعی محض راے اور عقل کا ڈھکوسلہ نہیں کیونکہ قیاس
شرعی کو تو خود امام صاحب وقت ضرورت کے عمل میں لاتے ہین سو معلوم ہوا کہ ممانعت صرف اوس عقل کی ہے
کہ جو خلاف شرع ہو ورنہ خود ہی منع کرنا اور خود ہی اسکے عامل ہونا شان عاقل سے بعید ہی چہ جاے
کہ مجتہد ہو کر ایسا کرے اور جو روایت امام شعرانی کی الیواقیت والجواہر سے نقل کی ہی سو وہ مفتی کے
حق میں ہی کہ اسکو چاہیے کہ جبتک میری دلیل معلوم نہ کرے فتویٰ نہ دے اور وہ نہیں ہو گا مگر مجتہد
چنانچہ ابھی ملا علی قاری سے اسی مضمون کو ہم لکھ چکے اور یہ جو امام صاحب نے فرمایا ہی کہ یہ راے میری اگر
جو اس سے احسن لایا ہی وہ اولی ہی سو جو شخص کہ اُسکی راے امام سے بڑھ کر ہو گی وہ بھی تو مجتہد ہو گا
نہ کہ آجکل کے غیر مقلد یہ دعوی کر سکتے ہین کہ ہم امام سے احسن الراے ہین بلکہ بڑے بڑے محدث و فقیہ امام صاحب کے
افضل الراے ہونے کے قائل ہین چنانچہ ابن المبارک سے پہلے ہم نقل کر چکے ہین اور امام زندوسی
نے روضۃ العلماء مین امام صاحب سے جو نقل کیا ہی کہ میرے قول کو کتاب اللہ و سنت رسول و صحابہ کے ہوتے ہوے

جواب قول شیخ محی الدین

جواب روایت امام شعرانی کی الیواقیت والجواہر

جواب روایت امام زندوسی کے روضۃ العلماء

چھوڑ دو انتہی تو یہ مجتہد کے حق مین ہو سکتا ہی کیونکہ عامی کو کیا معلوم ہی کہ یہ امام کا قول محض قیاس سے ہی یا نہین جائز ہی کہ صحیح حدیث یا آیت یا قول صحابہ کے موافق ہو اور اس عامی کو اُسکی خبر نہو کیونکہ احاطہ جمیع احکام ضروری کا کرنا وظیفہ مجتہد کا ہی کما سیأتی اور امام مالک رحمہ کے قول کا جو کہ امام شعرانی نے الیواقیت والجواہر مین نقل کیا ہی اگر یہ مطلب لیتے ہو کہ سوای رسول اللہ صلعم کے اورون کے قول قابل رد ہین یعنے اُنکو رد کر دین تو کچھ مضایقہ نہین تو یہ بات بدیہی البطلان ہی کیونکہ سنت صحابہ پر چلنے کا حکم آنحضرت صلعم سے ثابت ہی پس کچھ اور معنی ہونگے وہ یہ ہین کہ کلام رسول صلعم کا اگر یقیناً یا ظن غالب سے معلوم ہو گیا تو اوسمین چون و چرا نہین بخلاف کلام صحابہ وغیرہ کے کہ اگر وہ خلاف صریح حدیث یا آیت کے ہی تو تاویل کر سکتے ہین اور اس سے بطلانِ قول مجتہدین کا بھی مطلقاً لازم نہین آتا بلکہ اُسکی مخالفت صریح حدیث و آیت کے کسی مجتہد کے نزدیک ثابت ہو جاوے تو اس سے بطلان تقلید کا سمجھنا جہالت سے خالی نہین اور ایسی ہی روایت امام شافعی کی ہی اپنے شاگرد مزنی سے کہا تھا کہ حدیث کے ہوتے ہوے میرا قول ترک کر دو کیونکہ وہ مجتہد فی المذہب تھے اور اُنکو اپنے امام کے ماخذ پر اطلاع ہوتی ورنہ غیر مجتہد کو تو تقلید کے سوا چارا نہین اور عقد الجید مین جو مزنی شاگرد امام شافعی کا قول لکھا ہی (یعنے جو شخص شافعی کا علم مقصود رکھتا ہی مین اوسکو جتلاے دیتا ہون کہ شافعی نے اپنی تقلید اور غیر کی تقلید سے منع کیا ہی انتہی) حق مین امام مزنی کے ہی کہ وہ شاگرد انکے اور مجتہد فی المذہب تھے اور وہ اُنکے مثل پر حجت ہی نہ غیر مجتہد پر کیونکہ اگر اُنکا اپنی تقلید سے منع کرنے کا یہ مطلب سمجھا ہی کہ میرے کسی مسئلہ پر خواہ صحیح یا غیر صحیح ہو عمل نکرے تو یہ صریح باطل ہی کیونکہ اُنہون نے مسائل لوگون کے عمل کے واسطے نکالے تھے نہ کہ منع کیواسطے سو یہ اور عجب بات ہی کہ مجتہد کہے کہ میری کوئی بات ماننے کے قابل نہین اب اجتہاد کس بات کے لیے تھا پس یہ سمجھنا محض جہالت اور موجب خجالت ہی بلکہ اُنکا اصلی مطلب یہ ہی کہ مجتہد کو ہماری بات جو اُسکے اجتہاد کے خلاف ہو ماننی ضرور نہین علاوہ یہ کہ اُسوقت تک تقلید معین پر اجماع نہین ہوا تھا اجماع تو بعد دو سو برس کے ہوا سو حجت ہی کیونکہ امام الحرمین و ابن سمعانی اور امام غزالی و کیا الہراسی وغیرہ نے اپنے شاگردون سے کہا کہ تمپر تقلید اپنے امام شافعی کی واجب ہی اور تمہارا عذر خدا کے یہان مقبول نہو گا چنانچہ پہلے اسکا ذکر ہم کر چکے ہین اور امام شافعی کا یہ فتویٰ کہ سنت کے مقابل کسی کا قول معتبر نہین اور اسپر مسلمانون کا

جواب قول امام مالک رحمہ

جواب قول امام شافعی رحمہ

اجماع ہی سو یہ درست ہی اور مقلدین کثرہم اللہ تعالیٰ بھی مسلمان ہین وہ بھی اسکو مانتے ہین اور مولف کی
شاید یہ غرض ہوگی کہ مقلدین مسلمان نہین نعوذ باللہ منہ اور یہ جواب جو امام شعرانی نے الیواقیت الجواہر
مین دیا ہی امام احمد کہا کرتے تھے کہ کسی کو اللہ اور رسول کے ساتھ گنجایش نہین ہی اور میزان شعرانی
کے صفحہ ۱۰ مین ہی وَبَلَغَنَا اَنَّ شَخْصًا اسْتَشَارَهُ فِي تَقْلِيدِ اَحَدٍ مِنْ عُلَمَاءِ عَصْرِهِ فَقَالَ لَا
تُقَلِّدْنِي وَلَا تُقَلِّدَنَّ مَالِكًا وَلَا الْاَوْزَاعِيَّ وَلَا النَّخَعِيَّ وَلَا غَيْرَهُمْ وَخُذِ الْاَحْكَامَ مِنْ حَيْثُ اَخَذُوْا
یعنے ایک شخص کے جواب مین بھی کہا کہ میری تقلید نکرنا اور نہ مالک کی اور نہ اوزاعی کی اور نہ نخعی کی اور نہ
کسی اور کی تقلید کرنا اور احکام کو وہان سے لے جہان سے اُنھون نے لیا ہی کتاب اور سنت سے
انتہی سو اسکا جواب خود امام شعرانی نے میزان شعرانی مین اسی مضمون کو نقل کر کے دیا ہی اور وہ
یہ ہی قُلْتُ وَهُوَ مَحْمُوْلٌ عَلٰى مَنْ لَهُ قُدْرَةٌ عَلَى اسْتِنْبَاطِ الْاَحْكَامِ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ
وَاِلَّا فَقَدْ صَرَّحَ الْعُلَمَاءُ بِاَنَّ التَّقْلِيْدَ وَاجِبٌ عَلَى الْعَامِّيِّ لِئَلَّا يَضِلَّ فِيْ دِيْنِهٖ انتہی یعنی
مین کہتا ہون کہ یہ اُس شخص کے واسطے ہی کہ جسکو قدرت احکام کے استنباط کی کتاب اللہ و حدیث سے ہی
ورنہ علما نے اس بات کی تصریح کی ہی کہ عامی غیر مجتہد پر تقلید واجب ہی اسلیے کہ اپنے دین مین کہین
گمراہ نہو جاوے انتہی اور ظاہر ہی کہ اگر تقلید جائز نہوگی تو بیچارہ جاہل گمراہ ہیگا اور سنیے امام احمد بن حنبل تو
یہ فرماتے ہین کہ جب تینون امام یعنی امام ابی حنیفہ اور صاحبین ایک قول پر اتفاق کرین تو جائز نہین
اُس سے تخالف چنانچہ جامع الرموز مین بھی ہی وَسَيَجِيْءُ اَنَّهٗ لَا يُقْضٰى بِمَا يُخَالِفُ قَوْلَ اَصْحَابِنَا
وَفِي الْاَنْسَابِ عَنْ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ اِذَا كَانَ فِي الْمَسْئَلَةِ قَوْلُ الْعُلَمَاءِ الثَّلٰثَةِ
(یعنے الامام اباحنیفۃ وابا یوسف ومحمدا رح) لَمْ يَسَعْ لِاَحَدٍ اَنْ يُخَالِفَهُمْ انتہی یعنے قریب آئیگا
یہ کہ ہمارے اصحاب کے اقوال کے مخالف قضا نہ کیجاوے اور انساب مین امام حنبل سے روایت ہی کہ
جسوقت کسی مسئلہ مین قول تینون امام یعنی امام ابی حنیفہ اور ابو یوسف و محمد رح کا ہو تو کسیکو
گنجایش نہین کہ اُسکے خلاف کرے انتہی اور دوسرا قول امام حنبل کا کہ انہون نے اپنے بیٹے سے کہا تھا کہ
محدث سے مسئلہ پوچھو اور جو فقیہ قیاسی باتین کہے اُس سے نہ پوچھو کیونکہ حدیث ضعیف بھی قیاس سے
بہتر ہی سو یہ مقلدین امام ابی حنیفہ پر ہرگز حجت نہین بلکہ خود امام حنبل وغیرہ پر حجت ہی کیونکہ امام
ابی حنیفہ کے نزدیک ضعیف حدیث بھی قیاس پر مقدم ہی بخلاف محدثین دیگر مثل امام بخاری وغیرہ کے

جواب قول الامام احمد بن حنبل کا

میزان شعرانی ۱۲

۲ بعبارتہ انتصار الحق صفحہ ۱۵۲ مین ہے

کہ مرسل اور ضعیف حدیث کو قیاس کے مقابلہ مین نہین مانتے اور اسپر شاہد ہی وضو کا ٹوٹ جانا
قہقہہ سے نماز مین کہ ہمارے مذہب مین بباعث حدیث ضعیف کے معمول ہی اور دوسرون کے یہان
جو بڑے عامل بالحدیث کہلاتے ہین اس مسئلہ مین قیاس پر عمل ہی اور اس حدیث ضعیف پر عمل نہین اسیلیے
عینی شارح ہدایہ نے تعجبا امام حنبل کے نسبت لکھا ہی کہ باوجودیکہ حدیث ضعیف کے مقدم ہونیکے
قائل ہین مگر یہان پر قیاس پر عمل کرتے ہین غرض ہماری یہ ہی امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ جیسا کہ عمل حدیث پر
کرتے ہین ایسا اورون کے یہان نہین لیکن معترضین جاہلین کو امام کے مسائل سے واقفیت کہان ہی
کہ یہ سمجھہ انکے نصیب ہو **قال** اور شیخ جلال الدین سیوطی نے کتاب الرد علی من خلد الی الارض مین لکھا ہی
اقول بتوفیقہ اس عبارت کا اگر یہی مطلب ہے کہ انھون نے اپنی تقلید سے عامی لوگون کو منع کیا ہی
تو یہ ظاہر نص قطعی کے خلاف ہی جسکو مولف نے بھی بصفحہ ۱۷ وقت لاعلمی کے بموجب آیت فَاسْئَلُوْٓا
اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنے اہل ذکر سے پوچھو اگر تم ناواقف ہو ایسے محل پر بسبب لا جاری کے
تقلید کا حکم دیا ہی دوسرے اصول کا ضبط کرنا اور تفریع فروع اور کتابون کا تصنیف کرنا اور
لوگون مین رواج دینا اور فتوے دینا اور مسائل سکھانا صریح اسپر دلالت کرتا ہی کہ ائمہ نے
لوگون کو طرف اپنی تقلید کے بلایا ہی اسکا انکار امر بدیہی کا انکار ہی تیسرے خود جلال الدین
سیوطی نے جمع الجوامع مین لکھا ہی چنانچہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ نے عقد الجید مین اسکا حوالہ دیا ہی
وہ یہ ہی اور کہا کراسی نے کہ عامی پر واجب ہی کہ مذہب معین کو لازم پکڑے اور جمع الجوامع (مصنف
جلال الدین) مین اس بات کو اختیار کیا ہی کہ مذہب معین واجب ہی اور نہ اختیار کرے بمجرد خواہش
نفس کے بلکہ کسی مذہب کو اختیار کرلے اور ہر مسئلہ مین اُس مذہب پر عمل کرے اور یہ اعتقاد رکھے
کہ یہ مذہب اور مذہبون سے غالب ہی یا مساوی ہی اور اس بات کا عقیدہ نہ رکھے کہ یہ مذہب مغلوب و
ضعیف ہی انتہی اور جزیل المواہب مین بعض مفتی مالکیہ سے نقل کرتے ہین اَلْيَوْمَ مَنْ تَحَوَّلَ مِنْ
مَذْهَبِهٖ (لِغَيْرِ ضَرُوْرَةٍ دِيْنِيَّةٍ) فَبِئْسَ مَا صَنَعَ انتہی یعنے جو کوئی آج کل اپنے مذہب سے بغیر ضرورت شرعیہ کے
پھرا اُسنے برا کیا انتہی سہو خیال کی بات ہی کہ دوسری جگہ مذہب معین کو واجب فرماتے ہین بلکہ نقل
کرنا ایک مذہب سے دوسرے مذہب کیطرف برا لکھتے ہین حق یہ ہے کہ وہ خود شافعی المذہب ہین اور ایسے
مشہور ہین کہ سب اہل علم انکو جانتے ہین اور انکی تصنیفات سے انکا مذہب معلوم ہوجاتا ہی پھر باوجود اسکے

اُنھون نے تقلید امام شافعی کی کیون اختیار کی پانچوین اگر امامون سے ایسا منقول ہی تو اسکا مطلب
وہی ہی جو ہمنے بار بار بیان کیا کہ مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید نہ چاہیے ورنہ کوئی یون
کہہ سکتا ہی کہ کہین امام بخاری وغیرہ محدثین صحاح ستہ والون نے بھی نہین کہا کہ ہماری تقلید
کرنا اور ہماری بات کو صحیح جاننا سو جبتک اُنسے تصریح نہ دکھاؤگے بموجب تمہارے ہی قول کے
عمل حدیث پر ممکن نہوگا کیونکہ ہمکو احادیث بواسطہ انھین محدثین کے پہونچی ہین مگر اونکا قول کہین
معلوم نہین ہوتا کہ اُنھون نے کہا ہو کہ ہماری کتاب پر عمل کرنا سو جو جواب اسکا ہوگا اُسیکو ادھر سے
بھی سمجھ لینا اور جو ہمنے بیان کیا ہی کہ مجتہد کو دوسرے کی تقلید نہین چاہیے یا وہ تقلید حرام ہی کہ
خلاف نص وغیرہ کے ہو سو اسی کی طرف محققین گئے ہین اور اُنکے اقوال کی تاویلین کرتے ہین چنانچہ
سید سمہودی شافعی نے لکھا ہی ناقلاً عن الصیدلانی اور ابن حزم اس بات کے دعوی کرنے کے درپے تھے
کہ تقلید مطلقاً کے منع پر اجماع ہی اور اسکو حکایت کیا شافعی و مالک وغیرہ سے اور کہا کہ ہمیشہ امام شافعی اپنی
کتابون مین اپنی تقلید اور غیر کی تقلید سے منع کرتے تھے ایسا ہی مزنی نے امام شافعی سے روایت
کیا اور کہا صیدلانی نے سواے اسکے نہین کہ امام شافعی نے جو تقلید سے منع کیا ہی تو اُسکو منع
کیا ہی جو رتبۂ اجتہاد کو پہونچ گیا ہو مگر وہ شخص کہ اس مرتبہ کو نہین پہونچا اُسکو سوا تقلید کے چارا
نہین انتہی سو معلوم ہوا کہ یہ عبارت مفید مؤلف نہین اور وہ تطبیقات روایات علما سے ناواقف ہی
اور خود بھی جلال الدین سیوطی جزیل المواہب مین لکھتے ہین اِعْلَمْ اَنَّ اخْتِلَافَ الْمَذَاهِبِ فِي
هٰذِهِ الْمِلَّةِ نِعْمَةٌ كَبِيْرَةٌ وَفَضِيْلَةٌ عَظِيْمَةٌ وَلَهٗ سِرٌّ لَطِيْفٌ اَدْرَكَهُ الْعَالِمُوْنَ وَعَمِيَ عَنْهُ الْجَاهِلُوْنَ
حَتّٰى سَمِعْتُ بَعْضَ الْجُهَّالِ يَقُوْلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ بِشَرْعٍ وَاحِدٍ فَمِنْ اَيْنَ
مَذَاهِبُ اَرْبَعَةٌ انتہی پس مذاہب اربعہ کو برا کہنے والا جاہل ہی اسکو حقیقت اور بھید مذاہب کا
غیر معلوم ہی سو جو شخص مذاہب کو عمدہ کہے وہ ان ائمہ کی تقلید کو ناجائز کیونکر کہیگا **قال** اور
شیخ الشیوخ طحطاوی محمد عبد العظیم رومی ابن ملا فروخ مکی حنفی نے قول سدید مین لکھا ہی الخ
اقول وباللہ التوفیق یہان پر غرض مؤلف کی یہ ہی کہ قول سدید محمد عبد العظیم کی ہی اور وہ طحطاوی
کے اُستاد ہین مگر جو شخص عربی دان ہی وہ اس مضمون کو اس عبارت سے ادا نہ کریگا اور
مولوی نذیر حسین نے بھی ثبوت الحق الحقیق مین لکھا ہی قول سدید شیخ الشیوخ سید احمد طحطاوی کی ہی غرض

اس سے یہ ہی کہ باین لیاقت دعواے اجتہاد یعنے چہ خبر اصلی بات کے درپے ہونا چاہیے وہ یہ ہی کہ
مؤلف نے پوری عبارت قول سدید کی نقل نہ کی کیونکہ اسمین اپنا مطلب فوت ہوتا تھا اب ہم پوری پوری
عبارتین لکھے دیتے ہین کہ وہ یہ ہی جان لیے اس بات کو کہ اللہ تعالیٰ نے کسی اپنے بندے کو اس بات
کی تکلیف نہین دی کہ وہ حنفی یا مالکی یا شافعی یا حنبلی بنے بلکہ انپر اس بات کو واجب کیا ہی کہ سیدنا
محمد صلعم جو شریعت لائے ہین اُسپر ایمان لائین لیکن اتنی بات ہی کہ شریعت پر عمل کرنا اُسکے
سمجھنے پر موقوف ہی اوسکے لیے کئی طریقے ہین سو جو امور کہ اسمین عام اور خاص یعنی مجتہد اور
غیر مجتہد شریک ہین جیسے نماز اور زکوۃ اور حج اور روزہ اور وضو کا اجمالاً دریافت کرنا اور ایسے ہی
زنا اور لواطت اور قتل نفس وغیر ذلک کے انکا جاننا ضروریات دین سے ہی کسی مجتہد پر اور کسی مذہب معین پر کچھ
موقوف نہین بلکہ ہر مسلمان پر فرض ہی کہ ان باتون کا اعتقاد رکھے سو جو شخص اول زمانہ مین تھا اُسپر ان
امور کا ظاہر ہونا پوشیدہ نہین اور جو لوگ کہ زمانہ متاخرین مین تھے سو انکو ان امور کے علم ہونے کے لیے اجماع
اور تواتر اور آیات اور سنن اور احادیث اور اقوال کتب معتبرہ کی ضرورت ہی اور جو لوگ اسپر قدرت
سواے نظر اور استدلال کے نہین رکھتے سو جو کہ بباعث موجودگی سامان (اجتہاد) کے ان امور پر
قادر ہین پس اُنپر وہ کام کرنا واجب ہی جیسے ائمہ مجتہدین اور جو لوگ کہ اسپر انکو قدرت نہین (یعنے
غیر مجتہد ہین) اُنپر اتباع اُنکا واجب ہی کہ وہ اُسکو تبلائین جسکے لیے اُسے تکلیف دیگئی ہی اور وہ
بتانے والے اہل نظر اور اجتہاد اور عدالت سے ہون (یعنے ائمہ مجتہدین) اور عاجز پر یہ تکلیف
نہین کہ وہ بحث مسائل کرے کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہی کہ اللہ تعالےٰ کسی بندہ کو تکلیف اُسکی طاقت
سے بڑھکر نہین دیتا اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہی کہ اگر تم جانتے نہین تو علما سے مسائل پوچھ لو اتنے سے اب
بخوبی معلوم ہوگیا کہ جو مسائل ضروری بدیہی العلم ہین انمین تقلید مذہب معین کی کرنا ضرور نہین اور جو مسائل اجتہادیہ
اور نظر سے تعلق رکھتے ہین اُنمین تقلید مذہب معین کی ضروری ہی کیونکہ مؤلف قول سدید نے اول نفی تقلید
مذہب معین کی ضروریات مسایل مین کی اور بعد مین تقلید کو غیر مجتہد پر واجب کیا سو وہ نہوگی مگر مقابل
اول کے یعنے تقلید مذہب معین کی اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تکلیف حنفی شافعی وغیرہ ہونے کی نہین دی سو ظاہر
ہی کہ اولاً و بالذات جناب باری نے گو کسی امام کے اتباع کا خاصکر حکم نہین فرمایا لیکن جبکہ غیر مجتہد کو احکام شرعیہ
اجتہادیہ کا بجالانا نفساً موقوف اوپر اتباع کسی ائمہ مجتہدین کے ہی پس بالعرض ائمہ کا اتباع

بھی واجب ہوگا کیونکہ مقدمہ واجب کا واجب ہوتا ہی ثانیاً خود تم لکھ چکے ہو کہ محمد عبد العظیم
حنفی ہین سو انکی اگر یہ غرض تھی کہ شافعی حنفی وغیرہ مذہب بدعت سیئہ ہین اور کسی کا مقید خاصکر
نہین ہونا چاہیے تو خود وہ کیون حنفی مشہور ہوے کیا یہ نصیحت اورون کو تھی ثالثاً اگر یہی دلیل
بطلان مذہب معین کی ہی تو کوئی یون کہہ سکتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو اتباع کتب صحاح ستہ مثل بخاری
ومسلم وغیرہ کا کہین ارشاد نہین فرمایا اور اسکی تکلیف نہین دی اور کہین نہین فرمایا کہ یہ حدیثین صحیح
ہین اور نہ اسکو رسول صلعم نے فرمایا اور جب اتباع بخاری وغیرہ نہوگا تو اتباع نبوی بھی جاتا رہیگا
کیونکہ اتباع نبوی موقوف اوپر صحت وعمل کتب احادیث کے ہی سو جو جواب اسکا ہوگا ادھر سے بھی
سمجھنا چاہیے تبس جیسا کہ اتباع نبوی موقوف اوپر اتباع کتب احادیث کی ہی ایسا ہی اتباع
مسائل اجتہادیہ موقوف اوپر اتباع مجتہدین کے ہی جسطرح پر علماے محققین اور امت محمدیہ کا
اتفاق ہی اور وہ نہین ہی مگر تقلید مذہب معین پر سو واجب ہوگی پس اب بوضوح تمام دھوکا
مؤلف کا معلوم ہوگیا **قال** اور ابن عبد البر کہا کرتے تھے کہ کسی سے حکم دینا التزام مذہب معین کا
اپنے اتباع کو مروی نہین ہی الخ **اقول** بتوفیق اللہ یہ فرمانا ابن عبد البر کا حق مین مجتہد کے ہی
گو فی البعض ہو اور خود بھی وہ اسی درجہ پر تھی کما فی المیزان ورنہ عامی پر تو سواے تقلید کے چارہ نہین اور
اتفاق امت کا دلیل کامل ہوگیا اوپر اتخاذ مذہب معین کے اور ائمہ کا منع کرنا یا اجازت غیر کی
دینی حق مین مجتہد کے ہی ورنہ تفریع فروع اور مسائل کا استنباط صریح دال اسپر ہی کہ ائمہ نے
لوگون کو تقلید کی طرف بلایا ہی گو صراحۃً منقول نہین ورنہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ عامی کو مجتہد وقت
استفسار مسئلہ کے لیے یہ فرماوے کہ دوسرے کے پاس جاؤ میری تقلید حرام ہی علی ہذا القیاس
دوسرا تیسرا مجتہد کہیگا پس وہ بیچارہ حیران ہوگا کہ اچھے مجتہد ہین مسئلہ نہین بتاتے سو یہ مطلب
سمجھنا خبط ہی ہم اسکو بارہا کہہ چکے مگر چونکہ مؤلف بھی بار بار ذکر کرتا ہی ہمسے بھی رہا نہین جاتا
اور یہ فرمانا ابن عبد البر کا کہ کسی حدیث صحیح یا ضعیف مین التزام مذہب معین کا امر نہین ہی
اگر ایسے ہی تصریحات حدیث مین ضروری ہین تو اتباع بخاری ومسلم وغیرہ کا بھی جاتا رہیگا کیونکہ
کسی حدیث صحیح وضعیف مین انکے التزام کے واسطے ارشاد نہین ہوا پس جو جواب اسکا ہوگا
ادھر سے بھی وہی سمجھہ لو ثانیاً ابن عبد البر خود مالکی مذہب پر تھے جائز ہی کہ وہ التزام کو جائز نہ رکھتے

ہون نہ کہ اصل تقلید کے استحسان مین کلام کرتے ہون بلکہ اُنکے کلام سے نفی لزوم کی پائی جاتی ہی اگر کوئی کہے کہ صحابہ کے وقت مین التزام مذہب معین کا کیون نہوا اسکی وجہ کیا ہی سو جواب اسکا یہ ہی کہ کہا شیخ علامہ شرف الاسلام ابی الفتح بغدادی شافعی نے کتاب اصول مین لیکن قول اُنکا یہ کہ صحابہ نے کسی کو امام معین کی تقلید کی تکلیف نہین دی سو یہ بات (اسوقت مین) اسلیے جائز تھی کہ انمین سے کسی نے اصول اور قواعد کو کہ جو احکام وقایع اور حادثات مین کافی ہون ظاہر نہین کیا تھا اِسلیے کہ وہ ممالک کی فتح کرنے مین مشغول تھے اور اللہ تعالی نے اُنکو اسی فضیلت سے مختص فرمایا تھا اور ٹھہلایا اُن ائمہ کو کہ انکے بعد مین آئے تہذیب اصول اور تفریع مسائل کی فضیلت کے ساتھ اور بیشک صحابہ کو نفس اجتہاد مین ایک دوسرے پر تفاوت نہین تھا بلکہ وہ اجتہاد مین برابر تھے اسی واسطے اُنپر مقلدین کی تقلید کا وجوب نہین تھا انتہی **قال** اور امام شعرانی نے میزان شعرانی مین لکھا ہی اور روایت کی ہی بیہقی نے مجاہد اور عطا سے کہ تحقیق وہ دونون کہا کرتے تھے کہ جو ہی سوائے کلام مین ماخوذ ہی اور اُسکا کلام قابل رد کے ہی بجز رسول اللہ صلعم کے کہا امام شعرانی نے اسی طرح مالک بن انس رح سے ہی انتہی **اقول** حضرت مجاہد اور عطا نے یہ جو فرمایا ہی کہ بجز رسول اللہ صلعم کے دوسرے کا کلام قابل رد کے ہی نہ کہ وہ مردود اور مطرود ہو ورنہ صریح احادیث نبوی صلعم کا جو سنت صحابہ کے عمل پر ارشاد فرماتے ہین اور ایسے ہی تابعین و تبع تابعین کے مسائل اجتہادیہ کا بھی جو قابل قبول ہین اور خاص کر جسپر اجماع امت کا ہو جاوے بموجب حدیث اتبعوا السواد الاعظم کے ماننا اُسکا ضروری ہی مردود ہونا لازم آئیگا بلکہ اُنکا مطلب یہ تھا کہ کلام آنحضرت کے مقابل مین دوسریکا کلام قابل رد ہی اگر آنحضرت صلعم کا قول یقینا معلوم ہو جائیگا تو پھر گنجایش چون و چرا کی نرہیگی ہان تعارض احادیث و حکم ناسخیت و منسوخیت طریقہ مجتہدین کا ہی سو انکو اسکی اجازت ہی کیونکہ وہ اہل اسکے ہین سو معلوم ہوا کہ ایسے ایسے کلام تقلید ائمہ مجتہدین کی رد مین لانا کمال غلطہ ہی اور باعث ہی حرمان تفقہ فی الدین کا جسکے لیے خداوند کریم نے مقلدین ائمہ اربعہ کثرہم اللہ الی یوم القیامہ کو مختص فرمایا ہی خصوصا مذہب امام سید العلما ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا سب سے اول مدون ہوا ہی اور آخر تک رہیگا چنانچہ امام شعرانی علیہ الرحمہ میزان شعرانی مین فرماتے ہین ـ فَكَمَا كَانَ مَذْهَبُ الْاِمَامِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ اَوَّلَ الْمَذَاهِبِ الْمُدَوَّنَةِ تَدْوِیْنًا فَكَذٰلِكَ يَكُوْنُ اٰخِرُهَا اِنْقِرَاضًا وَبِذٰلِكَ

قَالَ اَهْلُ الْكَشْفِ انتہی سو جیسا مذہب امام ابی حنیفہ رضہ کا سب مذاہب سے اول جمع ہوا ہی ایسا ہی
سب سے اخیر تک رہیگا اور اہل کشف (اولیاء اللہ) نے بھی یہی کہا ہی انتہی سو خرابی پہ خرابی ہی
اُسپر جو ایسے مذہب کی توہین اور ایسے امام کی مذمت کے درپے ہو سچ ہی ۵ گر خدا خواہد کہ پردہ
کس درد ❊ میلش اندر طعنۂ پاکان برد ❊ **قال** فائدہ تقلید شخصی کی بُرائی مین بسبب خوف
طول ہونے کتاب کے الخ **اقول** بتوفیق اللہ آپ تقلید شخصی کے بُرائی مین اور بھی زیادہ
طول کرتے تو خوب ہوتا جیسا کہ لفضلہ ادھر سے آپکی ہر ہر بات کا جواب کافی دیا گیا بلکہ انھین
اقوال سے جو دوسری جگہ صراحۃً آپکے دعوے کے مخالف تھے ہمنے اپنے دعوی کو ثابت کر دیا ایسا ہی
اُن عبارتون کا جواب جو آپنے اپنے زعم مین چھپا رکھا ہی معقول دیا جاتا کہ وہ باعث تقویت مذہب
معین کا ہو جاتا اگر کوئی متدین اور دیندار مسلمان اس رسالہ کو بغور دیکھیگا تو حق و باطل مین
تمیز کر لیگا اور خوب سمجھ لیگا کہ یہ دھوکا اور فریب دہی غیر مقلدین کی ہی اور جسکو ادنے
سی تمیز ہی وہ جانتا ہی کہ جس امر کے اچھے ہونے پر اکثر علمای دین کا ہزارون برس سے اتفاق ہو
وہ بُرا اور قبیح ہرگز نہین ہو سکتا اور بموجب فرمودۂ رسول صلعم کے میری امت گمراہی پر اتفاق
نکریگی ہرگز تقلید مذہب معین گمراہی نہوگی ورنہ کلام رسول اللہ صلعم کا کذب لازم آئیگا وہو باطل
پس قبیح ہونا تقلید مذہب معین کا بھی باطل ہی اور ایک شاہراہ مین ہزارون آدمی ایک
مقام مقصود کی طرف جا رہے ہین مگر آپ سا عقلمند اُنسے الگ ہو کر جاتا ہی اور لوگون کو
کہتا ہی کہ آؤ یہ راستہ ٹھیک ہی تو اب چاہے وہ آنکھین اپنی پھوڑے یا سر پیٹے کون سنیگا
بلکہ سب یہی کہین گے کہ یہ بڑا بیوقوف ہی سبکے ساتھ نہین چلتا اور فرمایا حضرت نے جماعت
عظیم کی تابعداری کرو اسلیے کہ جو الگ اُنسے ہوا جہنم مین الگ کرکے ڈالا جاویگا سو قطع نظر
دلائل اور اقاویل علما کی تقلید مذہب معین مثل آفتاب کے روشن ہی جو کوئی آفتاب کے
ہونے پر دلیل مانگے بڑا اندھا ہی اور پھر باوجود اسکے آفتاب کو نہ مانے تو اوسکے برابر مسلوب الحواس
کون ہوگا اللہ تعالی سب مسلمانون کو اتباع مومنین نصیب کرے ورنہ بہت ہی خرابی کی بات ہی
اعاذنا اللہ منہ اور عجب تر یہ بات ہی کہ باوصف جانتے اس امر کے کہ اسی شاہراہ تقلید پہ چلنے سے لاکھون
آدمی صاحب ولایت اور مقرب بارگاہ صمدیت ہو گئے اس راہ ہدایت کو نہین مانتے ہین بلکہ ضلالت جانتے ہین

۵ قولہ تقلید شخصی کی برائی مین بسبب خوف طول ہونے کتاب کے صرف اسیقدر علما کے اقوال پر اکتفا کی گئی ہے اسلیے کہ جو آدمی حق کا متلاشی ہوگا وہ سمجھ لیگا کہ تقلید شخص معین کی بہت ہی بری اور قبیح ... [illegible]

قال اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ چارون امامون مین
ایک کی تقلید اگر واجب نہوتی الخ اقول بحولہ وقوتہ یہ بات مؤلف نے جو مقلدین کی نسبت
کہی ہے سچ ہے گو یہ مغالطہ فی الواقع نہین مگر یہ بات درست کہی ورنہ بیشتر مغالطے افترا و
تراشیدہ محض ہین ہان سچ ہے آلکذوب قد یصدق جھوٹا کبھی سچ بھی کہدیتا ہے لیکن
اسکو مغالطہ سمجھنا مغالطہ دہی ہے اسکا رفع اور تائید کلام صدق انتظام ضروری سمجھکر یہ
بیان کیا جاتا ہے کہ واقع مین اگر تقلید شخصی مذہب واحد کی ضروری نہوتی تو بلاشبہہ بڑے بڑے
فاضل واکابر فقیہ ومحدث ومفسر مقلد کسی مذہب معین کے نہوتے اسپر مؤلف صاحب باعث
مغالطہ دہی اور جہل مرکب کے فرماتے ہین کہ بجز متعصب کے کوئی مباح تک بھی نہین کہتا سبحان اللہ
۵ چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد ؛ مگر جسوقت کہ ہماری طرف سے الزامات کی
بوچھاڑ آتے دیکھینگے تو بھاگنے کے بعد بھی ٹھکانا کہین نہ ملیگا ہم پوچھتے ہین کیا شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی متعصب ہین یا امام شعرانی (جنکے اقوال بے سمجھے بوجھے نقل کیے ہین) جو تقلید مذہب
معین کو واجب جانتے ہین اور خروج اس سے خروج سواد اعظم اور گمراہی فرماتے ہین کما مر تصریحاتہ
دسیاتی بعدہ ایضاً کیا مولوی اسمعیل دہلوی بھی متعصب ہین کہ جنھون نے اتباع مذاہب مروجہ کو بہتر و
خوب کہا ہے آیا یہ مباح سے کم ہے یا بڑھکر کما مر کیا امام الحرمین و امام غزالی و کیا الہراسی وغیرہ وغیرہ
اکابر اہل سنت محدث و فقیہ و مفسر سب متعصب ہین جو تقلید مذہب معین کو غیر مجتہد پر واجب
فرماتے ہین اور جن جن کا آپ نے نام لیا ہے اُنکے عبارات کے تاویلات صحیحہ کر دی گئین اور اُنکی
دوسری عبارات مصرحہ مفید مدعی و متفر اہل ہوا بھی وہین نقل کر دین وسیاتی مابقے تاکہ عوام
مغالطہ مین نہ پڑین آور تماشے کی بات سُنیے مولوی نذیر حسین صاحب و مولوی صدیق حسن خان کو بھی
زمرۂ علماے متقدمین مین شمار کیا ہے اور بھوپالی صاحب کی نسبت بہت غلو کیا ہے کہ یہ آجکل بباعث
کثرت تصنیف و تالیف کے پہلے علماؤن پر بھی سبقت لیگئے ہین سچ ہے پیران نمی پرند مریدان می پرانند
اُنکی تصانیف رطب و یابس کی قلعی تصانیف مولوی عبد الحی صاحب رح مین اچھی طرح کھول دی گئی ہے
حتی کہ اُنکے معتقدین تھک کر قائل ہوے کہ وہ ناقل غیر ملتزم الصحۃ ہین پھر انکا اعتبار کرنا
صرف خوش فہمی و تقلید جامد زمرۂ غیر مقلدین ہے اگر ایسے ایسے علما درزمان مستند ہوسکین تو ادھر سے

ہزارون علما و فضلاے معتبرین موجود ہین کہ اُنکے ذکر کو ایک دفتر علیحدہ چاہیے ہان سچ ہی یہ زمانہ
ایسا ہی ہی کہ جہل کی کثرت و علم کی قلت ہی جسطرح سے آپ لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل تا ہایٔد بعض
ہم مشرب گھر بیٹھے مؤلف بن بیٹھے ہین علی ہذا وہ دونون حضرت بباعث رواج مسائل مخترعہ و خلاف فہم
زمانہ مین انگشت نما ہو گئے ؎ وزیرے چنین شہریارے چنان ٭ جہان چون نگیرد فساد جاودان
اور تفسیر نیشاپوری وغیرہ کی مطالب و استدلالات کا جواب سابق مین تو گذر چکا ہی فقط تذکرہ یہانپر
اور بعض مفسرین سے ایسی آیتون کے مطالب بیان کیے جاتے ہین **علامہ بیضاوی**
اپنی تفسیر مین تحت آیہ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کے تحریر
فرماتے ہین بِاَنْ اَطَاعُوْهُمْ فِيْ تَحْرِيْمِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ تَعَالٰى وَتَحْلِيْلِ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَوْ
بِالسُّجُوْدِ لَهُمْ یعنے یہود و نصارے نے اپنے مولویون اور درویشون کو اللہ کے سوا
اپنے معبود اسطرح بنا رکھا ہی کہ وہ اُنکے اطاعت کرنے لگے اُن امور مین کہ جنکو خدا نے تو
حلال کیا تھا اور وہ حرام کہتے تھے اور جنکو خدا نے حرام کیا تھا وہ حلال کہتے تھے یا اسطرح
کہ انکو سجدہ کرنے لگے اور تحت آیہ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا کے لکھا ہی
وَهُوَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاَمَّا طَاعَةُ الرُّسُلِ وَسَائِرِ مَنْ اَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِطَاعَتِهٖ فَهِيَ فِي الْحَقِيْقَةِ
طَاعَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى یعنے وہ ایک معبود اللہ تعالی ہی اور پیغمبرون اور ان سب کی اطاعت
جنکے لیے خدا نے حکم دیا ہی تو وہ واقع مین خدا ہی کی پیروی ہی انتہے اور مجتہدین شریعت
بھی ماموربالاتباع ہین کما مر من التفسیر العزیزی وغیرہ بلکہ اور مقام پر علامہ بیضاوی نے
اِسکو کھول کر بیان کر دیا ہی چنانچہ کفار جو کہتے تھے کہ ہم تو اپنے باپ دادا کی چال نہ چھوڑینگے اِسکے
جواب مین خدا فرماتا ہی اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ یعنے کیا اُنکے باپ
دادا خواہ محض بے عقل اور گمراہ ہون تب بھی انکی چال نہ چھوڑینگے اِس مقام پر لکھا ہی وَهُوَ
دَلِيْلٌ عَلَى الْمَنْعِ مِنَ التَّقْلِيْدِ لِمَنْ قَدَرَ عَلَى النَّظَرِ وَالْاِجْتِهَادِ وَاَمَّا اِتِّبَاعُ الْغَيْرِ فِي
الدِّيْنِ اِذَا عُلِمَ بِدَلِيْلٍ مَّا اَنَّهٗ مُحِقٌّ كَالْاَنْبِيَآءِ وَالْمُجْتَهِدِيْنَ فِي الْاَحْكَامِ فَهُوَ فِي
الْحَقِيْقَةِ لَيْسَ بِتَقْلِيْدٍ بَلْ اِتِّبَاعٌ لِّمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى انتہی یعنے یہ آیت دلیل ہی
تقلید کے ممنوع ہونے پر اُس شخص کے حق مین کہ جو نظر و اجتہاد پر قادر ہی لیکن

مجتہد) ہو لیکن مین دوسرے کی اطاعت جبکہ کسی دلیل سے اسکا حق پر ہونا ثابت ہو جائے جیسے انبیا علیہم السلام اور مجتہدین (کہ احکام کے نکالنے مین کوشش کرتے ہین) فی الواقع وہ تقلید نہین ہی بلکہ اُن احکام کی تعمیل ہی کہ جنکو خدا نے (اپنے قرآن مین) اُتارا ہی اب بخوبی معلوم ہوگیا کہ تقلید مجتہدین کی بُرائی مین مخالفین جو کتب تفاسیر وغیرہ سے عبارات نقل کر دیتے ہین حالانکہ اُنکے مزعوم سے اجنبی ہین محض مغالطہ ہی پس اعتماد کے قابل نہین ـ

فصل طرح طرح کے فوائد مباحث تقلید کے بیان مین

امام شعرانی کی میزان مباحث تقلید مین عجیب فوائد پر مشتمل ہی اُسمین سے یہان پر بعض فوائد ضروریہ نقل کیے جاتے ہین صفحہ ۷ وہ مطبع مصر مین ہی دیکھ تو سہی ای بھائی اس عمدہ قاعدہ اور وضاحت کو اور کتنے اشکال زائل ہوے اور احکام منضبطہ کے فائدہ حاصل ہوے بیشک اس میزان کو جب کہ نظرِ انصاف سے دیکھیگا تو اس صحیح عقیدہ کی تحقیق ہو جائیگی کہ چارون امام اور انکے مقلدین رضی اللہ عنہم امر ظاہر اور باطن مین خدا کی طرف سے ہدایت پر ہین اور ہرگز تو اعتراض نہ کریگا اسپر کہ جسنے اُنمین سے کسی ایک مذہب کو اختیار کیا اور نہ اسپر کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف چلا گیا (علی حسب الشرائط) ورنہ اسپر کہ اُنمین سے اپنے امام کے سوائے دوسرے امام کی بوقت ضرورت تقلید کرتا ہی کیونکہ تیرا اعتقاد یقیناً یہ ہوجائیگا کہ ان سب کے مذاہب احاطۂ شریعت مطہرہ مین داخل ہین چنانچہ اسکی تفصیل آئندہ آتی ہی اور یہ کہ شریعت مطہرہ فراخ ہی کہ شامل اور قبول کرنے والی اس امت محمدیہ کے ائمہ ہدے کے سب اقوال کو ہی اور یہ کہ ہر ایک اُنمین سے دانا اور بینا صراط مستقیم پر ہی اور انکا اختلاف امت ہی کی رحمت کے لیے خداے علیم وحکیم کی تدبیر سے پیدا ہوا ہی انتہے صفحہ ۱۱ ای بھائی بچنا اس بات سے کہ میزان کے دو مرتبون کو سنکر جلدی یہ کہنے لگے کہ مطلقاً مخیر کر دیا حتی کہ مکلف کو اختیار ہو جائے کہ جس حکم مین چاہے عزیمت یا رخصت پر عمل کرے کیونکہ تمھارے لیے پہلے بیان کر دیا ہی کہ ہر دو مرتبہ ترتیب وجوبی پر ہین نہ تخییر پر اس شرط کے موافق جو کہ ابتدا فصل ہفتم مین استثنا کے بیان مین آتی ہی اور یہ جو شخص عزیمت پر قادر ہی وہ فعل رخصت کی طرف نہ جائے میرے پاس ایک طالب العلم ایسے وقت مین آیا کہ مین مذاہب کے دلائل

ائمہ اربعہ اور انکی مقلدین ہدایت پر ہین

اختلاف ائمہ امت کے لیے رحمت ہے

مکلف کو تخییر مطلقا نہین بلکہ صورت خاص مین

اور اقوال علما لکھ رہا تھا اسنے دیکھکر یہ خیال کیا کہ مین طالبین کے لیے اس لحاظ سے
کہ سب امام ہدایت پر ہین عزیمت اور رخصت کا اختیار دیتا ہون اس خیال سے مجھپر اعتراض
کے لیے لوگون سے کہنے لگا کہ فلان شخص کسی مذہب کا مقید نہین اور یہ بطریق عیب گ
کہا نہ اسطور پر کہ مجھکو ادلۂ ائمہ پر اطلاع ہی خدا اسے تعالے اِسے معاف کرے کیونکہ اس
میزان عجیبہ کو نہین سمجھا سب بھائیون کو معلوم ہووے کہ مذاہب ائمہ کے کسی مذہب کی مین نے تقریر
نہین کی مگر اس طور پر کہ اُس صاحب مذہب کے دلائل پر اطلاع حاصل کی ہی نہ صرف حسن ظن و تسلیم
سے چنانچہ بعض علما کرتے ہین اور جسکو اس بات مین شک ہو تو میری کتاب منہج المبین فی
بیان ادلۃ المجتہدین کو ملاحظہ کرے کہ یقیناً میرے صدق کو معلوم کریگا رہا شک کہ یہ کہا ہی؛
اب تمکو معلوم ہوا کہ مین مکلف کو باوجود قدرت کے فعل عزیمت پر کہ اسکے لیے متعین ہی اختیار
رخصت اور عزیمت مین نہین دیتا معاذ اللہ کہ مین ایسا کہون کیونکہ یہ تو دین مین گویا
کھیل ہی چنانچہ پہلے گذر چکا رخصت تو اُسی کے لیے ہوتی ہی کہ جو فعل عزیمت مذکورہ پر قطعاً
قادر نہو کیونکہ اُسوقت رخصت مذکورہ ہی اسکے حق مین عزیمت ہو جائیگی انتہی صفحہ ١٢
اگر کوئی کہے کہ تمھارے نزدیک کیا مقلد پر واجب ہی کہ اپنے مذہب کے دو قولون مین سے کہ جو ارجح
اور غالب ہو اُسپر عمل کرے تو جواب یہ ہی کہ ہان اُسپر یہ امر واجب ہی جبتک اِس میزان کے مقام ذوقی
تک نہین پہونچا (یعنے مجتہد نہین ہوا) چنانچہ اسی پر ہر زمانہ مین لوگونکا عمل رہا ہی بخلاف
اس صورت کے کہ مقام ذوق تک پہونچے اور دیکھنے لگے اقوال سب علما کے اور اُنکے علم کے
دریاؤن کو کہ شریعت اولی کے چشمہ سے پھوٹتے ہین جو وہین سے نکلتے ہین اور پھر ادھر ہی کو
آخر مین جاتے ہین اگر کوئی کہے کہ صحیح اعتقاد ہو نہین کوئی اس بات کا محتاج نہین ہی کہ بطریق
ذوق اس بات کو معلوم کرے کہ جمیع ائمہ ہدایت پر ہین بلکہ تسلیم ویقین کا اعتقاد کافی ہی
چنانچہ اسپر ہر زمانہ مین عمل اکثر طالب علمون کا ہی تو جواب یہ ہی کہ ہمنے پہلے بیان کر دیا ہی کہ
ائمہ کے حق مین ادنے درجہ ہی کہ اُنکے اقوال کی صحت کو تسلیم کرے مگر ہماری غرض اس
میزان سے یہ ہی کہ اِس سے ترقی کرے یعنے مقلد بھی اُن دلائل پر مطلع ہو کہ جنپر ائمہ واقف
ہوے ہین یا بطریق نظر و استدلال (کہ جو خاصہ مجتہد کا ہی) یا بطریق کشف اور مشاہدہ کے

تخیر مطلقاً دین مین کھیل ہے

بعض مسئلے مین قول راجح پر عمل کرنا ضرور ہے جبتک مرتبہ ذوق نہ پہونچے

تسلیم صحت اقوال ائمہ ادنی درجہ ہے

اور امام احمدؒ کہا کرتے تھے کہ اپنے عمل کو وہان سے لو جہان سے ائمہ نے لیا ہی اور تقلید پر قناعت
نہ کرو کیونکہ یہ چشم پوشی بصیرت سے ہی (مطلب یہ ہی کہ اس درجہ کے حصول کی کوشش کرو جسکا ذکر
آتا ہی) صفحہ ۷۱ — اور نقل کیا ہی جلال سیوطی رحنے علماء کثیرہ کی جماعت سے کہ وہ لوگونکو (موافق
حال سائل کے) مذاہب اربعہ پر فتوے دیتے تھے خاصکر ایسے عوام کو کہ مقید کسی مذہب کے
نہوتے تھے اور اسکے قواعد اور نصوص سے ناواقف تھے اور یون سمجھا کرتے تھے کہ اگر کسی عالم کا قول بھی
انکے موافق آپڑا تو مضائقہ نہیں الخ اگر کوئی کہے کہ ان علماء سے یہ بات کیونکر منقول ہوئی کہ وہ ہر

وجہ فتوے بعض علما مذاہب اربعہ پر موافق حال مردمان باوجود مقلد ہونیکی

مذہب پر فتوے دیتے تھے حالانکہ وہ خود مقلد تھے اور مقلد کا حال یہ ہی کہ اپنے امام کے قول سے باہر نہو تو جواب
یہ ہی کہ احتمال اس امر کا ہی کہ یہ صاحب اجتہاد مطلق منتسب کے مقام پر کہ اسکا اہل اپنے امام کے قواعد سے
خارج نہیں ہوتا پہونچگئے ہون مثل ابی یوسف و محمد بن الحسن و ابن القاسم و اشہب و مزنی و ابن المنذر
و ابن سریج کے کہ یہ سب اگرچہ لوگون کو ایسے بات کا بھی فتوے دیتے تھے کہ انکے امام سے اسکی بابت
تصریح نہ تھی لیکن اپنے امام کے قواعد سے نکلے نہ تھے اور جلال سیوطی رحنے لکھا ہی کہ اجتہاد مطلق
دو قسم ہی مطلق غیر منتسب چنانچہ اسپر ائمہ اربعہ ہین اور مطلق منتسب چنانچہ اسپر بڑے بڑے انکے
شاگرد تھے جنکا ہمنے ذکر کیا ہی کہا جلال نے کہ بعد ائمہ اربعہ کے سوائے امام محمد بن جریر طبری نے دعوے
اجتہاد مطلق غیر منتسب کا نہین کیا سو وہ بھی کسی نے تسلیم نہین کیا آہ اور یہ بھی احتمال ہی کہ یہ علما
جو لوگون کو چارون مذاہب پر فتوے دیتے تھے تو انکو خدا نے شریعت اولی پر مطلع کر دیا ہو اور
دیکھ لیا ہو کہ اقوال ائمہ مجتہدین کی شریعت کے متصل ہین (بنظر کشف وغیرہ) اور لوگون کو
فتوے بحکم ہر دو مرتبہ میزان کے دیتے ہون نہ مطلقاً تخییر کے طور پر کما مر اور قوی کو رخصت اور ضعیف کو عزیمت کا حکم
نہ کرتے ہون گویا وہ قائم مقام اہل مذاہب اربعہ کے ہین انکے مذاہب کی تقریرین اور انکو خدا نے
انکے سب ادلہ پر مطلع کر دیا ہو اور ہمکو یہ بات بیشک پہونچی ہی کہ جماعت علماے سلف کی اس
مقام پر پہونچی ہی مثل شیخ ابی محمد جوینی اور امام ابن عبد البر مالکی کے اور اسپر دلیل یہ ہی کہ ابو محمد نے
ایک کتاب مسمی بہ محیط التصنیف کی ہی کہ اسمین کسی مذہب خاص کی تقلید نہین کی ہی جیسا نچہ
زرکشی سے پہلے ہو چکا ہی اور ایسا ہی ابن عبد البر کہا کرتے تھے کہ ہر مجتہد مصیب ہی اب یا تو
ان صاحبون نے ایسا کہا یا کیا اسلیے کہ شریعت کبرے پر مطلع ہوے ہون اور جمیع علما کے اقوال

ف عبادت تلفیقی بدون شرائط صحیح نہین ہے

وہین سے متفرع جان لیے جسطرح کہ ہم بحمد اللہ مطلع ہوے ہین اور یا اس لحاظ سے کہا کہ شارع نے
مجتہد کے اِس حکم کو کہ اُسنے اِسپر فتوے دیا ہی اسکے قول سے مقرر کر دیا اور اسکو کہتا ہی کہ اگر تمنے
کوئی شرط ان شروط سے چھوڑ دے تو تیری عبادت اِس مذہب پر غیر صحیح ہوگی کیونکہ
تلفیق کے طور پر کہ چند مذاہب ملائے جاوین عبادت کرنا صحیح نہین ہی مگر یہ کہ ان مذاہب کے شرائط
مجتمع ہوجاوین آہ اور یہ اسکا کہنا دین کی احتیاط کے لیے اور اس بات کے خوف سے ہی کہ
کسی بندۂ مسلمان کی عبادت مین نقصان لازم نہ آئے اگر تو کہے کہ کیا اِس شخص کو کہ مذاہب اربعہ پر

ف مذاہب اربعہ پر فتوے دینے کے لیے ارجح اقوال پر ہر مذہب کے واقف ہونا ضرور ہی

فتوے دیتا ہی لائق ہی کہ مقلدین کو (اسکے مذہب سے) ارجح اقوال پر فتوے دے یا جس قول پر
چاہے تو جواب یہ ہی کہ اسکو یہی لائق ہی کہ لوگون کو سوائے ارجح اقوال کے فتوے نہ دے کیونکہ مقلد نے
اس سے فتوے اس بات کا پوچھا ہی کہ اسکے امام کے مذہب سے ارجح قول تبلادے نہ یہ کہ جو اسکے
علم مین صحیح ہو تبلادے ہان جبکہ مرجوح سائل کے طریقہ مین زیادہ احتیاط رکھتا ہو تو جائز ہی بسبب
فتوے دینا اور کوئی حرج نہین ہی (یہ باعتبار مصلحت خاصہ کے ہی ورنہ فتوے قول مرجوح پر خرق
اجماع ہی کما فی الشامی وغیرہ) اور جبکہ جلال سیوطی رہ نے اجتہاد مطلق منتسب کا دعوے کیا تو لوگون
(یعنے شافعیہ) کو امام شافعی کے مذہب سے ارجح قول پر فتوے دیتا تھا تب بعض نے کہا کہ تم انکو جو تمھارے
نزدیک مرجح ہی فتوے کیون نہین دیتے تو کہا کہ وہ مجھسے اس بات کا فتوے نہین پوچھتے
بلکہ مجھسے یہ پوچھا ہی کہ امام شافعی اور اسکے اصحاب کیسے ہین اب وہ عالم جو کہ لوگون کو فتوے
مذاہب پر دے اِس بات کا محتاج ہوگا کہ ہر مذہب کے اقوال سے ارجح کو پہچان لے تب
مقلدین کو فتوے دینے کے لائق ہوگا ہان جبکہ کسی سائل کو پہچان لے کہ اُسے اسکے دین و علم پر

ف مذہب کے مقید رہنے سے درجۂ ولایت کو پہونچ سکتا ہی

بھروسا ہی اور اسکا دل اسکے فتوے پر خوش ہی اگرچہ اسکے نزدیک مرجوح ہو تو ایسا شخص ہر مذہب کے
ارجح اقوال کا محتاج نہین انتہی اسکو جان لے صفحہ ۱۶ - ذکر کیا شیخ محی الدین نے فتوحات مکیہ مین
اور دیگر اہل کشف نے کہ جب بندہ مقامات قوم پر ایک مذہب کا مقید ہو کر چلتا ہی اور دوسرے کو
نہین دیکھتا تو ضرور ہی کہ یہ مذہب اسکو مقام معین تک پہونچادے کہ اسکے امام نے وہان سے
لیا ہی اسوقت جمیع اقوال ائمہ کو دیکھتا ہی کہ ایک ہی دریا سے نکلے ہین ایسے حال مین اس سے
ضرورۃً تقلید چھوٹ جاتی ہی اور سب مذاہب کے صحت کا حکم کرتا ہی بخلاف اسکے کہ ابتک پہلے اس سے عقیدہ تھا

صفحہ ۱۰۳ - ۲۱ - فصل اگر کوئی کہے کہ ایسے مقام پر پہونچنے کی ایسی سبیل بھی ہے کہ شریعت مطہرہ پر اس قسم کی اطلاع ہو جاوے کہ انسان جمیع مذاہب کو جہاں سے مجتہدین نے اپنے مذاہب کو دیکھا ہی دیکھ لے اور ان سب کی صحت کو بطور کشف و یقین مشاہدہ کرے نہ صرف ایمان و تسلیم کے طور اور نہ بطور گمان و تخمین تو جواب یہ ہے کہ ایسے مقام پر پہونچنے کی یہ سبیل ہے کہ ایسے شیخ کے ہاتھ پر بیعت ہو اور ایسے کی راہ پر چلے کہ وہ عارف ہر حرکت و سکون میزان سے بشرطیکہ اپنے آپکو اسکے سپرد اس قسم کا کرے کہ جس قسم کا وہ تصرف کرنا چاہے اسکی جان و مال و عیال میں بطیب خاطر کرنے دے لیکن جبکہ شیخ نے کہا (مثلاً) کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دے یا اپنا حق مال یا وظیفہ سے اٹھالے اور علیحدہ ہو جا اُسوقت یہ مرید توقف کرے تو اسکو شریعت مذکورہ تک پہونچنے کی خوشبو بھی نصیب نہوگی اگرچہ عادۃً خدا کی عبادت ہزار سال تک کرتا رہے اگر تو پوچھے کہ یہاں حالت سلوک میں (پیر کے ہاتھ پر) کوئی اور شرطیں بھی ہیں تو جواب یہ ہے کہ ہاں انمیں سے ایک یہ شرط ہے کہ رات دن میں ایک لحظہ بے وضو نہ رہے اور مدت سلوک میں افطار نہ کرے یعنے صائم الدہر رہے مگر بضرورت (شرعیہ) اور کوئی شئی ایسی بالکل نہ کھاوے کہ جسمیں روح ہو اور نہ کھاوے کچھ مگر حالت اضطرار میں اور کسی ایسے کا کھانا نہ کھاوے کہ جو اپنی کمائی میں پرہیزگار نہو مثلاً وہ شخص نہو کہ اُسکو لوگ بوجہ اسکے نیکبختی و زہد کے کھانا دیتے ہوں و مثلاً وہ شخص نہو کہ ایسے سے دین لین کرتا ہے کہ جو پرہیزگار نہیں جیسے زمیندار لوگ اور امراء وغیرہ اور ایک لحظہ بھر خدا کی یاد سے غافل نہ رہے بلکہ ہمیشہ رات دن مراقبہ میں رہے کبھی حاضر کرے نفس کو مقام احسان پر گویا اپنے رب کو دیکھ رہا ہے اور کبھی حاضر کرے نفس کو بعد احسان کے مقام ایقان پر اور دیکھے اپنے رب کو کہ وہ اسکی طرف ہمیشہ دیکھتا ہے بطور ایمان کے نہ بطریق شہود کے کیونکہ یہ مرتبہ تنزیہ خدا عز و جل کے مقام کے لیے کمال تر ہے شہود عبد سے گویا کہ وہ اپنے رب کو دیکھ رہا ہے کیونکہ اسکو مشاہدہ نہوگا مگر اسی کا کہ اسکے خیال میں قائم ہوا ہے اور خداے تعالے ہر شئی سے برتر ہے کہ دل میں اسکا خطرہ آوے اس بات کو سمجھنا چاہیے اگر کوئی کہے کہ اس میزان کے صاحب کے سلوک کی کیفیت کیسی ہوتی ہے تو جواب یہ ہے کہ میں نے پہلے اس طریقہ کو خضر علیہ السلام سے بطور علم و ایمان تسلیم کے حاصل کیا پھر سلوک میں اپنے سردار علی الخواص کے ہاتھ پر بیعت کی حتی کہ عین شریعت تک ذوق و کشف و یقین کے طور واقف ہوگیا مجھے اسمیں کچھ شک نہیں رہا اور کئی سال تک مجاہدہ نفس کیا

شریعت اور اسلام اقتضا ہونا کہ طریقہ

کیفیت اعلیٰ ہونا عطا کرنا رب

ہون اپنے لیے ایک رسّی چھت مین لٹکار کھی تھی اور اپنی گردن سے اسکو باندھ رکھا تھا حتی کہ
اپنے پہلو کو زمین پر نہ رکھتا تھا اور پرہیزگاری مین مبالغہ کرتا تھا یہانتک کہ جب اپنے مرتبہ کے
موافق کھانا نہین پاتا تھا تو مٹی کو چاٹتا تھا اور مٹی مین ایک قسم کا چکناپن مثل گوشت یا گھی یا دودھ
کے پاتا تھا اور مجھسے پہلے اس بات مین ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ سبقت کر چکے ہین کہ وہ بیس بیس روز
تک مٹی چاٹا کرتے تھے جبکہ طعام حلال کو گمشدہ پاتے تھے کہ انکے مقام کے لائق مشکل ہوتا تھا
علٰی ہذا مین کسی امیر کے دیوار کے سایہ کے تلے سے نہ گذرتا تھا اور جبکہ سلطان غوری نے ایک مدرسہ
مدرسہ اور قبۂ زرقا کے درمیان بنایا تو مین کاغذی بازار سے جاتا تھا اور پانی کی بازار سے نکلتا تھا
اور اُسکے سایہ کے تلے سے نہ گذرتا تھا یہی حکم ہر سب ظالمون اور امرا و اعوان کی عمارات کا اور مین
کوئی چیز بدون نہایت ٹٹول کے نہین کھاتا تھا اور رخصت شرعیہ پر کفایت نہین کرتا تھا اور
مین بحمد اللہ ابتک اُسی حال پر ہون لیکن مشاہدہ مین کسیقدر اختلاف ہی کیونکہ پہلے تو یہ
حال تھا کہ اسکے مالک کے ہاتھ کی طرف دیکھ لیتا تھا اور اب اسکے رنگ و بو و ذائقہ کو دیکھتا ہون
تو حلال مین عمدہ خوشبو پاتا ہون اور حرام مین بدبو اور شبہہ کی چیز مین حرام سے کچھ کم بدبو ان
علامات کو دیکھ کر چھوڑ دیتا ہون اس بات نے مالک کے ہاتھ کی طرف دیکھنے سے مستغنی کر دیا
اسپر بھروسا نہین کرتا خدا کا اسپر شکر کرتا ہون اور جبکہ یہانتک میری سیر ہو چکی تب مین دیدۂ
دل سے عین شریعت مطہرہ پر کہ وہانسے ہر عالم (مجتہد) کا قول متفرع ہوتا ہی واقف ہو گیا اور
ہر عالم کی جدول کو وہان دیکھ لیا ہون اور سبکو صرف شرع (بدون خلط امر آخر) دیکھا اور
جان لیا اور محقق یہ امر ہوا کہ ہر مجتہد مصیب ہی لطور کشف و یقین نہ بطور ظن و تخمین کے کیونکہ
کوئی مذہب شریعت مین ایک دوسرے سے اولے نہین ہی اگرچہ میرے سامنے ہزار جھگڑا کرو
جھگڑے کہ فلان مذہب فلان پر بلا دلیل غالب ہی پر میرا دل تو ادھر نہین جائیگا ہان اسکی
خاطر کے لیے اسکی بات کہدون تو خیر کیونکہ وہ پردہ (غفلت) مین ہی اس سے کہون گا
کہ تمھارا مذہب تمھارے نزدیک غالب ہی نہ میرے نزدیک اور منجملہ ان امور کے کہ عین
شریعت مین جداول اُن مجتہدین کے مین نے دیکھے کہ وہ مذاہب پرانے ہو گئے لیکن
خشک ہو گئے اور پتھر بنگئے اور کسی جدول کو اُنمین سے سوائے ائمہ اربعہ کے

جاری نہین دیکھا اسکی تعبیر یہ سوجھی کہ یہ مذاہب مقدمات قیامت تک باقی رہینگے صفحہ ۲۳- اگر
تم کہو کہ اس شخص کا کیا حکم ہی کہ جو حلال کھائے اور گناہ چھوڑے اور اپنے طور پر بدون بیعت
شیخ کے مجاہدہ کرے تو کیا وہ شریعت اولے کے مقام تک پونہچ سکتا ہی تو جواب یہ ہی کہ کسی
انسان کو مقامات عالیہ تک پونہچنا صحیح نہین مگر ایک دو امر سے ہونا چاہیے یا تو جذب الٰہی سے
یا سلوک شیخ صادق کے ہاتھ پر ہو کیونکہ انسانون کے اعمال مین علتین ہین بلکہ اگر ان علل کے زوال پر
قادر بھی ہو جائے تب بھی عین شریعت تک اسکا پہونچنا صحیح نہین کیونکہ وہ اپنے امام کی تقلید کے
دائرہ مین مقید ہی اور وہ امام ہمیشہ اسکو شریعت اولی سے کہ اسکا امام وہان سے واقف ہے
روکتا ہی ممکن نہین کہ وہانسے تجاوز کرکے مشاہدہ کرے سوائے اسکے کہ دوسرے شیخ کے ہاتھ پر
کہ اس سے مقام اعلے پر ہوا کابر ائمہ عارفین سے جیسا کہ اوپر گذر چکا بیعت کرکے اس راہ پر چلے
اور اسپر محال ہی یہ کہ بجز سلوک مذکور کے اس بات کا عقیدہ رکھے کہ ہر مجتہد مصیب ہی حتی کہ اسکا
مساوی ہو شہود مین (یہانتک کہ یہ کہا ہی) اور قول کل مجتہد مصیب کا ایسے شخص کے حق مین ہوا
کہ جسکی سیر منتہی ہو چکی اور تقلید سے نکل چکا اور معلوم کر چکا بطور مشاہدہ کے کہ شریعت اولی سے علما
(مجتہدین) کے اقوال نکلے ہین اور قول اس شخص کا کہ کہتا ہی کہ مصیب ایک ہی لا علی التعیین اور
باقی احتمال صواب کا رکھتے ہین اس شخص کے حق مین ہوا کہ جسکے سیر پوری نہین ہوئی اور کسی قول کو
دوسرے پر ترجیح نہین دیتا (یعنے ابھی وہ مقلد ہی) اللہ تعالی کا اسپر شکر کرو الحمد للہ رب العالمین
اب تقریر بالا سے معلوم ہوا کہ جو عالم شریعت اولی کی طلب کرے تو اسپر واجب ہی شیخ کا مرید
ہونا اگرچہ اس عالم کے دوست وغیرہ اسکے علم و عمل و زہد و تقوی پر متفق ہون اور اسکو قطبیت
کبرے کا لقب دین صفحہ ۲۴- اگر تم کہو کہ جب ولی کا دل تقلید سے علیحدہ ہوا اور سب مذاہب کو صحت مین
بباعث اسکے کہ سب دریائے شریعت سے ہین بطور کشف و یقین کے مساوی سمجھنے لگا تو اپنے
مرید کو کیونکر التزام مذہب معین کا کہ خلاف مذہب کے نہ دیکھے حکم کرتا ہی تو جواب یہ ہی کہ شیخ اپنے
مرید سے بطور شفقت یہ امر کرتا ہی کہ طریق قویم پر جلدی پہونچے اور اسکے دل کی پراگندگی جمع ہو جائے
اور ایک مذہب مین ہمیشہ چلے پھر وہ چلنا اسکو تھوڑے زمانہ مین اس شریعت پر پہونچا دیگا کہ جسپر
اسکا امام واقف ہوا ہی اور وہانسے اپنے مذہب کو لیا ہی کیونکہ مجتہد کے یہ شان ہی کہ اپنے قول کو

دوسرے مجتہد کے قول پر بنا نہ کرے اگرچہ اسکے مذہب کے صحت کو مانتا ہی کیونکہ ایمین اپنے
مقلدین کے دل پریشانی سے بچتے ہین اور اہل علم کا قول ہی کہ جو شخص ایک مذہب کا (مثلاً)
ایک مدت تک مقید رہا پھر ایک مدت دوسرے مذہب کا مقید رہا علے ہذا وہ شخص کہ ایک
مقام بعید کے ارادہ پر سفر کو نکلا جبکہ سفر کے تیسرے حصہ پر پہونچا اُسوقت یہ خیال کیا کہ اگر اپنے
مقام معہود کے لیے فلانی راہ سے چلتا تو اس راہ سے اور قریب پڑتا پھر وہانسے لوٹ کر
دوسرے رستہ کے شروع پر جا کر اسی مکان (مقصود) کو چلنے لگا پھر وہانسے بھی مثلاً
ایک ثلث تک جا کر خیال کرنے لگا کہ اگر اور راستہ (تیسرے) سے چلتا تو اور بھی مقصود کے قریب
ہوتا جیسا کہ پہلے اسکا ذکر ہوا علے ہذا القیاس اب ایسا شخص اکثر اپنی ساری عمر اسی چلنے مین
فنا کر دیتا ہی اور مقصود معین تک کہ وہ عین شریعت ہی جہانتک اِسکا امام یا اُسکے مذہب کے اصحاب
ہین نہین پہونچتا سوا اسکے طالب (مقلد) کا ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف جانے مین
اِس امام کے جسکے مذہب کو چھوڑا ہی توہین ہی چنانچہ اسکی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ فصل مین
جہان اِسکی بحث ہی آتی ہی کیونکہ اگر اس شخص کا امامون کے بارہ مین صحیح عقیدہ ہوتا اور انکو ہدایت پر
جانتا تو دوسرے مذہب کی طرف نہ جاتا بلکہ اِس امر کی گواہی دیتا کہ جس مذہب پر مقلد کا عمل ہو
اسکو جنت کو پہونچا دیگا چنانچہ اسکا بیان اس باب کے آخر مین میزان کی محسوس مثالون مین
انشاء اللہ تعالیٰ آئیگا اور مین نے اپنے سردار علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا کہ فرماتے تھے
علماے شریعت نے جو طالب کو التزام مذہب معین کا اور علماے حقیقت نے مرید کو ایک
شیخ کے مرید ہونے کا حکم کیا ہی تو اسی واسطے کہ جلد منزل مقصود تک پونہچین صفحہ ۲۵ - اگر
تو کہے کہ پہلے یہ معلوم ہو چکا ہی کہ ولی کامل کسیکا مقلد نہین ہوتا اور اپنے علم کو اُس جگہ سے
لیتا ہی کہ جہانسے مجتہدین نے لیا ہی حالانکہ ہم دیکھتے ہین کہ بعض اولیا بعض ائمہ کے
مقلد رہے ہین تو جواب یہ ہی کہ کبھی تو یہ تقلید اسلیے ہوتی ہی کہ وہ ولی مقام کمال تک نہین پونہچتا
یا پونہچا بھی لیکن ادب کے لحاظ سے اِس مذہب کا مقید رہتا ہی کیونکہ پہلے اس مذہب کے موافق
رہچکا ہو اور اسکے مجتہد کو خدا نے ایسا مقتدا بنا دیا ہی کہ زمین مین اسکا مذہب مشہور ہو گیا ہی
اور کبھی یہ ہوتا ہی کہ یہ ولی اُس مجتہد کے قول کے موافق اسلیے ہو جاتا ہی کہ اسکو بھی اِسکی دلیل کا

ف نتیجہ اسکا کہ جو اپنی عمر چند مذاہب مین صرف کرے

ف اپنا مذہب بلاوجہ چھوڑنے مین اپنے امام پر گونہ طعن ہی

ماخذ معلوم ہوجاتا ہی تو یہ اتفاقی بطور کشف اجتماع ہوا نہ بطور تقلید کے اِس صورت مین اسم ولی کی
تقلید شارع کی ہوئی نہ غیر کی اور یہان کوئی ولی نہین مگر شارع سے اپنے علم کو لیتا ہی اور اسپر حرام ہی
کہ چلے وہان پر جہان کہ قدم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے آگے نہ دیکھے تین نے ایکبار اپنے سردار
علی الخواص رح سے پوچھا کہ سیدی شیخ عبد القادر جیلانی رضہ کا امام احمد حنبل رح کے مذہب کی تقلید
کرنا اور حضرت شیخ محمد حنفی شاذلی کا امام ابو حنیفہ رح کے مذہب کی تقلید کرنا کیونکر جائز ہوا حالانکہ
یہ دونون بزرگ قطبیت کبریٰ سے مشہور ہین اور اس درجہ والا سوا اے شارع کے اور کسی کا
مقلد نہین ہوتا تو شیخ رضہ نے جواب دیا کہ شاید یہ بات انکی اس مقام پر پونہچنے سے پہلے ہوئی ہو
پھر جبکہ وہ اس مقام پر پونہچے ہون لوگون نے انکو انھین مذاہب کی طرف باوجود نہ مقلد
رہنے کے منسوب کر دیا ہوا ہی صفحہ ۱۳۱ — اور پہلے بھی گذر چکا کہ جب خدا نے مجپر اس بات کا
احسان کیا کہ مین نے عین شریعت پر اطلاع پائی تو مین نے سب مذاہب کو پاس پاس دیکھا اور
چارون مذہب کی کُل جدولون کو جاری دیکھا اور باقی مذاہب کو جو پُرانے ہو گئے تھے دیکھا کہ تیم
ہو گئے ہین اور ان ائمہ اربعہ کے مذاہب سے امام ابو حنیفہ کے مذہب کی جدول کو بہت بڑی دیکھا
اِسکے قریب امام مالک کے مذہب کی جدول اسکے قریب امام شافعی کی جدول اسکے قریب امام احمد حنبل کی
جدول اور سب سے چھوٹی جدول امام داؤد کی مذہب کی دیکھی اور وہ قرن خامس مین ختم ہو چکی تھی جسکی
تعبیر یہ معلوم ہوئی کہ ان مذاہب کے زمانہ زیادہ رہینگے اور اس (آخر کا) کم زمانہ ہوگا اور جیسا امام
ابو حنیفہ رح کا مذہب سب مذاہب سے پہلے جمع ہوا ہی علے ہذا سب سے آخر ختم ہوگا اور اہل کشف یہی کہتے ہین
صفحہ ۳۲ — اور مین نے اپنے شیخ شیخ الاسلام زکریا رح سے سنا بارہا کہا کرتے تھے کہ عین شریعت
بمثل دریا کے ہی جسطرف سے چلو بھریگا تو وہی ایک دریا ہی اور یہ بھی اُنسے مین نے سُنا کہ فرماتے تھے
بچتے رہو اس سے کہ کسی مجتہد کے قول کا انکار یا تخطیہ جھٹ پٹ کرنے لگو مگر بعد اسکے کہ شریعت کے سب
دلائل کا احاطہ کرو اور جمیع لغات عرب کے کہ شریعت اسکو شامل ہی اور اسکے معانی اور طریقہ کی واقفیت
پیدا کرو جب اس قسم کا احاطہ کر لو تب جس امر کا انکار کرتے ہو بجا او ر بجبر ہی لیکن یہ بات تمکو کہان نصیب
ہو سکتی ہی کیونکہ طبرانی نے مرفوعًا (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے) روایت کی ہی کہ میری شریعت مین سو
ساٹھ طریقہ پر ہی جو شخص جس طریقہ پر چلا نجات پا گیا۔ انتہی الحمد للہ رب العالمین — صفحہ ۳۴

بات کو معلوم کرو کہ اس میزان کے موئدوہ امر ہی جسپر اہل کشف کا اتفاق ہی اور شیخ محی الدین رح نے
فتوحات کے مسیح خمس مین جہان کلام کیا ہی اسکی تصریح کردی ہی اور یون کہا ہی کسیکو لائق نہین ہی
کہ کسی مجتہد کو خطا وار سمجھے یا طعن کرے کیونکہ اس شرع کو کہ وہ خدا کا حکم ہی مجتہد کے حکم نے
مقرر کردیا ہی اب وہ خدا کی شرع ہوگئی کہ خدا نے اسکو مقرر کیا ہی اور اس ممانعت مین اکثر
اصحاب مذاہب پڑجاتے ہین اسلیے کہ انکو یہ جو ہمنے تبلادیا ہی معلوم نہین باوجودیکہ وہ عالم
ہین اور جسنے کسی خاص مجتہد کی خطا بیان کی تو گویا شارع کے حکم مقررہ کی خطا ظاہر کی انتہی
صفحہ ۴۰ و ۴۱ - اگر تو کہے آج کل ایمہ مجتہدین (مثل ایمہ اربعہ کے) مرتبہ پر پونہچنا ممکن ہی تو جواب
یہ ہی کہ ہان ممکن ہی اسلیے کہ اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہی اور ہمکو کوئی دلیل اسکے منع پر نہین ملی
اور بعضون نے کہا ہی کہ لوگ آج کل اس مقام تک فقط بطریق کشف پونہچسکتے ہین نہ نظر و
استدلال کے طریق سے کیونکہ اس مقام کا بعد ایمہ اربعہ کے کسی نے دعوے نہین کیا مگر امام محمد بن
جریر نے اور وہ بھی کسی نے تسلیم نہین کیا چنانچہ گذر چکا اور بھی جنھون نے اجتہاد مطلق کا دعوے
کیا ہی تو مقصود اس سے اجتہاد مطلق منتسب ہی کہ اپنے امام کے قواعد سے خارج نہین تھے
مثلاً ابن القاسم و اصبغ کا امام مالک رح کے ساتھ اور امام محمد و ابو یوسف کا امام ابو حنیفہ رح کے
ساتھ اور مزنی و ربیع کا امام شافعی کے ساتھ تعلق ہی اسلیے کہ بعد ایمہ اربعہ کے کسی کو یہ طاقت
نہین کہ اس قسم کے مسائل استخراج کرے کہ جو ان اماموں نے نہ نکالے ہون کتاب و سنت سے
ہمارے علم مین تو یہی ہی اور جو شخص اسکا دعوے کرے تو ہم اس سے کہتے ہین کہ چند مسائل ایسے
نکال تو دے کہ ان ایمہ نے انکا استخراج نہ کیا ہو بیشک وہ مدعی اس بات سے عاجز ہو جاویگا اس
امر کو سوچ متعمداً ہم پہلے کہہ چکے ہین کہ یہ امر خدا کی قدرت مین ہی خصوصاً قرآن کے عجائبات احکام
فی الواقع منقطع نہین ہوے فالحمد للہ رب العالمین صفحہ ۴۴ - اور مین نے جلال الدین
سیوطی رح کی تحریر دیکھی کہ جسمین سائل نے حکم اس شخص کا کہ ایک مذہب سے دوسرے کی طرف جاوے پوچھا تھا اسکے
جواب مین سیوطی نے یہ لکھا تھا کہ میری راے مین مذہب چھوڑنے والے کے کئی حالات ہین ایک یہ کہ چھوڑنے کے لیے
دنیاوی امر باعث ہوا ہی مثلاً کسی لائق عہدے کے ملنے کی ضرورت ہی چنانچہ وظیفہ مقرر ہونا یا
بادشاہ سے قرب ہوجانا سو ایسے شخص کا حال مہاجر ام قیس کی طرح ہی کیونکہ یہی اسکا زیادہ

ف کسی مجتہد کی خطا بیان کرنی گویا شارع کی خطا ظاہر کرنی ہی

ف ائمہ اربعہ کے مقام پر بجز کشف کے کوئی نہین پونہچا اور جسنے بطریق نظر اسکا دعوے کیا تو مسلم نہین ہوا

ف استخراج مسائل خارج از مستخرجات ائمہ اربعہ کے علما طاقت اور ثبوت عجز کے وجہ

ف اپنے مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف جانے کی صورتین

مقصود ہی (کاتب الحروف کہتا ہی کہ اسکا حال مہاجرام قیس کی طرح نہین ہوسکتا کیونکہ
اول تو وہان پر کوئی محذور شرعی مثل اہانت یا تلعب بالدین لازم نہین آیا تھا بخلاف یہانکے
کہ مجرد ایسے دنیاوی امر کے لیے کہ جسکی ضرورت مرد متدین کو نہین ہی بصورت انتقال اپنے
مذہب حق سے لعب کرنا اور اہانت لازم آتی ہی دوم وہان پر ہجرت کرنا موجب ثواب عظیم (بلکہ
ضروری) تھا بخلاف یہانکے کہ انتقال مذہب مین کچھ ثواب نہین خصوصًا جبکہ تلعب ہوا اور نہ ضروری ہی سوم
اُسنے کو بغرض دنیاوی ہجرت کی تھی لیکن بظاہر تو مہاجرین مین داخل ہوگیا تھا کہ بحکم حدیث قدسی لَا یَشْقٰی بِھِمْ
جَلِیْسُھُمْ ثواب سے خالی نہین تھا بخلاف یہانکے فاین القیاس پس جائز کیونکر ہوگا اسی لیے دوسرے علماے
محققین شافعیہ مثل امام غزالی و امام الحرمین کہ بالیقین سیوطی سے افضل و محقق تر ہین منع فرماتے ہین اور محققین حنفیہ بھی ایسے شخص کو زجر و تعزیر
کا حکم دیتے ہین چنانچہ ایسی روایتین سابق گذر چکین اور آیندہ بھی آتی ہین) دوم یہ کہ دنیاوی
امر باعث ہو لیکن وہ عامی ہی فقیہ نہین اور مذہب کا صرف نام جانتا ہی مثل اکثر عوام اور ارکان
دولت و نوکر چاکر مدارس کے سو ایسے کا امر خفیف ہی جبکہ مذہب معین مزعوم سے دوسرے
مذہب کے طرف چلا جائے اور حرام کی نوبت تک نہ پہونچیگا کیونکہ وہ اتباب عامی ہی کوئی مذہب
اسکا (معتد بہ) نہین اور وہ نو مسلم کی طرح ہی کہ جس مذہب کو چاہے اختیار کرے (امین
بھی کلام سابق ہی اور مثل نو مسلم رہنا اسکا بعد قبول مذہب کے غیر مسلم ہی اور بڑی خرابی تلاعب
دین ہی فافہم) سوم اسکا باعث تو وہی امر دنیوی ہو لیکن اسکی لیاقت کے موافق کسی قدر زاید
ملنے کی امید ہی اور وہ دین مین فقیہ بھی ہی اب صرف شہوت نفس و غرض دنیاوی سے دوسرے
مذہب کے طرف جاتا ہی تو یہ امر بڑا سخت ہی غالبًا حرام کی حد تک پہونچتا ہی اسلیے کہ احکام شرعیہ کے
ساتھ صرف دنیاوی غرض سے کھیل کیا اور اسکو صاحب مذہب اول سے یہ اعتقاد نہین تھا
کہ وہ کمال ہدایت پر ہی کیونکہ اگر یہ عقیدہ رکھتا تو اپنے مذہب سے کبھی نہ پھرتا (اور یہی دلیل اول و
ثانی صورت مین جاری ہوسکتی ہی پھر تفرقہ صرف فقیہ ہونے کی وجہ سے غیر مسلم ہی) چہارم اسکا
مذہب کو چھوڑنا دینی غرض سے ہی لیکن وہ اپنے مذہب مین فقیہ تھا اور دوسرے مذہب کے طرف
اس غرض سے گیا کہ انکے نزدیک (باعث حصول نوع من الاجتہاد) اس مذہب کے دلایل کی
قوت اور وضاحت نظر آئے تو اسکو یا تو دوسرے مذہب کو اختیار کرنا واجب ہی یا جائز ہی

چنانچہ رافعی نے کہا ہی اور علما نے انکو ثابت رکھا ہی کہ جنھون نے امام شافعی کے مذہب کو اختیار
کیا تھا جبکہ امام شافعی مصر مین آئے حالانکہ پہلے وہان اکثر لوگ مالکی مذہب پر تھے تتمہ اسکا مذہب
کو چھوڑنا دین کی غرض سے ہو لیکن فقہ سے عاری تھا اور اپنے مذہب سے مشغول ہوا تو اس سے
کچھ حاصل نہوا اور دوسرے امام کے مذہب کو آسان پایا حتی کہ جلدی سمجھ لیتے اور فقیہ
ہونے کی امید رکھتا ہی تو اسپر انتقال قطعًا واجب ہوتا ہی اور باز رہنا حرام ہی کیونکہ ایسے
آدمی کا فقیہ بننا خواہ کسی امام کے مذہب سے ہو ہمیشہ کے جاہل رہنے سے (ایک مذہب پر) بہتر ہی
اسلیے کہ اسکا اپنے مذہب پر رہنا برائے نام ہی اور ایمان دار کے لیے جہل پر رہنا بڑا نقصان ہی
اور اُسکی عبادت کا صحیح ہونا نادر ہی کہا جلال السیوطی نے کہ مجکو بہی گمان ہی کہ طحاوی نے اسی وجہ سے
شافعی مذہب چھوڑکر حنفی اختیار کیا تھا آہ (اسکا پورا حال سابق گذرا) صفحہ ۵۸ ششم غرض
اسکے نہ دینی ہی نہ دنیاوی اب اگر عامی ہی تو جائز ہی (اسمین بھی کلام ہی کیونکہ ایسے جاہل کو
سزا دینا مثل طامع دنیا کے بعض علما سے منقول ہی کما سیاتی پس سد باب تلعب ضرور ہی) لیکن
فقیہ کو مکروہ ہی یا اسکو منع کیا جاوے کیونکہ اسکو اپنے مذہب کی فقہ تو حاصل ہو چکی ہی اب ایک
اور زمانہ چاہیے کہ دوسرے مذہب کی فقاہت حاصل کرے جس سے اصلی مطلب سے رہجائیگا
اور کبھی دوسرے مذہب کے مقصود حاصل کرنے سے پہلے ہی فوت ہو جائیگا اسلیے ایسے آدمی کو
یہ خیال چھوڑنا مناسب ہی انتہی کلام الجلال السیوطی رح اس تقریر سے صورتین انتقال مذہب کی
معلوم ہوئین اول وثانی وششم مین رائے سیوطی رح کے مخالف اکابر محققین شافعیہ وغیرہ کی ہی
پس احتیاط واعتماد ان اکابر کے اقوال پر ہی علاوہ اسکے غیر مقلدین کو یہ بھی حجت نہین کیونکہ
وہ تو کسی مذہب کے پابند رہنا تو کیا اسکی طرف منسوب ہونا بھی پسند نہین رکھتے اور نہ یہ کہتے ہین کہ
ایک مذہب سے دوسرے کی طرف جانا چاہیے یا نہین وہ تو سرے سے کسی مذہب کے قائل ہی
نہین بلکہ عامل بالحدیث کہلاتے ہین پس انتقال مذہب کا بوجہ ضرورت شرعیہ یا دنیویہ انکو حجت نہین ہی

فصل - اسمین تعداد روایات علماے متقدمین ومتاخرین محققین کا ذکر ہی کہ بعض انکے
مثبت تقلید شخصی ہین اور بعض التزام مذہب معین پر دال ہین اور بعض مانع عمل مذہب
غیر ائمہ اربعہ ہین اور بعض مبطل تخییر علی الاطلاق ہین - ۱ - روایت علامہ طحطاوی کی کہا

۷ انتصار الحق صفحہ ۶۵

بعض مفسرین سے نے مسلمانوں اس فرقۂ ناجیہ کی پیروی ضروری سمجھ کہ جو اہل سنۃ والجماعت ہی
اسلیے کہ خدا کی توفیق اور مدد انکی موافقت مین ہی اور خرابی اور غصۃ اللہ کا انکی مخالفت مین ہی اور
یہ فرقۂ ناجیہ بیشک آجکل (بلکہ ایک مدت سے) چار مذاہب پر مجتمع ہو چکا ہی اور وہ حنفی شافعی
مالکی حنبلی ہی اور جو شخص اس زمانہ مین (بلا ضرورت شرعیہ) اس فرقہ سے خارج ہوا تو وہ
اہل بدعت اور ناری ہی انتہی ۲- روایت علامۂ محقق سید سمہودی کے شیخ ابن الہمام رح سے
کہ وہ نقل کرتے ہین امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر سے اور کلام انکا یہ ہی اور کہا محقق
حنفیہ کمال ابن الہمام رح نے نقل کیا امام فخر الدین رازی رح نے کہ محققین کا اسپر اتفاق ہی
کہ عوام (یعنے غیر مجتہد) صحابہ کی تقلید نہ کرین بلکہ انکی تقلید کرین کہ جو صحابہ کے بعد کے لوگ
ہین کہ جنھون نے سب مسائل کو جمع اور درست کیا ہی اسی بنا پر بعض متاخرین نے منع کیا ہی
کہ سوا ے ائمہ اربعہ کے اور کسی کی تقلید نہ کیجائے کیونکہ انکے مسائل ضبط ہو چکے اور جو
تقیید و تخصیص عموم کی انمین ہوئی ہی اور مذاہب مین نہین ہی اسلیے کہ انکے متبعین جاتے رہے
اور یہی صحیح ہی انتہی ۳- روایت شیخ ابن الہمام رح کی تحریر مین یہ ہی کہ اسپر اجماع ہو چکا کہ مخالف
ائمہ اربعہ کے اور کسی کی مذہب پر عمل ہونا چاہیے انتہی ۴- روایت صاحب اشباہ والنظائر
کہ جسنے ائمہ اربعہ کا خلاف کیا تو اجماع کا خلاف کیا انتہی ۵- روایت سید سمہودی کے
عقد الفرید مین ۶- روایت قاضی ثناء اللہ کی تفسیر مظہری کے صفحہ ۲۹۲ مین ۷- روایت
امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر مین کہ عامی پر تقلید علما کی واجب ہی انتہی اور اسکا مرجع مجتہد
تک ہی ہوگا ۸- روایت مسلم الثبوت کی وہ یہ ہی کہ غیر مجتہد مطلق اگرچہ عالم ہو اسپر تقلید
ان مسائل اجتہادیہ مین لازم ہی جبکہ اسکو قدرت نہین تجزی کے طور پر اور مطلقاً (واجب ہی
اسکے مفقود ہونے پر کلیۃ") ایسا ہی اسکی شرح مین ہی جو مولانا بحر العلوم سے ہی اور
بدیع الاصول مین ہی کہ فتوے پوچھنے والا اگر مجتہد ہی تو اسکا حال گذر چکا اور اگر عامی ہی
اور علم معتبر کی تحصیل رکھتا ہی تو اسکا وظیفہ اتباع (مجتہد) ہی اور یہی مختار ہی ۹- روایت
سید سمہودی کے ناقلاً عن الصید لانی ۱۰- روایت ابن ملا فروخ مکی حنفی کے قول سدید مین
۱۱- روایت علامۂ ابن السمعانی کی وہ یہ ہی کہ کہا علامۂ ابن السمعانی نے دوسری جگہ

بربیع مین کہ بیشک عالم معتبر اصول و فروع کا جبکہ رتبۂ اجتہاد کو نہ پہونچے اسپر تقلید (مجتہد کی)
لازم ہی جیسا کہ عامی محض پر انتہی ١٢ - روایت علامہ جمال الدین محمد بن عبد الدائم برماوی کی
تعلیقہ مین ہی والرسم للتقلید اخذ مذهب للغير دون العلم
بالمستوجب + ويلزم الفاقد للاهلية للاجتهاد في سوى اصلية +
یعنے تقلید کے بارہ مین عادت (اہل علم کی) یہ ہی کہ دوسرے کا مذہب بدون علم ضرورتی کے
اختیار کرنا اور جو مجتہد نہین اسپر لازم ہی (تقلید مذہب) سوا اصلی یعنی ضروری احکام کے
(کہ انمین تقلید ضروری نہین مثل فرضیت نماز و زکوۃ وغیرہ) ١٣ - روایت سید سمہودی کے
کہ ابن عبد النور سے نقل کرتے ہین کہا ابن عبد النور نے اپنی کتاب حاوی مین بعض (علماء) سے
اسپر اجماع منقول ہی کہ غیر مجتہد کو مجتہد کی طرف رجوع کرنا واجب ہی اور یہ جو بعض سے منقول ہی کہ عامی
تقلید نہ کرے تو وہ خاص کر علم عقائد مین ہی انتہی ١٤ - روایت شیخ ابن الہمام کی فتح القدیر
مین اس بات کو جان لے کہ جو شرائط قاضی مین مذکور ہوئین وہی مفتی مین بھی ہین کہ
سوائے مجتہد کے اور کسی کو فتوے دینا نہ چاہیے اور اہل اصول اسپر متفق ہین کہ مفتی کو
مجتہد ہونا چاہیے اور غیر مجتہد کہ مجتہدین کے اقوال یاد رکھتا ہی مفتی نہین اسپر واجب ہی
کہ جب اس سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو مجتہد مثلاً امام ابو حنیفہ رح کے قول کو حکایت کے
طور پر نقل کر دے (یعنے یون کہے کہ یہ مسئلہ امام کے نزدیک اسطرح ہی) اب معلوم ہوگیا کہ
ہمارے وقت مین جو فتوے ہوتے ہین (اصل مین) فتوے نہین بلکہ وہ (صرف) مفتی (مجتہد)
کے قول کا نقل کرنا ہے کہ اسپر سائل عمل کرے انتہی ١٥ - روایت شاہ عبد العزیز رح محدث دہلوی کی
بستان المحدثین مین یہ ہی و یحیی بن یحیی (مولف موطا منسوب با مام مالک رح شاگرد خاص امام موصوف)
را با وجود علم حدیث و فقہ ریاست ظاہر و تقرب نزد ملوک و اغنیا نیز دست دادہ و باوصف
امانت و تدین و تورع نزد این گروہ خیلے معظم و مکرم بود و ہیچ گاہ ولایت قضا و افتا و امثال آن
کہ چندان با عنوان علم منافات نہ داشت قبول نکرد لیکن مرتبۂ او نزد ملوک و امرائے آن دیار
زیادہ بر مرتبۂ ارباب این مناصب بود ابن حزم در جائے نوشتہ است کہ این دو مذہب در عالم
از راہ ریاست و سلطنت رواج و امتیاز گرفتہ اند مذہب ابو حنیفہ رح و مذہب مالک رح زیرا کہ

قاضی ابو یوسف رحمہ قضای کل ممالیک بدست آوردہ از طرف او قضاۃ میرفتند پس بر ہر قاضی شرط میکرد کہ عمل و حکم
بمذہب ابو حنیفہ رح بکند و در اندلس یحیی بن یحیی را نزد سلطان آنوقت بحدی مکنت و جاہ حاصل گشت کہ ہیچ قاضی
و حاکم بی مشورہ او منصوب نمی شد پس او غیر از یاران و ہمدمان خود را متولی نمیساخت انتہی کلام ابن حزم راقم حروف
گوید سبب رواج مذہب امام مالک رح در دیار مغرب و اندلس نزد جمہور مورخین آنست کہ علماء آن بلاد برای حج و زیارت
اکثر بحجاز رحلت کردند و چون باوطان خود معاودت نمودند فضل و بزرگی امام مالک و وسعت علم و جلالت
قدر ایشان را مشاہدہ نمودہ ذکر ذکر او صاف کمال آن بزرگ در آن بلاد بیان نمودند لہذا تعظیم امام مالک
و تقلید ایشان در اذہان مردم آنجا رسوخ و استقرار پیدا کرد و الا قبل از ان ہمہ بر مذہب اوزاعی رح بودند
راقم الحروف کہتا ہی کہ یہ امر ابن حزم کے مخالف نہین ہان صرف حصر اسکا ممنوع ہی اگر بطور تائید کے
کہ یحیی رہنے کی ہو مضایقہ نہین علی ہذا صرف مقرر کرنا قضاۃ کا کہ امام ابو یوسف بہی کرتے تھے باعث ترویج
مذہب حنفی نہین بلکہ ساتہہ اسکے جلالت و عظمت و فقاہت امام ابو حنیفہ سید العلماء و المجتہدین کے نزدیک
وہ وہ مشہور تھی حتی کہ ابن المبارک رح محدث عظیم الشان فرماتے ہین ع فما فی المشرقین لہ نظیر
ولا فی المغربین ولا بکوفہ ٭ پس اس بنا پر صرف حکومت کو رواج کا باعث سمجھنا بہی سمجھ مین نہین آتا
(اور مشہور ہی کہ امام محمد رح جس ملک کیطرف ایکدفعہ بہی نکل گئے سب معتقد مذہب حنفی کے ہو گئے) و بالجملہ آنچہ حقتعالی
یحیی بن یحیی را در اندلس از عظمت و جلال و قبول قول و اطاعت امر بخشیدہ ہیچکس را از علماء اندلس نبخشیدہ و
ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ابن بشکوال گفتہ است کہ یحیی بن یحیی مستجاب الدعوۃ بود
و در وضع لباس و نشست و برخاست و ہیئت ظاہری نیز تتبع حضرت امام مالک رح مینمود و آنچہ از امام مالک
شنیدہ بود بموجب آن فتوی میداد و ہرگز بخلاف مذہب امام مالک رح راضی نمیشد حالانکہ دران زمان تقلید
یک مذہب رائج نبود نہ در عوام و نہ در خواص (کیف در زمانیکہ عموما رواج یافتہ باشد) نوشتہ اند کہ یحیی بن یحیی
در ہر مسئلہ اتباع امام مالک لازم گرفت مگر در چہار مسئلہ کہ مذہب لیث بن سعد مصری را اختیار میکرد یکی آنکہ قنوت
در صبح و دیگر صلوات جائز نمیداشت دوم آنکہ بایک شاہد بقسم مدعی اثبات حق درست نمی داشت سوم
آنکہ در صورت نزاع زوجین تحکیم حکمین را واجب نمی نمود چہارم آنکہ کرایہ گرفتن زمین زرعی بحصول آن
روا میداشت و مردم آن دیار بسبب کمال اعتقاد حضرت امام مالک رح درین مخالفت قلیلہ ہم بر وی گرفت
میکردند و انکار مینمودند انتہی اور یہ مخالفت بھی بوجہ مجتہد فی البعض ہونیکی تھی یا وجہ اسکے شاگرد علماء

گرفت کرتے تھے ایک آجکل کے غیر مقلد بہی ہین کہ کچہہ پروا انتقال مذہب یا لامذہب ہونیکے نہین رکہتے اور تلاعب
دین کی پروا نہین کرتے ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۱۶ روایت امام ابو یوسف ومحمد وزفر وحسن
بن زیاد رحمہم اللہ کے کہا شامی نے کہ ولوالجیہ مین جنایات کے باب مین ہے کہا امام ابو یوسف رح نے کہ ہمنے کوئی قول
امام ابو حنیفہ کے خلاف نہین کہا بلکہ وہی کہا ہی جو امام نے کہا ہی (گو اس سے امام نے رجوع کیا ہو) اور امام زفر سے
روایت ہی کہ ہمنے امام ابو حنیفہ سے کسی مسئلہ مین مخالفت نہین کی مگر اسی مسئلہ مین کہ امام نے کہا ہی اور بعد مین
رجوع کیا ہی اسمین اشارہ یہ ہی کہ یہ اصحاب امام کے مخالف نہین ہوئے بلکہ جو کچہہ کہ اجتہاد ورائے سے کہا ہی وہ
اپنے اوستاد کے موافقت سے ہی اور حاوی قدسی کے آخر مین ہی کہ جسوقت انمین سے کسیکا قول لیا جاوے
اور وہ مفتی بہ ہوا تو قطعا معلوم ہوگا کہ اس مسئلہ مین امام کے قول کی پیروی ہی کیونکہ سب امام کے شاگرد ونے
جو بڑے بڑے ہین مثل امام ابو یوسف ومحمد وزفر وحسن بن زیاد رحمہم اللہ کے کہا ہی کہ ہمنے کسی مسئلہ مین کوئی ایسا
قول نہین کہا کہ ہمکو اُسکی روایت اپنے امام ابو حنیفہ سے نہ پہونچے ہو اور اپنے اس قول پر سخت قسمین کہائی ہین اب
فقہ مین کوئی مذہب اور کوئی مسئلہ ایسا نہوگا کہ امام کی طرف منسوب نہو اور امام کے سواے دوسرے کیطرف
(مثل امام ابو یوسف ومحمد رحہ کے) منسوب کرنا مجاز ہی اسمین موافقت ہی انتہی اور اسی مضمون کو میزان شعرانی
مین شیخ ابن الہمام رح سے نقل کیا ہی ۱۷ روایت شیخ ابن الہمام کی فقہا سے کما مر ۱۸ روایت اسی شیخ کے
دوسری جگہہ فتح القدیر مین کہ اس زمانہ مین تارک مذہب پر حرص وہوا غالب ہی پس خلاف مذہب مین
موافق قول صاحبین کے عدم جواز کا فتوے ہی کما مر ۱۹ روایت شیخ موصوف کی اخر تحریر مین کہ مقلد جن
مسائل مین ایک کی تقلید کر چکا انمین اتفاقا رجوع جائز نہین انتہی کما مر ۲۰ روایت علی الخواص کی میزان
شعرانے مین ۲۱ روایت خود امام شعرانی کی میزان مین ۲۲ روایت امام الحرمین کی ۲۳ روایت
ابن السمعانی کی ۲۴ روایت امام غزالی کی ۲۵ روایت الہداسی کی یہ سب میزان مین ہین
کما مر ۲۶ روایت ترصیح کی کہ بعض مسائل مین شافعی رہنا اور بعض مین حنفی رہنا اچہا نہین ہی ۲۷
روایت علامہ شامی کی قنیہ سے رد المحتار مین کہ عامی کو جائز نہین کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کیطرف
جاوے اسمین حنفی شافعی برابر ہی اور بعض نے کہا ہی کہ جو شخص جورو کی خاطر مذہب چہوڑے اسکے بے ایمان ہوکر
مرنیکا خوف ہی معاذ اللہ ۲۸ روایت ابو بکر جوزجانی رح کے فتوی دینے کی رد المحتار مین ۲۹ روایت علامہ
قاسم کی ۳۰ روایت ابن الفرس کی ۳۱ روایت صاحب البحر کی یہ سب رد المحتار مین ہین ۳۲ روایت ابن

حاجب کے دراسات مین ۳۳ روایت صاحب دراسات کی ۳۴ روایت علامہ زرکشی کی اسی دراسات
مین ۳۵ روایت ملا علی قاری کی شرح عین العلم مین موافق صاحب حیات کے ۳۶ روایت اسی شرح عین العلم
کی دوسری جگہہ کہ جب کسی نے مثلا ابو حنیفہ یا شافعی کے مذہب کا التزام کیا تو اب کسی دوسرے کے مذہب کو
کسی مسئلہ مین بلا ضرورت عمل نکرے ۳۷ روایت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی شرح سفر السعادۃ مین ۳۸
روایت اسی شیخ کی دوسری جگہہ کما مر ۳۹ روایت مولوی اسمعیل دہلوی کی ایضاح الحق مین دو جگہہ پر
۴۰ روایت انہین کی رسالہ منصب امامت مین ۴۱ روایت انہین کی صراط مستقیم مین ۴۲ روایت مولانا
محمد اسحق رح دہلوی کی (جنکی کفش برداری کو مولوی نذیر حسین فخر سمجھتے تھے) رسالہ مائۃ[۵۴] مسائل مین سوال شصت و یکم
مذاہب اربعہ بدعت حسنہ است یا سیئہ کدام سیئہ جواب اتباع مسائل مذاہب اربعہ بدعت نیست نہ سیئہ و نہ حسنہ
بلکہ اتباع انہا سنت است سوال شصت و دوم مقلد ایشان را بدعتی گویند یا نہ جواب ہرگز مقلد ایشان را
بدعتی نخواہند گفت زیرا کہ تقلید ایشان تقلید حدیث شریف است باعتبار الظاہر والباطن پس متبع
حدیث را بدعتی گفتن ضلال و موجب نکال است انتہی اور سنت کہنا منافی وجوب کے نہین کیونکہ وجوب کا ثبوت
انکے نزدیک چونکہ سنت سے تہا اسلیئے سنت کہا علی ہذا مولوی اسمعیل دہلوی کے کلام مین جو تقلید مروجہ کا بہتر
ہونا مذکور ہی منافی وجوب کے نہین وہ اس قبیل سے ہی جسطرح کہ امام شعرانی نے میزان مین بصفحہ ۱۱ لکھا ہی
کہ خاصکر ہمارا افضل کہنا (کسی امر کو) وجوب کے منافی نہین یہ ایسا ہی کہ کسیکو تم نصیحت کیطور یہ کہو کہ بہائی
خدا کی رضامندی لازم سمجہہ اسلیے کہ اسکی خوشی اسکے غصے سے بہتر ہی انتہی حالانکہ اسکی خوشی پر چلنا واجب اور
غصہ پر چلنا حرام ہی دوسری مثال یہ کہ نماز فجر مین یہ کلمہ وارد ہی اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ یعنی نماز نیند
سے بہتر ہی حالانکہ اسوقت نماز واجب اور نیند حرام ہی الی آخرہ ۴۳ روایت شیخ محی الدین ابن عربی کے فتوحات مکیہ
مین کما مر من المیزان ۴۴ روایت ابن الحاجب کی مختصر مین ۴۵ روایت کراسی کی ۴۶ روایت شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی کے فقہاسے ۴۷ روایت جمع الجوامع کی ۴۸ روایت احتساب کی ۴۹ روایت
سراجیہ کی ۵۰ روایت خود شاہ صاحب موصوف کی یہ سب روایتین عقد الجید مین ہین کما مر ۵۱ روایت شاہ
صاحب موصوف کی انصاف مین ۵۲ روایت دوسری جگہہ انصاف مین ۵۳ روایت تیسری جگہہ
انصاف مین ۵۴ روایت شاہ صاحب کی فیوض الحرمین مین ۵۵ روایت امام نووی کی اپنے اصحاب
سے جسکو سید سمہودی نے نقل کیا ہی ۵۶ روایت امام نووی کی روضۃ الطالبین مین ۵۷ روایت

شاہ عبد العزیز رح محدث دہلوی کی تفسیر فتح العزیز مین ۵۸ روایت شاہ صاحب موصوف کی تحفۂ اثنا عشریہ مین
۵۹ روایت شاہ صاحب کی جواب سوالات عشرہ مین فرماتے ہین کہ غیر مذہب پر عمل کرنا تین صورت کے سواے
جائز نہین اور اس مین یہ بہی شرط ہے کہ تلفیق واقع نہو کمامر ۶۰ روایت شاہ صاحب موصوف کی تفسیر فتح العزیز
کے دوسرے مقام پر ۶۱ روایت شاہ صاحب موصوف کے اس سوال کے جواب مین کہ صاحبین کی تقلید کیجاتی ہے اور
امام شافعی کی نہین کیجاتی اس مین کیا فرق ہے اور یہ ہر دو تقریرین بالتفصیل آگے آتی ہین ۶۲ روایت ملا علی
قاری کی سم القوارض مین ۶۳ روایت امام شعرانی کی کہ عدم تقلید مجتہد کے لیے ہے ورنہ عامی پر تقلید واجب ہے
کمامر ۶۴ روایت امام احمد بن حنبل رح کی انساب مین منقول ہے کہ جہان تینون علماء یعنے امام و صاحبین متفق
ہوجائین توکسیکو مخالفت کی گنجایش نہین ہے کذا فی جامع الرموز کمامر ۶۵ روایت شیخ علامہ شرف الاسلام
ابو الفتح بغدادی شافعی کے دربارۂ وجہ عدم حکم تقلید معین در زمانہ صحابہ ۶۶ روایت رسالۂ امام الحرمین کے
اسبارہ مین ۶۷ روایت امام شعرانی کے کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب آخر تک رہیگا ۶۸ روایت علامہ بیضاوی
کی کہ پیروی مجتہدین کی عین شارع کی پیروی ہے ۶۹ روایت امام شعرانی کے کہ بصورت تخییر مطلقا دین مین
کھیل ہے ۷۰ روایت اسی امام کی میزان مین کہ ارجح قول اپنے مذہب پر عمل قدیم سے چلا آتا ہے ۷۱ روایت اسی
امام کی میزان مین کہ اپنے مذہب کو (بلا ضرورۃ) چھوڑنے مین اپنے امام پر گویا طعن ہے ۷۲ روایت جلال الدین
سیوطی کی میزان مین بعض صورتون مین انتقال مذہب ممنوع ہے ۷۳ روایت سیوطی رح کی جزیل المواہب مین
۷۴ روایت بعض مفتی مالکیہ سے جزیل المواہب مین ۷۵ روایت طحطاوی و شامی کی شرح در مختار مین مرتد
کے باب مین قُلْتُ اِنَّ الَّذِیْ یَجِبُ التَّعْوِیْلُ عَلَیْہِ مَا نَصَّہٗ اَہْلُ الْمَذْہَبِ فَاِنَّ اتِّبَاعَنَا لَہٗ
وَاجِبٌ انتہی یعنے مین کہتا ہون کہ جسپر اعتبار واجب ہے یہ ہے کہ جس مسئلہ مین اہل مذہب (ہماری) تصریح کردین
تو ہمکو اسکی پیروی واجب ہے انتہے ۷۶ روایت جامع الرموز کی کتاب القضاء مین کہ کہا ابو بکر رازی نے اگر
باوجود علم کے خلاف مذہب کے فیصلہ کیا تو اتفاقا جائز نہین ۷۷ روایت فتاوی حمادیہ کی کتاب القضاء
مین کہ اگر باوجود علم کے مذہب کے مخالف قضا کی تو بالاتفاق جائز نہین ۷۸ روایت رد المحتار حاشیۂ در مختار
کے وتر کے باب مین یہ ہے کہ اگر حنفی شافعی کے کپڑے مین منی لگی ہوئی دیکھے تو اسکی اقتدا اتفاقا جائز نہین ۷۹
روایت اوس رسالہ کے جو منسوب امام الحرمین کی طرف ہے جسمین نماز قفال کا ذکر ہے یہ ہے ہم کہتے ہین کہ نہین
جائز عامی کو جو تمنے کہا ہے بلکہ اسپر یقینا واجب ہے کہ کسی ایک مذہب کو ان مذاہب (اربعہ) مین سے مقرر

کر لے یا تو مذہب امام شافعی رہ کا شلا سب مسائل مین یا مذہب امام ابو حنیفہ رہ وغیرہ کا (سب مسائل مین) اور اسکو یہ جائز
نہین کہ اپنی خواہش کے موافق بعض مسائل مین امام شافعی رہ کے مذہب پر جاوے اور بعض مین امام ابو حنیفہ کے
مذہب پر اسلیے کہ اگر ہم یہ امر جائز رکھین تو ضرور اسکو خبطی بنا کر مضبوط کام سے نکالدیگا اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ تکلیف
(جسکے لیے انسان مبعوث ہوا ہی) اٹھہ جائیگی اسلیے کہ مذہب شافعی رہ کا (مثلاً) جبکہ ایک چیز کی حرمت کا حکم
دیتا ہی اور مذہب ابو حنیفہ رہ کا اسکو حلال کہتا ہی یا اسکا عکس لو تو ایسی صورت مین (وہ خود مختار) خواہ حلال
کی طرف میلان کرے خواہ حرام کیطرف (یعنے اسی چیز کو جب چاہی حلال جانکر (اتباعاً لابی حنیفہ) کہا لے اور اسی چیز کو
جب چاہی حرام جانکر (اتباعاً للشافعی) چھوڑ دے) سو حلال و حرام کا وجود نرہیگا اور اس مین تکلیف کا نابود ہونا
اور اسکے فائدہ کا ابطال اور اسکے قاعدہ کا استیصال لازم آئیگا حالانکہ یہ باطل ہی انتہی ۸۰ روایت علامہ شرنبلالی
کی شرح وہبانیہ سے ۸۱ روایت عقد الفرید للشرنبلالی ۸۲ روایت تحصیل التعرف کی ۸۳ روایت فتاوی منیہ
کی ۸۴ روایت ملتقط کی ۸۵ روایت ہوالیسی کی ۸۶ روایت فتاوی سبکی کی ۸۷ روایت ابن حزم کی
۸۸ ابن برہان و نووی کی ۸۹ روایت فتاوی خیریہ کی ۹۰ روایت رسالہ دفع الغشا لصاحب البحر
۹۱ روایت تفسیر احمدی کی ۹۲ روایت شرح تحریر لبحر العلوم ۹۳ روایت امام ابو المنصور ماتریدی کی
(رہ جو علم عقائد و فروع کے امام مستند ہین) یہ ہی کہ جو شخص حنفی مذہب چھوڑ کر شافعی مذہب کیطرف جاوے (بلا ضرورت)
تو اسکو سخت سزا دیجاوے ۹۴ روایت علماء بخارا کی کہ انہون نے ابو حفص بن عبد اللہ کو باعث
جانیکی طرف مذہب شافعی کی سزا دے اور شہر سے نکالدیا ۹۵ روایت امام ابو حفص کبیر بخاری کی کہ
جنہون نے مذہب حنفی چھوڑنے والے پر تعزیر جاری کی ۹۶ روایت امام فخر الدین محمود بن محمد کی کہ انہون
نے مذہب حنفی چھوڑ کر شافعی مذہب کی طرف جانے والے کو مبتدع اور ضال فرمایا اور اسکی گواہی کو غیر معتبر کہا۔
ایسا ہی منقول ہی فتاوی تاتارخانیہ مین اور بعض فتاوی حمادیہ مین ۹۷ روایت علامہ شامی کی آخر
منح سے کہ اگر بے پروائی یا دنیاوی غرض سے مذہب کو چھوڑا ہی تو اسکی گواہی مقبول نہین ہی ۹۸ روایت
فتاوی عالمگیری و در مختار و جواہر الاخلاطی وغیرہ کی حَنَفِیٌّ اِرْتَحَلَ اِلٰی مَذْہَبِ الشَّافِعِیِّ یُعَزَّرُ یعنے
حنفی مذہب شافعی کیطرف (بلا غرض محمود) چلا جاوے تو تعزیر لگائی جاوے ۹۹ روایت فتاوی حمادیہ کی
یہ ہی کہ انسے پوچھا گیا قاضی مقلد کے حال سے کہ جب وہ اپنے مذہب کے خلاف حکم کرے تو اسکی قضا جاری
ہوتی ہی یا نہین تو کہا کہ نہین ہوتی اور مینے عبد الرحیم حسینی سے پوچھا کہ قاضی اپنے مذہب کے خلاف

حکم کرسکتا ہو تو کہا کہ نہین اسلیے کہ امام محمد رحہ نے جامع مین اسپر تصریح ہو کہ قاضی نے جبکہ خطاکی اور اپنی مذہب
کے خلاف حکم کیا الخ چونکہ امام نے اوسکی طرف خطاکی نسبت کی تو یہ اسپر دلیل ہے کہ اسکو مخالفت جائز نہین ہو
انتہی ۱۰۰ روایت ترصیع کی کتاب الاستحسان مین فتاوی حمادیہ سے نقل کیا ہو کہ عامی آدمی ایک امام کے طریقہ
پر جسکو زیادہ عالم جانتا ہو عمل کرے اور ہمارے نزدیک کسی مسئلہ مین اسکی مخالفت بہوای نفس درست نہین ۱۰۱
روایت اوسیمین حاوی سے نقل کیا ہو کہ اگر کوئی مجتہد ہو کر بعض مسائل مین خلاف اپنے امام کا کرے بباعث
ظہور دلیل (بین عندہ) کے تو جائز ہو اور غیر مجتہد کو بباعث نفسانی خواہش کے اپنے مذہب کا چھوڑنا جائز نہین ہے
بلکہ گنہگار ہوتا ہو اور لائق ہو کہ اسکو تنبیہ اور سزا دیجاوے ۱۰۲ روایت ذخیرہ کی یہ ہو کہ قاضی کا حکم مسئلہ مجتہد فیہا
مین جب نافذ ہوتا ہو کہ وہ مجتہد ہوا ور وہ حکم باجتہاد کیا ہو موافق روایت سیر کبیر (امام محمد) کے کہ اسمین ایسا ہی
ہو اور عنقریب آتا ہو کہ قاضی کو مخالف قول ہمارے اصحاب کے حکم کرنا درست نہین وعبارتہ اَنَّ حُكْمَ الْقَاضِي فِي مَحَلٍّ
مُجْتَهَدٍ فِيهِ اِنَّمَا يَنْفُذُ اِذَا عَلِمَ بِكَوْنِهِ مُجْتَهِدًا وَحَكَمَ عَنِ الْاِجْتِهَادِ عَلٰى رِوَايَةِ السِّيَرِ
الْكَبِيرِ وَسَيَجِئُ اَنَّهُ لَا يَقْضِي بِمَا يُخَالِفُ قَوْلَ اَصْحَابِنَا ۱۰۳ روایت قہستانی کی فتاوے
جواہر سے باب عدم قبول شہادت مین یہ ہو کہ اگر حنفی مذہب والا شافعی مذہب کیطرف چلا جاوے تو اُسکی گواہی معتبر
ومقبول نہین اگرچہ عالم ہو ۱۰۴ روایت کشف وشرح طحاوی کی قہستانی مین یہ ہو کہ حنفیہ کے نزدیک امام وحد
کا اختیار کرنا لازم ہو اور جنہنے معتزلہ کیطرح حق کو متعدد کر دیا تو عامی کے لیے اسبات کی اجازت دیدے کہ جس مسئلہ
مین جس مذہب پر اسکا جی چاہے عمل کرے اور جنہنے حق کو ایک کیا جیسے ہمارے علمانے تو انہنے عامی کے لیے
ایک امام کو مقرر کیا جیسا کہ کشف مین ہو اور جو کوئی ہر مذہب کی مباحات کو اختیار کریگا تو پورا فاسق ہو جاویگا
چنانچہ ایسا ہی فقیہ سعید بن مسعود کی شرح طحاوی مین ہو اسلیے واجب ہو کہ اپنے مذہب مین مضبوطی ہو یعنے
اسکے صواب ورحق ہونیکا معتقد ہو چنانچہ جواہر مین ہو ۱۰۵ روایت الفقیہ عبد الدائم برماوی شافعی کی
دجو کہ شاگرد رشید علامہ بدر الدین زرکشی کے ہین اور مصنف لامع صبیح شرح جامع صحیح کے ہین اور
شاہ عبد العزیز نے بستان المحدثین مین اُنکی اور اونکی الفیہ کی تعریف کی ہو منجملہ اسکے یہ ہو والفیہ

دارد در اصول فقہ کہ در نہایت جودت وخوبی واقع شدہ مثل متقدمین بہم رسیدہ ۹

وَمَنْ مِنَ الْعَوَامِّ كَانَ عَمِلَا	بِمَا لَهُ مُجْتَهِدٌ قَدْ حَصَلَا	لَيْسَ لَهُ عَنْهُ رُجُوعٌ وَيَجِبْ
لِلْعَاجِزِ الْتِزَامُ مَذْهَبٍ نُصِبْ	مُعَيَّنًا يَعْتَقِدُ الرُّجْحَانَا	فِيهِ مُسَاوِيًا اِنْ كَانَا

وَلَيْسَ جَائِزٌ تَتَبُّعُ الرُّخَصِ + فَإِنَّهُ كَالْعَبِيدِ إِذَا لَمْ يَخُصَّ + یعنے جو شخص کہ عامی ہی اسکو اپنے مجتہد
کے قول پر عمل کرنا چاہیے اور اس سے رجوع جائز نہین اور جو (اجتہاد سے) عاجز ہی اسکو مذہب معین کا التزام
واجب ہی اور اسکے غالب ہونیکا معتقد رہی یا برابر کا اگر ویسا ہی اور رخصتون کا تلاش کرنا جائز نہین کیونکہ جب
تخصیص نہوگی تو گویا (دین مین) کھیل ہوگا انتہی ۱۰۶ روایت امام غزالی رح کی احیاء العلوم کے ربع ثانی مین ہی
اگر شافعی دوسرے شافعی کو دیکھے کہ نبیذ پیتا ہی اور نکاح بغیر ولی کے کرکے اُس وجہ سے ہم بستر ہوتا ہی تو یہ جاے
تامل ہی ظاہر تر یہ ہی کہ اسپر انکار کرنا چاہیے کیونکہ کوئی محققین سے اسباتکا قائل نہین ہوا کہ مجتہد کو دوسرے مجتہد
کے موافق عمل کرنا چاہیے اور نہ کوئی اسبات کا قائل ہی کہ جو شخص اپنی سمجھ کے موافق کسی مجتہد کی جسکو افضل علماء
سمجھتا ہی تقلید کرلے پھر کسی دوسرے (مجتہد) کے قول پر عمل کرے بلکہ (انکے نزدیک) ہر مقلد پر اپنے مجتہد کی تقلید
ہر مسئلہ مین ضروری (اور واجب) ہی کیونکہ اپنے مجتہد کی مخالفت کرنا (بغیر ملکۂ اجتہاد) بالاتفاق سب محققین کے
نزدیک ممنوع ہی اور وہ مخالفت کیوجہ سے گنہگار ہوتا ہی ۱۰۷ روایت امام موصوف کی کیمیاے سعادت مین
جسکا خلاصہ یہ ہی کہ جو کوئی بخلاف اجتہاد اپنے امام کے عمل کرے تو حرام ہی اور وہ شخص گنہگار رہی اور جواز اختیار
کرنے مذہب بیہودہ بات ہی تصریح انکی یہ ہی اتفاق مسلمانست کہ ہر کہ بخلاف اجتہاد خود یا بخلاف اجتہاد صاحب
مذہب خود کاری کند او عاصی است پس این بحقیقت حرام است و ہر کہ در قبلہ اجتہاد در رفتہ بحتی کند و پشت آنجانب
کند و نماز گذارد عاصی بود اگرچہ دیگران پندارند کہ او مصیب است وانکہ میگوید روا باشد کہ ہر کسی (بلاضرورت)
مذہب ہر کہ خواہد فراگیرد سخن بیہودہ است اعتماد را نشاید بلکہ ہر کسے مکلف است بآنکہ بظن خود کار کند وچون
ظن او این باشد کہ مثلاً شافعی رح فاضلتر است او را در مخالفت وے ہیچ عذرے نبود جز مجرد شہوت انتہی
۱۰۸ روایت امام شعرانی کی میزان مین کہ جو لوگ مخالف مذہب اپنے امام کے فتوے دیتے تھے تو وہ مجتہد
منتسب تھے ورنہ شان مقلد سے یہ نہین کہ اپنے امام کے قول سے نکل جاے کما مر ۱۰۹ روایت مبدء و معاد
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح کی یہ ہی مدتے آرزو آن داشت کہ وجہے پیدا شود در مذہب حنفی تا خلف امام قرأۃ
فاتحہ نمودہ آید اما بواسطہ رعایت مذہب بی اختیار ترک قرأۃ میگردد و این ترک را از قبیل ریاضت مے شمود آخر
الا ما اللہ تعالی ببرکت رعایت مذہب کہ نقل از مذہب (بقصد لعب) الحاد است حقیقت مذہب حنفی در ترک قرأۃ ماموم
ظاہر ساخت و قرأۃ حکمی از قرأۃ حقیقی در نظر بصیرت زیباتر نمود انتہی ۱۱۰ روایت نہر الفائق شرح کنز الدقائق
کی کہ قاضی کو خلاف اپنے مذہب کے حکم کرنا جائز نہین ہے ۱۱۱ روایت وہبانیہ کی یہ ہی کہ اگر قاضی مخالف اپنے مذہب کے

حکم کرے تو ہرگز صحیح نہین صرف یون ہی لکھا ہے (بیکار) وعبارتہ ؎ وَلَوْ حَكَمَ الْقَاضِيْ بِحُكْمٍ مُخَالِفٍ
لِمَذْهَبِهِ مَا صَحَّ اَصْلًا وَيُسْطِرُهُ ۱۱۲ روایت فتاوی تاتارخانیہ کی کتاب القضا مین جسکا حاصل یہ ہی کہ جبکہ
امام اور صاحبین کسی امر پر متفق ہون تو پہر انکی مخالفت صرف راے سے جائز نہین کیونکہ حق انسے تجاوز نہین کرتا کقال
وَاِنْ لَمْ يَجِدْ لِلْعَمَلِ اِجْتِمَاعَ مَنْ بَعْدَهُمْ وَكَانَ فِيْهِ اِتِّفَاقٌ بَيْنَ اَصْحَابِنَا اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَاَبِىْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ
رَحِمَهُمُ اللهُ يَاْخُذُ بِقَوْلِهِمْ وَلَا يَسَعُهُ اَنْ يُخَالِفَهُمْ بِرَاْيِهِ لِاَنَّ الْحَقَّ لَا يَعْدُوْهُمْ انتہی اور امام احمد
بن حنبل رح سے بھی بیشتر اس مضمون کی روایت مذکور ہوچکی ۱۱۳ روایت فتاوی عالمگیری[له] کی یہ ہی پہران دو فصلون کا
جاننا ضرور ہی ایک یہ کہ جبکہ ہمارے اصحاب ابوحنیفہ وابو یوسف ومحمد رح کے مسئلہ مین متفق ہوجاوین تو قاضی کو لائق نہین
کہ اپنی راے سے انکی مخالفت کرے دوم یہ کہ جب وہ آپسمین مختلف ہون (کسی مسئلہ مین) تو کہا عبداللہ بن مبارک (محدث
وفقیہ جلیل القدر شاگرد امام) نے کہ امام ابوحنیفہ کے قول پر عمل کیا جاوے کیونکہ وہ تابعین سے تھے اور فتوے مین انسے
مقابلہ کرتے تھے ایسا ہی محیط سرخسی مین ہی اور اگر نہ پائی گئی کوئی روایت امام صاحب اور انکے اصحاب سے لیکن متاخرین سے
روایت موجود ہو تو اسپر فیصلہ کرے اور اگر متاخرین اس مین مختلف ہون تو اسمین سے کسی روایت کو پسند کر لیوے (اور
ردالمحتار وغیرہ مین ہی کہ اکثر متاخرین جدہر ہون اُسپر عمل ہونا چاہیے وہو الصحیح) اور اگر متاخرین سے بھی کچھ تصریح
نہین تو اسمین اپنی راے سے اجتہاد کرے جبکہ فقہ کے طریقے جانتا ہی اور اہل فقہ سے مشورہ کرے انتہی اور اسی مضمون
کے قریب قریب فتاوی قاضیخان ور دالمحتار وغیرہ مین ہی ۱۱۴ روایت حجۃ الاسلام امام غزالی رح کی کہ امام شافعی
کی مدح اور اتباع مین فرمایا ہی ؎ اِنَّ الْمَذَاهِبَ خَيْرُهَا وَاَصَحُّهَا ۔ مَا قَالَهُ الْحَبْرُ الْاِمَامُ الشَّافِعِيُّ ۔
اِخْتَرْتُ مَذْهَبَهُ وَقُلْتُ بِقَوْلِهِ ۔ وَجَعَلْتُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَافِعِيْ ۔ یعنے بیشک بہتر اور زیادہ صحیح
مذہب وہ ہی کہ بڑے عالم امام شافعی رح نے کہا ہی (یعنے انکے اقوال اصح ہین) مینے انکے مذہب اور قول کو پسند اور اختیار
کیا ہی اور قیامت کے دن انکو اپنا شفیع ٹہیرایا ہی ۱۱۵ روایت بعض[ع] کی کہ امام رح یا امام ابو یوسف رح کی یا ہر دو کے امام ہمام
ابوحنیفہ رح کی شان مین ؎ حَسْبِيْ مِنَ الْخَيْرَاتِ مَا اَعْدَدْتُهُ ۔ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ رِضَى الرَّحْمٰنِ ۔
دِيْنُ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْوَرٰى ۔ ثُمَّ اعْتِقَادِيْ مَذْهَبَ النُّعْمَانِ ۔ یعنے مین دن قیامت کے جو نیک کام
تیار کرون تو خدا کی رضامندی کے لیے یہ کافی ہی کہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر البشر کا ہو اور پہر میرا اعتقاد
مذہب نعمان رح پر ہو انتہی سبحان اللہ ایک ایسے بزرگ بھی تھے کہ آئمہ دین سے ایسے خوش اعتقاد ہین اور ایک
آجکل ہمارے بہائی غیر مقلدین دشمن عقل و دین ہین کہ آئمہ راشدین کی جناب مین طرح طرح کی گستاخیان کرکے

[له] اصل عبارت عربی فتاوی عالمگیری کا بر تاب (؟) … مطبع منشی نولکشور مین ہے

[ع] بعض کتابین مین یہ روایت ہم نے … کر کے ہی اور بعض مین امام ابو یوسف سے اور بعض مین کسی … امام ابو یوسف فرمایا ہی

ذخیرۂ عقبی جمع کرتے ہین سہ ہر کس رسد بدانچہ نصیبش نوشتہ اند ہ نکالاہمنی اکثر ان روایات کو انصار کحق
سی اور دیگر کوا ور کتب سی اب ہم کہانتک روایات نقل کرتے جائین اور بھی مفید ہماری تلاش سے ملینگے مگر منصف
غیر مقلد کے لیے تو یہی بس ہین لیکن متعصب معاند کے لیے دفترونکے دفتر بھی مفید نہین خیر ایک روایت امام بخاری صاحب
الصحیح پر ان روایات کا خاتمہ کر دیتے ہین کہ غیر مقلدین پر یقیناً حجت ہوگی وہ یہ ہی کہ جلد ثانی کی آخر کے پارہ کتاب
الاعتصام بالسنتہ مین بضمن فضائل حرمین فرماتے ہین **بَابُ** مَا ذَکَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحَضَّ
عَلٰی اِتِّفَاقِ اَھْلِ الْعِلْمِ وَمَا اَجْمَعَ عَلَیْہِ الْحَرَمَانِ مَکَّۃُ وَالْمَدِیْنَۃُ وَمَا کَانَ بِھَا مِنْ مَشَاھِدِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَمُصَلَّی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْمِنْبَرِ وَالْقَبْرِ
انتہی یعنے باب اس امر کا کہ ذکر کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ترغیب دی اتفاق اہل علم پر اور جسپر کہ اجماع کیا اہل مین
مکہ اور مدینہ نے اور جو کچھ مشاہدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین و انصار کا ہی اور مصلی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا اور منبر و قبر آنکی انتہی یہ روایت ملکر ۱۱۶ روایت ہوئی اب امام بخاری رح کی غرض سنیئے کہ انکے نزدیک اجماع اہل
حرمین شریفین حجت ہی مختار انکا ہی اور امام مالک رح کے نزدیک صرف اجماع اہل مدینہ کافی ہی ہر تقدیر پر اس روایت مین
اُن سب امور حسنہ یا واجبہ کا ذکر ہے جسپر علماء حرمین کا اتفاق و عمل ہے اب منجملہ اُن امور کے التزام مذہب معین ہی کہ بروایت
شاہ ولی اللہ رح بعد دو سو برس ہجری کی علماء حرمین شریفین بلکہ اور زمانہ کے اہل علم اسپر متفق ہو چکے ہین اور اقل
قلیل کا خلاف غیر معتبر ہی اور بحکم حدیث اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ کے وہی حق پر ہین اور مخالفین مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ مین داخل
ہین اور یہ جملہ انکا نص صریح ہی اثبات وجوب مذہب معین و غیرہ امور متفقہ حرمین پر بلکہ وہ خود شافعی المذہب
ہین چنانچہ اسکا ذکر آگے آتا ہی اب احادیث بخاری کو ماننا اور اس جملۂ صادقہ پر ایمان نہ لانا تعصب حضرات منکرین
نہین تو کیا ہی کیونکہ جس صورت مین جملہ اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ الْبُخَارِیُّ پر ایمان بالغیب ہی تو یہ جملہ
بھی اسی کتاب کا ہی پھر اگر یہ اصح نہوگا تو ترجیح بلا مرجح ہی اور انکے جملہ مین کوئی تصریح اس امر کی نہین ہی کہ اجماع
صحابہ یا مجتہدین کا مراد ہی اور نہ کسی زمانہ کے تخصیص ہی ہان علماء کا مراد ہونا ظاہر ہی کیونکہ صرف عوام سے
کوئی مسئلہ شرعیہ ثابت نہین ہوتا اور اتفاق علماء محققین کا خواہ کسی زمانہ مین ہو مثل اجماع کی حجت ہونا پیشتر
کلام مولانا بحر العلوم مین شرح مسلم الثبوت سی گذرا اور علماء اہل سنت حرمین وغیرہ کی عموماً تقلید مذہب معین پر
متفق ہین کما ہو الظاہر بالبداہتہ پس بلاشبہ حجت ہی **قال** اور سید محمد صدیق حسن خانصاحب نے ذخر المحتبی من آداب
المفتی مین لکھا ہی **اقول** وباللہ التوفیق مقام غور ہے کہ خانصاحب کی یہ عبارت منادی با علی صوت ہی کہ یہ

لوگ مقلد تھے پھر یہ کہنا کہ کیسکی تقلید نہین کرتے تھے صریح تناقض ہی مگر مؤلف صاحب ان باتونکو کیا سمجھین جبکہ انکے پیر و مرشد نہ سمجھے ظاہر ہے کہ انکو جب حنبلی و حنفی و شافعی و مالکی گنا پھر انکا غیر مقلد ہونا چہ معنے اصل حال ہمسے سنیے کہ یہ لوگ مجتہد منتسب تھی کہ اپنی اپنی امام کے قواعد سے خارج نہین ہوتے تھے چنانچہ انہین علمار کی نسبت میزان شعرانی سے ہم اوپر نقل کر چکے ہین اور یہ بہی معلوم ہو چکا کہ یہ لوگ با وجود مجتہد ہونیکے سائلین کو انکی امام کے ارجح اقوال پر فتوی دیتے تھے چنانچہ سیوطی رحہ کے حال مین میزان سے لکھدیا گیا ہی اور صاحبین و زفر سے پہلے نقل کردیا گیا کہ وہ سخت قسمین کہاتے ہین کہ ہمنے کوئی روایت امام کے خلاف نہین کہی جمیع کتب حنفیہ اس بات سی بہرے پڑے ہین کہ یہ لوگ منسوب اپنی امام کیطرف تھے اسلیے شاہ عبد العزیز رحہ نے تحفۂ اثنا عشریہ مین لکھا ہی کہ قاضی ابو یوسف و محمد بن الحسن شیبانی شاگردان ابو حنیفہ رحہ و تابعان او یند انتہی اور جبکہ وہ مجتہد منتسب تھے تو بعض جگہہ خلاف کرنا بھی مضر نہین کما مر اگر آن شاید غیر مقلدین چاہتے ہین کہ ہم بھی مثل امام ابو یوسف و محمد وغیرہ آئمہ مجتہدین ہین تو یہ بخیر ہوا اور خام خیالی انہین سے جو بڑے سے بڑا عالم ہی وہ تو علماء نامدار مقلدین زماننا کی برابری نہین کر سکتا چہ جائیکہ علمار سابقین خصوصًا ویسے مجتہدین سے ؏ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ✽ ابلس مغالطہ کے سوائے پوری ناواقفیت ہی **قال** اور کہا ابو الفیض محمد بن علی فارسی نے جواہر الاصول فی علم حدیث الرسول مین کہ بڑی بڑی فقیہ متجر خوب بیان کرنے والے اپنے تحقیق سے پڑھنے پڑھانیوالے کیسکی تقلید نکرنیوالے تیس علما ہین محمد بن مسلم زہری الخ **اقول** وہ احول اس عبارت مین وہی دام تلبیس ہی انکے غیر مقلدین ہونیکے معنے یہی ہین کہ یہ لوگ مجتہد منتسب تھے اور بعض انمین سے تو مجتہد مطلق تھے مثل امام اوزاعی و امام احمد بن حنبل و زہری و یحیی بن معین اور مثل انکے کہ جنپر تقلید دوسرے مجتہد کی غیر جائز تھی اور مجتہدین منتسبین کا حال اوپر بیان ہو گیا کہ بباعث حصول درجۂ اجتہاد فی بعض المسائل خلاف کرتے تھے اور امام بخاری کا بھی یہی حال تھا کہ مجتہد منتسب تھے اور زمرۂ شافعیہ مین داخل چنانچہ **شاہ ولی اللہ** رحہ محدث دہلوی نے رسالۂ انصاف مین اسبات کی تصریح کی ہی وَمِنْ هٰذَا الْقَبِيْلِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيُّ فَاِنَّهٗ مَعْدُوْدٌ فِيْ طَبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ وَمِمَّنْ ذَكَرَهٗ فِيْ طَبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ الشَّيْخُ تَاجُ الدِّيْنِ السُّبْكِيُّ وَقَالَ اِنَّهٗ تَفَقَّهَ بِالْحُمَيْدِيِّ وَالْحُمَيْدِيُّ بِالشَّافِعِيِّ وَاسْتَدَلَّ شَيْخُنَا الْعَلَّامَةُ عَلٰى اِدْخَالِ الْبُخَارِيِّ فِي الشَّافِعِيَّةِ بِذِكْرِهٖ فِيْ طَبَقَاتِهِمْ وَكَلَامُ النَّوَوِيِّ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ شَاهِدٌ لَهٗ انتہی یعنے جسطرح ابو جعفر بن جریر طبری شافعی المذہب ہین اسیطرح محمد بن اسمعیل بخاری بھی طبقات شافعیہ مین شمار کیے گئے ہین اور جسنے کہ انکو طبقات شافعیہ مین شمار کیا ہی وہ شیخ تاج الدین سبکی ہین

امام بخاری شافعی مذہب تھے

وہ کہتے ہین کہ امام بخاری نے امام حمیدی رہ سے فقہ کا علم پڑہا اور حمیدی نے امام شافعی سے اور ہمارے شیخ علام
امام بخاری کی شافعی ہونے پر یہ دلیل لائے ہین کہ سبکی نے انکو طبقات شافعیہ مین ذکر کیا ہی اور کلام نووی کا جو
ہمنے ذکر کیا ہمارے بات پر گواہ ہی انتہی آب ظاہر ہی کہ جب شیخ تاج الدین سبکی جو کبار شافعیہ مین سے ہین امام بخاری کو
طبقات شافعیہ مین شمار کرتے ہین پھر توجیہات رکیکہ کرنا کہ انکا اجتہاد انکے موافق تہا محض خام خیال ہی کیونکہ
ایسا آدمی طبقات مین دوسرے کے کاہیکو داخل ہوگا ہان بعض مسائل مین خلاف شافعی کرنا مضر مقصود نہین کیونکہ
وہ مجتہد منتسب تھے اور ایسے شخص کو بباعث حصول درجہٴ اجتہاد فی البعض خلاف اپنے امام کا جائز ہی چنانچہ امام ابو یوسف
وغیرہ مین اسکا حال مفصل بیان ہوچکا اور جبکہ امام بخاری سا شخص مقلد مذہب شافعی رہا پہر غیر مقلدین
کا انکار اگر جنون نہین تو کیا ہی اور محدثین بھی منسوب کسی مذہب کے ساتھ ہوتے تھے چنانچہ حجۃ اللہ البالغۃ
مین شاہ صاحب موصوف نے لکہا ہی وَكَانَ هٰؤُلَاءِ يُنْسَبُوْنَ اِلٰى مَذْهَبِ اَصْحَابِهِمْ فَيُقَالُ فُلَانٌ شَافِعِيٌّ
وَفُلَانٌ حَنَفِيٌّ وَكَانَ صَاحِبُ الْحَدِيْثِ اَيْضًا قَدْ يُنْسَبُ اِلٰى اَحَدِ الْمَذَاهِبِ لِكَثْرَةِ مُوَافَقَتِهٖ
لَهٗ كَالنَّسَائِيِّ وَالْبَيْهَقِيِّ يُنْسَبَانِ اِلَى الشَّافِعِيِّ فَكَانَ لَا يَتَوَلَّى الْقَضَاءَ وَلَا الْاِفْتَاءَ اِلَّا مُجْتَهِدٌ
وَلَا يُسَمَّى الْفَقِيْهُ اِلَّا مُجْتَهِدًا انتہی یعنی یہ لوگ (جو مذکور ہوے فقہا وغیرہ) اپنی اصحاب کیطرف منسوب ہوتے تھے
اور یون کہا جاتا تہا کہ فلانا شافعی ہی اور فلانا حنفی اور صاحب حدیث بھی کبھی ایک مذہب کیطرف بباعث کثرۃ
موافقت کے اس مذہب سے منسوب ہوتے تھے مثل نسائی اور بیہقی کے کہ شافعی کیطرف منسوب تھے اور قضا اور فتوی
کا والی سوائے مجتہد کے کوئی نہ ہوتا تہا اور سوائے مجتہد کے کوئی فقیہ نہین کہلاتا تھا انتہی اور کثرت موافقت اسلیے تھی
کہ اس مذہب کی رغبت اور متابعت بہت تھی اور ترمذی جابجا کہتے ہین کہ یہ ہمارے اصحاب کا قول ہی مراد اس سے امام
احمد و اسحاق ہین کما لا یخفی علاوہ ان سب امور کے اس عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ماسوائے ان تین اشخاص کے
سبکے سب مقلد تھے اور وہ بھی بڑے بڑے فقیہ و محدث و مفسر متبحر تھے مثلاً انہین سے ابن ماجہ و امام نووی و امام غزالی و امام
الحرمین و شیخ ابن الہمام و فخر رازی وغیرہ علما اور فضلا کہ جنکے شمار کے لیے دفتر علیحدہ چاہیے پہر چند
اشخاص کو کہ جنکے شمار مین بھی مغالطے ہین شمار کرنا بمقابلہ لاکہون کے کس قدر غیر مناسب ہے اسکا انصاف غیر مقلدین منصفین پر ہی

فصل

بیان پر بعض دلائل تقلید و التزام مذہب معین کے قرآن و احادیث سے لکھے جاتے ہین اول فرمایا اللہ تعالے
نے يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ تفسیر بیضاوی مین ہی

يريد بهم امراء المسلمين في عهد الرسول صلى الله عليه وسلم وبعده ويندرج فيهم الخلفاء
والقضاة وامراء السرية امر الناس بطاعتهم بعد ما امرهم بالعدل تنبيها على ان وجوب
طاعتهم لازم ما داموا على الحق وقيل علماء الشرع لقوله تعالى ولو ردوه الى الرسول
والى اولي الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم انتہی یعنے اطاعت خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد جو اولی الامر (صاحب حکم) کی اطاعت کا حکم ہے تو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ہون یا بعد کے امرا مسلمانان مقصود
ہین اور اسمین خلیفہ اور قاضی اور تھوڑے لشکر کے سردار بھی داخل ہین کہ لوگون کو انکی اطاعت کا حکم دیا لیکن بعد حکم عدل
وانصاف کے اسلیے کہ وہ اس امر سے خبردار ہو جائین کہ انکی اطاعت جبھی تک ضروری ہے کہ وہ حق پر رہین بعض علما کہتے ہین کہ مراد اولی الامر
سے علماء شرع ہین کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ اگر تم رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور اولی الامر کیطرف فیصلہ لیجاؤگے تو اولی الامر سے جو لوگ کہ استنباط مسائل
کرلیتے ہین البتہ سمجھ لینگے انتہے تفسیر کبیر مین تحت اس آیت کی لکھا ہے ثالثها المراد العلماء الذين يفتون في
احكام الشريعة ويعلمون الناس دينهم وهذا رواية الثعلبي عن ابن عباس وقول الحسن
ومجاهد والضحاك انتہی یعنی تیسرا مطلب یہ ہے کہ مقصود اولی الامر سے وہ علما ہین کہ احکام شریعہ مین فتوی دیتے اور
لوگون کو دین سکھاتی ہین یہ روایت ثعلبی کی ابن عباس رضہ سے ہے اور یہی قول حسن بصری و مجاہد و ضحاک رضہ
کا ہے اور تفسیر معالم التنزیل مین ہے اختلفوا في اولي الامر قال ابن عباس وجابر رضي الله عنهم هم الفقهاء
والعلماء الذين يعلمون الناس معالم دينهم وهو قول الحسن والضحاك ومجاهد انتہی یعنے اولی
الامر مین اختلاف ہے ابن عباس و جابر رضی اللہ عنہم فرماتے ہین کہ وہ فقہا و علما ہین کہ جو لوگون کو دین کے
مطالب سکھاتے ہین اور یہی قول حسن بصری و ضحاک و مجاہد کا ہے اور فردوه الى الله والرسول کے نیچے لکھا ہے
اي الى كتاب الله والى رسوله ما دام حيا وبعد وفاته الى سنته والرد الى الكتاب والسنة واجب ان وجد
فيهما فان لم يوجد فسبيله الاجتهاد انتہی یعنے ہرگاہ کسی مسئلہ مین مختلف ہو تو اسوقت کتاب اللہ اور رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف جاؤ جبتک وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم زندہ ہین اور بعد انکی وفات کے سنت کی طرف لوٹنا چاہیے
اور کتاب و سنت کی طرف رجوع واجب ہے اگر انمین صراحۃً وہ مسئلہ پایا جاوے اور اگر نہ پایا جاوے تو پھر وہان اجتہاد
ہی کام آتا ہے انتہی آن ہر سہ تفسیرون سے معلوم ہوا کہ اولی الامر جنکی اطاعت کا حکم ہے فقہا و علماء شرع ہین گو امرا
مسلمین بھی مراد ہون اور وہ منافی نہین اسلیے کہ امرا کی اتباع بھی اس شرط پر ہے کہ موافق شریعت کے حکم
کرین اور وہ بدون علم یا بفتوای اہل علم ممکن نہین پس علماء شرع کی اطاعت واجب ہوئی اور علماء شرع

ك تفسیر کبیر جلد ثالث کے صفحہ ٣٢٥ مین ہے ١٢

صحابہ وتابعین وغیرہ ہین پہر ایمہ مجتہدین کہ احادیث وآثار صحابہ کے جامع اور غواص بحر اجتہاد ہین انکو بہے
بعموم یہ آیت شامل ہو اب انکی اتباع بہی اسطور پر کرنے پڑیگے کہ تقلید مذہب معین مذہب اربعہ سے رہے ورنہ
امر واحد مین اتباع ایمہ مین مفاسد کثیرہ پر مشتمل ہو اسکا ذکر تفصیلا آتا ہو دوم فرمایا اللہ تعالی نے فَاسْئَلُوا اَهْلَ
الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اس آیت سے بہی ناواقف عامی کو اہل ذکر علمار محققین سے پوچہنا ضروری معلوم
ہوتا ہو اور یہ آیت بعموما ایمہ مجتہدین کو بہی شامل ہو اور اس مین بہی وہی کلام سابق ہو سوم فرمایا اللہ تعالے
نے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ یعنے آجکے روز مینے تمہارے دین کو پورا کردیا تفسیر معالم التنزیل مین
ہو يَعْنِيْ يَوْمَ نُزُوْلِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ يَعْنِي الْفَرَائِضَ وَالسُّنَنَ وَالْحُدُوْدَ
وَالْجِهَادَ وَالْاَحْكَامَ وَالْحَلَالَ وَالْحَرَامَ فَلَمْ يَنْزِلْ بَعْدَ هٰذِهِ الْاٰيَةِ حَلَالٌ وَّلَا حَرَامٌ وَّلَا شَيْءٌ مِنَ الْفَرَائِضِ
وَالسُّنَنِ وَالْحُدُوْدِ وَالْاَحْكَامِ هٰذَا قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ وَيُرْوٰى عَنْهُ اَنَّ اٰيَةَ الرِّبٰوا نَزَلَتْ بَعْدَهَا
انتہی یعنے بروز نزول اس آیت کی تمہارے دین کو ہمنے کامل کردیا یعنے فرائض سنن حدود جہاد احکام حلال
حرام پہر اس آیت کے بعد حلال حرام فرائض سنن حدود احکام کچہہ بہی نازل نہین ہوا یہ قول ابن عباسؓ کا ہو
اور انسے مروی ہو کہ سود کے آیت بعد اسکے نازل ہوئی ہو جلالین مین ہو اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ اَحْكَامَهٗ وَ
فَرَائِضَهٗ فَلَمْ يَنْزِلْ بَعْدَهَا حَلَالٌ وَّلَا حَرَامٌ انتہی یعنے آجکے دن مینے تمہارے دین یعنے احکام و فرائض
کو پورا کردیا اسکے بعد حلال حرام کچہہ نہین اترا اس آیت و تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالے نے دین محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم کو آپکے زمانہ مین ہی پورا کردیا اور کامل بنادیا کچہہ نقصان اسمین نہین باقی چہوڑا اور یہ بہی
ظاہر ہو کہ جمیع جزئیات حوادث کے احکام منصوصہ مصرحہ قرآن حدیث مین نہین ہین بلکہ انکی مستخرج اور مستنبط
مجتہدین شریعت ہین خصوصا ایمہ اربعہ کہ جنہون نے اس کام کا بیڑا اوٹہاکر ساری عمر بحر اجتہاد مین غوطے لگاکے
اور دفتر و نکے دفتر حوادث ضروریہ ممکن الوقوع استخراج فرمائے جزاہم اللہ عن جمیع المسلمین من اہل السنۃ
والجماعۃ اب اگر احکام مستنبطہ مجتہدین متروک الذکر من الشارع حقیقۃ یا ضمنا سمجہے جاوین تو اس صورت مین
خلاف تکمیل دین لازم آئیگا اور نقص کے قائل ہونا پڑے گا حالانکہ اللہ تعالی نے دین کی تکمیل کو اپنی طرف منسوب
فرمایا ہو پہر اسمین نقصان کی گنجایش کہان ہو اسلیے اہل اصول قیاس مجتہد کو مظہر کہتے ہین نہ مثبت یعنے حکم و
غرض شارع کو ظاہر کردیتا ہو نہ یہ کہ اپنی طرف سے کوئی حکم ثابت کرتا ہو جب یہ بات معلوم ہوئی تو اب ہم کہتے ہین
کہ بعد تقرر مذاہب ایمہ اربعہ جملہ مذاہب مجتہدین دین کے متمم و مکمل ہین یا مذہب ہر واحد کا انمین سے بصورت

دوسری آیت

تیسری آیت

اول تتمیم و تکمیل شے ایسے امور متضادہ و متباینہ سے لازم آیگی جنکا اجتماع شرعًا ممنوع ہی مثلًا ایک مذہب مین ایک
شے یا فعل حلال و جائز ہی تو دوسرے مین حرام و ممنوع ہی پہر ہر دو مذہب متمم کیونکر ہو سکتے ہین اسلیے کہ خدا کے
نزدیک وہ مسئلہ یا حلال ہی یا حرام آجکل حرام ہر دو ملکر ایک مسئلہ کامل نہین ہو سکتا بصورت ثانی مدعا ثابت ہی کہ
تقلید مذہب معین باعث اعتقاد تکمیل و تتمیم دین ہی نہ تقلید جملہ مذاہب علی وجہ الاطلاق بلا قید کہ خلاف
نص مذکور ہی **چہارم** تقلید مذہب معین چھوڑ کر اگر ہر مذہب کے مباح و حرام کو جمع کریگا تو اس بات کا اعتقاد
کرنا پڑیگا کہ ایک ہی چیز یا فعل حلال بھی ہی اور حرام بھی ہی اور یہ عقیدہ ممنوع و حرام ہی جیسا کہ اللہ تعالے
ان کفار کی نسبت کہ جو اُن مہینون کو جنمین لڑائی منع تھی تقدیم تاخیر کر لیتے تھے ایک سال اسکو حلال سمجھتے تھے
دوسرے سال اسکو حرام یہ فرماتا ہی يُحِلُّونَهُ عَامًا وَّيُحَرِّمُونَهُ عَامًا پس جس صورت مین کہ مذہب معین
کا پابند ہو کر وہ شے اس مذہب مین اگر حلال ہی یا حرام ہمیشہ ویسے ہی عقیدہ رکھیگا تو احتمال حرام کا ہی
اور بصورت تخییر و آزادی یقینًا حرام کا مرتکب ہوگا جسکے طرف غیر مقلد بلاتے ہین پس تقلید مذہب معین
واجب ہوئی **پنجم** فرمایا اللہ تعالی نے وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ تفسیر
معالم التنزیل مین اس آیت کے نیچے لکھا ہی يُحْتَاجُ إِلَيْهِ مِنَ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ وَالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَالْحُدُودِ
وَالْأَحْكَامِ انتہی یعنے آتارا ہمنے تجپر کتاب کو کہ وہ بیان کرتی ہی ہر شے کو جسکی احتیاج ہی مثلًا امر نہی حلال
حرام حدود و احکام کے مبین ہی اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مین سب قسم کے احکام مایحتاج الیہا موجود ہین
خواہ صراحۃً ہون یا ضمنًا پس احکام مستنبطۂ مجتہدین شریعت ضرور مبین احکام شارع ہین پھر اس مین
بھی وہی کلام ہی کہ جملہ مذاہب اربعہ مبین ہین یا ہر واحد بصورت اول وہی خرابی لازم آئیگی جو دلیل سوم
چہارم مین مذکور ہوئی بصورت ثانی مدعا حاصل ہی **ششم** غیر مقلدی مین بباعث عدم تقیید مذہب بلکہ اباحت
ہر مذہب و تخییر مطلق دین مین کہیل اور لعب ہے اور دین مین ہر لعب حرام اور ممنوع ہی اور ایسے
لوگون سے الگ رہنا چاہیے اور انکو الگ کرنا ضرور ہی لقولہ تعالی وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا
وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا یعنے آپ چھوڑ دین اُن لوگون کو کہ جنھون نے اپنے دین کو کہیل
کود بنا لیا ہی اور دنیا کی زندگی نے انکو غرور اور دہوکہ مین ڈال رکھا ہی **ہفتم** غیر مقلدی مین اتباع
نفس ہی گویا اسیکو معبود بناتا ہی اور جسنے نفس کو معبود بنایا وہ بڑا بیوقوف ہی بلکہ مثل جانورون کے
ہی صغری بدیہی ہی اسلیے کہ غیر مقلد اپنی خواہش نفس سے خواہ مخواہ مخالف حنفیہ ہو کر جسکی چاہتے ہین تقلید

چوتھی آیت

پانچوین آیت

چھٹی آیت

کر لیتے ہین اور کبری آیت قرآنی سے ثابت ہی چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے اَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ
اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ
بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا یعنے کیا تمنے اس شخص کو دیکھا کہ جسنے اپنی خواہش نفس کو معبود بنالیا کیا تم اسپر وکیل
ہو کیا یہ سمجھتے ہو کہ اکثر انکی سنتے یا عقل رکھتے ہین نہین وہ تو چارپایون کی طرح ہین بلکہ انسے بہی زیادہ
گمراہ ہین انتہی **ہاشتم** تقلید مذہب معین مین اتباع سبیل مومنین ہی اور جس عقیدہ وعمل پر سبیل مومنین
ہی اسکی اتباع واجب ہی اور خلاف اسکے ممنوع وحرام صغری تو بدیہی ہی اسلیے کہ موافق روایت شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی کے بعد دو سو برس ہجری کے اہل سنۃ والجماعۃ مین تقلید مذہب معین جاری ہو گئی اور اسپر
اجماع ہو چکا چنانچہ سابق اسکے بصفحہ ۱۲۷ امام نووی سے منقول ہوا کہ اجتہاد مطلق ائمہ اربعہ پر ختم ہو چکا تہا
کہ علمانے امت پر انہین سے ایک کی تقلید کو واجب کہا ہی اور امام الحرمین نے اسپر اجماع نقل کیا ہی اور انکار
اسکا مکابرہ ہی کیونکہ قطع نظر ان روایات کے تمام بلاد اسلام پر اگر اہل بصارت نظر ڈالین تو یقینا
اسپر گواہی دینگے کہ بیشک اکثر مسلمان مذہب واحد کے مقلد ہین ہندوستان و ولایت و بنگالہ و دکن و عرب
و عجم اسپر شاہد ہین انکار اسکا ایک امر بدیہی کا انکار ہی ہان مخالف اسکے شاذ و نادر غیر مقلدین وغیرہ اہل بدعت
ہین جو حکم کالعدم رکہتے ہین پہر انکا اعتبار کیا ہی اور کبرے اسکا آیت قرآنی سے ثابت ہی قال اللہ تعالی وَمَنْ
يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى
وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا یعنے جو شخص کہ مخالفت کریگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسکے
کہ اسپر ہدایت ظاہر ہو چکی اور مومنین کے طریقے کے سوائے دوسرا طریقہ چلیگا تو اوسکو پہیر دینگے
ہم جدہر پہرے اور جہنم مین ڈال دینگے جو بری جگہہ ہی علمار اہل سنۃ نے اس آیت سے ثبوت اجماع کا کیا ہی
چنانچہ تفسیر کبیر مین تحت اس آیت کے لکہا ہی رُوِیَ اَنَّ الشَّافِعِیَّ رض سُئِلَ عَنْ اٰیَةٍ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی
تَدُلُّ عَلٰی اَنَّ الْاِجْمَاعَ حُجَّةٌ فَقَرَأَ الْقُرْاٰنَ ثَلٰثَمِائَةِ مَرَّةٍ حَتّٰی وَجَدَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ وَتَقْرِیْرُ الْاِسْتِدْلَالِ
اَنَّ اتِّبَاعَ غَیْرِ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَامٌ فَوَجَبَ اَنْ یَّکُوْنَ اتِّبَاعُ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاجِبًا یعنی روایت
ہی کہ امام شافعی رض ایسی آیت قرآنیہ سے پوچہی گئی جو اجماع پر دلالت کرے تو آپنے تین سو مرتبہ قرآن
شریف پڑہا حتی کہ یہی آیت پائی اور دلیل کی تقریر یہ ہی کہ اتباع غیر طریقۂ مومنین کی حرام ہی اب ضرور
ہی کہ مومنین کے طریقہ پر چلنا واجب ہو انتہی **تفسیر مدارک** مین ہی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ

اَیِ السَّبِیْلِ الَّذِیْنَ هُمْ عَلَیْهِ مِنَ الدِّیْنِ الْحَنِیْفِیِّ وَهُوَ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ الْاِجْمَاعَ حُجَّةٌ لَا یَجُوْزُ مُخَالَفَتُهَا كَمَا لَا یَجُوْزُ مُخَالَفَةُ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ انتہی یعنے جو شخص اوس طریقۂ مومنین کو کہ جسپر وہ ہین اور وہ دین حق ہے چھوڑکر دوسرے طریقے پر چلتا ہے الخ یہ آیت اسپر دلیل ہے کہ اجماع حجت ہے اسکی مخالفت مثل مخالفت کتاب و سنت کے جائز نہین انتہی تفسیر بیضاوی میں ہے وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرَ مَا هُمْ عَلَیْهِ مِنِ اعْتِقَادٍ اَوْ عَمَلٍ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی نَجْعَلْهُ وَالِیًا لِمَا تَوَلّٰی مِنَ الضَّلَالِ وَنُخَلِّ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ مَا اخْتَارَهٗ وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَنُدْخِلْهُ فِیْهَا وَقُرِئَ بِفَتْحِ النُّوْنِ مِنْ صَلَاهُ وَسَاءَتْ مَصِیْرًا جَهَنَّمُ وَالْاٰیَةُ تَدُلُّ عَلٰی حُرْمَةِ مُخَالَفَةِ الْاِجْمَاعِ لِاَنَّهٗ تَعَالٰی رَتَّبَ الْوَعِیْدَ الشَّدِیْدَ عَلَی الْمُشَاقَّةِ وَاتِّبَاعِ غَیْرِ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذٰلِكَ اِمَّا لِحُرْمَةِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اَوْ اَحَدِهِمَا اَوِ الْجَمْعِ بَیْنَهُمَا وَالثَّانِیْ بَاطِلٌ اِذْ یَقْبُحُ اَنْ یُّقَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ وَاَكَلَ الْخُبْزَ اسْتَوْجَبَ الْحَدَّ وَكَذَا الثَّالِثُ لِاَنَّ الْمُشَاقَّةَ مُحَرَّمَةٌ ضُمَّ اِلَیْهَا غَیْرُهَا اَوْ لَا یُضَمُّ وَاِذَا كَانَ اتِّبَاعُ غَیْرِ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ مُحَرَّمًا كَانَ اتِّبَاعُ سَبِیْلِهِمْ وَاجِبًا لِاَنَّ تَرْكَ اتِّبَاعِ سَبِیْلِهِمْ مِمَّنْ عَرَفَ سَبِیْلَهُمْ اتِّبَاعُ غَیْرِ سَبِیْلِهِمْ وَقَدِ اسْتَقْصَیْتُ الْكَلَامَ فِیْهِ فِیْ مِرْصَادِ الْاَفْهَامِ اِلٰی مَبَادِی الْاَحْكَامِ یعنے مومنین جس اعتقاد یا عمل پر ہین انکے طریقہ کے سوا دوسرے طریقہ پر کوئی چلے گا تو اوسکو ہم گمراہی کا سردار بنا دینگے اور چھوڑ دینگے جو چاہے وہی کرے اور جہنم مین داخل کر دینگے جو بری جگہہ ہے یہ آیت اجماع کی مخالفت کی حرمت پر دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالے نے وعید شدید کو مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اطاعت غیر طریقۂ مومنین پر مرتب کیا ہے اور یہ یا تو ہر ایک کی حرمت یا دونوں مین سے ایک کی حرمت یا ہر دو کی حرمت کے لیے ہے دوسری شق تو باطل ہے اسلیے کہ یون کہنا کہ جسنے شراب پی اور روٹی کھائی اسپر حد واجب ہے برا معلوم ہوتا ہے (تعالی اللہ عن ذلک) علی ہذا تیسری شق باطل ہے کیونکہ مخالفت (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) تو ہر طرح حرام ہے خواہ اسکے ساتھہ اور کوئی امر (محرم) ملایا جاوے یا نہ ملایا جاوے اور جبکہ غیر طریقۂ مومنین پر چلنا حرام ہوا تو انکے طریقہ پر چلنا واجب ہوا کیونکہ انکے ایسے طریقے کو کہ جو مشہور ہو چکا ہے (مثل مذاہب ائمہ اربعہ) چھوڑنا انکے طریقہ کے سوائے دوسرے طریقہ پر چلنا ہے اور مینے اجماع کے باب مین مرصاد الافہام الے مبادی الاحکام مین پورا پورا کلام کیا ہے انتہی جب اس آیت و تفاسیر سے بخوبی معلوم ہوا کہ مومنین کے طریقہ کی اطاعت ضروری اور واجب ہے تو اب یہ بھی سمجھہ لینا چاہیے کہ مومنین سے اکثر مراد ہین نہ کلہم کیونکہ امت محمدیہ کے بہت سے فرقہ مبتدعہ بھی ہین پھر اکثر

ف تفسیر بیضاوی کے صفحہ ۱۲۰ مین ہے ۳

ف یہ کتاب علامہ بیضاوی کے اصول مین ہے

مراد لیے جاوینگے وللاکثر حکم الکل بعد اسکے یہ سمجھو کہ صحابہ و تابعین کے زمانہ مین جو طریقہ انمین مروج تھا
اسکا اتباع ضروری تھا بعد انکے جو طریقہ مروج ہوا اسکے اتباع بھی موافق آیت کے ضروری ہوئی اور
سابق بخوبی روشن ہوچکا کہ بعد دو سو برس کے تقلید مذہب معین مذاہب آیمہ اربعہ کے جمیع بلاد اسلام
مین علماء معتبرین وغیرہ عموماً سے شروع ہوئی اور کتب مذاہب مدوّن و منقح ہو چکے حتے کہ یہ زمانہ آیا
اور انشاء اللہ مقدمۂ قیامت تک ایساہی رہیگا خصوصاً مذہب حنفی سب کے آخر ختم ہوگا کما مر و سیاتی
اب موافق آیت مذکورہ کے کہ مخصص کسی زمانہ سے نہین تقلید مذہب معین کے طریقہ پر چلنا واجب اور
انکے طریقہ کے سوا دوسرے طریقہ پر چلنا حرام ہوا و ہو المطلوب **نخم** پابندی مذہب واحد مین
بڑی مصلحتین ہیں اور عدم تقلید مذہب معین مین بڑے فساد ہین اور جو فسادی ہین خدا کے دشمن ہین صغری
بدیہی ہے کیونکہ مقلدین ائمۂ اربعہ باہم متفق ہین ایک دوسرے کو دینی بھائی اور راہ مستقیم پر سمجھتے ہین
بخلاف غیر مقلدین کی ذات بے برکات کے کہ عوام اور خواص مین جو گیارہ سو برس سے اتفاق باہمی تھا اسکو
مٹانیکے لیے تقلید کو شرک کہکر بھائی کو بھائی سے باپ کو بیٹے سے دوست کو دوست سے چھڑا کر فساد کلی
ڈلوا دیا شادی غمی رنج راحت مین علیحدہ ہوگئی اور کبری آیات قرآنیہ سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالے نے
وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا یعنے زمین مین جب اصلاح ہوچکی تو اب فساد مت کرو دوسرے
جگہہ پر فرمایا وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ یعنے قارون کو اسکی قوم نے
کہا کہ زمین مین فساد کا راغب نہو کیونکہ اللہ تعالی فسادیون کا دوست نہین تیسری جگہہ ہے وَاللّٰهُ لَا
يُحِبُّ الْفَسَادَ یعنے اللہ فساد کو دوست نہین رکھتا پس غیر مقلدی مین خدا کی دشمنی ہے اس سے پرہیز
لازم ہے اور مقلد ہونے مین خدا کی محبت ہے اس پر عمل واجب ہے **دھم** بعد تقرر مذاہب ہمیشہ سے علماء
مقلدین آیمہ اربعہ کا طائفہ حق پر غالب رہا ہے کسی مخالف سے انکو ضرر نہین پہونچا اور انشاء اللہ نہ پونچیگا
اور جو اس قسم کے لوگ ہین اونکے ساتھ ملکر رہنا واجب ہے صغری بدیہی ہے اور مصداق اس حدیث صحیح کا
ہے عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ
عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كَذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَغَيْرُهُ
یعنے ثوبان رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر
غالب رہیگا کسی کا بگاڑنا انکو نقصان نہ پونچائیگا یہانتک کہ خدا کا حکم آئیگا (یعنے قیامت) اور وہ اسی طرح پر

فائدہ آیات

فائدہ حدیث

رہینگے روایت کیا اسکو مسلم وغیرہ نے اسکی شرح مین امام نووی فرماتے ہین وَاَمَّا هٰذِهِ الطَّائِفَةُ فَقَالَ
الْبُخَارِيُّ هُمْ اَهْلُ الْعِلْمِ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اِنْ لَّمْ يَكُوْنُوْا اَهْلَ الْحَدِيْثِ فَلَا اَدْرِيْ مَنْ هُمْ
قَالَ الْقَاضِيْ عِيَاضٌ اِنَّمَا اَرَادَ اَحْمَدُ اَهْلَ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَمَنْ يَّعْتَقِدُ مَذْهَبَ اَهْلِ
الْحَدِيْثِ قُلْتُ وَيَحْتَمِلُ اَنَّ هٰذِهِ الطَّائِفَةَ مُتَفَرِّقَةٌ بَيْنَ اَنْوَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُمْ شُجْعَانٌ مُقَاتِلُوْنَ
وَمِنْهُمْ زُهَّادٌ وَاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَمِنْهُمْ اَهْلُ اَنْوَاعٍ اُخْرٰى مِنَ الْخَيْرِ
وَلَا يَلْزَمُ اَنْ يَّكُوْنُوْا مُجْتَمِعِيْنَ بَلْ قَدْ يَكُوْنُوْا مُتَفَرِّقِيْنَ فِيْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ انتہی یعنے یہ گروہ جو مذکور ہوا
تو اسکے بارہ مین امام بخاری رح فرماتے ہین کہ وہ اہل علم ہین اور امام احمد حنبل رح فرماتے ہین کہ وہ گروہ اگر
اہل حدیث نہین تو مجکو معلوم نہین کہ پہر کون ہی قاضی عیاض فرماتے ہین کہ امام حنبل کا مقصود اہل سنۃ
وجماعۃ ہی اور جو کہ مذہب اہل حدیث کا معتقد ہی مین کہتا ہون کہ اسبات کا احتمال ہی کہ یہ گروہ اقسام کے
مسلمانون مین متفرق ہو انمین سے بعضے بہادر لڑنیوالے ہین بعضے فقہا بعضے محدث بعضے زاہد بعضے نیک
کامون کے تبلانیوالے برے کامون سے روکنے والے اور طرح طرح کے نیک کام والے ہین اور یہ ضرور نہین
کہ سب ایک جگہہ جمع رہین بلکہ اطراف زمین مین پہیلے ہوے ہین انتہی اور ظاہر ہی کہ علمار مقلدین ائمہ اربعہ
جامع ان سب انواع مومنین کے ہین اور یہی گروہ حق پر غالب ہی جب صغری معلوم ہوا تو اب کبری سنیئے
فرمایا اللہ تعالی نے يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ہ یعنے ایمان وارو ڈرو
خدا سے اور سچون کے ساتہہ ملکر رہو پس مقلدین آئمہ کے ساتہہ ملکر جس طریقہ پر وہ ہین رہنا واجب ہوا یا زدہم
مقلدین آئمہ اربعہ بعد تقرر مذاہب وارث وخادم بیت اللہ شریف رہی ہین اور سوا پرہیز گارونکے
وہان کا وارث کوئی نہین ہوسکتا صغری بدیہی ہی کیونکہ گیارہ سو برس سے برابر مقلدین آئمہ اربعہ کا
وہان پر دخل رہا ہی کوئی بدعتی شیعہ ومعتزلی غیر مقلد وغیرہ کا گذر نہین ہوا اور کبرے آیت قرانی سے
ثابت ہی فرمایا اللہ تعالی نے وَمَا كَانُوْا اَوْلِيَآءَهٗ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ تفسیر معالم التنزیل مین ہی قَالَ الْحَسَنُ كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ اَوْلِيَآءُ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ فَرَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ بِقَوْلِهٖ وَمَا كَانُوْا اَوْلِيَآءَهٗ اَيْ اَوْلِيَآءَ الْبَيْتِ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗ اَيْ
لَيْسَ اَوْلِيَآءُ الْبَيْتِ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ يَعْنِي الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ الشِّرْكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ انتہی یعنی حسن بصری فرماتے ہین کہ مشرک کہتے تہے ہم ہی مسجد حرام کے والے وارث ہین تو خدانے

یہ حدیث صحیح مسلم صفحہ ۱۴۳ جلد ثانی مین ۱۲۶

انکار کر دیا اور فرمایا کہ وہ لوگ بیت اللہ کے وارث نہین ہین اسکی وارث تو پرہیزگار ہین یعنے وہ مومنین جو شرک سے بچتے ہین لیکن وہ لوگ اکثر سمجھتے نہین اس سے معلوم ہوا کہ مقلدین ایمہ اربعہ متقیون مین داخل ہین کیونکہ وہی وارث اس جا متبرک کے ہین اگر غیر مقلد وغیرہ بدعتی متقی ہوتے تو اونکو بھی دہان دخل ہوتا اور انکا مصلے بھی مشہور ہوتا اور جیسا وہ لوگ اس بات کو سمجھتے نہ تھے علی ہذا غیر مقلدین اس بات سے ناواقف ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ اگر مقلدین ایمہ اربعہ کا طریق ناحق ہوتا تو ایسی جگہہ متبرک کے وارث کیسے ہوتے **دوازدہم** تقلید مذہب امام واحد ایمہ اربعہ مین اتباع امام افضل نے اعتقادہ ہی اور اتباع ہر امام افضل نے اعتقادہ کا واجب ہی اُسکی ہوتی ہی دوسرے کی اتباع حرام و ممنوع ہی صغری کا ثبوت پیشتر اقوال علما سے گذر چکا کہ ہر مقلد کو اپنے امام کی نسبت یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ وہ افضل ہی اور کبرے کا ثبوت حدیث سے ہی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَلّٰى مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاسْتَعْمَلَ رَجُلًا وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّ فِيْهِمْ مَنْ هُوَ اَوْلٰى بِذٰلِكَ وَاَعْلَمُ مِنْهُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَجَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ رواہ الطبرانی اس حدیث کا ترجمہ و تحقیق سابقاً بصفحہ ۸۴ و ۸۳ مذکور ہی فلیرجع الیہ **سیزدہم** اکثر امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے علماء تقلید مذہب معین پر متفق ہین اور امت محمدیہ سب کے سب ممکن نہین کہ گمراہ ہو جاوین ہان بعض انمین سے گمراہ ہون تو مضر نہین اور نہ انکا اعتبار ہی اور جب اکثر امت ہدایت پر ہی تو اب ضرور ہی کہ انکی اتباع کیجاے کیونکہ جو لوگ ہدایت پر ہین انکی اتباع واجب ہی صغری کا ثبوت حدیث سے ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِيْ اَوْ قَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلَى الضَّلَالَةِ وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ یعنے ابن عمر رضہ سے مروی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالی میری امت کو یا فرمایا امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گمراہی پر متفق نکریگا اور اللہ کی حمایت جماعت پر ہی اور جو علیحدہ ہو تو دوزخ مین الگ جا پڑا روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کبری کا ثبوت آیت قرآنی سے ہی فرمایا اللہ تعالی نے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ یعنے وہی لوگ ہین جنکو اللہ نے سیدہی راہ پر چلایا ہی آپ بھی انکے چال پر چلیے **چہاردہم** جنت کی نصف بلکے دو حصہ کو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام بہر لیگے اور باقی ایک حصہ مین دیگر انبیا علیہم السلام کی امت ہوگی چنانچہ حدیث صحیح مین ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ نَحْوًا مِنْ أَرْبَعِينَ رَجُلًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ قُلْنَا نَعَمْ فَقَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا نَعَمْ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَذٰلِكَ أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہی کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبہ مین چالیس آدمی کے انداز ہونگے پھر آپنے فرمایا کہ کیا تم لوگ اسبات سے راضی ہو کہ اہل جنت کے چہارم حصہ ہو جاؤ تب ہمنے کہا جی ہان پھر فرمایا کیا اس سے راضی ہو کہ تم تیسرا حصہ اہل جنت کے ہو پھر بھی ہمنے کہا جی ہان بعد اسکے آپنے فرمایا کہ مجھکو قسم ہی اُس ذات کی کہ جسکے قبضہ مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہی مین امید کرتا ہون کہ تم اہل جنت کے آدھی ہوگی اور یہ اسطرح پر ہی کہ جنت مین سوا مسلمان کے کوئی داخل نہوگا اور مشرکین مین تم لوگ اسطرح پر ہو جیسا سفید بال سیاہ بیل کے بدن پر نظر آوے یا سیاہ بال سرخ بیل کے بدن پر دکھائی دے روایت کیا اسکو مسلم نے امام نووی رح اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین جسکا ترجمہ یہ ہی کہ اس حدیث مین شطر اہل جنت کا لفظ آیا ہی اور دوسری روایت مین نصف اہل جنت کا لفظ ہی اور بیشک دوسری حدیث مین ثابت ہوا ہی کہ اہل جنت کی ایکسو بیس صفین ہونگی جنمین سے امت کی اسّی صفین ہونگی یہ حدیث اسپر دلیل ہی کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام اہل جنت کے دو ثلث ہوگی اب یون کہا جاوے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اول مرتبہ نصف کی خبر دی پھر خدا کا زیادہ فضل ہوا کہ انکو مطلع فرمایا جو صفوف کی حدیث کی خبر دی اس قسم کی حدیث مین نظائر بہت ہین انتہی جب یہ بات معلوم ہوئی تو اب ہم کہتے ہین کہ گیارہ سو برس سے مقلدین ایمہ اربعہ حرمین شریفین وغیرہ بلاد اسلام مین متصرف ہین اور انشاء اللہ مقدمہ قیامت تک رہینگے پھر اگر حسب رائے خام غیر مقلدین مقلدین آیمہ اربعہ مشرک قرار دیے جاوین تو بیشک امت محمدیہ اکثر گمراہ ہوگی بلکہ مشرک پھر جنت مین کیونکر جاوینگے کیا تھوڑے سے پٹھو نجیون غیر مقلدین ودیگر مبتدعین سے کہ بمقابل علماء مقلدین کالعدم ہین جنت دو حصے بھر جاویگی علاوہ اس کے دو برائیون کا معتقد ہونا پڑے گا ایک تو تکذیب حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم دوم کسر شان فخر الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کا اعاذنا اللہ منہما پس غیر مقلدین کا اپنے تئین محمدی اور اہل حق سمجھنا باطل ہی اور لامحالہ حسب احادیث کہنا پڑے گا کہ مقلدین آیمہ اربعہ امت ناجیہ سے ہین ہرگز گمراہ نہین ہین اب ایسے لوگون کی اتباع

نوین حدیث

ه یہ حدیث شاہد اور اسکی شرح مسلم کی جلد اول صفحہ ۱۲۳ مین ہے ۱۲

ضروری ہی اور جو شاذ مخالف انکے ہین انسے احتراز لازم ہی **پانزدہم** تقلید مذہب معین پر علماء امت
محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سواد اعظم ہی اور جماعت مسلمانونکی اسی پر ہی اور جسپر سواد اعظم و جماعت کثیرہ
ہی اسکی اتباع واجب ہے اور مخالفت موجب دخول نار وارتداد وغیرہ ہی صغری ایسا بدیہی ہی کہ عاقل
کو تامل کی حاجت نہین اور کبرے چند احادیث بلکہ آیت سے ثابت ہی آیت تو اجماع کی اتباع کے بارہ مین
گذر چکی یعنے اتباع سبیل مومنین واجب ہی اور احادیث بعض اوپر بہی گذر چکے اور باقی یہ ہین عَنِ
ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ
شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ كَذَا فِي الْمِشْكٰوةِ یعنے ابن عمر رض سے مروی ہی
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی جماعت (مسلمانون) کی تابعداری کرو کیونکہ جو اس سے علحدہ
ہوا الگ ہوکر دوزخ مین گرا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے حدیث انس سے ایسا ہی مشکوۃ مین ہی عَنْ اَبِي
ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ
عَنْ عُنُقِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاؤدَ یعنے ابو ذر رض سے مروی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جسنے جماعت مسلمانون کو ایک بالشت بہر چہوڑ دیا تو اُسنے رسی اسلام کو اپنی گردن سے نکال لیا
روایت کیا اسکو احمد اور ابو داود نے عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَاْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ
وَاِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ یعنے معاذ بن جبل رض سے مروی ہی
کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک شیطان انسان کے لیے بہیڑیا ہی جسطرح بکریون کے
لیے بہیڑیا (حقیقی) ہی کہ پکڑ لیتا ہی اُس بکری کو جو الگ ہو دور رہنے والی کنارہ پر ہو اور بچو بلندیون سے
اور لازم پکڑو جماعت مسلمانون کو روایت کیا اسکو امام احمد نے **بَابُ لُزُوْمِ الْجَمَاعَةِ** عَنِ
ابْنِ عُمَرَ قَالَ خَطَبَنَا عُمَرُ رض بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ قُمْتُ فِيْكُمْ كَمَقَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْنَا فَقَالَ اُوْصِيْكُمْ بِاَصْحَابِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ
ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتّٰى يَحْلِفَ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ وَيَشْهَدَ الشَّاهِدُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ
اَلَا لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَاِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ
فَاِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ اَبْعَدُ مَنْ اَرَادَ بُحْبُوْحَةَ الْجَنَّةِ

فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَذٰلِكُمُ الْمُؤْمِنُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ یعنی حضرت
ابن عمر رضہ سے مروی ہی کہا کہ حضرت عمر رضہ نے جابیہ مین ہمکو خطبہ سنایا تو کہا کہ ای لوگو مین تمہاری جماعت مین
اسطرح کھڑا ہون جسطرح ہماری جماعت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوے تھے اور فرمایا
تہا کہ مین تمکو اپنی صحابہ کے بارہ مین وصیت کرتا ہون پہر جو انکے پیچھے آنیوالے ہین پہر جو انکے بعد کے لوگ ہین
یعنے تابعین و تبع تابعین پہر جھوٹ کا چرچہ ہوگا حتے کہ آدمی قسم کہانے لگیگا حالانکہ کوئی اسکو قسم نہ دلائیگا اور
گواہ گواہی دینے کو تیار ہو جائیگا حالانکہ اسے کوئی گواہ نہ بنائیگا خبردار بیگانہ مرد بیگانی عورت الگ خلوت نکرین مگر تیسرا
شیطان انکے ساتہ ضرور ہوگا یعنے بہکانیوالا جماعت مسلمانونکو لازم پکڑو اور جدائی ڈالنے سے بچو کیونکہ بیشک شیطان اکیلے کے ساتہ ہو جاتا ہی
اور دو سے دور رہتا ہی جو شخص کہ وسط بہشت کو چاہتا ہی تو جماعت مسلمانونکو لازم پکڑے جو شخص نیکی سے خوش ہو اور گناہ سے رنجیدہ تو وہ مومن ہی روایت
کیا اسکو ترمذی نے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ
يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلٰثٍ الثَّيِّبُ الزَّانِيْ وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِكُ
لِدِيْنِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضہ سے مروی ہی کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے خون مسلمان کا جو گواہی اسبات کی دی کہ خدا ایک ہی اور مین اللہ کا رسول ہون
حلال نہین مگر تین باتون سے ایک ہو تو ہی زانی بیوی والا جسنے کسی کو مار ڈالا ہو اپنی دین اور جماعت
مسلمانان کا تارک ہو روایت کیا اسکو مسلم نے اس حدیث کی شرح مین امام نووی لکھتے ہین قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّارِكُ لِدِيْنِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ فَهُوَ عَامٌّ فِيْ كُلِّ مُرْتَدٍّ عَنِ الْاِسْلَامِ بِاَيِّ رِدَّةٍ فَيَجِبُ
قَتْلُهٗ اِنْ لَّمْ يَرْجِعْ اِلَى الْاِسْلَامِ قَالَ الْعُلَمَاءُ وَيَتَنَاوَلُ اَيْضًا كُلَّ خَارِجٍ عَنِ الْجَمَاعَةِ بِبِدْعَةٍ اَوْ بَغْيٍ اَوْ
غَيْرِهِمَا وَكَذَا الْخَوَارِجُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ یعنے یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اپنے دین کا تارک اور جماعت
مسلمانان (اہل سنت) کا چھوڑنیوالا ہو شامل ہی ہر شخص کو کہ اسلام سے پھر جاوے خواہ کسیطرح پھرے اسکا
قتل واجب ہی علماء اہل سنت فرماتے ہین کہ یہ حدیث شامل ہو ہر شخص کو کہ جماعت مسلمانان اہل سنت سی
خارج ہو بدعت یا سرکشی وغیرہ کیوجہ سے ہو آسی طرح خارجی ہین واللہ اعلم **انتباہ** بعض عقلمند مثل مؤلف
ظفر کے احادیث اتباع سواد اعظم و جماعت پر بعض شبہہ واہیہ پیش کر کے مغالطہ دیتے ہین شبہہ اول یہ کہ گر کثرت
جماعت حق پر ہو تو چاہیے کہ کفار و مشرکین حق پر ہون کیونکہ وہ کثیر ہین جواب اسکا یہ ہے کہ یہ نرا
مغالطہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو بیموقع لینا جہالت محض ہی بھلا شارع کو کفار سے

کیا حلاقہ بلکہ یہان پر سواد و جماعۃ مین الف لام عہد کا ہی جس سے خاص گروہ مسلمانان مراد ہی شبہۂ دوم اگر
مسلمانان مراد ہین تو چاہیے کہ بے نماز و فساق حق پر ہون اور انکی اتباع کیجاوے کیونکہ وہ کثیر ہین جواب یہ
بہی محض سودائے خام ہی اسلیے کہ مقصود شارع علماء اہل سنت ہین اور وہ بیشک اکثر ہین بہ نسبت علماء غیر
مقلدین وغیرہ مبتدعین کے شبہۂ سوم اگر جماعۃ عظیم کی تابعداری ضروری ہی تو چاہیے کہ یزیدی حق پر ہون
اور امام حسین علیہ السلام ناحق پر کیونکہ یزیدی انسے اکثر تھے جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات اُس شخص کی ہی کہ
عقل کے لباس سے عاری ہی کیونکہ سواد اعظم مین یہ شرط کسنے لگائی ہی کہ ہر جگہہ اسکو مجتمع رہنا ضروری ہی
اور یہ بہی اسکے ساتھہ ہو کہ امام حسین علیہ السلام کی جماعت صرف وہی چند آدمی اہل حق تہے بلکہ سواد
اعظم و طائفۂ اہل حق تمام جہان مین متفرق ہی یہ ضرور نہین کہ ایک جگہہ مجتمع ہون چنانچہ سابق اسکی دلیل
دہم مین امام نووی سے لکھا گیا ہی اب ہم کہتے ہین کہ گو اتفاقاً حضرت امام برحق کے ساتھہ اس میدان مین تہوڑے
لوگ تھے مگر آپکے معتقد اور تبیع اور آپکو حق پر جانتے ہزارون صحابہ و تابعین وغیرہ تھے جو اطراف زمین مین پہیلے
ہوے تھے اگر انکو ملایا جاوے تو یزیدیون کی کچہہ بہی حقیقت نہین تہی شبہۂ چہارم اہل حق گو ایک کیون نہو وہی
سواد اعظم ہی جواب یہ معنے لینا اس حدیث بلکہ جمیع احادیث کا عقل نقل کے مطابق نہین کیونکہ حدیث مین
صاف آچکا کہ شیطان ایک کے ساتھہ ہی اور دو سے بہاگتا ہی جماعت کا لفظ عربی مین ایک پر کیسے صادق آتا ہی اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل زبان تھے خلاف محاورہ کیسے فرماتے اگر یون تہا تو فرماتے کہ حق کی تابعداری
کرو گو کم لوگ ہون بلکہ آپنے معیار حق باطل مین کثرت کو رکہا ہے آیت سے بہی سبیل مؤمنین کی اتباع کا حکم
ہی جس سے اجماع حجت ہوا اور یہ بہی فرمایا کہ امت محمدیہ گمراہی پر متفق نہوگے اب ہم کہتے ہین کہ مثلاً پچاس علماء
ایک طرف ہون اور دو ایک عالم ایکطرف تو ممکن نہین کہ پچاس غلطی پر ہون دنیا کے عقلمندون مین یہ بات
معتبر ہی کہ کثرت آرا کا لحاظ ہوتا ہی کبھی تمنے کمیٹی کے ممبرون کو نہین دیکھا یا سنا کہ جس امر مین اکثر ممبر متفق
ہون وہی کام کیا جاتا ہی دو چار مخالفین کی سنی نہین جاتی اسیطرح تمام جہان کے اہل سنت کے علماء پر
نظر ڈالو تو مقلدین آئمہ اربعہ کے علماء ہی اکثر ہونگے الغرض اتباع جماعت و سواد اعظم مختلف الفاظ سے
آیت و احادیث سے ثابت ہوتے ہوے شبہہ واہی پیش کرنا بیش از جہالت یا مغالطہ نہین اب ہم کہانتک
اس بحث کو دلائل قرآنیہ و احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لکھے جائین مرد منصف متدین کو تو یقدر
بس ہی لیکن معاندین و مخالفین ناعاقبت اندیشونکو کچہہ بہی مفید نہین ؎ زانکس کہ بقرآن و خبر

نو نہی یہ آنست جو ابش کہ جوابش نہی ۰ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ **قال**
دوم التزام مذہب معین مین حکم اور خطاب شارع کا صادر نہین ہوا بلکہ بعین کر لینا کسی مذہب کا قرآن اور
حدیث کے صاف صاف مخالف ہی الخ صفحہ ۴۴ **اقول** و باللہ التوفیق دلائل حکم و خطاب شارع کے قرآن
اور احادیث و اجماع و اقوال علماء اہل سنت سے گذر چکے شاہ ولی اللہ رح و امام شعرانی رح فرما چکے کہ مسائل
اجتہادیہ مجتہد شارع کی طرف منسوب ہین اور نیز یہ کہ التزام مذہب معین مروجۂ اہل اسلام مین اتباع سواد اعظم ہی
اور بڑی مصلحت اور عدم التزام مین خود گمراہ ہونا اور دوسرون کو گمراہ کرنا اور خروج از سواد اعظم ہی اور یہ تعیین
مذہب بر اجماع علماء کا ایک سر الٰہی ہی خواہ علماء اسکو جانین یا نہ جانین اور مولوی اسمعیل دہلوی لکھ چکے ہین کہ
احکام مستنبطۂ مجتہدین حرام و حلال وغیرہ سنت حکمیہ مین داخل ہین ہرگز محدث و بدعت نہین اور نیز اتباع مذاہب
اربعہ مروجۂ اسلام بہتر و خوب ہی اور دیگر علماء فضلاء کی تصریحات وجوب مذہب معین مین بکثرت گذر چکے
باوجود اسکے اسکو مٹانیکے لیے یہ حدیث مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ لانا کسقدر
بیموقع اور نامناسب ہی یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ الخ الآیہ[1] علاوہ اسکے یہان پر ہم اور
طرح سمجھاتے ہین کہ شرائط محدثہ محدثین داخل تحت حکم و خطاب شارع و منجملۂ احداث فی الدین ما منہ ہین یا نہین
بصورت اول التزام مذہب معین بھی ایسا ہی ہی بصورت ثانی احادیث کا ابطال لازم آئیگا جس سے مخدوش
بنناو شوار ہوگا) کسلیے کہ احادیث کا اعتبار شرائط مذکورہ کے التزام و اعتبار پر ہی جب اونکا اعتبار نہوگا
تو احادیث کا اعتبار بھی جاتا رہیگا وھو باطل پس عدم اعتبار شرائط و التزام مذہب معین بھی باطل ہے اور
فرق ہردو التزامات مین تحکم محض ہی اور جو توجیہ یا تاویل آیت و احادیث مزعومہ کے مولف صاحب دربارۂ
التزام شرائط کرینگے وہی بعینہ التزام مذہب معین مین منطبق ہوجائیگی سے ہم الزام انکو دیتے تھے قصور اپنا
نکل آیا **قال** اور یہ بات مثل آفتاب کے روشن او ظاہر ہو الخ **اقول** سے کی بناوٹ بہت سی باتو نہین
یہ کہین چھپتی ہی بنائی بات ، اس بات سے کیا کام نکلتا ہی کیونکہ جیسے اسکو مولف صاحب مثل آفتاب کے
سمجھتے ہین ایسے ہی اُس سے بڑھکر یہ بات اسے حجۃ اللہ البالغہ سے مستفاد ہی کہ بعد چوتھی صدی کے رواج ہوا اور انصاف
مین مصرح ہی کہ بعد دوسو برس کے اہل سنت مین رواج مذہب معین کا ہوگیا یہ لا تقربوا الصلوٰۃ لینا اور
انتم سکاری کو چھوڑ دینا مغالطہ نہین تو کیا ہی اور کیا اس سے تقلید مذہب معین کی بری یا شرک ہوسکتی ہی
ہان مزعوم منکرین شاید یہ ہو کہ بعد چوتھی یا دوسری صدی کے لوگ سب کے سب نعوذ باللہ مشرک و گمراہ

[1] یعنی ارادہ کرتے ہین کہ بجھا دین اسکی نور کو اپنی منھ ہی سے ۱۲

[2] یہ بات مثل آفتاب کے روشن اور ظاہر ہی کہ چوتھی صدی تک مسلمانون مین تقلید مذہب واحد معین کا رواج نہ تھا چنانچہ حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہی یعنی جان لو کہ پہلے چوتھی صدی کے نہین جمع ہوئی تھی لوگ خالص ایک ہی مذہب معین کی تقلید پر صفحہ ۴۵

ہوگئے مگر اس سے اہل سنت کا کچہہ نقصان نہین کیونکہ وہ بموجب ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے کہ میری امت گمراہی پر متفق نہوگی گمراہ نہین ہین اور نیز آپنے افتخاراً و بشارۃً صحابۂ کرام سے
فرمایا ہی کہ مجکو امید ہی کہ تمسے (یعنے امت محمدیہ سے) آدہی جنت بہر جائیگی جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ مین ہی
کما مر تہا اگر خیال بڑا اختلال منکرین کا صحیح ہو تو سبکے سب بعد چوتہی یا دوسری صدی کے الی یومنا ہذا بل
قیامت تک مشرک ہوئے جس سے قطعاً احادیث مذکورہ کا بطلان اور کذب اور تنقیص شان نبی صلی
اللہ علیہ وسلم فخر الاولین والآخرین لازم آئیگی وہو باطل قطعاً پس یہ سمجہنا مخالفین کا سہل ہی قطعاً اور مغالطہ
دنا واقفیت وا کل ہی جزماً اللہم احفظ عبادک من مغالطات المنکرین **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین
آیمہ حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ معنے قرآن کے بدون مجتہد کے اور کوئی نہین سمجہتا الخ **اقول**
بتوفیقہ یہ مغالطہ بہی افترا محض و بہتان صرف ہی گا ابتک یہ بات عقلمند تو کیا کسی جاہل سے بہی کسینے نہ سنی ہوگی
کہ سمجہنے قرآن کے سوائے مجتہد کے کوئی نہین جانتا اگر ایسا ہوتا تو ہمارے علما ترجمہ قرآن شریف کا اور تفاسیر
بہی نہ پڑہا سکتے اور تفاسیر بہی بدون مجتہد کے کوئی لکہہ سکتا ادنا سا عقلمند کہہ سکتا ہی کہ جسکو عربی کا علم ہوگا
ترجمہ سمجہہ لیگا بلکہ آجکل تو علما مقلدین کی برکت سے عوام اردو خوان بہی ترجمہ سمجہہ لیتے ہین اسلیے کہ ترجمے
قرآن کے مولانا شاہ رفیع الدین و شاہ عبد القادر رحمہما اللہ وغیرہ نے کر دیے ہین علی ہذا ایسے علمانے
تفاسیر لکہی ہین کہ جو مقلدین سے ہین مثل صاحب بیضاوی و جلالین و معالم و مدارک وغیرہم ہان جو بات
کہ علما محققین کہتے آئے ہین اسکو تو مؤلف صاحبنے بباعث ناواقفیت کے پس انداز فرمایا وہ یہ کہ قرآن
سے مسائل کا استنباط کرنا کام ایسے شخص کا ہی کہ جو قرآن کے جملہ احکامات کو یاد رکہتا ہو احادیث متعلقہ
احکام کا بہی عالم ہو خاص عام مطلق مقید مجمل مبین محکم مأول ناسخ منسوخ وغیرہ احکام سے بخوبی واقف ہو
وغیرہ وغیرہ علوم ضروریہ متعلقہ بالاجتہاد اور ایسے شخص کو باصطلاح علما اہل سنت مجتہد کہا جاتا ہی
کہ وہ استنباط مسائل جزئیہ کا قرآن شریف سے کر سکتا ہی ورنہ ہر ایک عالم متبحر دعوی اجتہاد کرتا و دیکہو
فلیس **تفسیر معالم التنزیل** کے دیباچہ مین ہی ثُمَّ سَهَّلَ عَلَى الْخَلْقِ مَعَ إِعْجَازِهِ تِلَاوَتَهُ وَيَسَّرَ عَلَى الْأَلْسُنِ
قِرَاءَتَهُ أَمَرَ فِيهِ وَزَجَرَ وَبَشَّرَ وَأَنْذَرَ وَذَكَرَ الْمَوَاعِظَ لِيَتَذَكَّرَ وَقَصَّ عَنْ أَحْوَالِ الْمَاضِينَ
لِيَعْتَبِرَ وَضَرَبَ فِيهِ الْأَمْثَالَ لِيَتَدَبَّرَ وَدَلَّ عَلَى آيَاتِ التَّوْحِيدِ لِيَتَفَكَّرَ وَلَا حُصُولَ لِهَذِهِ
الْمَقَاصِدِ مِنْهُ إِلَّا بِدِرَايَةِ تَفْسِيرِهِ وَإِعْلَامِهِ وَمَعْرِفَةِ أَسْبَابِ نُزُولِهِ وَأَحْكَامِهِ

وَالْوُقُوْفِ عَلٰی نَاسِخِهٖ وَمَنْسُوْخِهٖ وَمَعْرِفَةِ خَاصِّهٖ وَعَامِّهٖ ثُمَّ هُوَ كَلَامٌ مُعْجِزٌ وَبَحْرٌ عَمِيْقٌ
لَا نِهَايَةَ لِاَسْرَارِ عُلُوْمِهٖ وَلَا دَرْكَ لِحَقَائِقِ مَعَانِيْهِ انتهے یعنے ہمنے آسان کیا لوگون پر علاوہ
اُسکے معجزہ ہونیکے اسکا پڑہنا اور زبانون پر اسکے قراۃ (یعنے حفظ کرنا) آسان کردے اسمین حکم بیان کیا
جھڑکا (برے کام سے) بشارت دی (نیک کام پر) ڈرایا (برے عمل پر) نصیحت کی باتین بیان کین کہ یاد
کرین پہلے لوگون کے حال بیان کیے کہ عبرت حاصل کرین اسمین طرح طرح کی مثالین دین کہ فکر کرین
توحید کے دلائل بیان کیے کہ سوچین اور قرآن سے ان مقاصد کا حاصل کرنا بغیر اسکے نہین ہوسکتا
کہ اسکی تفسیر سے واقفیت ہو اسباب شان نزول احکام قرآن ناسخ منسوخ خاص و عام کو پہچانے اسپر
بھی وہ کلام ایسا عاجز کرنیوالا اور گہرا دریا ہی کہ جسکے علوم کے اسرار کی نہایت نہین ہی اور جسکے مطالب کی
حقائق کی دریافت (علی وجہ الکمال) نہین ہوسکتی انتہی اور مؤلف صاحب جو معنے سمجھنے کے واسطے اس آیت
کو سندلائے ہین وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ عجیب بات ہی اسلیے کہ معنے چیز دیگر ہی اور
ذکر چیز دیگر اگر ذکر کے معنے معنے کے ہوتے جب بھی ایک بات تھی دیکھیے اللہ تعالی فرماتا ہی وَاذْكُرْ رَبَّكَ
یہان پر یہ معنے ہی کہ اپنے پروردگار کو یاد کر اور موافق مفہوم مؤلف صاحب یہ معنے ہونگے کہ معنے بیان کر
اپنے رب کا حالانکہ یہ معنے لینا غلط ہی اسیواسطے کسی مفسر نے یہ معنے اس آیت کے نہین لیے کہ ہمنے معنے
اسکے آسان کیے بلکہ سنے آسان کرنے کا مطلب بمعنی ہی تفسیر معالم التنزیل سے اوپر معلوم ہوچکا کہ باوجودیکہ
اسکی تلاوت و قراۃ آسان ہے اسکے مطالب کا پہچاننا کئی امر پر موقوف ہی یہان پر اس آیت کی تفسیر مین ك معالم صفحہ ۸۹۳ مین ۲۵۰
وہی صاحب معالم فرماتے ہین وَلَقَدْ يَسَّرْنَا سَهَّلْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ لِيُتَذَكَّرَ وَيُعْتَبَرَ بِهٖ
وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ يَسَّرْنَاهُ لِلْحِفْظِ وَالْقِرَاءَةِ وَلَيْسَ شَيْءٌ مِّنْ كُتُبِ اللّٰهِ يُقْرَأُ كُلُّهٗ
ظَاهِرًا اِلَّا الْقُرْاٰنُ انتہی یعنے بیشک ہمنے قرآن کو ذکر کے لیے آسان کردیا کہ اسکو یاد کیا جاوے اور
اس سے عبرت حاصل کیجاوے سعید بن جبیر کہتے ہین کہ معنے اسکا یہ ہی ہمنے قرآن کو قرات اور حفظ کرنیکے لیے
آسان کردیا ہی اور کوئی خدا کی کتابون مین سے ایسی کتاب سوا ے قرآن کے نہین کہ جو سب کے سب
زبانی پڑہے جاوے انتہی تفسیر جلالین مین ہی وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ سَهَّلْنَاهُ لِلْحِفْظِ اَوْ ك صفحہ ۴۳۹ مین نمبر ۴
هَيَّأْنَاهُ لِلتَّذَكُّرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ مُتَّعِظٍ بِهٖ وَحَافِظٍ لَّهٗ وَالْاِسْتِفْهَامُ بِمَعْنَى
الْاَمْرِ اَيْ اِحْفَظُوْهُ وَاتَّعِظُوْا وَلَيْسَ يُحْفَظُ مِنْ كُتُبِ اللّٰهِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ غَيْرُهٗ

انتہی یعنے ہمنے قرآن کو حفظ یا ذکر کے لیے آسان کر دیا کیا کوئی اس سے نصیحت ماننے والا اور اسکو حفظ کرنیوالا ہی اور استفہام امر کے معنے مین ہی یعنے اسکو حفظ کرو اسکی نصیحت مانو اور سوائے قرآن کے کوئی خدا کی ایسی کتاب نہین کہ یاد سے پڑھی جاوے انتہی علاوہ انکے ہم بخاری سے بھی مطلب ثابت کر دیتے ہین بخاری کی کتاب التفسیر مین ہی **باب** وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ قَالَ مُجَاهِدٌ هَوَّنَّا قِرَاءَتَهٗ یعنے اس آیت کے تفسیر مین مجاہد کہتے ہین کہ ہمنے اسکی قرات آسان کر دی ہی انتہی اب معلوم ہوا کہ یہان ترجمۂ لفظی سے بحث نہین بلکہ صرف یہ کہ اسکا یاد کرنا آسان ہی اسیلیے مسلمانون کے بچے بھی اسکو حفظ کر لیتے ہین حالانکہ معنے سے انکو کچھ بحث نہین ہوتی چہ جائیکہ استنباط مسائل احکام قرآنیہ اور دوسری آیت مین لفظ حکمت کا اسی طرف مشیر ہی کہ مراد اس سے احکام قرآن ہین چنانچہ **جلالین** کے سورۂ جمعہ مین ہی وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ الْقُرْاٰنَ وَالْحِكْمَةَ مَا فِيْهِ مِنَ الْاَحْكَامِ یعنے سکھاتے ہین (رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم) عرب وغیرہ کو قرآن اور حکمت یعنے وہ احکام کہ اس مین ہین انتہی اور حکمت کی تفسیر مین اور اقوال بھی ہین کما لا یخفی علی اہل العلم الغرض یہ مغالطہ مؤلف صاحب کا ہی مغالطہ ہی یا ناواقفیت **قال** اور ایک مغالطہ حدیث پر چلنے والون کو مقلدین آئمہ یہ دیتے ہین کہ حدیث پر عمل کرنے والا حال حدیث کے صحیح اور ضعیف اور موضوع ہونے کا اور تحقیق رواۃ کی کسطرح بہم پہونچائیگا الخ **اقول** بتوفیقہ یہ مغالطہ بھی سراپا جہل ہی مقلدین آئمہ یہ بات نہین کہتے کیونکہ جسقدر مولفین کتب احادیث کو صحیح وغیرہ کا حال معلوم ہی اس سے بڑھکر مقلدین آئمہ اربعہ کے علما محدثین کو ہی جو کتب حدیث کی شراح ہین اور رواۃ وغیرہ کا حال بیان کرنیوالے بھی مقلد ہین مثل ذہبی و ابن حجر وغیرہ کہ مؤلف میزان الاعتدال و تقریب وغیرہ کے ہین اصل مطلب مخزون مؤلف و ہم مشربین کا دہوکہ دینا عوام کو ہی کہ فقہ مخالف حدیث ہی مقلدین اہل فقہ حدیث پر چلنے والونکو رد کرتے ہین حالانکہ یہ غرض انکی نہین انکا کلام اس مین ہی کہ ہمارے کتب مذہب مین مسائل فقہیہ موافق قرآن وحدیث کے اسطرح پر صاف و منقح کیے گئے ہین کہ کتب احادیث مین اسکا نظیر نہین ہی اب جو شخص کتب فقہ کو چھوڑکر محققانہ بحث کرنا چاہے تو ضرور ہی کہ سامان اجتہاد کا مہیا کرے جسکی چند شرطین جو مجتہد کے لیے ہونی چاہیے ضروری ہین صرف صحیح ضعیف موضوع معلوم کرنا کافی نہین بلکہ اور اقسام حدیث کے معلوم کرنیکے سوا وقت استنباط مسائل کی نہایت درجہ کی فقاہت و ملکہ ہونا چاہیے بغیر اسکے سودائے خام ہی اور نہایت دقت کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ جس حدیث کو ایک محدث صحیح کہتا ہی دوسرا ضعیف کہتا ہی علی ہذا ایک راوی کو کوئی ثقہ

بتلاتا ہی تو دوسرا ضعیف کہتا ہی اب کیونکر یقین ہو سکتا ہی کہ فلان کی بات صحیح ہی اگر بظن غالب ایک کی بات کو
ترجیح دیگا تو اسیکی تقلید ہو جائیگی جسکو دوسرا غلط بتلاتا ہی ایسی حالت مین مجتہدین مقبولین کی فہم حدیث و قرآن
پر ہر ایک کے مقلد کا عمل کر لینا آسان تر ہی ورنہ شتر بے مہار ہو کر تقلید نفس کی اختیار کر کے جسکو چاہیگا مرجح ٹھیرائیگا
تو یہ تقلید شارع کی نہ ہوئی بلکہ خواہش نفس کی اسیواسطے شاہ ولی اللہ رح نے ابن حاجب وغیرہ سے نقل کردیا کہ جبتک
سامان اجتہاد کے موجود نہون عمل ظاہر حدیث پر جائز نہین کیونکہ اسکو حال حدیث کے ناسخ منسوخ وغیرہ کا
(علی وجہ الاجتہاد) معلوم نہین کما مر یہان صرف تقلید سے ہوگا پھر متقدمین کی تقلید چھوڑ کر متاخرین کی تقلید کرنا
کہ وہ خود مقلد ہین اور وہ بھی بخواہش نفس حضرات غیر مقلدین کا کام ہی اور فقہ کی سند جو امام صاحب سے طلب
کی ہی اس مین عجیب طرح کے مغالطے ہین اول یہ کہ کس حدیث ضعیف یا قوی مین یہ آیا ہی کہ اسناد کا برابر پہونچانا
ضرور ہی دوم یہ کیا ضرور ہی کہ بدون سند کے کسیکا قول معتبر نہو مولف صاحب نے سیکڑون اقوال لکھے ہین مگر کسیکی
سند اپنے سے لیکر وہان تک نہین پہونچائی خود را فضیحت دیگران را نصیحت سوم احادیث بخاری و مسلم وغیرہ
کی صحت کا دار مدار رواۃ پر ہی اور وہ رواۃ کتب اسماء الرجال مین بلا اسناد مذکور ہین اب چاہیے کہ وہ کتب
معتبر نہون علی ہذا بہت سی کتابین حدیث کی ہین کہ انکے مصنفین تک سلسلۂ سند کا پتہ نہین ہی تو وہ بھی غیر معتبر
ہونی چاہیے جو جواب انکا ہوگا وہی کتب فقہ کا سمجھو آخر یہی کہنا پڑیگا کہ یہ کتابین درمیان جمہور اہل اسلام کے
معروف مشہور ہین اسیطرح فقہ کے کتب مین امام کا قول مذکور ہونا حجت ہی اور عمل کے لیے کافی چنانچہ شاہ
ولی اللہ رح نے عقد الجید مین لکھا ہی کہ مسئلہ کے ثبوت کے دو طریقہ ہین یا تو اُسکے لیے سند پائی جاوے یا اس
کتاب مشہور سے لیا ہو جو ہاتون ہاتھ برابر چلے آئے ہو مثل کتب امام محمد جنمین امام کے اقوال مذکور ہین
اور مثل تصانیف و مسانید مشہورہ مجتہدین کے (جیسے مسند ابحنیفہ رح مثلا) کیونکہ یہ کتابین خبر متواتر یا مشہور کے قائم
مقام ہین امام رازی سے ایسا ہی منقول ہی اور فتاوی قنیہ مین ہی کہ اگر کسیکا کلام پایا جاوے اور کسی
کتاب مشہور مین اسکا مذہب جمع کیا گیا ہو اور دست بدست ایک دوسرے سے وہ کتابین نقل ہوتی چلی آئی ہون
تو اسکے دیکھنے والے کو یون کہنا جائز ہی کہ فلان شخص نے یہ کہا ہی اگرچہ کسینے اسکو نہ سنا ہو مثلاً امام
محمد رح کی کتابین اور موطا امام مالک رح کے اور سوا انکے ان کتابون سے جو طرح طرح کے علوم مین تصنیف
ہو چکی ہین اسلیے کہ انکا اسطور سے پایا جانا تواتر اور خبر مشہور کے قائم مقام ہی کہ ایسی کتابین اسناد کی
محتاج نہین ہوتین انتہی اب معلوم ہوا کہ مؤلف صاحب فقہ کے حال سے واقف نہین اسلیے عوام کو ایسے

مغالطہ دیتے ہین اور مقصد ہے کہ خلاصہ قرآن و حدیث کا ہی سادہ لوح مسلمانون کو روکتے ہین اللہم احفظ
عبادک عن مخادعة الحاد عین **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین آئمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ
جب دو حدیثین مختلف ہون معنون اور حکم مین تو اب عمل کرنے والے حدیث رسول اللہ صلعم پر کیونکر عمل
کرینگے جواب اسکا یہ ہی کہ جن حدیثون کو مقلدین آئمہ آپس مین مختلف سمجھتے ہین اور ظاہر مین ایک دوسری کی
ضد اونکو معلوم ہوتی ہین یہ بسبب انکے قصور فہم اور قلت تدبر کا ہی انتہی **اقول** ے ناصحا دلمین تو اتنا ہی
سمجھہ اپنی کہ ہم بلا کہ نادان ہوئے کیا تجھسے بھی نادان ہونگے معلوم نہین ایسے مغالطے مؤلف صاحب کے
تراشیدہ ہین یا کسی پیر مرشد کے سکھائے ہوئے ہین کیونکہ اسطور پر مقلدین آئمہ نہین کہتے جس سے معلوم ہو
کہ وہ عامل بالحدیث نہین ہین اور اسکے ترک مین اس قسم کے شبہہ کرتے رہتے ہین حاشا ہم اللہ بلکہ انکا
مطلب اصلی مؤلف صاحب کو معلوم نہین ہی اور اگر ہی تو عمداً الٹ پلٹ کر دیا ہی ہمسے سنیے کہ انکا یہ قول
ہی کہ ہمارے ائمہ دین اور علماء مقلدین نے احادیث متناقضہ وغیرہ مین تطبیق و تاویل ایسی کر دی ہی کہ
مقبول جماہیر اہل اسلام مین ہو گئی ہی بخلاف اُس شخص کے کہ جو غیر مقلدی کا دعوی کرے اسکو بدون
ملکۂ اجتہاد کے عمل حدیث پر اپنی رائے سے کرنا متعذر ہو گا خواہ مخواہ علماء مقلدین کی توفیق و تطبیق کے
موافق عمل کرے گا تو غیر مقلدی جاتی رہے اور اگر اپنی رائے سے تطبیق یا تاویل یا ترجیح کرے گا تو اسکا
حکم نافذ نہو گا کیونکہ محض تخمین سے عمل کیا ہی چنانچہ پہلے امام نووی سے گذر چکا پس لامحالہ یا تو تقلید کسی محدث
کی کریگا جس سے مقلد ہونا لازم آئیگا یا اتباع بالرای ہو گا نہ اتباع حدیث جو عند المنکرین ممنوع ہی اور
ابن خزیمہ کا قول بیان پر مفید نہین ہے کیونکہ انکی تطبیق و توفیق مین بھی یہی کلام جاری ہی اور مؤلف
صاحب اگر انکی تحقیق و تطبیق ادعائی پر نازان ہین تو علی تقدیر التسلیم ابن خزیمہ کے مقلد ہونگے اور ترجیح
بلا مرجح کے عامل الغرض علماء مقلدین کا عمل حدیث پر کرنا بواسطۂ آئمہ مجتہدین ہی اور غیر مقلدین کا بواسطہ
بعض محدثین متقدمین کے پھر اپنے تئین عامل بالحدیث سمجھکر تمام جہان کے اہل سنت کو غیر عامل بالحدیث
بنانا اگر تضلیل عوام نہین تو کیا ہی **قال** بتلائیے کہ متبع رای ابو حنیفہ کا کس پر عمل کرے **اقول** بتوفیقہ
ے بو حنیفہ کی ہی رائے احسن جناب بو الہوس وہانتک نہین ہین باریاب امام صاحب کے مذہب
معتمد کو رائے سے تعبیر کرنا رای ناقص منکرین کی برکت ہی اور اسپر یہ پوچھنا کہ کسپر عمل کرے عجب ناواقفیت
مؤلف صاحب پر دال ہی کاشکے کسی مقلد طالب العلم سے ہی پوچھہ لیتے تو شاید یہ اعتراض نہ سوجھتا اسلیے کہ

منیۃ المصلی پڑہا ہوا ہی کہدیگا کہ یہان پر فتوے امام محمد کی روایت پر ہی جو امام سے منقول ہی مگر مولف صاحب
کو (خدا نخواستہ) تحقیق کی غرض تہوڑی ہی ہان اعتراضون کے آندہی ہمراہ ہی وہ کہان تہمتی ہی **فائدہ**
ایک کام کی بات یہان نقل کیجاتی ہی مولانا شاہ عبد العزیز رح محدث وفقیہ حنفی دہلوی سے کسی صاحب نے
سوال کیا تہا جسکا جواب آپنے لکہا تہا اسکو یہان پر لکہا جاتا ہی **سوال** چہ وجہ است کہ حنفیان اقتدا بحنبلیان
میکنند در بعضے مسائل وتقلید شافعی رح را محظور وممنوع مے انگارند حالانکہ اگر اتفاق در اصول ملحوظ است
پس در ہمہ جا است واگر اختلاف در فروع منظور است پس در ہمہ جا است **جواب** صاحب من جواب
این دو طریق دارد اول آنکہ جمہور حنفیہ چنین میگویند کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ مذہب خود را در میان
اصحاب خود مثل زفر بن ہذیل وابو یوسف وحسن بن زیاد وابن سماعہ وقاضی اسد ومحمد بن الحسن
الشیبانی رح وامثالہم شوری گذاشتند کہ مذہب بر ہمہ اینہا مذہب من است ہر کہ از مقلدان من خواہد بود
تقلید این جماعۃ نماید چنانچہ قصص کثیرہ کہ دال برین شورے است در طبقات کفوے ودیگر طبقات حنفیہ
مذکور ومسطور است لہذا مذہب اینہمہ را کہ اجلۂ اصحاب امام اعظم رح اند مذہب امام اعظم رح قرار دادہ اند
وتقلید ہمہ را عند الحاجۃ فی بعض المسائل تقلید امام اعظم رح گویند دوم ارباب تحقیق از اینہا گفتہ اند کہ مراتب
اجتہاد چہار است اجتہاد استقلالی واجتہاد انتسابی واجتہاد فی المذہب واجتہاد ترجیح امام اعظم رح وامام
شافعی رح ہر دو مجتہد مستقل بودند یکی را تبعیت دیگرے نبود اصلا بخلاف صاحبین وزفر وامثالہم کہ ایشان
مجتہد منتسب بودند ومجتہد منتسب تابع مجتہد مستقل است وبالاستقلال مجتہد نیست مذہب مجتہد مذہب مستقل
است چنانچہ دو مرتبہ دیگر از اجتہاد بالاجماع تابع اجتہاد استقلالی میباشد تفصیل این اجمال آنست کہ مجتہد
مستقل آنرا گویند کہ آیات واحادیث احکام را وآثار صحابہ وتابعین را خود (یعنی بلا تقلید غیر چنانچہ حالا
از کتب اسماء الرجال کردہ میشود) جرح وتعدیل نمودہ مابہ الاجتہاد سازد وبعض قواعد استنباط را وضع
کند کہ عند الاستنباط تناقض وتہافت واقع نشود این مرتبہ خاص امام اعظم وامام شافعی رح وامثالہما
است بخلاف صاحبین وزفر وامثالہم کہ اینہا ہمان احادیث وآثار فقہاء تابعین را کہ امام اعظم رح
ماخذ ومابہ الاجتہاد خود قرار دادہ اند پیشوا خود ساختہ اند وقواعد استنباط نیز از امام اعظم رح اخذ نمودہ بمنوال امام اعظم رح نسج
میکنند گو در فروع مخالفت رو دہد واین مخالفت مخالفت در مذہب نیست یعنے در مادۂ اجتہاد وطریق
استنباط شریک اند مثلاً امام اعظم رح چنین قرار دادہ اند کہ العام قطعی کالخاص والخاص مبین

فلا یلحقه البیان ولا عموم للمشترک فی معانیه ولا یجمع بین الحقیقة والمجاز وخبر الواحد
اذا خالف القیاس یترک ویعمل بالقیاس کحدیث المصراة وما به الاجتهاد احادیث وآثار حضرت
عمر وحضرت علی وعبد الله بن مسعود وجابر وغیره رضی الله عنهم که از فقهاء کوفه که بایشان رسیده قرار داده اند
وهمین است بعینه مسلک صاحبین وزفر رح بلا تفاوت وامام شافعی رح درین قواعد استنباط اتباع امام
اعظم رح نمیکنند ونه در تقریر ماخذ اجتهاد واین را بمثالی واضح کنیم مثلا در طب دو طریق مسلوک است یونانی
وهندی قواعد طب (یونانی) جدا است مثلا لا یصح التنقیة قبل النضج ولا یجوز التحریک فی البحارین
ولا یجوز استعمال الاقراص فی الحمی الا بعد الرابع عشر ولا یجوز استعمال المحللات القویة
فی الحمی البلغمیة ولا یجوز انهاک القوة بترک الغذاء مدة طویلة یجب حفظها مهما امکن ولو
زاد الغذاء فی المرض وماخذ معالجات خود اقوال جالینوس وبقراط وامثالهم میسازند پس اطباء یونان
قاطبة باوجود اختلاف آنها در طریق معالجه مثل حکیم علوی خان وواصل خان که باهم خیلے تفاوت
دارند اما در یک مذهب یونانی شریک اند وطریق هندی کمال مخالفت باین طریق دارد ودر اصول
وقواعد تفاوت بسیار است مذهب حنفی وشافعی را باهم مثل طب یونانی وهندی قرار باید داد ومذهب
صاحبین رح را باهم مذهب حنفی طریق بقراط وجالینوس باید فهمید بمنزلة الصنفین من نوع واحد وذلک
نوعان متباینان ولهذا المقام تفصیل طویل یغنی عنه ما حرره سیدنا وسندنا فی رسالة الانصاف فی بیان
اسباب الاختلاف وعقد الجید فی مسائل الاجتهاد والتقلید فلیرجع الیه والله یقول الحق وهو یهدی السبیل
انتهی اور ایک تقریر اسکے قریب قریب شاہ صاحب موصوف کی تفسیر عزیزی مین ہی جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ آئمہ اربعہ بھی ایک راہ مستقیم پر ہین جیسا کہ انبیاء وصدیقین وشہدا وصالحین ایک راہ مستقیم پر ہین
اور اختلاف باہمی انکا ایک طریق ہونیکے مخالف نہین اور آئمہ مذکورین اولیاء صالحین مین بلا شبہہ
داخل ہین مولانا موصوف نے آیة صراط المستقیم کی تفسیر مین تحریر فرمایا ہی وہ درینجا شبہہ وارد میشود کہ صراط
مستقیم راہ واحد است واین چہار گروہ مختلف الطریق پس راہ واحد راہ این چار گروہ چہ قسم میتواند شد
ونیز ہر نبی وضعی وشریعتے دیگر داشت وہر ولی اشغال واذکار جداگانہ در طریقت معمول دارد
پس باوجود کثرت طرق کہ در قول مشہور الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق مذکور است
وحدت را چہ قسم راست آید جواب این شبہہ تمثیلی خاطر نشان توان کرد وآن آنست کہ طبیبان یونانیان

مثلاً راہ مستقیم علاج است واز وقت بقراط وجالینوس تا عہد علوی خان محفوظ ومسلوک با وجود آنکہ معالجات
بقراط وجالینوس در زمان خود بوضعی دیگر بود ومعالجات علوی خان وحکیم گیلانی در وقت خود بوضع دیگر
آنہا مفردات را استعمال میکردند واز تنقیہ بفصد واسہال بکمال احتراز داشتند واینہا مرکبات را از معاجین
واشربہ بکار میبردند ودر ہر مرض اقدام بر تنقیہ فصد واسہال مینمایند پس معلوم شد کہ این قسم اختلافات وکثرتہا
منافی وحدت طریق نیست ونیز بعضے از اطبا یونانی واضع قواعد گذشتہ اند وبعضے مقلدان قواعد پس
این اختلاف نیز موجب اختلاف راہ نمیشود ودر رنگ آنکہ یک قافلہ از شہرے بشہرے دریک راہ روانہ
میشود وبعضے ازان قافلہ تجار میباشند وبعضے حمالان وکرایہ کش وبعضے بدرقہ وپاسدار حالانکہ ہمہ بیک
راہ میروند لیکن کارہاے مختلفہ بر حسب خدمات ومناصب خود بعمل مے آرند ہمچنین انبیا درہمین راہ راہبر
وبدرقہ اند وصدیقان وشہیدان وصالحان مرتبہ بمرتبہ رفیق ودست کش وباربردار وپاسدار
این ہمہ مراتب وحدت طریق را منافی ومخالف نیست واختلافیکہ در شرائع انبیا واقع ست دراصل
دین نیست بلکہ بسبب اختلاف استعداد امم واختلاف مصالح ہر وقت احکام متغایر در نظر عوام پیدا شدہ
گمان مخالفت انداختہ است ودر حقیقت منظور ہمہ انبیا قدر مشترک است غیر مختلف مثلاً طبیبے اگر مریضے
حار المزاج را در موسم تابستان در آبزن نشستن فرماید وادویہ باردہ واغذیہ مرطبہ براے او تجویز کند
وطبیبی دیگر براے مریض بارد المزاج در موسم زمستان در حمام نشستن وادویہ گرم خوردن واغذیہ
مجففہ استعمال فرماید ہرگز باہم مخالف نیستند چہ اگر طبیب اول بجاے طبیب دوم یا دوم بجاے اول میشد ودر بعض
یکے نزد دیگر میرفت ہمان حکم بعینہ میکرد ولہٰذا در حدیث شریف وارد است لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا
مَا وَسِعَہٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ انتہیٰ اور ایک جواب اختلاف صاحبین وامام کا سابق بضمن شمار روایات گذرا
فقد کہا اور تحفہ اثنا عشریہ مین تحریر فرماتے ہین وعجب است از شریف مرتضے کہ درین حکایت
کثرت اختلاف را نسبت باہل سنت کردہ حالانکہ اہل سنت را در اصول عقائد واعمال اختلافے نیست اگر اختلافے
ہست در فروع است وآنہم منجر بتکفیر وتضلیل ہمدیگر نمیشود معہذا اختلاف از اتفاق کمتر است بعد
تفحص واستقراء مجموع مسائل مختلف فیہا در مذاہب اربعہ سہ صد وچند مسئلہ فروعی یافتہ اند کہ در آن
نص صریح موجود نیست انتہی اس سے معلوم ہوا کہ باہمی مقلدین آئمہ کا جب اختلاف اسقدر نہین اور نہ
وہ باعث گمراہی باہمی کا ہے تو بالضرور ایک مذہب کے علما کا ایک امام کے شاگردون اور متبعین کا اختلاف

اسی قبیل سے ہی اور جس پر فتوے علما مذہب کا ہوگا وہی معمول بہا ہوگا اور داخل اسی مذہب بعینہ مین رہیگا اور نہ کچھ تردد ہوگا بخلاف احادیث کے اختلافات کے کہ بجز ماہر کامل اور مجتہد منتسب وغیرہ اقسام اجتہاد کے ایک محدث کی بات ماننا علاوہ ترجیح بلا مرجح کے تقلید ہوگی جو عند المنکرین مذموم ہی

قال اور ایک مغالطہ مقلدین آیمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ بہ نسبت حدیث کی کتابونکی فقہ کی کتابین بڑی آسان اور بہت تحقیق اور کوشش سے بنائی گئی ہین **اقول** بتوفیقہ ؎ فقیہون نے تمکو سکہائی ہین باتین + کہ ہمپر یہ ناحق بنائی ہین باتین + یہ جملہ (کہ فقہ کی کتابین بہ نسبت کتب احادیث کی مطلقاً آسان ہین) آج ہی سنے مین آیا ہی کیونکہ کوئی طالب العلم بھی یہ بات نہین کہیگا وجہ اسکی یہ ہی کہ فقہ مین کتاب ہدایہ کے معاملات ایسے مشکل اور بحر زخار ہین کہ علما مقلدین سے بھی ہر شخص بخوبی نہین پڑہا سکتا غیر مقلدین کا کہ جنکو فقہ سے مس نہین ہی کیا ذکر ہی اور کتب حدیث کا یہ حال ہی کہ بعد فراغت کتب متداولہ کے ایک سال کے اندر صحاح ستہ پڑہ لیتے ہین مشکل ہونا کتب حدیث کا نفس مطلب مین نہین بلکہ استنباط مسائل و توفیق و تطبیق مین ہی اور آسان ہونا کتب فقہ کا اس معنے کر البتہ صحیح ہی کہ مسائل مفتے بہا لائق عمل جلد معلوم ہوجاتے ہین اور بڑی تحقیق و کوشش سے مسائل فقہ خصوصاً حنفیہ کے بنائے جانا نہایت صحیح ہی چنانچہ **میزان شعرانی** مین امام کے حالات مین لکھا ہی کہ آپ جس مسئلہ مین کتاب اور سنتہ سے تصریح نہین پاتے تھے تو علما کو جمع کرتے تھے اور جسپر سب متفق ہوتے تھے اسپر عمل کرتے تھے اور جب کوئی حکم استنباط کرتے تھے وہ بھی بغیر اجماع علما زمان کے نہین لکھتے تھے جب وہ سب ایک بات پر راضی ہوتے تھے تو اوسوقت ابو یوسف سے فرماتے تھے کہ اسکو لکھہ لو خدا انسے راضی ہو اب جو شخص اسقدر اتباع سنتہ مین ثابت قدم ہو تو کیونکر اسکی طرف رائے کی نسبت جائز ہی معاذ اللہ ایسی رائے (محض) مین تو کوئی عاقل نہین پڑتا چنانچہ امام کے مسائل کے جواب مین انشاء اللہ اسکی تفصیل آتی ہی اور فتاوے سراجیہ مین کہا ہی کہ امام ابو حنیفہ رح کو جیسے اصحاب اور شاگرد ملے ہین اور کسی امام کو ایسا اتفاق نہین ہوا امام نے اپنے مذہب کو مشورہ سے تیار کیا اور مسائل کے نکالنے مین صرف اپنی بات کی پچ نہین کی بلکہ ہر ہر مسئلہ کو اپنے اصحاب پر پیش کرتے تھے اپنے کہتے تھے انکی سنتے تھے اسپر مناظرہ کرتے تھے کہ ایک مسئلہ پر فیصلہ ہوتا تب اسکو امام ابو یوسف رح لکھہ لیتے اسیطرح سب اصول لکھا اور امام موصوف اپنی فہم مین اسمقام پر پہونچ گئے تھے کہ اہل حق دہانتک پہونچنے سے عاجز ہوگئے انتہی پس جو تحقیق و تدقیق کہ مذہب حنفیہ مین ہی جب اور مذاہب مین نہین تو غیر مقلدونکی

تحقیق بے توفیق کس مصرف کی ہوگی اور احادیث کا اختلاف اس قسم کا ہی کہ ہر امام انسے استدلال لاتا ہے
اور تاویل کرتا ہی پھر فیصلہ کی صورت بجز تقلید کونسی ہی آب مؤلف صاحب کا یہ کہنا کہ بخاری کی شہرحین
فتح الباری اور قسطلانی اور کرمانی دیکھہ لین کسقدر تعصب سے بہرا ہوا ہی کیونکہ انکا مسلک تقلید ہی انکا حنفی
ہونا انکا مشہور ہی پہر مقلدین کا حوالہ دینا اور غیر مقلدی کی طرف بلانا یعنے چہ اور حیرانی اور تعصب کی یہ بات
ہی کہ شارحین شافعیہ کی تقلید کا حکم دیا شراح حنفیہ نے کونسا زہر ملایا ہی کہ انکا نام نہین لیا مگر کیا کرین آتش حسد
وتعصب نے مخالفین کو خاک سیاہ کر دیا ہی دیکھو علامہ عینی نے شرح بخاری مین توفیق وتطبیق عمدہ دیکر مذہب
حنفی کو خوب ثابت کیا ہی علی ہذا مرقاۃ شرح مشکوۃ مین ملا علی قاری نے اور اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوۃ
مین شیخ دہلوی نے خوب تحقیق کر دی ہی آلغرض کتب فقہ مین بسط وتحقیق خوب ہو چکی ہی علی ہذا کتب حدیث
کی شراح نے اپنے اپنے مذہب کے قواعد تطبیق وتوفیق خوب کر دی ہی غیر مقلدین جدہر جائینگے تقلید سے
خلاصی نہوگی پھر نقہ پر چلنے والون کو طرح طرح کے مغالطہ دینے سے کیا فائدہ **قال** اور یہ قسم تحقیق سند
اور معنے حدیث ہی نہ قسم تقلید سے اسلیے کہ حل المعاقد الخ **اقول** وبہ احول ۵ ایسی تیز عقل پر آفرین
جسے کہتے اہل عقول ہین کہ یہ عین قابل دید ہی کہین دیدہ ہی نہ شنیدہ ہی ظاہر ہی کہ ما نحن فیہ مین بحوث عنہ
عامی غیر مجتہد ہی اب اسکے حق مین تحقیق سند ومعنے حدیث کو قسم تقلید سے نہ سمجہنا آپکی ہی عقل کا کام ہی
کیونکہ دلیل آپکی اس دعوی کے مخالف ہی وہ اسکو داخل تقلید کر رہی ہی دیکھیے جو تعریف تقلید کی آپنے
لکھی ہی وہ اسپر بخوبی صادق ہی اسلیے کہ سند کی جو تحقیق ہوتی ہی اور اس سے حال رواۃ کا معلوم کیا جاتا ہے
تو اسمین کسی کے قول پہ بیدلیل پوچہنے اور سمجہنیکے صرف بعض محدثین کے قوی یا ضعیف کہنے پر اعتماد
ہوتا ہی اور یہی تقلید کی تعریف لکھی ہی علی ہذا تحقیق معنے حدیث مین کلام ہی مثلاً دو حدیثین متعارض ہین یا
محتمل المعنے تو اب ترجیح ایکے بر دیگرے بھی اسیطور پر ہوگی جس سے تقلید کے دائرہ سے قدم باہر نہ نکلیگا
اب بعد اسکے یہ کہنا کہ اگر تقلید ہی تو کسی شخص معین کے نہین بلکہ جسکو حق گو جانا اسکی تقلید ہی عجیب بات
ہی اسلیے کہ جسکی تقلید کیجاوے گی وہی معین ہوگا نہ غیر معین دوم اس سے لازم آتا ہی کہ حق گو سمجہنا بخاری
ومسلم کا مثلاً اعتبار معتبر ہی والا اصل مین ہر دو حق گو نہین سوم جس تقدیر پر اپنی رائے سے ایک مسئلہ
مختلف فیہا مین مثلاً بخاری کو حق پر جانکر عمل کیا تو اب مسلم کا کیا حال ہی وہ اس مسلہ مین حق پر ہین
یا نہین بصورت اول ترجیح بلا مرجح اور بصورت ثانی خلاف عقیدہ منکرین ہی اور یہی ظاہر الا مر

سلہ بعض اہل الحق نے شرح العقائد اور حصول المامول من علم الاصول وغیرہ اصول کی کتابون مین لکہا ہے کہ تقلید اعتقاد کرنا ہے کسیکے قول پر بے دلیل پوچہے اور سمجہنیکے اور تقلید سے تو کسی شخص معین کے نہین ہے بلکہ جسکو حق گو اور سچا جانے خواہ بخاری ہو خواہ مسلم اور اسکی بات پر عمل کرے صفحہ ۱۵ ۱۲ ۱۲

آئیگا کیونکہ مسئلہ مختلفہ مین ایک کو حق گو سمجھنا دوسرے کے کاذب ہونیکو مستلزم ہی پس بالضرور تقلید نفس
ناہنجار ہی جس سے شریعت ممانعت کرتی ہی چہارم ان محدثین کی تقلید کرنا اور آئمہ مجتہدین کی تقلید کو چھوڑنا
کونسی حدیث مین وارد ہی بدون ان مراحل طے کرنیکے تقلید سے رہائی مشکل ہی ؎ ہرچہ دانا کند کند
نادان ولیک بعد از تامل بسیار قال ادراہا اگر حقیقت مین دیکھیے تو صحیحین کی حدیثین اور آثار ایسے
کمال صحت کو پہونچ چکے ہین کہ اون مین موضوع تو کیا ضعیف تک بھی کوئی نہین کہتا اور آجتک
کسی پرکھنے والے نے حدیث کے اوپر کہین جرح اور قدح نہین کیا اللہ جزاے ان محدثین کو اس
سعی کی پس اب عمل کرنیوالے کو ان کتابون کی حدیث کو کچھ تحقیق کرنا ضرور نہین انتہا اقول باللہ
التوفیق ؎ ابھی کم سن ہین وہ نہین واقف ناز کیا پھیرہر ادا کیا ہی آپکا دعوی مشتمل ان امور پر ہی
کہ صحیحین مین کوئی ضعیف حدیث و اثر نہین کسی پرکھنے والے نے حدیث کے انپر جرح نہین کی عمل کرنیوالیکو
ان کتابون کی احادیث کی تحقیق ضرور نہین ان تینون امور کے ساتھ یہ جملہ ہماری طرف سے بھی
ملا لیجئے جو کہ بہ نسبت بخاری کے مشہور ہی أَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللهِ الْبُخَارِيُّ یعنے قرآن کے
بعد کتابون مین زیادہ صحیح کتاب بخاری ہی ان جملہ امور کی تحقیق محدثانہ و محققانہ ہم گوش گذار حضور
کرتے ہین اول یہ سمجھیے کہ جسوقت پرکھنے والے سے حدیثونکے جرح قدح بہ نسبت صحیحین ثابت کردینگے
تو امر اول خود باطل ہوگا پھر امر ثالث بھی ادعاے محض رہیگا بلکہ تحقیق کرنا پڑے گا اور آخر جملہ کے مطلب
سے بھی واقفیت ہوجاوے گی کہ اس سے مقصود قائلین کیا ہی اب ثانی جملہ کی نسبت یہ عرض ہی کہ وہی علماے
شافعیہ (جو اکثر احادیث صحیحین مشتملہ بر مذہب شافعی کیوجہ سے آخر جملہ کے ناقل ہین اور مبالغہ کرتے ہین)
رواۃ صحیحین کی نسبت (جو مدار مدار صحت و ضعف احادیث ہی) لکھتے ہین کہ مسلم مین بخاری کی نسبت
ضعیف راوی زیادہ ہین اور بخاری مین کم چنانچہ شرح نخبۃ الفکر مین (جسکا حوالہ مؤلف صاحب نے
دربارہ توضیح صحیحین دیا ہی) موجود ہی فَإِنَّ رُجْحَانَ الْحَدِيثِ يَكُونُ مِنْ حَيْثُ الْعَدَالَةِ وَ
الضَّبْطِ وَالرِّجَالُ الَّذِينَ تُكُلِّمَ فِيهِمْ مِنْ رِجَالِ مُسْلِمٍ أَكْثَرُ عَدَدًا مِنَ الرِّجَالِ الَّذِينَ
تُكُلِّمَ فِيهِمْ مِنْ رِجَالِ الْبُخَارِيِّ انتہی بلاشبہ حدیث کا غلبہ عدالت و ضبط راوی کیوجہ سے
ہوتا ہی اور مسلم کے راوی بخاری کے راویون کی نسبت زیادہ متکلم فیہ مجروح ہین یعنے بخاری کے راوی
کم ضعیف ہین اور مسلم کے زیادہ بہرحال ضعف سے ہر دو خالی نہین اور شرح نخبہ کے حاشیہ پر بھی

حاشیہ شرح نخبہ صفحہ ۴

کہا علوی نے یعنے جن راویون کو بخاری نے فقط لیا ہی اور مسلم نے انکو نہین لیا ۴۳۵ راوی
ہین اور ان مین اسّی راوی ضعیف ہین اور جن راویون کو فقط مسلم نے لیا ہی بخاری نے
نہین لیا ۶۲۰ راوی ہین اور ۱۶۰ راوی ان مین ضعیف ہین انتہی اور **نووی** شافعی
نے شرح مسلم کے مقدمہ مین لکھا ہی کہا حافظ نیشاپوری نے مستدرک مین کہ جن راویون کو
بخاری نے لیا ہی اور مسلم نے نہین لیا ۴۳۴ راوی ہین اور جنکو فقط مسلم نے لیا ہی
بخاری نے نہین لیا ۶۲۵ راوی ہین انتھے اس سے ثابت ہوا کہ صحیحین کے راوی اکثر
ایک دوسرے کے نزدیک غیر مسلّم ہین اور متفق علیہ بالضعف بخاری مین ۸۰ اور
مسلم مین ۱۶۰ ہین رہی وہ عبارت شرح نخبۃ الفکر کی کہ جس مین یہ ہی کہ اول عمدہ قسم تو
وہ ہی جو صحیح بخاری و مسلم دونون مین ہی الخ محض تحکم ہی اس مین تقلید بیدلیل ہی اسپر
کوئی دلیل شرعی کتاب و سنت و اجماع و قیاس سے نہین ہی کیونکہ احادیث نبویہ علے
صاحبہا الصلوۃ والسلام ان ہر دو مین منحصر نہین امام بخاری خود قائل ہین کہ مینے
بہت صحیح حدیثون کو چھوڑ دیا ہی یعنے یہان نہین لکھین علے ہذا مسلم کہتے ہین بلکہ دلیل کا
تقاضا یہ ہی کہ جو حدیث صحیح من حیث السند ملجاوے گو صحیحین مین نہو لائق عمل ہی بلا تحقیق
ترجیح صحیحین کے نری دہینگا دہینگی ہی یہان پر ہم تقریر مصنفانہ و محققانہ محقق حنفیہ شیخ ابن الہمام
رح کی نقل کرتے ہین جس کو مولنا بحر العلوم نے شرح مسلم الثبوت مین لکھا ہی چنانچہ فرماتے
ہین کوئی اجماع اسپر نہین کہ جو بخاری و مسلم مین ہی صحیح ہی اسلیے کہ بعض راوی اُن کی
قدریہ وغیرہ بدعتی ہین اور بدعتیون کی حدیث قبول کرنا مختلف فیہ ہی پھر اسپر اجماع
کہان ہی کہ قدریہ و رافض کی حدیثین صحیح ہین غایۃ الامر کہ انکی احادیث من وجہ اصح
ہین یعنے وہ شروط معتبرہ جمہور پر مشتمل ہین اس سے سوائے ظن کے اور کچھ حاصل
نہین اور یہی بات اتباع کی زیادہ لائق ہی اور خوب کہا شیخ ابن الہمام رح نے کہ شافعیون
کا یہ قول کہ بخاری و مسلم کی حدیثین اور آئمہ کی حدیثون پر مقدم ہین غیر معتبر بات ہی
اس مین اتباع نہین چاہیے بلکہ یہ تو اُن کی نری دھینگا دھینگی ہی کیونکہ صحت حدیث
راویون کی عدالت اور قوت ضبط پر موقوف ہی اور جبکہ سوائے ان دونون کتابون کے

لہ جمہور شافعیہ مراد ہین ورنہ مطلقاً نہین خود مسلم کے نزدیک بعض شروط بخاری کے معتبر نہین کی نہ مقبولیت ۱۲

اور کتابون کے راوی عادل ضابط شرائط معتبرہ اہل علم کے موافق ہون گے تو وہ
اور یہ کتابین برابر ہین سوائے زبردستی کے کوئی وجہ انکی ترقی کے غیر پر نہین اسکی طرف
التفات نکرنا چاہیے ذرا سوچو اور جس نے کہا ہی کہ صحیحین کے راوی اورائمہ کے راویون
پر ترجیح رکھتے ہین عقل اور نقل کے مطابق نہین اور یہان پر ابن صلاح اور اسکے مقلدین
نے تعصب کی بات لکھی ہی کہ آیمہ متاخرین کی روایات مرجوح ہین کیونکہ صحیحین مین جو کچھ
ہی اور وہ نیر غالب ہی اور یہ محض تحکم اور کجروی ہی زبردستی کیون نہو حالانکہ بہت
سے بخاری کے راوی جرح سے بچے نہین جیسے اور ائمہ کے راوی نہین بچے خاصکر
بخاری مین بہت راوی ہین کہ اُن مین کلام ہی پھر کیونکر ایسی کتابین اورون پر
اتفاقاً ترجیح رکھتے ہین اور کیسے مقدم ہونیکے لایق نہین اور یہ سوائے ابن صلاح
کے اور کسیکا خبط نہین ہی انتہے اور اگر ہی تو اسیکی تقلید سے ہی یہ تقریر مولانا بحر العلوم
وعلامہ محقق شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ کے مطابق واقع اور اعلے درجہ کے انصاف
پر ہی اب بعض متعصبین مثل مؤلف مسک الختام و مؤلف دراسات وغیرہ
مقلدین جامدین کا ایسی صاف عبارت پر گرد انکار محض ڈالنا یا اتہام انکار
اجماع (حالانکہ اجماع اس کے خلاف پر ہی) لگانا کسقدر بے انصافی و تحکم محض ہی
اس سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ مومنین کا اسپر کوئی اجماع نہین ہی صرف
بعض شافعیہ کا ادعاے محض ہی اور اگر حضور کو ان نقول معتبرۂ نقادان
حدیث پر بھی صبر نہ آوے تو لیجیے ہم آپ کی خاطر یہ تکلیف کر لیتے ہین کہ صحیحین
کے ضعیف راوی نام بنام تقریب التہذیب مطبع فاروقی دہلی سے
نقل کر کے دکھا دیتے ہین کہ آپ کی آنکھین اچھی طرح کھل جائین اور یہ
صرف اظہار حق ہی نہ سوء ظن حاشا نا اللہ بلکہ یہ مطلب ہی کہ مثل دیگر کتب حدیث کے
ان مین بھی ضعیف راوی موجود ہین انکار اسکا محض جہالت ہی یا تعصب ہی جب بعینے
اس جدول ما قل و دل سے بحوالہ صفحہ کتاب صحیحین کے ضعیف راویونکا حال مثل آئینے کے بتایا یا تو باقی کتب صحاح اربعہ کا ضعف
بروایت بطریق اولیٰ لازم آیا یہ جدول مدعیون پر بطریق الزام رد ہی نہ احادیث صحیحہ کی نسبت گمان بد

بخاری کی ضعیف راوی

نمبر شمار	نام راوی معہ ترجمہ	صفحہ	نمبر شمار	نام راوی معہ ترجمہ	صفحہ
۱	احمد بن بشیر المخزومی لہ اوہام احمد بیٹا بشیر مخزومی کا بڑا وہمی تہا	۵	۱۱	اسمعیل بن زکریا یخطئ قلیلا اسمعیل بیٹا زکریا کا تھوڑی سی خطا کرتا تھا	〃
۲	احمد بن المقدام طعن ابوداود فی مرویتہ احمد بیٹے مقدام کے روایت مین ابوداود نے طعن کیا ہے	۱۰	۱۲	اسمعیل بن عبداللہ بن عبداللہ اخطأ فی احادیث من حفظہ اسمعیل بیٹے عبداللہ بیٹے عبداللہ نے زبانی حدیثین بیان کرنے مین خطا کی تہی	۲۵
۳	ابراهیم بن عبدالرحمن السکسکی ضعیف الحفظ ابراہیم بیٹا عبدالرحمن السکسکی کا حافظہ ضعیف تہا	۱۴			
۴	ابراهیم بن یوسف بن اسحق یہم ابراہیم بیٹا یوسف بیٹا اسحق کا وہمی تہا	۱۷	۱۳	اسمعیل بن مجالد یخطئ اسمعیل بیٹا مجالد کا خطا کرتا تہا	۲۶
۵	اُبی بن العباس فیہ ضعف اُبی بیٹے عباس مین ضعف ہے	۱۷	۱۴	اسمعیل بن موسے الفزاری یخطئ اسمعیل بیٹا موسی فزاری کا خطا کرتا تہا	۲۶
۶	اسحق بن محمد بن اسمعیل ساء حفظہ اسحاق بیٹا محمد بیٹا اسمعیل کا حافظہ برا تھا	۲۱	۱۵	اشہل بن حاتم یخطئ اشہل بیٹا حاتم کا خطا کرتا تہا	۲۸
۷	اسحق بن منصور السلولی تکلم فیہ للتشیع اسحق بیٹے منصور سلولی مین شیعہ ہونیکی وجہ سے لوگون نے کلام کیا ہے	۲۱	۱۶	ایمن بن نابل یہم ایمن بیٹا نابل کا وہمی تہا	۳۱
۸	اسحق بن ابان الوراق تکلم فیہ للتشیع اسحق بیٹے ابان وراق مین لوگون نے شیعہ ہونیکے باعث کلام کیا ہے	۲۳	۱۷	ایوب بن عائذ رمی بالارجاء ایوب بیٹے عائذ کو مرجیہ کہا گیا ہے	۳۱
۹	اسمعیل بن رافع ضعیف الحفظ اسمعیل بیٹا رافع کا حافظہ ضعیف تہا	۲۴	۱۸	ایوب بن النجار مدلس ایوب بیٹا نجار کا مدلس تہا	۳۲
۱۰	اسمعیل بن ابان مجہول اسمعیل بیٹا ابان کا مجہول الحال ہے	〃	۱۹	برید بن عبداللہ یخطئ قلیلا برید بیٹا عبداللہ کا تھوڑی سی خطا کرتا تہا	۳۳

نمبر شمار	نام راوی معہ ترجمہ	نمبر صفحہ
۲۰	بشر بن عبس يخطئ بشر بیٹا عبس کا خطا کرتا تھا	۳۴
۲۱	بشر بن محمد السختياني رمي بالارجاء بشر بیٹے محمد سختیانی کو مرجیہ کہا گیا ہے	۳۵
۲۲	ثابت بن محمد العابد يخطئ في احاديث ثابت بیٹا محمد عابد حدیثوں میں خطا کرتا تھا	۳۹
۲۳	حاتم بن اسمعيل المدني يهم حاتم بیٹا اسمعیل مدنی کا وہمی تھا	۴۵
۲۴	الحارث بن عبد الله الاعور الهمداني كذبه الشعبي في روايته ورمي بالرفض وفي حديثه ضعف وليس له عند النسائي سوى حديثين۔ حارث بیٹا عبد اللہ اعور ہمدانی کو شعبی نے ایک روایت میں جھوٹا کہا اور اوسکو رافضی کہا جاتا ہے اور اوسکی حدیث میں ضعف ہے اونسائی کے پاس اوسکے دو حدیثوں کے سوا اور کوئی حدیث نہیں ہے۔	۴۶
۲۵	حبيب بن ابي ثابت كثير التدليس حبیب بیٹا ابی ثابت کا تدلیس بہت کرتا تھا	۴۹
۲۶	حجاج بن محمد المصيصي اختلط في آخر عمره لما قدم بغداد حجاج بیٹے محمد مصیصی کا حافظہ آخر عمر میں بگڑ گیا تھا جبکہ بغداد میں آیا تھا	۵۰

نمبر شمار	نام راوی معہ ترجمہ	نمبر صفحہ
۲۷	حرمي بن عمارة بن ابي حفصة يهم حرمی بیٹا عمارۃ بیٹا ابی حفصہ کا وہمی تھا	۵۲
۲۸	حريز بن عثمان الرحبي رمي بالنصب حریز بیٹے عثمان رحبی کو ناصبیہ کہا گیا ہے	۵۲
۲۹	حزم بن ابي حزم يهم حزم بیٹا ابی حزم کا وہمی ہے	//
۳۰	حسان بن ابراهيم يخطئ حسان بیٹا ابراہیم کا خطا کرتا تھا	۵۳
۳۱	حسان بن حسان ابو علي يخطئ حسان بیٹا حسان کا ابو علی خطا کرتا تھا	//
۳۲	حسان بن سهل يخطئ حسان بیٹا سہل کا خطا کرتا تھا	//
۳۳	الحسن بن بشر بن سلم يخطئ حسن بیٹا بشر بیٹا سلم کا خطا کرتا تھا	۵۳
۳۴	الحسن بن خلف له اوهام حسن بیٹا خلف کا بڑا وہمی ہے	۵۴
۳۵	الحسن بن ذكوان يخطئ ورمي بالقدر وكان يدلس حسن بیٹا ذکوان کا خطا کرتا تھا اور بعضوں نے اوسی قدریہ کہا ہے اور تدلیس بھی کرتا تھا	//
۳۶	حصين بن نمير ابو محصن رمي بالنصب حصین بیٹے نمیر ابو محصن کو ناصبیہ کہا گیا ہے	۶۰

نمبر شمار	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ میزان
۳۷	حفص بن غیاث بن طلق تغیر حفظہ قلیلاً فی الآخر حفص بیٹے غیاث بیٹے طلق کا حافظہ آخر عمر مین تہوڑا سا بدل گیا تہا	۶۱
۳۸	حفص بن میسرۃ ربما وہو حفص بیٹا میسرہ کا اکثر وہمی تہا	۶۱
۳۹	الحکم بن عبد اللہ ابو النعمان لہ اوہام حکم بیٹا عبد اللہ کا ابو النعمان بڑا وہمی ہی	۶۲
۴۰	الحکم بن عتیبۃ ابو محمد ربما دلس حکم بیٹا عتیبہ کا ابو محمد اکثر تدلیس کرتا تہا	//
۴۱	حماد بن اسامۃ ربما دلس وکان بآخرہ یحدث من کتب غیرہ حماد بیٹا اسامہ کا اکثر تدلیس کرتا تہا اور آخر عمر مین اورونکی کتابونسے حدیث بیان کرتا تہا	۶۳
۴۲	حمید بن الاسود یہم قلیلا حمید بیٹا اسود کا تہوڑا سا وہمی تہا	۶۵
۴۳	حمید بن ابی حمید الطویل مدلس وعابہ زائدۃ لدخولہ فی شئ من الامراء حمید بیٹا ابی حمید طویل مدلس ہی اور زائدہ نے اوسپر طعن کیا بسبب داخل ہونے اسکے امراؤنکے کام مین	۶۵
۴۴	حیی بن ہانی یہم حیی بیٹا ہانی کا وہمی تہا	۶۷

نمبر شمار	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ میزان
۴۵	خالد بن مہران قد اشار حماد بن زید الی ان حفظہ تغیر لما قدم من الشام وعاب بعضہم دخولہ فی عمل السلطان خالد بیٹا مہران کا بیشک اشارہ کیا حماد بیٹے زید نے اسبات کا کہ جبکہ وہ شام سے آیا تو حافظہ اوسکا بگڑگیا اور بعضونے باعث اسکے داخل ہونیکے بادشاہ کے عمل مین اوسپر طعن کیا ہی۔	۷۰
۴۶	خالد بن یزید بن زیاد لہ اوہام خالد بیٹا یزید بیٹا زیاد کا بڑا وہمی تہا	//
۴۷	خلیفۃ بن خیاط بن خلیفۃ ربما اخطأ خلیفہ بیٹا خیاط بیٹا خلیفہ کا اکثر خطا کرتا تہا	۷۲
۴۸	خلاد بن یحیی رمی بالارجاء وہو من کبار شیوخ البخاری خلاد بن یحیے کو مرجیہ کہا گیا ہی اور وہ بخاری کے بڑے اوستادون مین ہین	۷۳
۴۹	الربیع بن انس لہ اوہام رمی بالتشیع ربیع بیٹا انس کا بڑا وہمی تہا اور اوسے شیعہ بہی کہا گیا ہی	۷۷
۵۰	الربیع بن یحیی لہ اوہام ربیع بیٹا یحیے کا بڑا وہمی تہا	//
۵۱	زکریا بن اسحق رمی بالقدر زکریا بیٹے اسحق کو قدریہ کہا گیا ہی	۸۱
۵۲	زکریا بن ابی زائدۃ کان یدلس زکریا بیٹا ابی زائدہ کا مدلس تہا	۸۱

نمبر	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ نمبر	نمبر	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ نمبر
۵۳	ذکریا بن یحیی بن عمارۃ یخطئ ذکریا بیٹا یحیی بیٹا عمارہ کا خطا کرتا تھا	۸۲	۶۳	سعید بن عبید اللہ ربما وھم سعید بیٹا عبید اللہ کا بڑا وہمی تھا	۹۳
۵۴	ذکریا بن یحیی بن عمر لہ اوھام لینہا بسببہا الدارقطنی	〃	۶۴	سعید بن محمد بن سعید رمی بالتشیع سعید بیٹے محمد بیٹے سعید کو شیعہ کہا گیا ہے	۹۴
	ذکریا بیٹا یحیی بیٹا عمر کا وہمی تھا اسی سبب دارقطنی نے اوسے سست کہا ہے		۶۵	سلیمان بن حیان یخطئ سلیمان بیٹا حیان کا خطا کرتا تھا	۹۹
۵۵	زیاد بن علاقۃ رمی بالنصب زیاد بیٹے علاقہ کو ناصبیہ کہا گیا ہے	۸۴	۶۶	سلیمان بن داود بن الجارود غلط فی احادیث سلیمان بیٹے داود بیٹے جارود نے حدیثوں میں غلطی کی ہے	〃
۵۶	زید بن الحواری ضعیف زید بیٹا حواری کا ضعیف ہے	۸۵	۶۷	سلیمان بن مہران یدلس سلیمان بیٹا مہران کا مدلس ہے	۱۰۳
۵۷	سالم بن عجلان رمی بالارجاء سالم بیٹے عجلان کو مرجیہ کہا گیا ہے	۸۷	۶۸	سہل بن بکار ربما وھو سہل بیٹا بکار کا بہت وہمی تھا	۱۰۴
۵۸	سعید بن ایاس اختلط قبل موتہ بثلث سنین سعید بیٹے ایاس کا اپنی موت کے تین سال پہلے حافظہ بگڑ گیا تھا	۹۰	۶۹	سہیل بن ابی صالح تغیر حفظہ باخرہ سہیل بیٹے ابی صالح کا حافظہ آخر عمر میں بگڑ گیا	۱۰۵
۵۹	سعید بن بشیر الازدی ضعیف سعید بیٹا بشیر ازدی کا ضعیف ہے	〃	۷۰	سلام بن مسکین رمی بالقدر سلام بیٹے مسکین کو قدریہ کہا گیا ہے	۱۰۶
۶۰	سعید بن عامر ضبعی ربما وھم سعید بیٹا عامر ضبعی کا بڑا وہمی تھا	۹۲	۷۱	شبابۃ بن سوار رمی بالارجاء شبابہ بیٹے سوار کو مرجیہ کہا گیا ہے	۱۰۷
۶۱	سعید بن عمرو بن اشوع رمی بالتشیع سعید بیٹے عمرو بیٹے اشوع کو شیعہ کہا گیا ہے	۹۳	۷۲	شبل بن عباد رمی بالقدر شبل بیٹے عباد کو قدریہ کہا گیا ہے	〃
۶۲	سعید بن فیروز فیہ تشیع قلیل سعید بیٹے فیروز میں تھوڑا سا شیعہ پن ہے	۹۴	۷۳	شجاع بن الولید لہ اوھام شجاع بیٹا ولید کا بہت وہمی ہے	۱۰۸

نمبر	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ تقریب
۷۴	شریک بن عبد اللہ بن ابی نمیر یخطئ شریک بیٹا عبد اللہ بیٹا ابی نمیر کا خطا کرتا تھا	۱۰۹
۷۵	شعیب بن اسحق رمی بالارجاء شعیب بیٹے اسحق کو مرجیہ کہا گیا ہے	〃
۷۶	صفوان بن سلیم المدنی رمی بالقدر صفوان بیٹے سلیم مدنی کو قدریہ کہا گیا ہے	۱۱۴
۷۷	الضحاک بن عثمان بن عبید اللہ یہم ضحاک بیٹا عثمان بیٹا عبید اللہ کا وہمی ہے	۱۱۵
۷۸	ضمام بن اسمعیل ربما اخطأ ضمام بیٹا اسمعیل کا اکثر خطا کرتا تھا	۱۱۶
۷۹	طارق بن عبد الرحمن البجلی له اوهام طارق بیٹے عبد الرحمن بجلی کو بڑے وہم تھے	۱۱۸
۸۰	عاصم بن علی ربما وهم عاصم بیٹے علی کے بڑے وہمی تھے	۱۱۹
۸۱	عباد بن راشد له اوهام عباد بیٹا راشد کا بڑا وہمی ہے	۱۲۱
۸۲	عباد بن عباد بن حبیب ربما وهم عباد بیٹا عباد بیٹا حبیب کا بڑا وہمی تھا	〃
۸۳	عباد بن یعقوب رافضی بالغ ابن حبان فقال یستحق الترک عباد بیٹا یعقوب کا رافضی تھا ابن حبان نے مبالغہ کر کے کہا ہے کہ ترک کرنے کے لائق ہے	۱۲۲

نمبر	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ تقریب
۸۴	عبد اللہ بن رجاء بن عمر یہم قلیلا عبد اللہ بیٹا رجا بیٹا عمر کا تھوڑا سا وہمی ہے	۱۲۹
۸۵	عبد اللہ بن سالم الاشعری رمی بالنصب عبد اللہ بیٹے سالم اشعری کو ناصبیہ کہا گیا ہے	۱۳۰
۸۶	عبد اللہ بن سعید بن ابی ہند ربما وهم عبد اللہ بیٹا سعید بیٹا ابی ہند کا بڑا وہمی تھا	۱۳۱
۸۷	عبد اللہ بن اویس یہم عبد اللہ بیٹا اویس کا وہمی تھا	۱۳۳
۸۸	عبد اللہ بن عمر النمیری ربما اخطأ عبد اللہ بیٹا عمر نمیری اکثر خطا کرتا تھا	۱۳۷
۸۹	عبد اللہ بن عیسی بن عبد الرحمن فیہ تشیع عبد اللہ بیٹے عیسی بیٹے عبد الرحمن میں شیعہ پن ہے	۱۳۸
۹۰	عبد اللہ بن ابی لبید المدنی رمی بالقدر عبد اللہ بیٹے ابی لبید مدنی کو قدریہ کہا گیا ہے	۱۴۰
۹۱	عبد اللہ المثنی کثیر الغلط عبد اللہ بیٹا مثنی کا بڑی غلطی کرتا ہے	〃
۹۲	عبد اللہ بن ابی نجیح رمی بالقدر عبد اللہ بیٹے ابی نجیح کو قدریہ کہا گیا ہے	۱۴۴
۹۳	عبد الحمید بن عبد الرحمن یخطئ ورمی بالارجاء عبد الحمید بیٹا عبد الرحمن کا خطا کرتا تھا اور مرجیہ کہا گیا	۱۴۸

نمبر	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ	نمبر	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ
۹۴	عبد ربه بن نافع یهم عبد ربہ بیٹا نافع کا وہمی ہے	〃	۱۰۴	عبد العزیز بن مسلم القسملی ربما وهو عبد العزیز بیٹا مسلم قسملی کا بڑا وہمی تھا	〃
۹۵	عبد الرحمن بن حماد ربما اخطأ عبد الرحمن بیٹا حماد کا اکثر خطا کرتا تھا	۱۵۱	۱۰۵	عبد الملک بن عمیر تغیر حفظه وربما دلس عبد الملک بیٹے عمیر کا حافظہ بگڑ گیا اور اکثر تدلیس کرتا تھا	۱۶۵
۹۶	عبد الرحمن بن سلیمان بن عبد الله فیه لین عبد الرحمن بیٹے سلیمان بیٹے عبد اللہ میں سستی ہے	۱۵۲	۱۰۶	عبید الله بن اخنس کان یخطئ عبید اللہ بیٹا اخنس کا خطا کرتا تھا	۱۶۸
۹۷	عبد الرحمن بن عبد الله بن دینار یخطئ عبد الرحمن بیٹا عبد اللہ بیٹا دینار کا خطا کرتا تھا	۱۵۴	۱۰۷	عبید الله بن عمر بن ابی الولید ربما وهو عبید اللہ بیٹا عمر بیٹا ابی الولید کا بڑا وہمی تھا	۱۷۰
۹۸	عبد الرحمن بن عبد الله بن عبید ربما اخطأ عبد الرحمن بیٹا عبد اللہ بیٹا عبید کا اکثر خطا کرتا تھا	۱۵۴	۱۰۸	عبید بن حمید الکوفی ربما اخطأ عبید بیٹا حمید کوفی کا اکثر خطا کرتا تھا	۱۷۳
۹۹	عبد الرحمن بن عبد الملک بن شیبة یخطئ عبد الرحمن بیٹا عبد الملک بیٹا شیبہ کا خطا کرتا تھا	۱۵۵	۱۰۹	عتاب بن بشیر یخطئ عتاب بیٹا بشیر کا خطا کرتا تھا	۱۷۳
۱۰۰	عبد السلام بن حرب له مناکیر عبد السلام بیٹے حرب کے حدیثیں منکر ہیں	۱۶۰	۱۱۰	عتاب بن غیاث رمی بالارجاء عتاب بیٹے غیاث کو مرجیہ کہا گیا ہے	۱۷۶
۱۰۱	عبد العزیز بن سیاه یتشیع عبد العزیز بیٹا سیاہ کا شیعہ تھا	۱۶۱	۱۱۱	عثمان بن محمد بن ابراهیم له اوهام عثمان بیٹا محمد بیٹا ابراہیم کا بڑا وہمی ہے	〃
۱۰۲	عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز یخطئ عبد العزیز بیٹا عمر بیٹا عبد العزیز کا خطا کرتا تھا	۱۶۲	۱۱۲	عطاء بن السائب اختلط عطا بیٹا سائب کا حافظہ بگڑ گیا	۱۷۷
۱۰۳	عبد العزیز بن محمد کان یحدث من کتب غیره فیخطئ عبد العزیز بیٹا محمد کا اوروں کی کتابوں سے حدیث بیان کرتا تھا پھر خطا کرتا تھا	〃	۱۱۳	عطاء بن ابی میمونة رمی بالقدر عطا بیٹا ابی میمونہ کو قدریہ کہا گیا ہے	۱۷۹
			۱۱۴	عفان بن مسلم ربما وهم وقال ابن معین انکرناه فی صفر عفان بیٹا مسلم کا بڑا وہمی تھا اور ابن معین نے کہا ہے کہ ہم نے ماہ صفر میں اوسپر انکار کیا	۱۸۰

نمبر	نام راوی مع ترجمہ	نمبر صفحہ	نمبر	نام راوی مع ترجمہ	نمبر صفحہ
۱۱۵	علی بن الجعد رمی بالتشیع علی بیٹے جعد کو شیعہ کہا گیا ہے	۱۸۲	۱۲۵	عمران بن مسلم المنقری ربما وھم عمران بیٹا مسلم منقری کا بڑا وہمی ہے	۱۹۸
۱۱۶	عمر بن ابی زائدۃ رمی بالقدر عمر بیٹے ابی زائدہ کو قدریہ کہا گیا ہے	۱۸۹	۱۲۶	عوف بن ابی جمیلۃ رمی بالقدر والتشیع عوف بیٹے ابی جمیلہ کو قدریہ اور شیعہ کہا گیا ہے	۱۹۹
۱۱۷	عمر بن علی بن عطاء کان یدلس شدیدا عمر بیٹا علی بیٹا عطاء کا بڑا ہی مدلس تھا	۱۹۱	۱۲۷	العلاء بن عبد الرحمن ربما وھم علاء بیٹا عبد الرحمن کا بڑا وہمی ہے	۲۰۰
۱۱۸	عمر بن محمد بن الحسن ربما وھو عمر بیٹا محمد بیٹا حسن کا بڑا وہمی تھا	۱۹۲	۱۲۸	العلاء بن المسیب ربما وھو علاء بیٹا مسیب کا بڑا وہمی ہے	۲۰۱
۱۱۹	عمرو بن ابی سلمۃ لہ اوھام عمرو بیٹا ابی سلمہ کا بڑا وہمی ہے	۱۹۴	۱۲۹	عیاض بن ھلال مرجوح مجھول عیاض بیٹا ہلال کا مرجوح اور مجہول ہے	؍؍
۱۲۰	عمرو بن العباس ربما وھو عمرو بیٹا عباس کا بڑا وہمی ہے	۱۹۵	۱۳۰	فراس بن یحیے ربما وھو فراس بیٹا یحیے کا اکثر وہمی تھا	۲۰۴
۱۲۱	عمرو بن عبد اللہ الھمدانی ابو اسحق السبیعی اختلط باٰخرہ عمرو بیٹا عبد اللہ ہمدانی ابو اسحق سبیعی کا حافظہ آخر عمر میں بگڑ گیا	؍؍	۱۳۱	الفضل بن عمیرۃ فیہ لین فضل بیٹے عمیرہ میں سستی ہے	۲۰۵
			۱۳۲	فضیل بن سلیمان لہ خطاء کثیر فضیل بیٹے سلیمان کو بڑی چوک ہوتی ہے	۲۰۶
۱۲۲	عمرو بن ابی عمرو ربما وھو عمرو بیٹا ابی عمرو کا بڑا وہمی ہے	؍؍	۱۳۳	فطر بن خلیفۃ رمی بالتشیع فطر بیٹے خلیفہ کو شیعہ کہا گیا ہے	؍؍
۱۲۳	عمرو بن مرزوق الباہلی لہ اوھام عمرو بیٹا مرزوق باہلی کا بڑا وہمی تھا	۱۹۶	۱۳۴	فلیح بن سلیمان کثیر الخطاء فلیح بیٹا سلیمان کا بڑی خطا کرتا تھا	؍؍
۱۲۴	عمرو بن مرۃ بن عبد اللہ رمی بالارجاء عمرو بیٹے مرۃ بیٹے عبد اللہ کو مرجیہ کہا گیا ہے	؍؍	۱۳۵	القاسم بن حکم بن کثیر فیہ لین قاسم بیٹے حکم بیٹے کثیر میں سستی ہے	؍؍

نمبر شمار	نام راوی مع ترجمہ	نمبر صفحہ	نمبر شمار	نام راوی مع ترجمہ	نمبر صفحہ
۱۳۶	القاسم بن مالك فيه لين قاسم بیٹے مالک مین سستی ہی	۲۰۸	۱۴۵	محمد بن ابی حفصة یخطئ محمد بیٹا ابی حفصہ کا خطا کرتا تھا	۲۱۸
۱۳۷	قريش بن انس تغير باخره قریش بیٹے انس کا حافظہ آخر عمر مین بگڑ گیا	۲۰۹	۱۴۶	محمد بن زبرقان ربما وهم محمد بیٹا زبرقان کا اکثر وہمی تھا	۲۲۰
۱۳۸	قيس بن مسلم الجدلی رمی بالارجاء قیس بیٹے مسلم جدلی کو مرجیہ کہا گیا ہی	۲۱۱	۱۴۷	محمد بن زیاد بن عبید الله یخطئ محمد بیٹا زیاد بیٹا عبید اللہ کا خطا کرتا تھا	〃
۱۳۹	کثیر بن شنظیر یخطئ کثیر بیٹا شنظیر کا خطا کرتا تھا	〃	۱۴۸	محمد بن سواء رمی بالقدر محمد بیٹے سوار کو قدریہ کہا گیا ہی	۲۲۱
۱۴۰	کهمس بن المنهال رمی بالقدر کہمس بیٹے منہال کو قدریہ کہا گیا ہی	۲۱۳	۱۴۹	محمد بن الصلت البصری یهم محمد بیٹا صلت بصری کا وہمی ہی	۲۲۲
۱۴۱	محمد بن بکر بن عثمان یخطئ محمد بیٹا بکر بیٹا عثمان کا خطا کرتا تھا	۲۱۶	۱۵۰	محمد بن طلحة بن مصرف له اوهام محمد بیٹا طلحہ بیٹا مصرف کا بڑا وہمی ہی	۲۲۳
۱۴۲	محمد بن جعفر المدنی المعروف بغندر فيه غفلة محمد بیٹے جعفر مدنی ہین کہ مشہور غندر ہین غفلت ہی	۲۱۷	۱۵۱	محمد بن عباد بن زبرقان یهم محمد بیٹا عباد بیٹا زبرقان کا وہمی ہی	〃
			۱۵۲	محمد بن عبد الله بن مسلم له اوهام محمد بیٹا عبد اللہ بیٹا مسلم کا بڑا وہمی تھا	۲۲۵
۱۴۳	محمد بن الحسن بن الزبیر فيه لين محمد بیٹے حسن بیٹے زبیر مین سستی ہی	۲۱۸	۱۵۳	محمد بن عبد العزيز العمری یهم محمد بیٹا عبد العزیز عمری کا وہمی ہی	۲۲۷
۱۴۴	محمد بن الحسن بن هلال فيه لين ورمی بالقدر محمد بیٹے حسن بیٹے ہلال مین سستی ہی اور اسکو قدریہ کہا گیا ہی	۲۱۹	۱۵۴	محمد بن عبید بن میمون یخطئ محمد بیٹا عبید بیٹا میمون کا خطا کرتا تھا	۲۲۸
			۱۵۵	محمد بن عمرو بن علقمة له اوهام محمد بیٹا عمرو بیٹا علقمہ کا بڑا وہمی ہی	۲۳۰

[illegible]	نام راوی مع ترجمہ	[illegible]	[illegible]	نام راوی مع ترجمہ	[illegible]
۱۵۶	محمد بن الفضل السدوسی تغیر فی آخر عمرہ محمد بیٹا فضل سدوسی کا آخر عمر میں حافظہ بگڑ گیا	۲۳۱	۱۶۷	مقدام بن محمد ربما وہم مقدم بیٹا محمد کا اکثر وہم کرتا تھا	۲۵۳
۱۵۷	محمد بن فضیل الضبو رمی بالتشیع محمد بیٹے فضیل ضبی کو شیعہ کہا گیا ہے	″	۱۶۸	منہال بن عمرو ربما وہو منہال بیٹا عمرو کا اکثر وہم کرتا تھا	۲۵۵
۱۵۸	محمد بن فلیح یہم محمد بیٹا فلیح کا وہمی ہے	″	۱۶۹	موسی بن مسعود سئی الحفظ موسے بیٹا مسعود کا حافظہ برا ہے	۲۵۸
۱۵۹	مخلد بن یزید لہ اوہام مخلد بیٹا یزید کا بڑا وہمی ہے	۲۴۲	۱۷۰	میمون بن سیاہ یخطئ میمون بیٹا سیاہ کا خطا کرتا تھا	۲۵۹
۱۶۰	مکحول بن راشد نسب الی التشیع مکحول بیٹے راشد کو شیعہ کہا گیا ہے	۲۴۲	۱۷۱	النعمن بن معبد مجہول نعمن بیٹا معبد کا مجہول الحال ہے	۲۶۲
۱۶۱	مروان بن شجاع لہ اوہام مروان بیٹا شجاع کا بڑا وہمی ہے	۲۴۳	۱۷۲	نوف بن فضالۃ مستور نوف بیٹے فضالہ کا حال محدثین پر مخفی ہے	۲۶۴
۱۶۲	مسکین بن بکیر یخطئ مسکین بیٹا بکیر کا خطا کرتا تھا	۲۴۴	۱۷۳	ھرون بن موسی الازدی رمی بالقدر ہارون بیٹے موسے ازدی کو قدریہ کہا گیا ہے	۲۶۵
۱۶۳	معاذ بن ھشام ربما وہم معاذ بیٹا ھشام کا بڑا وہمی تھا	۲۴۸	۱۷۴	ھشام بن حجیر لہ اوہام ہشام بیٹا حجیر کا بڑا وہمی ہے	۲۶۶
۱۶۴	معویۃ بن اسحق ربما وہم معویہ بیٹا اسحق کا اکثر وہم کرتا تھا	۲۴۹	۱۷۵	ھشام بن ابی عبد اللہ قد رمی بالقدر ہشام بیٹے ابی عبد اللہ کو بیشک قدریہ کہا گیا ہے	۲۶۷
۱۶۵	معروف بن خربوذ ربما وہو معروف بیٹا خربوذ کا اکثر وہمی تھا	۲۵۰	۱۷۶	الولید بن کثیر المخزومی رمی برای الخوارج ولید بیٹے کثیر مخزومی کو خارجیوں کی رای چلنے والا کہا گیا ہے	۲۷۲
۱۶۶	المغیرۃ بن عبد الرحمن بن الحارث کان یہم مغیرہ بیٹا عبد الرحمن بیٹا حارث کا وہمی تھا	۲۵۲	۱۷۷	یحیے بن ابی اسحق ربما اخطأ یحیے بیٹا ابی اسحق کا اکثر خطا کرتا ہے	۲۷۳

نمبر شمار	نام راوی مع ترجمہ	نمبر صفحہ	نمبر شمار	نام راوی مع ترجمہ	نمبر صفحہ
۱۷۸	یحیی بن ایوب الغافقی ربما اخطأ یحیی بیٹا ایوب غافقی کا اکثر خطا کرتا تھا	۲۷۴	۱۸۲	یحیی بن سلیمان بن یحیی یخطئ یحیی بیٹا سلیمان بیٹا یحیی کا خطا کرتا تھا	۲۷۶
۱۷۹	یحیی بن حمزة رمی بالقدر یحیی بیٹے حمزہ کو قدریہ کہا گیا ہی	//	۱۸۳	یونس بن یزید بن ابی النجاد ان فی روایته عن الزهری وهما قلیلا وفی غیر الزهری خطا یونس بیٹے یزید بیٹے ابی النجاد نے جو زہری سے روایت کی ہی اوسمین تھوڑا وہم ہی اور زہری کے سوائے اوروں سے جو حدیثین بیان کی ہین اونمین خطا کرتا ہی	۲۸۷
۱۸۰	یحیی بن ابی زکریا ضعیف یحیی بیٹا ابی زکریا کا ضعیف ہی	۲۷۵			
۱۸۱	یحیی بن سلیم سیئ الحفظ یحیی بیٹے سلیم کا برا حافظہ ہی	۲۷۶			

مسلم کے ضعیف راوی

نمبر شمار	نام راوی مع ترجمہ	نمبر صفحہ	نمبر شمار	نام راوی مع ترجمہ	نمبر صفحہ
۱	احمد بن عبد الرحمن بن وهب تغیر بآخره احمد بیٹے عبد الرحمن بیٹے وہب کا حافظہ آخر عمر مین بگڑ گیا	۷	۶	الاحوص بن جواب ربما وهم احوص بیٹا جواب کا اکثر وہم کرتا تھا	//
			۷	اسامة بن زید اللیثی یهم اسامہ بیٹا زید لیثی کا وہمی ہی	۱۸
۲	احمد بن عبدة موسی الضبی رمی بالنصب احمد بیٹے عبدہ موسی ضبی کو ناصبیہ کہا گیا ہی	۸	۸	اسحق بن منصور السلولی تکلم فیه للتشیع اسحق بیٹے منصور سلولی مین شیعہ ہونیکی وجہ سے کلام کیا گیا ہی	۲۱
۳	ابان بن تغلب تکلم فیه للتشیع ابان بیٹے تغلب مین شیعہ کیوجہ سے کلام کیا گیا ہی	۱۱			
۴	ابراهیم بن مهاجر بن جابر لین الحفظ ابراہیم بیٹے مہاجر بیٹے جابر کا حافظہ سست ہی	۱۶	۹	اسمعیل بن ابان الوراق تکلم فیه للتشیع اسمعیل بیٹے ابان وراق مین شیعہ ہونیسے کلام ہی	۲۳
۵	ابراهیم بن یوسف ابن اسحق یهم ابراہیم بیٹا یوسف بیٹا اسحق کا وہمی ہی	۱۷			

نمبر شمار	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ نمبر	نمبر شمار	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ نمبر
۱۰	اسمعیل بن رافع ضعیف الحفظ اسمعیل بیٹے رافع کا حافظہ ضعیف ہی	۲۴	۱۸	ایوب بن عائذ رمی بالارجاء ایوب بیٹے عائذ کو مرجیہ کہا گیا ہی	۳۱
۱۱	اسمعیل بن رباح مجہول اسمعیل بیٹے رباح کا حال معلوم نہین کہ کیسا ہی	۲۴	۱۹	برید بن عبد اللہ یخطئ قلیلا برید بیٹا عبد اللہ کا تہوڑی سی خطا کرتا ہی	۳۳
۱۲	اسمعیل بن زکریا یخطئ قلیلا اسمعیل بیٹا زکریا کا تہوڑی سے خطا کرتا ہی	״	۲۰	بشر بن محمد رمی بالارجاء بشر بیٹے محمد کو مرجیہ کہا گیا ہی	۳۵
۱۳	اسمعیل بن سمیع الحنفی تکلم فیہ لبدعۃ الخوارج اسمعیل بیٹے سمیع حنفے مین خارجی ہونیکے وجہ سے کلام کیا گیا ہی	״	۲۱	بشیر بن المہاجر لین الحدیث رمی بالارجاء بشیر بیٹا مہاجر کا حدیث مین سست ہی اور اوسی مرجیہ کہا گیا ہی	״
۱۴	اسمعیل بن عبد اللہ بن عبد اللہ اخطأ فی احادیث من حفظہ اسمعیل بیٹے عبد اللہ بیٹے عبد اللہ نے حدیثون کی زبانی بتانے مین خطا کی ہی	۲۵	۲۲	بقیۃ بن الولید کثیر التدلیس عن الضعفاء بقیہ بیٹا ولید کا ضعیف راویون سے اکثر تدلیس کرتا ہی	۳۶
۱۵	اسمعیل بن عبد الرحمن بن ابی کریمۃ یہم و رمی بالتشیع اسمعیل بیٹا عبد الرحمن بیٹا ابی کریمہ کا وہمی ہی اور اوسکو شیعہ بہی کہا گیا ہی	״	۲۳	بکیر بن عبد اللہ الطائی رمی بالرفض بکیر بیٹے عبد اللہ طائی کو رافضی کہا گیا ہی	۳۷
			۲۴	جدر بن نوف یہم جدر بیٹا نوف کا وہمی ہی	۴۱
۱۶	اشعث بن سوار الکندی ضعیف اشعث بیٹا سوار کندی کا ضعیف ہی	۲۷	۲۵	الجراح بن ملیح بن عدی یہم جراح بیٹا ملیح بیٹا عدی کا وہمی ہی	۴۲
۱۷	ایوب بن خالد بن صفوان فیہ لین ایوب بیٹے خالد بیٹے صفوان مین سستی ہی	۳۱	۲۶	جعفر بن سلیمان کان یتشیع جعفر بیٹا سلیمان کا شیعہ تہا	۴۳

نمبر شمار	نام راوی مع ترجمہ	نمبر صفحہ
۲۷	حاتم بن اسمٰعیل یھم حاتم بیٹا اسمٰعیل کا وہمی تھا	۴۵
۲۸	حاجب بن عمر رمی برای الخوارج حاجب بیٹے عمر کو خارجی کہا گیا ہو	〃
۲۹	الحارث بن عبد اللہ الاعور کذبہ الشعبی فی روایتہ و رمی بالرفض وفی حدیثہ ضعف ولیس لہ عند النسائی سوی الحدیثین حارث بیٹے عبد اللہ اعور کو شعبی نے ایک روایت مین جھوٹا کہا ہو اوسے رافضی بھی کہا گیا ہو اور اوسکی حدیث مین ضعف ہو اور نسائی کے پاس اوسکے دو حدیثو نکے سوا اور کوئی حدیث نہین ہو	۴۶
۳۰	الحارث بن عبید الایادی یخطئ حارث بیٹا عبید ایادی کا خطا کرتا تھا	۴۷
۳۱	حبیب بن ابی ثابت کثیر التدلیس حبیب بیٹا ابی ثابت کا بڑا ہی مدلس ہو	۴۹
۳۲	حبیب بن ابی حبیب الجرمی یخطئ حبیب بیٹا ابی حبیب جرمی کا خطا کرتا تھا	〃
۳۳	حجاج بن ارطاۃ کثیر الخطاء والتدلیس حجاج بیٹا ارطاۃ کا بہت خطا او رتدلیس والا ہو	۵۰
۳۴	حجاج بن ابی زینب یخطئ حجاج بیٹا ابی زینب کا خطا کرتا تھا	〃
۳۵	حجاج بن محمد المصیصی اختلط فی اخر عمرہ حجاج بیٹے محمد مصیصی کا آخر عمر مین حافظہ بگڑ گیا	〃
۳۶	حرب بن ابی العالیۃ یھم حرب بیٹا ابی العالیہ کا وہمی ہو	۵۲
۳۷	حرب بن میمون الاکبر رمی بالقدر حرب بیٹے میمون اکبر کو قدریہ کہا گیا ہو	〃
۳۸	حرمی بن عمارۃ بن ابی حفصۃ یھم حرمی بیٹا عمارہ بیٹا ابی حفصہ کا وہمی ہو	〃
۳۹	حسان بن ابراہیم یخطئ حسان بیٹا ابراہیم کا خطا کرتا ہو	۵۳
۴۰	الحسن بن صالح رمی بالتشیع حسن بیٹے صالح کو شیعہ کہا گیا ہو	۵۵
۴۱	الحسن بن الفرات یھم حسن بیٹا فرات کا وہمی ہو	۵۶
۴۲	حصین بن نمیر الکندی مجھول حصین بیٹا نمیر کندی کا حال معلوم نہین	۶۰

نمبر	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ
٤٣	حفص بن غياث بن طلق تغير حفظه قليلًا في الآخر حفص بیٹے غیاث بیٹے طلق کا حافظہ آخر عمر مین تھوڑا سا بگڑ گیا تھا	٦١
٤٤	حفص بن ميسرة ربما وهم حفص بیٹا میسرہ کا اکثر وہمی ہے	״
٤٥	الحكم بن عبد الله ابو النعمان له اوهام حکم بیٹا عبد اللہ کا ابو النعمان بڑا وہمی ہے	٦٢
٤٦	الحكم بن عتيبة ابو محمد ربما دلس حکم بیٹا عتیبہ کا ابو محمد اکثر تدلیس کرتا تھا	״
٤٧	حماد بن اسامة القرشي ربما دلس وكان بآخره يحدث من كتب غيره حماد بیٹا اسامہ قرشی کا اکثر تدلیس کرتا تھا اور آخر عمر مین اورونکی کتابونسے حدیثین بیان کرتا تھا	٦٣
٤٨	حماد بن سلمة بن دينار تغير حفظه بآخره حماد بیٹے سلمہ بیٹے دینار کا حافظہ آخر عمر مین بگڑ گیا	٦٤
٤٩	حمزة بن حبيب الزيات ربما وهو حمزہ بیٹا حبیب زیات کا اکثر وہم کرتا تھا	٦٤
٥٠	حميد بن زياد ابو صخر يهم حمید بیٹا زیاد کا ابو صخر وہمی ہے	٦٥
٥١	حيي بن هانئ يهم حیی بیٹا ہانی کا وہم کرتا تھا	٦٧

نمبر	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ
٥٢	خالد بن خداش يخطئ خالد بیٹا خداش کا خطا کرتا ہے	٦٩
٥٣	خالد بن سلمة رمي بالارجاء والنصب خالد بیٹے سلمہ کو مرجیہ اور ناصبیہ کہا گیا ہے	״
٥٤	خالد بن مهران قد اشار حماد بن زيد الى ان حفظه تغير لما قدم من الشام خالد بیٹے مہران کی نسبت بیشک حماد بیٹے زید نے اسبات کا اشارہ کیا کہ اوسکا حافظہ جبکہ وہ شام سے آیا تو بگڑ گیا	٧٠
٥٥	خلف بن خليفة اختلط في الآخر خلف بیٹے خلیفہ کا حافظہ آخر عمر مین بگڑ گیا	٧٢
٥٦	داود بن ابي هند كان يهم بآخره داود بیٹا ابی ہند کا آخر عمر مین وہم کرتا تھا	٧٤
٥٧	رياح بن ابي معروف له اوهام ریاح بیٹا ابی معروف کا بڑا وہمی ہے	٧٦
٥٨	الربيع بن انس له اوهام ورمي بالتشيع ربیع بیٹا انس کا بڑا وہمی ہے اور اوسے شیعہ کہی گیا	٧٧
٥٩	ربيعة بن عثمان له اوهام ربیعہ بیٹا عثمان کا بڑا وہمی ہے	٧٨
٦٠	ربيعة بن كلثوم يهم ربیعہ بیٹا کلثوم کا وہمی ہے	״

نمبر	نام راوی مع ترجمہ	نمبر صفحہ
۶۱	زکریا بن اسحٰق رمی بالقدر زکریا بیٹے اسحٰق کو قدریہ کہا گیا ہو	۸۱
۶۲	زکریا بن ابی زائدۃ کان یدلس زکریا بیٹا ابی زائدہ کا مدلس تھا	
۶۳	زمعۃ بن صالح ضعیف زمعہ بیٹا صالح کا ضعیف ہو	۸۲
۶۴	زیاد بن اسمٰعیل سیئ الحفظ زیاد بیٹے اسماعیل کا حافظہ بُرا ہو	۸۳
۶۵	زیاد بن علاقۃ رمی بالنصب زیاد بیٹے علاقہ کو ناصبیہ کہا گیا ہو	۸۴
۶۶	زید بن الحواری ضعیف زید بیٹا حواری کا ضعیف ہو	۸۵
۶۷	سالم بن نوح لہ اوہام سالم بیٹا نوح کا بڑا وہمی ہو	۸۷
۶۸	سعد بن سعید بن قیس سیئ الحفظ سعد بیٹے سعید بیٹے قیس کا بُرا حافظہ ہو	۸۹
۶۹	سعید بن ایاس اختلط قبل موتہ بثلث سنین سعید بیٹے ایاس کا حافظہ موت کے تین سال پہلے بگڑ گیا۔	۹۰
۷۰	سعید بن بشیر الازدی ضعیف سعید بیٹا بشیر ازدی کا ضعیف ہو	//

نمبر	نام راوی مع ترجمہ	نمبر صفحہ
۷۱	سعید بن حسان المخزومی لہ اوہام سعید بیٹا حسان مخزومی کا بڑا وہمی ہو	۹۰
۷۲	سعید بن زید بن درہم لہ اوہام سعید بیٹا زید بیٹا درہم کا بڑا وہمی ہو	۹۱
۷۳	سعید بن سنان البرجمی لہ اوہام سعید بیٹا سنان برجمی کا بڑا وہمی ہو	۹۲
۷۴	سعید بن عامر الضبعی ربما وہم سعید بیٹا عامر ضبعی کا اکثر وہم کرتا تھا	//
۷۵	سعید بن عبد الرحمٰن الجمحی لہ اوہام سعید بیٹا عبد الرحمٰن جمحی کا اکثر وہم کرتا تھا	۹۳
۷۶	سعید بن عمرو بن اشوع رمی بالتشیع سعید بیٹے عمرو بیٹے اشوع کو شیعہ کہا گیا ہو	//
۷۷	سعید بن فیروز فیہ تشیع قلیل سعید بیٹے فیروز مین تھوڑا سا شیعہ پن ہو	۹۴
۷۸	سعید بن محمد بن سعید رمی بالتشیع سعید بیٹے محمد بیٹے سعید کو شیعہ کہا گیا ہو	//
۷۹	سلیمان بن حیان یخطی سلیمان بیٹا حیان کا خطا کرتا تھا	۹۹
۸۰	سلیمان بن داود بن الجارود غلط فی احادیث سلیمان بیٹے داود بیٹے جارود نے بہت حدیثوں مین غلطی کی ہو	//

نمبر	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ	نمبر	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ
۸۱	سلیمان بن موسیٰ الاموی فی حدیثہ بعض لین و خولط قبل موتہ بقلیل سلیمان بیٹے موسے اموی میں کچھ سستی ہی اور موت سے تھوڑی پہلے اوسکا حافظہ بگڑ گیا	۱۰۳	۹۰	شریک بن عبد اللہ النخعی یخطی کثیراً تغیر حفظہ منذ ولی القضاء بالکوفہ شریک بیٹا عبد اللہ نخعی کا بہت خطا کرتا ہی اور جب سے کوفہ کا قاضی ہوا اوسکا حافظہ بگڑ گیا	۱۰۹
۸۲	سوّار ابو داود المزنی ابو حمزہ یہم سوار ابو داود مزنی ابو حمزہ بڑا وہمی ہی	۱۰۵	۹۱	شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر یخطی شریک بیٹا عبد اللہ بیٹا ابی نمر کا خطا کرتا ہی	〃
۸۳	سوید بن سعید بن سہل افحش فیہ ابن معین القول سوید بیٹے سعید بیٹے سہل کے حق میں ابن معین نے بُری بات کہی یعنے سخت طعن کیا	〃	۹۲	شعیب بن اسحق رمی بالارجاء شعیب بیٹے اسحاق کو مرجیہ کہا گیا ہی	〃
			۹۳	صالح بن رستم المزنی کثیر الخطاء صالح بیٹا رستم مزنی کا بڑی خطا کرتا ہی	۱۱۱
۸۴	سہیل بن ابی صالح تغیر حفظہ باخرہ سہیل بیٹے ابی صالح کا حافظہ آخر عمر میں بگڑ گیا	〃	۹۴	صفوان بن سلیم رمی بالقدر صفوان بیٹے سلیم کو قدریہ کہا گیا ہی	۱۱۴
۸۵	سلام بن مسکین رمی بالقدر سلام بیٹے مسکین کو قدریہ کہا گیا ہی	۱۰۶	۹۵	الصلت بن مسعود ربما وہم صلت بیٹا مسعود کا اکثر وہمی تھا	۱۱۵
۸۶	سیف بن سلیمان رمی بالقدر سیف بیٹے سلیمان کو قدریہ کہا گیا ہی	〃	۹۶	الضحاک بن عثمان بن عبد اللہ یہم ضحاک بیٹا عثمان بیٹا عبد اللہ کا وہمی ہی	〃
۸۷	شبابۃ بن سوار رمی بالارجاء شبابہ بیٹے سوار کو مرجیہ کہا گیا ہی	۱۰۷	۹۷	ضمام بن اسمٰعیل ربما اخطأ ضمام بیٹا اسماعیل کا اکثر خطا کرتا ہی	۱۱۶
۸۸	شجاع بن الولید لہ اوہام شجاع بیٹے ولید کو بڑی وہم تھے	۱۰۸	۹۸	طارق بن عبد الرحمن البجلی لہ اوہام طارق بیٹے عبد الرحمن بجلی کو بڑے وہم ہوتے ہیں	〃
۸۹	شداد بن سعید یخطی شداد بیٹا سعید کا خطا کرتا ہی	〃	۹۹	طلحۃ بن یحیی بن طلحۃ یخطی طلحہ بیٹا یحیے بیٹا طلحہ کا خطا کرتا ہی	۱۱۸

نمبر	نام راوی مع ترجمہ	نمبر صفحہ	نمبر	نام راوی مع ترجمہ	نمبر صفحہ
۱۰۰	طلق بن حبیب رمی بالارجاء طلق بیٹے حبیب کو مرجیہ کہا گیا ہے	۱۱۸	۱۱۱	عبد اللہ بن عطاء یخطئ ویدلس عبد اللہ بیٹا عطا کا خطا کرتا ہے اور مدلس ہے	۱۳۶
۱۰۱	عاصم بن بهدلة له اوهام عاصم بیٹا بہدلہ کا بہت وہمی ہے	//	۱۱۲	عبد اللہ بن عمر بن حفص ضعیف عبد اللہ بیٹا عمر بیٹا حفص کا ضعیف ہے	//
۱۰۲	عامر بن عبد الواحد یخطئ عامر بیٹا عبد الواحد کا خطا کرتا تھا	۱۲۰	۱۱۳	عبد اللہ بن عمر بن محمد فیه تشیع عبد اللہ بیٹے عمر بیٹے محمد میں شیعہ پن ہے	۱۳۷
۱۰۳	عباد بن عباد بن حبیب ربما وهم عباد بیٹا عباد بیٹا حبیب کا اکثر وہمی ہے	۱۲۱	۱۱۴	عبد اللہ بن عمر الجهنی ربما اخطأ عبد اللہ بیٹا عمر جہنی اکثر خطا کرتا ہے	//
۱۰۴	عبد اللہ بن حمران یخطئ قلیلا عبد اللہ بیٹا حمران کا تھوڑی خطا کرتا ہے	۱۲۷	۱۱۵	عبد اللہ بن عیسی بن عبد الرحمن فیه تشیع عبد اللہ بیٹے عیسی بیٹے عبد الرحمن میں شیعہ پن ہے	۱۳۸
۱۰۵	عبد اللہ بن رجاء المکی تغیر حفظه قلیلا عبد اللہ بیٹے رجاء مکی کا تھوڑا حافظہ بدل گیا	۱۲۹	۱۱۶	عبد اللہ بن ابی لبید المدنی رمی بالقدر عبد اللہ بیٹے ابی الولید مدنی کو قدریہ کہا گیا ہے	۱۴۰
۱۰۶	عبد اللہ بن سعید بن ابی هند ربما وهم عبد اللہ بیٹا سعید ابی ہند کا اکثر وہمی ہے	۱۳۱			
۱۰۷	عبد اللہ بن سلمة الکوفی تغیر حفظه عبد اللہ بیٹا سلمہ کوفی کا حافظہ بگڑ گیا ہے	//	۱۱۷	عبد اللہ بن مطر تغیر بآخره عبد اللہ بیٹے مطر کا حافظہ آخر عمر میں بگڑ گیا	۱۴۲
۱۰۸	عبد اللہ بن شقیق العقیلی فیه نصب عبد اللہ بیٹے شقیق عقیلی ناصبی ہے	۱۳۴	۱۱۸	عبد اللہ بن نافع الصائغ فی حفظه لین عبد اللہ بیٹے نافع صائغ کے حفظ میں سستی ہے	۱۴۴
۱۰۹	عبد اللہ بن ابی صالح لین الحدیث عبد اللہ بیٹا ابی صالح کا حدیث میں سست ہے	//	۱۱۹	عبد اللہ بن ابی نجیح رمی بالقدر عبد اللہ بیٹے ابی نجیح کو قدریہ کہا گیا ہے	
۱۱۰	عبد اللہ بن عبد الرحمن بن یعلی یخطئ ویهم عبد اللہ بیٹا عبد الرحمن بیٹا یعلی کا خطا کرتا ہے اور وہمی ہے	۱۳۵	۱۲۰	عبد اللہ البهی یخطئ عبد اللہ بہی خطا کرتا ہے	۱۴۶

نمبر	نام راوی مع ترجمہ	نمبر صفحہ	نمبر	نام راوی مع ترجمہ	نمبر صفحہ
١٢١	عبد الحمید بن جعفر رمی بالقدر عبد الحمید بیٹے جعفر کو قدریہ کہا گیا ہی	١٤٧	١٢٨	عبد السلام بن حرب له مناکیر عبد السلام بیٹے حرب کی حدیثین منکر ہین	١٦٠
١٢٢	عبد الحمید بن عبد الرحمن یخطیٔ ورمی بالارجاء عبد الحمید بیٹا عبد الرحمن کا خطا کرتا ہی اور اوسے مرجیہ کہا گیا ہی	١٤٨	١٢٩	عبد العزیز بن الربیع بن سبرہ ربما اخطأ عبد العزیز بیٹا ربیع بیٹا سبرہ کا اکثر خطا کرتا ہی	١٦١
١٢٣	عبد اللہ بن نافع یهم عبد اللہ بیٹا نافع کا وہمی ہی	//	١٣٠	عبد العزیز بن سیاہ یتشیع عبد العزیز بیٹا سیاہ کا شیعہ ہی	//
١٢٤	عبد الرحمن بن اسحق بن عبد اللہ رمی بالقدر عبد الرحمن بیٹے اسحق بیٹے عبد اللہ کو قدریہ کہا گیا ہی	١٤٩	١٣١	عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز یخطیٔ عبد العزیز بیٹا عمر بیٹا عبد العزیز کا خطا کرتا ہی	١٦٢
١٢٥	عبد الرحمن بن حرملة ربما وهو عبد الرحمن بیٹا حرملہ کا اکثر وہمی ہی	١٥١	١٣٢	عبد العزیز بن محمد کان یحدث من کتب غیرہ فیخطیٔ عبد العزیز بیٹا محمد کا اوروں کی کتابوں سے حدیثین بیان کرتا ہی اسلیئے خطا کرتا ہی	//
١٢٦	عبد الرحمن بن ابی الزناد تغیر حفظه لما قدم بغداد عبد الرحمن بیٹے ابی الزناد کا حافظہ جبکہ بغداد مین آیا بگڑ گیا	١٥٢	١٣٣	عبد العزیز بن مسلم القسملی ربما وهم عبد العزیز بیٹا مسلم قسملی کا اکثر وہم کرتا ہی	//
١٢٧	عبد الرحمن بن سلیمان بن عبد اللہ فیه لین عبد الرحمن بیٹے سلیمان بیٹے عبد اللہ مین سستی ہی	١٥٣	١٣٤	عبد الملك بن سلیمان له اوهام عبد الملک بیٹا سلیمان کا بڑا وہمی ہی	١٦٤
			١٣٥	عبد الملك بن عمیر تغیر حفظه وربما دلس عبد الملک بیٹے عمیر کا حافظہ بگڑ گیا اور اکثر تدلیس کرتا ہی	١٦٥

نمبر	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ	نمبر	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ
۱۳۶	عبید الله بن عمر بن ابی الولید ربما وهم عبید الله بیٹا عمر بیٹا ابی الولید کا اکثر وہمی تھا	۱۷۰	۱۴۶	علی بن ابی طلحة قد یخطی علی بیٹا ابی طلحہ کا کبھی خطا کرتا ہو	۱۸۴
۱۳۷	عبید بن حمید الکوفی ربما اخطأ عبید بیٹا حمید کوفی کا اکثر خطا کرتا تھا	۱۷۳	۱۴۷	علی بن عبد الله البارقی ربما اخطأ علی بیٹا عبد الله بارقی کا اکثر خطا کرتا ہو	۱۸۵
۱۳۸	عثمان بن عثمان ربما وهم عثمان بیٹا عثمان کا اکثر وہمی ہو	۱۷۶	۱۴۸	عمار بن ابی عمار ربما اخطأ عمار بیٹا ابی عمار کا اکثر خطا کرتا ہو	۱۸۶
۱۳۹	عثمان بن غیاث رمی بالارجاء عثمان بیٹے غیاث کو مرجیہ کہا گیا ہو	〃	۱۴۹	عمار بن معویة یتشیع عمار بیٹا معویہ کا شیعہ ہو	۱۸۷
۱۴۰	عثمان بن محمد بن ابراهیم له اوهام عثمان بیٹے محمد بیٹے ابراہیم کو بڑے وہم تھے	〃	۱۵۰	عمر بن ایوب له اوهام عمر بیٹا ایوب کا بڑا وہمی ہو	۱۸۸
۱۴۱	علیم بن کثیر مجهول علیم بیٹے کثیر کا حال مجہول ہو	۱۷۷	۱۵۱	عمر بن حفص بن غیاث ربما وهم عمر بیٹا حفص بیٹا غیاث کا بڑا وہمی ہو	۱۸۹
۱۴۲	عطاء بن ابی مسلم یهم کثیرا ویدلس عطا بیٹا ابی مسلم کا بہت وہمی ہو اور مدلس ہو	۱۷۹	۱۵۲	عمر بن عامر السلمی له اوهام عمر بیٹا عامر سلمی کا بڑا وہمی ہو	۱۹۰
۱۴۳	عطاء بن ابی میمونة رمی بالقدر عطا بیٹے ابی میمونہ کو قدریہ کہا گیا ہو	〃	۱۵۳	عمر بن علی بن عطاء کان یدلس شدیدا عمر بیٹا علی بیٹا عطا کا بڑا مدلس تھا	۱۹۱
۱۴۴	عفان بن مسلم ربما وهم وقال ابن معین انکرناه فی صفر عفان بیٹا مسلم کا اکثر وہمی ہو اور کہا ابن معین نے ہنے اوس پر صفر کے مہینے میں انکار کیا	۱۸۰	۱۵۴	عمرو بن حماد بن طلحة رمی بالرفض عمرو بیٹے حماد بیٹے طلحہ کو رافضی کہا گیا ہو	۱۹۳
۱۴۵	علی بن زید ضعیف علی بیٹا زید کا ضعیف ہو	۱۸۴	۱۵۵	عمرو بن ابی سلمة له اوهام عمرو بیٹا ابی سلمہ کا بہت وہمی ہو	۱۹۴

نمبر	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ
۱۵۶	عمرو بن عبد اللہ الهمدانی ابو اسحق السبیعی اختلط بآخرہ عمرو بیٹے عبد اللہ ہمدانی ابو اسحق سبیعی کا حافظہ آخر عمر میں بگڑ گیا	۱۹۵
۱۵۷	عمرو بن ابی عمرو دعا وهو عمرو بیٹا ابی عمرو کا وہمی ہے	〃
۱۵۸	عمرو بن عیسے بن سوید اختلط عمرو بیٹا عیسے بیٹا سوید کا حافظہ بگڑ گیا	۱۹۵
۱۵۹	عمرو بن مرۃ بن عبد اللہ رمی بالارجاء عمرو بیٹے مرہ بیٹے عبد اللہ کو مرجیہ کہا گیا ہے	۱۹۶
۱۶۰	عمرو بن مسلم الجندی له اوهام عمرو بیٹا مسلم جندی کا بڑا وہمی ہے	〃
۱۶۱	عمران بن ابی عطاء له اوهام عمران بیٹا ابی عطا کا بڑا وہمی ہے	۱۹۸
۱۶۲	عمران بن مسلم المنقری دعا وهم عمران بیٹا مسلم منقری کا بڑا وہمی ہے	〃
۱۶۳	العلاء بن المسیب دعا وهو علا بیٹا مسیب کا بڑا وہمی ہے	۲۰۱
۱۶۴	عیاض بن عبد اللہ بن عبد الرحمن فیه لین عیاض بیٹے عبد اللہ بیٹے عبد الرحمن میں سستی ہے	〃

نمبر	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ
۱۶۵	عیاض بن ہلال مرجوح مجہول عیاض بیٹا ہلال کا مرجوح اور مجہول الحال ہے	۲۰۱
۱۶۶	عیسی بن سلیم له اوهام عیسے بیٹا سلیم کا بڑا وہمی ہے	۲۰۳
۱۶۷	فراس بن یحیے دعا وهو فراس بیٹا یحیے کا بڑا وہمی ہے	۲۰۴
۱۶۸	فضیل بن سلیمان له خطاء کثیر فضیل بیٹا سلیمان کا بڑی خطا کرتا تھا	۲۰۶
۱۶۹	فطر بن خلیفة رمی بالتشیع فطر بیٹے خلیفہ کو شیعہ کہا گیا ہے	۲۰۷
۱۷۰	فلیح بن سلیمان کثیر الخطاء فلیح بیٹا سلیمان کا اکثر خطا کرتا ہے	〃
۱۷۱	قریش بن انس تغیر بآخرہ قریش بیٹے انس کا حافظہ آخر میں بگڑ گیا	۲۰۹
۱۷۲	قیس بن مسلم الجدلی رمی بالارجاء قیس بیٹے مسلم جدلی کو مرجیہ کہا گیا ہے	۲۱۱
۱۷۳	کامل بن العلاء یخطئ کامل بیٹا علاء کا خطا کرتا ہے	〃
۱۷۴	کثیر بن شنظیر یخطئ کثیر بیٹا شنظیر کا خطا کرتا ہے	〃

[illegible]		[illegible]	[illegible]		[illegible]
۱۷۵	محمد بن اسحق بن یسار یدلس ورمی بالتشیع والقدر محمد بیٹا اسحق بیٹا یسار کا مدلس ہے اور اوسکو شیعہ اور قدریہ کہا گیا ہے	۲۱۵	۱۸۴	محمد بن عبد الله بن مسلم له اوهام محمد بیٹا عبد الله بیٹا مسلم کا بڑا وہمی ہے	۲۲۵
			۱۸۵	محمد بن عمرو بن علقمة له اوهام محمد بیٹا عمرو بیٹا علقمہ کا بڑا وہمی ہے	۲۳۰
۱۷۶	محمد بن بکر بن عثمان یخطئ محمد بیٹا بکر بیٹا عثمان کا خطا کرتا ہے	۲۱۶	۱۸۶	محمد بن عمرو الیافعی له اوهام محمد بیٹا عمرو یافعی کا بڑا وہمی ہے	〃
۱۷۷	محمد بن جعفر المدنی المعروف بغندر فیه غفلة محمد بیٹا جعفر کا مدنی جو مشہور غندر کے نام سے ہے اوس مین غفلت ہے	۲۱۷	۱۸۷	محمد بن الفضل السدوسی تغیر فی آخره محمد بیٹے فضل سدوسی کا حافظہ آخر عمر مین بگڑ گیا	۲۳۱
۱۷۸	محمد بن حاتم بن میمون ربما وهم محمد بیٹا حاتم بیٹا میمون کا اکثر وہمی ہے	۲۱۸	۱۸۸	محمد بن فضیل الضبعی رمی بالتشیع محمد بیٹے فضیل ضبعی کو شیعہ کہا گیا ہے	〃
۱۷۹	محمد بن حمران فیه لین محمد بیٹے حمران مین سستی ہے	۲۱۸	۱۸۹	محمد بن معاذ بن عباد یهم محمد بیٹا معاذ بیٹا عباد کا وہمی ہے	۲۳۴
۱۸۰	محمد بن زبرقان ربما وهم محمد بیٹا زبرقان کا اکثر وہمی ہے	۲۲۰	۱۹۰	محمد بن یحیی بن ابی عمر کانت فیه غفلة محمد بیٹے یحیی بیٹے ابی عمر مین غفلت تھی	۲۳۷
۱۸۱	محمد بن سواء رمی بالقدر محمد بیٹے سواء کو قدریہ کہا گیا ہے	۲۲۱			
۱۸۲	محمد بن طلحة بن مصرف له اوهام محمد بیٹا طلحہ بیٹا مصرف کا بڑا وہمی ہے	〃	۱۹۱	محمد بن یزید بن محمد بن کثیر لیس بالقوی و ذکره ابن عدی فی شیوخ البخاری وجزم الخطیب بان البخاری روی	〃
۱۸۳	محمد بن عباد بن الزبرقان یهم محمد بیٹا عباد بیٹا زبرقان کا وہمی ہے	۲۲۳			

نمبر	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ	نمبر	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ
	عنه ولكن قد قال البخاري رأيتهم مجمعين على ضعفه		١٩٨	مصعب بن شيبة لين الحديث مصعب بیٹا شیبہ کا حدیث مین سست ہر	٢٤٧
	محمد بیٹا یزید بیٹا محمد بیٹا کثیر کا قوی نہین ہو اور ابن حدینے اوسکو بخاری کے اوستادون مین گنا ہے		١٩٩	مصعب بن المقدام له اوهام مصعب بیٹا مقدام کا بڑا وہمی ہر	″
	اور خطیب نے یقینا کہا ہو کہ بخاری نے اس سے روایت کی ہو لیکن بیشک بخاری نے کہا ہو کہ		٢٠٠	مطر بن طهمان كثير الخطاء مطر بیٹا طہمان کا بڑی خطا کرتا ہر	″
	مینے سبکو دیکھا ہو کہ اسکی ضعیف ہونے پر اتفاق کرتے ہین		٢٠١	معاذ بن هشام ربما وهو معاذ بیٹا ہشام کا اکثر وہمی ہر	٢٤٨
١٩٢	مجالد بن سعيد ليس بالقوي وقد تغير في آخر عمره	٢٤٠	٢٠٢	معوية بن صالح بن حدير له اوهام معاویہ بیٹا صالح بیٹا حدیر کا بڑا وہمی ہر	٢٤٩
	مجالد بیٹا سعید کا قوی نہین اور بیشک اوسکا حافظہ آخر عمر مین بگڑگیا		٢٠٣	معوية بن هشام القصار له اوهام معویہ بیٹا ہشام دہوبی کا بڑا وہمی ہر	″
١٩٣	مختار بن فلفل له اوهام مختار بیٹا فلفل کا بڑا وہمی ہر	٢٤٢	٢٠٤	معروف بن خربوذ ربما وهو معروف بیٹا خربوذ کا اکثر وہم کرتا ہی	٢٥٠
١٩٤	مخلد بن يزيد له اوهام مخلد بیٹا یزید کا بہت وہمی ہر	″	٢٠٥	معقل بن عبيد الله يخطي معقل بیٹا عبید اللہ کا خطا کرتا ہی	″
١٩٥	مخول بن راشد نسب الى التشيع مخول بیٹے راشد کو شیعہ کی نسبت کی گئی ہر	″	٢٠٦	موسى بن داود له اوهام موسے بیٹا داؤد کا بڑا وہمی ہر	٢٥٦
١٩٦	مسكين بن بكير يخطي مسکین بیٹا بکیر کا خطا کرتا ہی	٢٤٤	٢٠٧	موسى بن علي ربما اخطأ موسے بیٹا علی کا اکثر خطا کرتا ہی	٢٥٧
١٩٧	مسلمة بن علقمة له اوهام مسلمہ بیٹا علقمہ کا بڑا وہمی ہی	٢٤٦	٢٠٨	نعمن بن راشد سيئ الحفظ نعمان بیٹے راشد کا حافظہ برا ہی	٢٦٢

نمبر	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ
۲۰۹	نعمان بن معبد مجہول نعمان بیٹیا معبد کا حال معلوم نہین	۲۶۲
۲۱۰	نعیم بن ابی هند رمی بالنصب نعیم بیٹے ابی ہند کو ناصبیہ کہا گیا ہی	۲۶۳
۲۱۱	نوح بن قیس رمی بالتشیع نوح بیٹے قیس کو شیعہ کہا گیا ہی	۲۶۴
۲۱۲	نوف بن فضالة مستور نوف بیٹے فضالہ کا حال چھپا ہوا ہی	〃
۲۱۳	هارون بن موسی الازدی رمی بالقدر ہارون بیٹے موسے ازدی کو قدریہ کہا گیا ہی	۲۶۵
۲۱۴	هشام بن زیاد متروک ہشام بیٹے زیاد کو محدثین نے چھوڑ دیا ہی	۲۶۶
۲۱۵	هشام بن سعد له اوهام رمی بالتشیع ہشام بیٹا سعد کا بڑا وہمی ہی اور اوسے شیعہ کہا گیا ہی	〃
۲۱۶	هشام بن ابی عبد الله قد رمی بالقدر ہشام بیٹے ابی عبد اللہ کو قدریہ کہا گیا ہی	۲۶۷
۲۱۷	واصل بن عبد الرحمن کان یدلس واصل بیٹا عبد الرحمن کا مدلس تھا	۲۷۰
۲۱۸	الولید بن عبد الله بن جمیع یهم و رمی بالتشیع ولید بیٹا عبد اللہ بیٹا جمیع کا وہمی ہی اور اوسے شیعہ کہا گیا ہی	۲۷۱
۲۱۹	الولید بن کثیر المخزومی رمی برای الخوارج ولید بیٹے کثیر مخزومی کو خارجیون کی رای کی طرف میلان کہا گیا ہی	۲۷۲
۲۲۰	یحیی بن ابی اسحق ربما اخطأ یحیے بیٹا ابی اسحق کا اکثر خطا کرتا تہا	۲۷۳
۲۲۱	یحیی بن ایوب الغافقی ربما اخطأ یحیے بیٹا ایوب غافقی کا اکثر خطا کرتا تہا	۲۷۴
۲۲۲	یحیی بن حمزة رمی بالقدر یحیے بیٹے حمزہ کو قدریہ کہا گیا ہی	〃
۲۲۳	یحیی بن سلیم سیئ الحفظ یحیے بیٹے سلیم کا حافظہ برا ہی	۲۷۶
۲۲۴	یحیی بن عیسی یخطئ یحیے بیٹا عیسے کا خطا کرتا ہی	۲۷۷
۲۲۵	یزید بن ابی زیاد ضعیف وکان شیعیاً یزید بیٹا ابی زیاد کا ضعیف ہی اور شیعہ بھی تھا	۲۸۰

نمبر	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ	نمبر	نام راوی مع ترجمہ	صفحہ
۲۲۶	یزید بن کیسان الیشکری یخطئ یزید بیٹا کیسان یشکری کا خطا کرتا ہی	۲۸۲	۲۲۹	یونس بن یزید بن ابی النجاد ان فی روایتہ عن الزہری وہما قلیلا وفی غیر الزہری خطأ یونس بیٹے یزید بیٹے ابی النجاد کی روایت مین جو زہری سے ہی تھوڑا وہم ہی اور دوسرے راویون مین خطا کرتا ہی	۲۸۷
۲۲۷	یونس بن بکیر یخطئ یونس بیٹا بکیر کا خطا کرتا ہی	۲۸۶	۲۳۰	ابوبکر بن النہشلی رمی بالارجاء ابوبکر بیٹے نہشلی کو مرجیہ کہا گیا ہی	۲۹۱
۲۲۸	یونس بن ابی یعفور یخطئ کثیرا یونس بیٹا ابی یعفور کا بہت خطا کرتا ہی	۲۸۷	۲۳۱	ابوحسان الاعرج رمی برای الخوارج ابوحسان اعرج کو خارجی کا طعن کیا گیا ہی	۲۹۴

اب کوئی شخص صحیحین کو تلاش کرے اور جن حدیثون مین راوی ضعیف موجود ہون نکال لے تو آسان ہوگا ہم یہان پر مثلا ایک اور حدیث نقل کر دیتے ہین اسپر قیاس کر لینا چاہیے بخاری جلد اول کے صفحہ ۱۱ مین ہی حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ مُوسٰی ثَنَا سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ ثَنَا فُلَیْحٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّی الصُّبْحَ بِغَلَسٍ انتہی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز اندہیرے مین پڑہا کرتے تھے اس حدیث مین ایک راوی فلیح بن سلیمان ہی کہ وہ کثیر الخطا ہی دوم حدیث بخاری جلد اول کے صفحہ ۱۰۲ مین حدثنا اسحاق الواسطی قال حدثنا خالد بن عبد اللہ عن خالد عن ابی قلابة انہ رای مالک بن الحویرث اذا صلی کبر ورفع یدیہ واذا اراد ان یرکع رفع یدیہ واذا رفع راسہ من الرکوع رفع یدیہ وحدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صنع ہکذا یہ رفع یدین کی حدیث ہی اس مین دوسرا خالد جو ہی وہ خالد بن مہران ہی کہ حماد بن زید نے اشارہ کیا ہی کہ جبکہ وہ شام سے آئے تو انکا حافظہ بگڑ گیا اور بعض نے بباعث انکے بادشاہ کے عمل مین داخل ہونیکے انپر طعن کیا ہی سوم بخاری جلد ثانیکے صفحہ ۸۷۰ مین ہی حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ اَخْبَرَنِیْ مُوْسٰی بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ الْحَدِیْثَ اس مین حجاج محمد مصیصی ہی کہ آخر عمر مین اسکا حافظہ بگڑ گیا جبکہ بغداد مین آیا انتہی کذا فی التقریب **فائدہ** جب یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ احادیث کے پرکھنے والون کے نزدیک صحیحین کے بعض راوی بھی مجروح وضعیف ہین تو اب ان شبہات کا

ازالہ کیا جاتا ہی جو یہان پر وارد ہوتے ہین **شبہہ** پہلا یہ کہ ان راویون مین الفاظ عدالت و ثقاہت
کے ترک کیے گئے ہین **جواب** اسکا یہ ہی کہ ایسی بات وہ کہیگا کہ جو اصول حدیث سے ناواقف ہی اسلیے کہ
اہل حدیث کے نزدیک ایسے راوی جنکا ہمنے ذکر کیا ہی مجروح اور ضعیف ہین اور وہ حدیثین مردود ضعیف
ہین جنہین ایسے راوی پائے جائینگے گو انکے ساتھہ عدالت کے بعض الفاظ بہی ہون مثلاً ایک راوی صادق
تو ہی مگر کثیر الخطا ہی یا اسکا حافظہ بگڑ گیا ہی تو اب یہ طعن ہو جائیگا چنانچہ شرح نخبۃ الفکر مین ہی ثُمَّ الْمَرْدُوْدُ اِمَّا
اَنْ یَّكُوْنَ لِكَذِبِ الرَّاوِیْ اَوْ تُهْمَتِهٖ یعنے پہر مردود حدیث یا تو راوی کے جہوٹھ بولنے یا تہمت کیوجہ
سے ہوتی ہی اور تہمت و طعن کے یہ الفاظ لکھے ہین ثُمَّ الطَّعْنُ اِمَّا اَنْ یَّكُوْنَ لِكَذِبِ الرَّاوِیْ اَوْ تُهْمَتِهٖ
بِذٰلِكَ اَوْ فُحْشِ غَلَطِهٖ اَوْ غَفْلَتِهٖ اَوْ وَهْمِهٖ اَوْ جَهَالَتِهٖ اَوْ بِدْعَتِهٖ اَوْ سُوْءِ حِفْظِهٖ انتہی یعنے پہر
طعن یا تو راوی کے جہوٹھ بولنے کیوجہ یا جہوٹھ کی تہمت کے باعث یا زیادہ غلطی یا وہم یا جہالۃ یا بدعت
یا خراب حافظہ کی وجہ سے ہوتا ہی اور بدعتی ہونا جیسے شیعہ رافضی خارجی قدریے و معتزلی و ناصبی مرجی
وغیرہ اور کہا ترمذی نے کتاب العلل مین کہ جو راوی حدیث مین جہوٹھ سے متہم ہو یا ایسا غافل
ہو کہ اکثر خطا کرتا ہی تو ایسے راوی کے حق مین اکثر اہل حدیث کے نزدیک مختار یہ ہی کہ اسکی حدیث
و روایت سے شغل نہ چاہیے کیا عبد اللہ بن مبارک رح کو تمنے نہین دیکہا کہ چند اہل علم سے حدیث بیان
کی پہر جب انکا حال معلوم ہوا تو انسے روایت چہوڑ دی اور بعض اہل حدیث نے بڑے بڑے اہل
علم پر باعث انکے حافظہ خراب ہونیکے کلام کیا ہی اور دوسرے ائمہ نے انکی توثیق بجہت صدق
و جلالت مرتبہ کی کی ہی اگرچہ بعض روایت مین انسے وہم ہوا ہی انتہے اور شرح نخبہ وغیرہ مین ہی کہ
جرح تعدیل پر مقدم ہی جبکہ عارف بالاسباب سے صادر ہوا اور بدعتیون کے بارہ مین وہی ترمذی
اسی کتاب العلل مین لکہتے ہین ابن سیرین سے مروی ہی کہ پہلے زمانہ مین اسناد سے نہین پوچہتے تہے مگر
جب فتنہ و فساد پہیلنے لگا تب اسناد سے پوچہنے لگے کہ اہل سنت کے حدیثین لین اور بدعتیون سے لینا
چہوڑ دین انتہی **شبہہ** دوسرا یہ کہ بخاری و مسلم کے نزدیک وہ راوی معتبر ہین انہین جرح قابل
استماع نہین **جواب** یہ تقلیدی دلیل محض ہی اور یہ قاعدہ خلاف اصول حدیث ہی اسلیے کہ یہی
کلام دیگر ائمہ محدثین مثل ترمذی و ابو داود و امام محمد وغیرہ مین جاری ہی کہ انکی کتابون کے
رواۃ گو بعض کے نزدیک مجروح ہین مگر انکے نزدیک صحیح ہین اور وہان قاعدہ الجرح مقدم علی التعدیل

بشرطہ العلوم جاری ہی پھر صحیحین کی نسبت جاری نکرنا ترجیح بلا مرجح اور صرف تقلید بیدلیل ہی پس بھی قابل استماع نہین ہی **شبہہ** تیسرا یہ کہ بخاری ومسلم نے ضعیف راویون کی حدیثین متابعۃً ذکر کی ہین نہ اصالۃً پس اصل صحت کے مضر نہین **جواب اول** یہ کہ کُلیتہ یہ بات غیر مسلم ہی **دوم** یہ کہ دیگر کتب ہین بھی اکثر متابعۃً مذکور ہین **سوم** علی تقدیر التسلیم جملۂ اصح الکتب بعد کتاب اللہ البخاری ومسلم کا کلیہ جب بھی صحیح نہین رہتا کیونکہ صحیحین کی ہر دو کتابین ان احادیث پر بھی مشتمل ہین جنمین ضعیف راوی موجود ہین پھر اصح الکتب چہ معنی ہم اس جملہ پر کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ البخاری ہی کلام کرتے ہین کہ مقصود اس جملہ سے چند امر محتمل ہین **اول** کہ یہ جملہ علماء ایمہ اربعہ سے اتفاقاً منقول ہی **جواب** اسکا یہ ہی کہ جمیع علما کا دعوی صحیح نہین ہی کیونکہ اوپر معلوم ہو چکا کہ ابن صلاح شافعی کی تقلید علماء شافعیہ وغیرہ نے کی ہی اور بعض حنفیہ بھی صرف اس جملہ کے ناقل ہین نہ من حیث التحقیق قائل بلکہ بعض محققین حنفیہ مثل شیخ ابن الہمام و مولانا بحر العلوم رح منکر اس جملہ کے بطور اجماع کے ہین اور مثل دیگر کتب حدیث کے انمین بھی ضعیف روایت کے مثبت ہین جیسا کہ خود شافعیہ وغیرہ بھی اس مین شریک ہین اسلیے **شیخ** عبد الحق محدث دہلوی رح نے شرح سفر السعادت کے مقدمہ مین لکھا ہی و درین کتب ستہ اقسام احادیث از صحاح وحسان وضعاف ہمہ موجود است و تسمیۂ آن بصحاح بطریق تغلیب است انتہی **دوم** مقصود اس جملہ سے اصح ہونا باعتبار رواۃ کے ہی **جواب** یہ بھی کلیتہ صحیح نہین کیونکہ اوپر بخوبی معلوم ہو چکا کہ بعض رواۃ صحیحین مثل دیگر رواۃ کتب حدیث ضعیف ہین **سوم** غرض اس سے صحیح ہونا اکثر رواۃ بخاری ومسلم کا ہی **جواب** دیگر کتب حدیث مثل ترمذی و ابو داود وغیرہ مین بھی اکثر رواۃ صحیح ہین پھر صحیحین کے ترجیح کے کیا معنے **چہارم** مقصود اس سے ترجیح من حیث العمل ہی **جواب** یہ بات عند التحقیق اجماعاً صحیح نہین کیونکہ جسطرح بعض احادیث دیگر کتب کے عند البعض ضعیف یا منسوخ یا معارض یا مأول ہین اسیطرح احادیث صحیحین کا حال ہی بلکہ بعض اجماعاً منسوخ غیر قابل عمل ہین **یہان** پر ہم بطور مشتے نمونہ از خروارے چند احادیث صحیحین کو اپنے دعوی کی مطابق نقل کرتے ہین کہ مخالفین پر حجت تام ہو **اول** حدیث صحیحین مین اخفاء بسم اللہ کی ہی شافعیہ اسکے عامل نہین بلکہ جہر کرتے ہین **دوم** حدیث صحیحین مین دربارۂ رفع الیدین ہی وکان لا یرفعہما بین السجود یعنے دو سجدون کے درمیان رفع یدین نفرماتے تھے اور شرح مسلم مین ہی

شرح مسلم صفحہ ۱۶۸ مین ہے ۱۲

وقال ابوبکر بن المنذر وابو علی الطبری من اصحابنا وبعض اہل الحدیث یستحب ایضا فی السجود انتہی یعنے
ابوبکر بن منذر اور ابو علی طبری ہمارے اصحاب (شافعیہ) سے اور بعض اہل حدیث کہتے ہین کہ سجدہ مین
بہی مستحب ہی آب انکے نزدیک اس حدیث صحیحین کو ترجیح نہوئی اسیطرح دیگر محدثین مثل ابن ماجہ ونسائی
وغیرہ نے ہر خفض ورفع وتکبیر مین رفع یدین کی حدیثین نقل کی ہین پس صحیحین کی یہ حدیث شافعیہ
وبعض اہل حدیث پر حجت ہی سوم حدیث رفع الیدین کی صحیحین مین ہی علی ہذا بخاری نے جہر آمین کا
باب مقرر کرکے بعض اثر لکہے ہین ان پر حنفیہ ومالکیہ واہل کوفہ وغیرہ کا عمل نہین ہی چہارم صحیحین
مین حدیث لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ ہی اور ان دونون کا مذہب یہ ہی کہ
مقتدی پر فاتحہ واجب ہی اسپر علی الاطلاق حنفیہ وحنبلیہ ومالکیہ کا عمل نہین بلکہ حنفیہ وحنبلیہ اس
حدیث کو امام ومنفرد پر محمول جانتے ہین ترمذی مین امام احمد حنبل سے منقول ہی کہ یہ حدیث اکیلی
کے واسطے ہی اور مالکیہ جہریہ نمازین مقتدی کو منع کرتے ہین **پنجم** حدیث مسلم مین یہ ہی **بَاب**
جَوَازِ حَمْلِ الصِّبْیَانِ فِی الصَّلٰوۃِ عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ
یُصَلِّیْ وَھُوَ حَامِلٌ اُمَامَۃَ بِنْتَ زَیْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی عَاتِقِہٖ فَاِذَا رَکَعَ
وَضَعَھَا وَاِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُوْدِ اَعَادَھَا خلاصہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نواسی کو کاندہے
پر اوٹہا کر نماز پڑہتے تہے مسلم وشافعیہ کے نزدیک جائز ہی لیکن مالکیہ اسکو نفل مین جائز رکہتے ہین
فرضون مین نہین نووی نے اس تاویل کو فاسد کہا ہی کیونکہ امامت کا لفظ بہی آیا ہی اور بعض
مالکیہ نے اس حدیث کو منسوخ کہا ہی اور بعض نے خصوصیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بتلایا ہی
اور بعض نے بضرورت جائز رکہا ہی چنانچہ شرح مسلم مین اس مقام پر یہ مضمون مصرح ہی الغرض مالکیہ
کا علی الاطلاق اسپر عمل نہین **ششم** مسلم مین ہی **بَابُ** اِسْتِحْبَابِ الْقُنُوْتِ فِیْ جَمِیْعِ الصَّلٰوۃِ
اِذَا نَزَلَتْ بِالْمُسْلِمِیْنَ نَازِلَۃٌ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ وَاسْتِحْبَابِہٖ فِی الصُّبْحِ دَائِمًا وَبَیَانِ اَنَّ مَحَلَّہٗ
بَعْدَ رَفْعِ الرَّاْسِ مِنَ الرُّکُوْعِ فِی الرَّکْعَۃِ الْاٰخِیْرَۃِ خلاصہ یہ کہ اگر معاذ اللہ مسلمانون
پر کوئی سختی آوے تب تو سب نمازون مین دعاء قنوت پڑہنا اور ویسے ہمیشہ صبح کو پڑہنا مستحب
ہی اور اسکا وقت آخر رکعت مین رکوع سے سر اوٹہانیکے بعد ہی اس باب مین بعض حدیثین کہ جنمین
آپنے مہینہ بہر قنوت پڑہا ہی نقل کی ہین اس مقام پر شرح مسلم مین ہی و ذہب ابو حنیفۃ و احمد الی ان

الی انہ لاقنوت فی الصبح وقال مالک یقنت قبل الرکوع ودلائل الجمیع معروفۃ وقد اوضحتہ فی شرح
المہذب انتہی یعنے امام ابو حنیفہ واحمد حنبل اور دوسرے آئمہ یہ کہتے ہین کہ نماز صبح مین قنوت نہین
ہی اور امام مالک (بلکہ امام اعظم رح) قنوت کو پہلے رکوع کے کہتے ہین اور دلائل سب کے مشہور ہین
اور مینے شرح مہذب مین اسکو وضاحت سے بیان کیا ہی الغرض حنفیہ وحنبلیہ وغیرہ قنوت صبح کو منسوخ
کہتے ہین پس یہ بہی حجت ہی مالکیہ وحنبلیہ وغیرہ پر ہفتم حدیث صحیحین مین ہے کہ معاذ بن جبل رض
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ نماز پڑہتے تھے اور پھر اپنے قوم کو بھی پڑہاتے تھے الخ اس مقام
پر نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی کہ اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہی کہ مفترض پیچھے متنفل کی نماز پڑہی
تو جائز ہی کیونکہ حضرت معاذ رضا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ فرض پڑہکر آتے تھے اور وہ ذمہ سے
ساقط ہو جاتے تہے پہر دوبارہ اپنی قوم کو پڑہاتے تھے کہ وہ انکے نفل اور قوم کے فرض ہوتے تھے اسطرح
مسلم کے سواے اور جگہہ صراحۃ آیا ہی اور یہ امام شافعی رح وغیرہ کے نزدیک جائز ہی اور نہین جائز رکھا
اسکو ربیعہ ومالک وابو حنیفہ رضی اللہ عنہم اور کوفیون نے اور حدیث معاذ رض کی یہ تاویل کرتے
ہین کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ نفل پڑہکر آتے تھے اور بعض نے یہ تاویل کی ہی کہ آپکو
اسکا علم نہ تہا اور بعضون نے کہا کہ اول ایسا جائز تہی پھر منسوخ ہو گیا انتہے اور حاشیہ بخاری مین اسمقام
پر لکہا ہی احتمال ہی کہ یہ حدیث منسوخ ہو امام طحاوی کہتے ہین احتمال ہی کہ یہ بات (یعنی دوبارہ نماز پڑہنا)
ایسے وقت مین ہو کہ فرض دوبارہ پڑہے جاتے ہون کیونکہ اول اسلام مین ایسا ہی تہا اگر یون
کہا جاوے کہ احتمال سے نسخ ثابت نہین ہوتا تو ہم کہینگے کہ جب کوئی احتمال دلیل سے پیدا ہو تو
اسپر عمل ہوگا اور امام طحاوی نے اپنے اسناد سے ذکر کیا ہی کہ صحابہ رض ایک دن مین ایک فرض دوبارہ
پڑہتے تھے پھر منع کیا گیا ایسا ہی مہلب نے ذکر کیا ہی اور نسخ بعد اباحت ہی کے ہوتی ہی ایسا ہی عینی مین
ہی الغرض مالکیہ وحنفیہ وغیرہ کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہی ہشتم حدیث شرح مسلم مین ہی باب الذکر
بعد الصلوۃ وفیہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کنا نعرف انقضاء صلوۃ رسول اللہ بالتکبیر وفی روایۃ ان رفع الصوت
بالذکر حین ینصرف الناس من المکتوبۃ کان عہد النبی صلعم وانہ قال ابن عباس رض کنت اعلم اذا انصرفوا بذلک اذا سمعتہ انتہی خلاصہ یہ کہ آپ سلام
کے بعد جہر سے ذکر کرتے تہے اس مقام پر نووی نے لکھا ہی کہ یہ دلیل اسپر ہی جو بعض سلف کہتے ہین کہ
بعد نماز فرضی کے تکبیر اور ذکر جہر سے مستحب ہے اور متاخرین سے ابن حزم ظاہری نے اسکو مستحب کہا ہی

نووی مسلم صفحہ ۲۴۷ جلد اول ۱۲

بخاری صفحہ ۹۷ مطبوعہ میرٹھ ۱۲

شرح مسلم صفحہ ۲۱۷ جلد اول ۱۲

اور ابن بطال و دیگر علما نے نقل کیا ہی کہ اصحاب مذاہب متبوعہ وغیرہ اسپر متفق ہین کہ تکبیر و ذکر جہرًا مستحب نہین اور شافعی رحمہ نے اس حدیث کی یہ توجیہ کی ہی کہ یہ جہر آپسے بعض اوقات ہوا ہی کہ صحابہ کو ذکر کا طریقہ سکہلاوین یہ نہین کہ وہ ہمیشہ جہر کرتے تھے آمام مذکور فرماتے ہین کہ مین اسبات کو اختیار کرتا ہون کہ امام مقتدی ہر دو بعد فراغت نماز ذکر اللہ خفیہ کرین مگر یہ کہ امام کا ارادہ انکی تعلیم کا ہو جبسے جہر کرے حتے کہ انکے سیکہنے کے بعد خفیہ کرے اور اسی پہ حدیث کو حمل کیا ہی انتہی دیہی دلیل بعینہ جہر آمین مین جاری ہی فافہم نخھم حدیث مسلم مین ہی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّہْرَ وَالْعَصْرَ جَمِیْعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِیْعًا فِیْ غَیْرِ خَوْفٍ وَّلَا سَفَرٍ خلاصہ یہ کہ آپنے ظہر و عصر ملاکر اور مغرب عشا ملاکر بغیر خوف و سفر کے پڑہے ہین اس حدیث کی نسبت ترمذی نے کتاب العلل مین لکہا ہی جَمِیْعُ مَا فِیْ ہٰذَا الْکِتَابِ مِنَ الْحَدِیْثِ ہُوَ مَعْمُوْلٌ بِہٖ وَبِہٖ اَخَذَ بَعْضُ اَہْلِ الْعِلْمِ مَا خَلَا حَدِیْثَیْنِ حَدِیْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَیْنَ الظُّہْرِ وَالْعَصْرِ بِالْمَدِیْنَۃِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ مِنْ غَیْرِ خَوْفٍ وَّلَا سَفَرٍ وَّلَا مَطَرٍ وَحَدِیْثُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِذَا شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْہُ فَاِنْ عَادَ فِی الرَّابِعَۃِ فَاقْتُلُوْہُ وَقَدْ بَیَّنَّا عِلَّۃَ الْحَدِیْثَیْنِ جَمِیْعًا فِی الْکِتَابِ انتہی یعنے اس کتاب (ترمذی) مین جسقدر حدیثین ہین سب پر بعض اہل علم نے (یعنے کسی نے کسی پر اور کسی نے کسی پر) عمل کیا ہی مگر دو حدیثون پر کسینے عمل نہین کیا ایک تو حدیث ابن عباس رض کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ مین بغیر خوف و سفر و بارش کے ظہر و عصر مین اور مغرب و عشا مین جمع کیا ہی اور دوسری حدیث آپسے یہ کہ شرابی کو درہ لگاؤ چوتہی مرتبہ قتل کر ڈالو اور ہمنے انکی وجہ اس کتاب مین بیان کردی ہی انتہی الغرض موافق قول ترمذی کے کسی اہل علم نے اس پر عمل نہین کیا ہان نووی نے بعض کا عمل و قایل کرنا لکہا ہی لیکن وہ شاذ ہی ترمذی پر حجت نہین ہی فافہم دہم حدیث بخاری مین ہی

بَابُ

قَوْلِہٖ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبَاتِ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ قَیْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَیْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا اَلَا نَخْتَصِیْ فَنَہَانَا عَنْ ذٰلِکَ فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذٰلِکَ اَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْاَۃَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَاَ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبَاتِ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ

انتہی خلاصہ یہ کہ عبد اللہ بن مسعود رضہ سے مروی ہی کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملکر
(کفار سے) جہاد کیا کرتے تھے ہمارے ساتھ عورتین نہ تھین ہمنے آپسے عرض کیا کہ کیا ہم خصی ہو جاوین
تو آپنے اس سے منع فرمایا بعد اسکے ہمکو اجازت دی کہ کپڑے کے دینے پر عورت سے (بطور متعہ)
نکاح کر لیوین پھر (عبد اللہ رضہ نے) یہ آیت پڑہی کہ مسلمانو جسکو خدا نے حلال کیا ہی حرام مت کرو انتہی
اس حدیث کو مسلم نے بھی نقل کیا ہی اور حاشیۂ بخاری پر ہی کہ نووی نے کہا ہی ابن مسعودؓ کا آیت سے دلیل لانا
اسلیے ہی کہ مثل ابن عباس رض کے متعہ کی اباحت کے معتقد تھے شاید کہ انکو اسکا ناسخ نہین پہونچا تھا پھر پہونچا ہو تو اس سے رجوع کیا ہو
اور اس حدیث کو کتاب نکاح مین بہی ذکر کیا ہی علی ہذا مسلم نے قسطلانی او رخیر الجاری مین ہی کہ حدیث ابن عمرؓ مین بشکل اسکا ذکر ہی کہ اول اسلام مین
بحالت اضطرار متعہ کی رخصت تہی اور ابن مسعودؓ سے بہی ایسا ہی مروی ہی مازری کہتے ہین کہ نکاح متعہ کا اول اسلام
مین جائز تہا پہر احادیث صحیحہ سے اسکا نسخ ثابت ہوا اور اسکے حرام ہونے پر اجماع ہو چکا اس مین
سوائے گروہ مبتدعین (شیعہ) کے کوئی مخالف نہین اور وہ احادیث منسوخہ سے لپٹتے ہین انتہی بطور
اختصار کے الغرض یہ حدیث اگرچہ بخاری وسلم مین ہی مگر اتفاقاً اہل سنۃ کا اسپر عمل نہین خود
مؤلفین صحیحین کا بھی یہی عقیدہ ہی بلکہ ہمارے حضرات غیر مقلدین بھی اسکے بظاہر معتقد نہین ہان انکے
اعتقاد جامد کی بنا پر اگر شیعہ حجت لاوین کہ صحیحین مین جواز متعہ ہی تو پیچھا چھوڑانا مشکل ہوگا اسوقت
تحقیق کی طرف اضطرارًا دوڑنا پڑے گا اور اپنی تقلید جامد سے مونہ موڑنا ہوگا علی ہذا بنسبت
معوذتین کے جو ابن مسعود رضہ سے نقل کیا ہی جاے تامل و اعتراض ہی چنانچہ حاشیۂ بخاری اس مقام
مین لکھا ہی کہ امام نووی شرح مہذب مین لکھتے ہین کہ جو ابن مسعود رضہ سے منقول ہی باطل ہی صحیح
نہین اور ابن خزیمہ کہتے ہین کہ یہ ابن مسعود رضہ پر کذب ہی اور موضوع انتہی اسکا جواب جو ابن حجر
وغیرہ دیتے ہین کہ یہ روایات صحیح ہین اور تاویلین کی ہین صحیح نہین اسلیے کہ روایات کو غیر صحیح
کہنا سہل تر ہی بہ نسبت اسکے کہ ایک صحابی فقیہ جلیل القدر پر مخالفت تواتر کا اتہام لگایا جاوے
الغرض اس قسم کی حدیثین نقل کرنا جاے اعتراض و کلام ہے چہ جائیکہ قابل عمل ہون یازدہم
بخاری جلد اول صفحہ ۴۰ مین حضرت عثمان رضہ سے نقل کیا ہی کہ زید بن خالد نے اونسے پوچھا کہ
فرمائیے اگر کوئی جماع کرے اور انزال نہو تو آپنے جواب دیا کہ وضو کر لے جیساکہ نماز کے
لیے کیا جاتا ہی اور عضو کو دہو ڈالے اور فرمایا کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یون ہی

سنا ہی زید بن خالد کہتے ہین کہ مینے حضرت علی و زبیر و طلحہ و ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے یہی مسئلہ پوچھا تو سبنے اسیکا حکم کیا انتہی اور دوسری حدیث مرفوع بھی اسی قسم کی نقل کی ہی اور آگے چلکر صفحہ ۴۳ مین وہ حدیث نقل کی ہی جو اسکے نسخ پر مصرح ہی کہ ابو ہریرہ رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہین کہ جب عورت سے صحبت کے لئے بیٹھا اور کوشش کی یعنے دخول تو غسل واجب ہو گیا انتہی اسکے بعد امام بخاری لکھتے ہین قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا اَجْوَدُ وَ اَوْكَدُ وَ اِنَّمَا بَيَّنَّا الْحَدِيْثَ الْاٰخَرَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَالْغُسْلُ اَحْوَطُ انتہی یعنے ابو عبد اللہ بخاری کہتا ہی کہ یہ بات عمدہ اور موکد ہی اور ہمنے دوسری حدیث (عدم وجوب کی) اسلیے بیان کر دی ہی کہ یہ مسئلہ صحابہ مین مختلف فیہ ہی اور غسل بہتر ہی آب دیکھیے کہ امام بخاری کے رائے مین یہان پر غسل مستحب ہی نہ واجب حالانکہ حدیث مین وجوب کا لفظ ہی اور بالاجماع حدیث عدم وجوب کے منسوخ ہی اور بعض صحابہ سے جو منقول ہی تو انکو نسخ کا علم نہوا ہوگا یا رجوع کر گئے ہونگے بہر حال حدیث ناسخ کے ہوتے ہوئے بہتر کہنا خلاف اجماع ہی امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین کہ اس بات کو جان لے کہ امت محمدیہ اب متفق ہی اسپر کہ غسل واجب ہی جماع کے ساتھ اگرچہ انزال نہو اور ایک جماعت صحابہ کے کہتے تھے کہ بدون انزال کے واجب نہین پھر ان مین سے بعض اس مسئلہ سے رجوع کر گئے (بباعث پہونچنے نسخ کے) اور بعد انکے وجوب غسل پر اجماع منعقد ہو گیا اور حدیث الماء من الماء کی نسبت جمہور صحابہ فرماتے ہین کہ منسوخ ہی اور نسخ کا یہ مطلب ہی کہ پہلے جماع بلا انزال پر غسل معاف تھا پھر واجب ہو گیا انتہی الغرض وہ حدیث اور رائے امام بخاری مخالف اجماع ہی قابل عمل نہین ہی شاید غیر مقلدین کے نزدیک قابل عمل ہو بلکہ نو مسلم بنارسی صاحبنے رسالہ ہدایت القلوب القاسیہ مین لکھدیا ہی کہ اگر کوئی موافق قول حضرت عثمان رض کے عمل کرے تو جائز ہی پھر حدیث مرفوع کے ہوتے ہوئے عمل نکرنا کسقدر مشرب غیر مقلدین کے خلاف ہی **دوازدہم** بخاری مین ہی باب مَنْ اَجَازَ الطَّلَاقَ الثَّلٰثَ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ یہان پر اس آیت سے طلاق ثلثہ کو جائز لکھا ہی اور اس بارہ مین بعض احادیث بھی لکھی ہین اور آگے چلکر لکھتے ہین وَقَالَ اَهْلُ الْعِلْمِ اِذَا طَلَّقَ ثَلٰثًا فَقَدْ حُرِّمَتْ عَلَيْهِ فَسَمَّوْهُ حَرَامًا بِالطَّلَاقِ وَالْفِرَاقِ یعنے اہل علم کہتے ہین کہ جب تین طلاق دین تو عورت اسپر حرام ہو جگی علمانے اسکا نام حرام طلاق و فراق سے رکہا ہی آور حاشیہ بخاری پر ہی کہ ظاہر یہ وغیرہ کے نزدیک تین طلاق بایکدفعہ دینے

سے طلاق نہین پڑتی جو علما کہ تابعین وغیرہ مثل نخعی و ثوری و ابو حنیفہ و مالک و شافعی و احمد و اسحاق
و ابو ثور رحمہم وغیرہ بہت سے اہل سنت اثبات کے قائل ہین کہ جسنے اپنی عورت کو تین طلاقین (دفعۃً)
دین تو پڑجاتی ہین لیکن وہ گنہگار ہوتا ہی (بباعث بدعی ہونیکے) اور ان سب علماء اہل سنت کا یہ قول
ہی کہ جو مخالف اسکے ہی شاذ ہی اور اہل سنت کے خلاف بدعتی وغیرہ غیر معتبر ہین اسکے قائل ہین پھر قابل
التفات نہین کیونکہ اہل سنت کی جماعت سے مخالف ہین انتہی مختصراً انکو ہی صدیق حسن بھی مسک
الختام مین اسکے مقر ہوے ہین چنانچہ جلد ثانی مسک الختام کے صفحہ ٢١٨ مین لکھا ہی و اطباق کردہ اند
اہل مذاہب اربعہ بر وقوع ثلاث بتابعت قضاء عمر رض و لخت شدہ است نکیر ایشان بر مخالف درین
حکم و این مسلہ نزد ایشان علم رافضہ و مخالفین گردیدہ و عقاب کردہ شد بسبب فتوے دادن باین شیخ الاسلام
ابن تیمیہ و گردانیدہ شد و طواف نمودہ آمد ابن القیم را بر شتر بسبب افتا بعدم وقوع ثلاث انتہی دیکھیے
اگر بیچارے ابن تیمیہ و ابن قیم موافق قاعدہ مؤلف لفر بخاری کے کتاب پر عمل کرتے اور اہل علم کی سنتے
تو ایسی رسوا نہوتے شوکانی بھی انکا مقلد ہی چنانچہ وہین پر لکھا ہی کہ شوکانی نے اپنے رسالہ مین لکھا ہی
کہ تین کا ایک رجعی ہونا صحیح تر قول ہی اور غیر مقلدین بھی مقلد شوکانی و ابن تیمیہ کے ہو کر بخاری
کی کتاب پر اس مسلہ مین عمل نہین کرتے اور برابر انکا عمل و فتوے اسپر ہی کہ مطلقہ ثلثہ کو بغیر حلالہ کے
کے زوج اول سے نکاح درست ہی بلکہ نکاح ٹوٹتا ہی نہین رجوع کافی ہی پھر بھی بلا تحقیق بخاری پر عمل کرنیکو
تبلایا کسقدر خود را فضیحت دیگران را نصیحت ہی اور یہ مسلہ بڑا نازک مخالف اجماع اہل سنت کے ہی
اس صورت مین بغیر حلالہ کے مطلقہ کو رکہنے مین یقیناً حرام کی اولاد پیدا ہوگی اعاذنا اللہ من عقائد المبتدعین
سینتر و ہم بخاری جلد اول کے صفحہ ١٩٤ مین ہی **باب** صَدَقَةِ الْكَسْبِ وَالتِّجَارَةِ لِقَوْلِ اللّٰهِ
تَعَالٰى يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ اِلٰى
قَوْلِهٖ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ یعنے یہ باب زکوۃ کسب و تجارت کا ہی کیونکہ خدا فرماتا ہی کہ اے ایماندارو خرچ
کرو کسب حلال سے اور جو تمہارے لیے ہمنے زمین سے نکالا ہی اس مقام پر حاشیہ بخاری یہ ہی
مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ اَيْ مِنَ التِّجَارَةِ الْحَلَالِ كَمَا اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ
عَنْ مُجَاهِدٍ انتہی کسب حلال یعنے تجارت حلال سے چنانچہ روایت کیا اسکو طبرانی اور ابن ابی حاتم نے
مجاہد رض سے انتہی اور وجوب زکوۃ تجارت پر اجماع اہل سنت ہی چنانچہ میزان شعرانی مین ہے

اَجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّ الزَّکوٰۃَ وَاجِبَۃٌ فِیْ عُرُوْضِ التِّجَارَۃِ انتہی یعنے چارون آیمہ وغیرہ کا اتفاق
ہی کہ تجارت کے مال مین زکوۃ واجب ہی اور امام نووی نے شرح مسلم مین تحت اس حدیث
کے جو آپنے حضرت عمر رضہ کو زکوۃ لینے کیواسطے بہیجا تہا اور بعض صحابہ نے زکوۃ نہین دی تہی لکہا ہی
واستنبط بعضہم من ہذا وجوب زکوۃ التجارۃ وبہ قال جمہور العلماء من السلف والخلف خلافاً
لداؤد انتہی یعنے اس حدیث سے بعض علمانے استنباط کیا ہی کہ تجارت کے مال مین زکوۃ واجب ہی
اور جمہور علما اگلے پچہلے سب یہی کہتے ہین واود ظاہری اسکا خلاف کرتا ہی انتہی علی ہذا شوکانی
کہتا ہی اور اوسکی تقلید مین غیر مقلدین بھی منکر زکوۃ تجارت کے ہین اب یہان پر نہ اتباع
جمہور ہی نہ اتباع بخاری بلکہ اتباع نفس ہی اور آسانی کی تلاش ہی جب تجارت کے مال مین زکوۃ
نہ ہوگی تو گویا زکوۃ کا وجود کمیاب ہو جایگا آگے ہی سے متمول زکوۃ مین سستی کرتے ہین مگر فرض تو
جانتے ہین اب غیر مقلدین کی ذات بے برکات کیوجہ سے فتوے عدم وجوب نے اور بھی دلیر
کر دیا فَاتَّقُوا اللّٰہَ یَا اُولِی الْاَلْبَابِ چہاردہم بخاری کی کتاب السفر مین ہی بَابٌ فِیْ کَمْ یَقْصُرُ
الصَّلٰوۃَ وَسَمَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السَّفَرَ یَوْمًا وَلَیْلَۃً وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ
عَبَّاسٍ یَقْصُرَانِ وَیُفْطِرَانِ فِیْ اَرْبَعَۃِ بُرُدٍ وَھِیَ سِتَّۃَ عَشَرَ فَرْسَخًا انتہی یعنے یہ باب
اس مین ہی کہ کسقدر سفر مین نماز قصر کیجائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن رات کو بھی
سفر فرمایا ہی اور ابن عمر وابن عباس رضہ چار برید مین قصر فرمایا کرتے تہے اور وہ سولہ فرسخ ہین
انتہی بلکہ مولوی صدیق حسن بھی مسک الختام جلد اول کے صفحہ ۲۴۱ مین لکہتے ہین وحنفیہ بست وچہار
فرسخ گفتہ اند لما اخرجہ البخاری من حدیث ابن عمر وابن عباس لا تقصروا الصلوۃ فی اقل
من اربعۃ برد واخرجہ البیہقی بسند صحیح من فعل ابن عباس وابن عمر رضہ وبانہ روی البخاری
تعلیقا بصیغۃ الجزم من حدیث ابن عباس انہ سئل ایقصر الصلوۃ من مکۃ الی عرفۃ قال لا ولکن
الی عسفان والی جدۃ والی الطائف ومیان ہر یکے ازین امکنہ تا مکہ چہار برید است انتہی امام نووی
نے صفحہ ۲۴۱ شرح مسلم مین لکہا ہی کہ امام شافعی ومالک ولیث واوزاعی وفقہائے اصحاب حدیث
وغیرہ رحمہ دو منزل سے کم مین قصر ناجائز کہتے ہین اور ابو حنیفہ واہل کوفہ رحمہ تین منزل سے کم مین
قصر جائز نہین کہتے اور حضرت عثمان وابن مسعود وحذیفہ رضہ سے بھی مروی ہی اور داود

واہل ظاہر کہتے ہین کہ تھوڑے بڑے سفر مین قصر جائز ہی انتہی اور مسک الختام کے صفحہ ۱۴۳ مین
لکھا ہی گویم ایح مذاہب درینباب آنست کہ در در رہیہ گفتہ واجب است قصر بر کسیکہ بیرون آمد
از شہر خود درحالیکہ قصد کنند واست سفر را اگرچہ کمتر باشد از برید انتہی الغرض یہان پر بھی جمہور
کی مخالفت سے توخوف نہ تھا لیکن بخاری ہی بالاے طاق ہی اور ظاہر یہ کے دلیل کا جواب اور
غیر صحیح ہونا اسکا امام نووی نے بیان کر دیا ہی **پانزدہم** حدیث بخاری ومسلم کی وہ ہی کہ تعزیر
دس کوڑون سے زیادہ نہ چاہیے اس حدیث کے خلاف پر جمہور صحابہ وتابعین وغیرہ ایمہ کا
عمل ہی اور امام نووی[ف] نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہی واجاب اصحابنا عن الحدیث بانہ منسوخ
واستدلوا بان الصحابۃ رضی اللہ عنہم جاوزوا عشرۃ اسواط انتہی یعنے ہمارے اصحاب نے حدیث کا
یہ جواب دیا ہی کہ منسوخ ہی انکی دلیل یہ ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دس کوڑون سے زیادہ
تعزیر کی ہی یہ چند احادیث بطور نمونہ لکھے گئے ہین ورنہ بعد غور وتلاش کے اور احادیث
بھی اس قسم کی ملینگی غرض کہ ترجیح صحیحین کے دیگر کتب احادیث پر اجماعًا من حیث العمل نہین
ہی جس مذہب یا جس طریقہ کا جو شخص اسبات کا مدعی ہوگا تو وہ خود اپنے دعوے مین نادم ہوگا
خود اسکے پیشوا اسکی تکذیب کر دینگے **احتمال نخبہ** مقصود اس جملہ سے یہ ہی کہ اور کتب حدیث
مین صحیح حدیثین کثیر ہین اور ان ہر دو مین اکثر اور یہ فرق اضافی ہی **جواب** ہان بیشک
بعد تامل وغور کے اگرچہ یہی معلوم ہوتا ہی مگر اس سے فائدہ معتد بہ پھر بھی نہین کیونکہ زیادہ
مقصود صحت سے عمل ہوتا ہی اور اسکا حال معلوم ہوچکا کہ بعض احادیث صحیحین عند الجمہور
منسوخ غیر قابل عمل ہین اور بعض احادیث بعض آئمہ کے نزدیک اور بعض غیر مقلدین کے
نزدیک بھی قابل عمل نہین رہی اکثریت صحت من حیث الرواۃ علی سبیل التسلیم والفرض
محل بحث نہین اور نہ ہمکو مضر اور نہ مخالفین کو مفید پھر اسقدر زور دینے اور مبالغہ کرنے سے
کیا فائدہ **اب** بعد تحقیق کے واضح ہوگیا کہ بلا تحقیق ودریافت صحیحین پر بے کھٹکے
عمل کر لینے کا حکم دینا اُس شخص کا کام ہے کہ جو اپنے مذہب اور طریقہ سے بھی محض ناواقف
ہی یا صرف عوام کے دھوکہ دینے کیواسطے اور مذہب حنفی وغیرہ سے بہکانیکے لیے ایسے
مغالطے دیتا ہی والا منصف مزاج ہوکر کبھی ایسی بات نہین کہیگا خذ ہذا فانہ تحقیق انیق

[ف] نووی شرح مسلم جلد ثانی کے صفحہ ۷۱ مین ہی ۱۲

لَعَلَّكَ لَا تَجِدُ مِثْلَهُ فِي الرَّسَائِلِ وَالْكُتُبِ الْمُتَدَاوِلَةِ الْمُشْتَهِرَةِ بَيْنَ الطَّرَفَيْنِ وَهُوَ عَيْنُ
الْاِنْصَافِ بِلَا اِعْتِسَافٍ **قال** اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والون کو
یہ دیتے ہین کہ کتاب ہدایہ ہمارے مذہب کی بڑی مقبول اور جامع ہی ہزارہا علماء اسپر بے
کھٹکے عمل کیے جاتے ہین اور اوس کی روایات پر فتوے دیے چلے جاتے ہین اور آجتک
اوسکے کسی مسئلہ پر بھی کسی شخص نے جرح و قدح نہین کیا ہی لیکن حدیث پر چلنے والے اسکو
نہین مانتے ہین اور اوسکے اکثر حدیثون کو ضعیف اور بعض کو مردود اور خانہ ساز
بتلاتے ہین **اقول** بتوفیقہ ۵ اگر ہوتا زمانہ مین حصول علم بے محنت ٭ تو بس ساری کتابین ایک
جاہل دہو کے بیجا تاغیر مقلدین کا اپنے تئین اہل حدیث سمجھنا اپنے موٹھ میان مٹھو بننا ہی مقلدین لیکٹہ
اہل سنت انکو اہل حدیث کہان کہتے ہین بلکہ حدیث پر چلنے والے اور رہوا پر اوڑنے والے اور محدث
نہین بلکہ محدث سمجھتے ہین پھر جا بجا اپنے موتہہ سے میان مٹھو بننا کسقدر شرم کی بات ہی اور ہدایہ کی نسبت جو کچھ
لکھا ہی تو ہم کہتے ہین کہ بیشک ہدایہ کتب فقہ مین ایسی معتبر کتاب ہی کہ داخل درس ہی اور جمیع علماء حنفیہ اسکو
مستند جانتے ہین اور نہایت مقبول کتاب جامع دلائل نقلیہ و عقلیہ ہی اسکی تعریف و توثیق شراح ہدایہ مثل
علامہ شیخ محقق ابن الہمام و علامہ محقق بدر الدین عینی کے اپنے اپنے دیباچہ مین لکھے ہے معلوم ہو سکتی
ہی ہدایہ کے مقدمہ مین حال صاحب ہدایہ کا مذکور ہی کہ انہون نے تیرہ سال کی مدت مین ہدایہ کو
تصنیف فرمایا ہی اور اس عرصہ مین روزہ دار رہے تھے خادم کہانا لاتا تہا تو رکھ لیتے تھے اور پھر
کسی محتاج وغیرہ کو کھلا دیتے تھے وغیرہ وغیرہ اوصاف حمیدہ کے جامع تھے جزاہ اللہ خیرا منکرین متعصبین
کی زبان درازی سے کیا ہوتا ہی اور محققین سے مراد غیر مقلدین ہون گے جو اس کتاب ہدایت انتساب
اسم با مسمی کو غیر مقبول سمجھتے ہون ورنہ حنفیہ کے ہزارون علماء محقق وغیرہ اسکو معتبر و مقبول
و معتمد علیہ جانتے ہین اسکے مسایل و احادیث کو ثابت کرتے ہین اور تخریج لکھ چکے ہین تخریج
زیلعی کی دیکھیے ہان بعض مسئلے شاذ و نادر غیر مفتی بہ ہون یا کوئی حدیث ضعیف ہو تو حرج اور قابل
اعتراض نہین کیونکہ بعض احادیث صحاح ستہ مین بھی ضعیف موجود ہین پہر اعتراض نہونا ترجیح
بلا مرجح ہی ہان یہ کہنا کہ اسکے کسی مسئلہ پر جرح قدح کسی نے نہین کی اتہام محض ہی اسلیے کہ تمام کتب
فقہ مقبول و معتبر ہین لیکن ہر ہر مسئلہ ہر کتاب کا معمول بہا ہونا کوئی نہین کہتا بلکہ مسائل مفتی بہ پر عمل

ہی خواہ کسی کتاب معتبر فقہ مین ہون اور اس مین شک نہین کہ بہ نسبت دیگر کتب فقہ کے ہدایہ کے
مسائل اکثر بلکہ تمامہا الا ما شاء اللہ معتبر و مقبول جمہور حنفیہ مین ہین اور ایسی کتاب جامع دلائل نقلیہ
و عقلیہ کم تصنیف ہوئی ہی بعض فضلاے زمان سے سنا گیا کہ فرماتے تھے کہ بعض حکماء سے منقول ہی کہ مینے
کوئی کتاب مصنفہ ایسی نہین دیکھی جسپر اعتراض نکیا ہو مگر جسوقت کہ ہدایہ کو دیکھا تو حیران ہوا جو اعتراض
ذہن مین گذرتا تھا اُسکا جواب وہین پاتا تھا مگر غیر مقلدین بباعث تعصب ذاتی کے طرح طرح کی گستاخیان
بہ نسبت کتاب مذکور کے کرتے ہین اور عوام کو دہوکہ دینے کیواسطے بخاری و مسلم کو اسقدر ترجیح دیتے ہین
کہ وہ کتب فقہ کے مسائل پر اعتماد نکرین حالانکہ ہمارے اوپر کی بحث سے مصنف لبیب پر مخفی نرہا ہوگا کہ
صحیحین اور ہدایہ مین سن وجہ فرق بیّن ہی اول یہ کہ ہدایہ فقہ کی کتاب ہی اور وہ حدیث کی فقہ اور فقیہ
کو حدیث اور محدث پر ترجیح ہی کما لا یخفی علی اہل العلم دوم صحیحین کی بعض احادیث و مسائل اس قسم کے
ہین کہ اجماعاً منسوخ غیر قابل العمل ہین حتے کہ غیر مقلدین بھی انکی عامل نہین اور ہدایہ مین کوئی مسئلہ
و حدیث اس قسم کی نہین سوم صحیحین مین بعض احادیث و مسئلہ ایسے ہین کہ انکے معتقدین مثل شافعیہ
و غیر مقلدین کے نزدیک غیر مقبول ہین ہدایہ مین ایسا مسئلہ کوئی نہین کہ تمام حنفیہ کے نزدیک غیر
مقبول ہو اسکے نظائر اوپر بیان ہو چکے چہارم ہدایہ مین دلائل مخالفین کی بھی نقل کرکے انکے جواب شافی
دیے ہین صحیحین مین ایسا نہین پنجم ہدایہ مین دلائل شرعیہ کے ساتھ دلائل عقلیہ و قیاس صحیح سے بھی ثبوت
ہی جو اوقع فی نفس المخاطب و زود مؤثر ہوتا ہی صحیحین مین یہ بات نہین ہی ششم صحیحین مین احادیث منسوخہ
و معمول بہا دریافت ہونا دشوار ہی بخلاف ہدایہ کے ہفتم ہدایہ مین گو بعض حدیثین ضعیف ہین مگر لائق
عمل ہین اور صحیحین مین بعض گو صحیح ہین مگر لائق عمل نہین ہین ببین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا مگر غیر
مقلدین کی بلا ان باتون کو جانے آور سنیے تماشے کی بات ہی کہ مؤلف صاحب بعض احادیث ہدایہ کو
موضوع و ضعیف کہتے ہین اور دلیل طرفہ بیان کرتے ہین کہ عینی نے لکھا ہی یہ حدیث غریب ہی یہ حدیث
اس لفظ سے نہین بلکہ اس لفظ سے ہی حالانکہ آجتک نہین سنا گیا کہ غریب قسم ضعیف سے ہی یہ مؤلف صاحب
کی لیاقت کا فیض ہی ترمذی بھی کبھی اوٹھا کر دیکھتے یا کسی سے سنتے تو ایسا نہ سمجھتے ترمذی مین جابجا ہی
کہ یہ حدیث حسن غریب ہی صحیح غریب اور غریب قسم صحیح سے ہی اور موضوع حدیث کوئی ہدایہ مین نہین ہی صرف
اسی قسم کی بعض حدیثین ہین کہ جنکے الفاظ مین فرق ہی اور شارحین نے کہدیا کہ اس لفظ سے نہین

بلکہ فلان محدث نے اس لفظ سے لکھا ہی سو اسکا جواب دو طرح پر ہی ایک تو یہ کہ تمام احادیث کا احاطہ کسینے نہین
کیا یہ کیا ضرور ہی کہ صاحب ہدایہ کو جو حدیث جس طریق سے پونچی ہو اُسپر نظر شراح کی ہو ممکن ہی کہ انہون
نے اسکو ان الفاظ سے موافق اپنے علم کے نہ پایا ہو اسلیے ان الفاظ کا انکار کیا دوم بلفرض تسلیم اختلاف
لفظی ہی نہ معنوی اور یہ موجب طعن نہین کیونکہ روایت بالمعنی جمہور محدثین کے نزدیک جائز ہے ہم
بیان پر بعض محدثین معتبرین کا کلام نقل کرتے ہین ترمذی کی کتاب العلل مین ہی فَأَمَّا مَنْ أَقَامَ الْإِسْنَادَ
وَحَفِظَهُ وَغَيَّرَ اللَّفْظَ فَإِنَّ هٰذَا وَاسِعٌ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا لَمْ يَتَغَيَّرِ الْمَعْنَىٰ انتہی یعنے لیکن جسنے کہ اسناد
کو قائم رکھا اور یاد کرلیا اور لفظ کو متغیر کردیا تو یہ بات اہل علم کے نزدیک اسوقت جائز و مروج ہی جبکہ
معنے نہ بدلین عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ إِذَا حَدَّثْنَاكُمْ عَلَى الْمَعْنَى فَحَسْبُكُمْ روایت ہی واثلہ بن اسقع
سے کہا کہ جب ہم تمکو حدیث بالمعنے بیان کرین تو کافی ہی تمکو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ كُنْتُ أَسْمَعُ الْحَدِيثَ
مِنْ عَشَرَةٍ اللَّفْظُ مُخْتَلِفٌ وَالْمَعْنَى وَاحِدٌ محمد بن سیرین رح سے مروی ہی کہ مین حدیث کو دس مشائخ سے سنتا تھا
کہ انکے لفظ مختلف تھے مگر معنے اور مطلب ایک ہی ہوتا تھا عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ كَانَ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ وَ
الْحَسَنُ وَالشَّعْبِيُّ يَأْتُونَ بِالْحَدِيثِ عَلَى الْمَعَانِي ابن عون سے مروی ہی کہ ابراہیم نخعی و حسن بصری و شعبی رح
حدیث بالمعنے بیان کیا کرتے تھے عَنِ الْحَسَنِ إِذَا أَصَبْتَ الْمَعْنَى أَجْزَأَكَ حسن بصری رح سے مروی ہی کہ جب تو معنے
تک پہونچ گیا تو کافی ہی حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ نَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ رَجُلٍ قَالَ خَرَجَ
إِلَيْنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ فَقَالَ إِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي أُحَدِّثُكُمْ كَمَا سَمِعْتُ فَلَا تُصَدِّقُونِي إِنَّمَا هُوَ
الْمَعْنَى یعنے بیان کیا ہمسے ابو عمار حسین بن حریث نے کہا کہ حدیث کی ہمکو زید بن حباب نے ایک شخص
سے کہ سفیان ثوری رح ہماری طرف آئے اور کہا کہ اگر تمکو مین یون کہون کہ مین حدیث کو اسیطور پر
بیان کرتا ہون جسطرح کہ سنا تھا تو مجکو سچا نہ سمجھنا وہ تو معنے ہوتے ہین حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ
سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ إِنْ لَمْ يَكُنِ الْمَعْنَى وَاسِعًا فَقَدْ هَلَكَ النَّاسُ وَإِنَّمَا تَفَاضَلَ أَهْلُ الْعِلْمِ بِالْحِفْظِ
وَالْإِتْقَانِ وَالتَّثَبُّتِ عِنْدَ السَّمَاعِ مَعَ أَنَّهُ لَمْ يَسْلَمْ مِنَ الْخَطَاءِ وَالْغَلَطِ كَثِيرُ أَحَدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ
مَعَ حِفْظِهِمْ انتہی یعنے بیان کیا ہمسے حسین بن حریث نے کہ وکیع رح یہ بات کہتے تھے کہ اگر روایت بالمعنے
جائز نہوتی تو لوگ ہلاک ہوجاتے اور اہل علم کی فضیلت حفظ اور اتقان اور سماع کی وقت یاد رکھنے سے
ہوتی ہی باوجودیکہ اکثر ائمہ حافظ ہوتے ہوے خطا اور غلطی سے نہین بچے لنتہی الغرض روایت بالمعنے

امر وسیع بین المحدثین ہی پہر صاحب ہدایہ اگر انکے چال چلا تو کونسا گناہ کیا اسیلیے علامۂ عینی وغیرہ
بعض جگہ الفاظ کا گو انکار کرتے ہین مگر موضوع و باطل نہین کہتے بلکہ اپنے علم کی نفی کرکے مغادوسرے
الفاظ سے ثابت کرتے ہین اور جوکچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے کلام کیا ہی وہ صرف دلائل مین ہی
کہ جنکو بعض محدثین بباعث عدم علم کے ضعیف کہتے ہین اور اسیکو مولف نے نقل کردیا لیکن اخیر کی

عبارت کو ترک کردیا وہ یہ ہی ولیکن شرح شیخ ابن الھمام جزاہ اللہ خیر الجزا ر تلافی آن نمودہ و بہ تحقیق کار
فرمودہ انتہی اور تحصیل التعرف مین ہی وَالشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَرَّرَ مَذْهَبَ الْحَنَفِيِّ وَتَمَسَّكَ
فِيْهِ بِالْاَحَادِيْثِ حَتّٰی كَادَ اَنْ يُّقَالَ اِنَّ الشَّافِعِيَّ مِنْ اَهْلِ الرَّاْيِ وَاَبُوْ حَنِيْفَةَ مِنْ اَصْحَابِ الظَّوَاهِرِ انتہی
یعنے شیخ ابن الھمام رح نے مذہب حنفی کو ثابت کیا اور احادیث سے تمسک کیا ہی حتی کہ قریب ہوا یون کہنا
امام شافعی اہل رائے و قیاس سے ہین اور امام ابو حنیفہ رح اصحاب ظواہر سے انتہی اور یہ بات صحیح ہی کیونکہ
دلائل پر نظر کرنیسے اور احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ مذہب امام کا اکثر احادیث کے
مطابق پڑتا ہی اور ہدایہ مین بالغرض بعض احادیث ضعیف بھی ہون تو مضایقہ نہین کیونکہ احادیث
ضعیفہ اگر چند طرق سے مروی ہون تو قابل احتجاج بالاتفاق ہو جاتے ہین بلکہ بعض حدیثین گو ضعیف
ہین مگر انپر عمل صحابۂ کبار کا ہی دیکھو ترمذی[1] مین موجود ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَوٰى عَلَى الْمِنْبَرِ اِسْتَقْبَلْنَاهُ بِوُجُوْهِنَا وَفِي الْبَابِ عَنِ
ابْنِ عُمَرَ وَحَدِيْثُ مَنْصُوْرٍ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ عَطِيَّةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ
الْفَضْلِ بْنِ عَطِيَّةَ ضَعِيْفٌ ذَاهِبُ الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَصْحَابِنَا وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ
الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ يَسْتَحِبُّوْنَ اسْتِقْبَالَ الْاِمَامِ اِذَا خَطَبَ
وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحٰقَ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى وَلَا يَصِحُّ فِيْ هٰذَا الْبَابِ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ انتہی یعنے عبد اللہ بن مسعود رض سے مروی ہی کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ منبر پر بیٹہتے تھے تو ہماری طرف مونہہ فرمایا کرتے تھے اور اس باب مین
ابن عمر رض سے بہی مروی ہی اور حدیث منصور کو ہم پہچانتے نہین مگر محمد بن فضل بن عطیہ کی حدیث سے
اور وہ ہمارے اصحاب کے نزدیک ضعیف بہلا نیوالا حدیث کا ہی اور عمل اسپر اہل علم صحابہ وغیرہ
کے نزدیک ہے کہ خطبہ کیوقت امام کا سامنے ہونا مستحب کہتے ہین اور یہی قول سفیان

[1] یہ حدیث ترمذی باب الجمعہ کے ۹ مطبوعہ دہلی میں ہے ۱۲

ثوری و شافعی و احمد و اسحق کا ہی کہا ابو عیسے نے کہ اسباب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
بطور صحت کچہ ثابت نہین انتہی دیکھو باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق صحیح اسباب
مین کچہ ثابت نہین ہوا اور یہ حدیث ضعیف ہی مگر پہر بھی صحابہ وغیرہ اہل علم کا اسپر عمل ہی دوم حدیث یہ
یہ ہی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ مُسْلِمًا عَلٰے عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَتِ
امْرَءَتُهٗ مُسْلِمَةً فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّهَا كَانَتْ اَسْلَمَتْ مَعِيْ فَرَدَّهَا عَلَيْهِ هٰذَا حَدِيْثٌ
صَحِيْحٌ سَمِعْتُ عَبْدَ بْنَ حُمَيْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ يَزِيْدَ بْنَ هٰرُوْنَ يَذْكُرُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ هٰذَا
الْحَدِيْثَ وَحَدِيْثَ الْحَجَّاجِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ رَدَّ اِبْنَتَهٗ عَلٰى اَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ بِمَهْرٍ جَدِيْدٍ وَنِكَاحٍ جَدِيْدٍ فَقَالَ يَزِيْدُ
بْنُ هٰرُوْنَ حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ اَجْوَدُ اِسْنَادًا وَالْعَمَلُ عَلٰے حَدِيْثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ
انتہی یعنے ابن عباس رض سے مروی ہی کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین مسلمان ہوکر
آیا اسکے بعد اسکی عورت مسلمان ہوکر آئی تو اسنے کہا یا رسول اللہ یہ میرے ساتھ مسلمان ہوئی ہی پھر آپ نے
اسکو وہ عورت دیدے یہ حدیث صحیح ہی مینے عبد بن حمید سے سنا کہتے تھے کہ مینے یزید بن ہارون سے
سنا کہ محمد بن اسحق منے اس حدیث کو روایت کرتے تھے اور حدیث حجاج کو بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن
جدہ بیان کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اپنی بیٹی ابے العاص بن ربیع کو نئے مہر اور نئے نکاح
کے بعد دے تھے یزید بن ہارون کہتے تھے کہ ابن عباس رض کی حدیث اسناد کی جہت سے کھری ہی لیکن عمل حدیث
عمرو بن شعیب پر ہی انتھے یہان پر دیکھیے کہ حدیث ابن عباس کی گو سند کے اعتبار سے اصح ہی مگر عمل اسپر
نہین اور حدیث عمرو بن شعیب کی اگرچہ اس سے کم درجہ کی ہی لیکن عمل اسی پر ہی علے ہذا بعض حدیثین
ہدایہ کی ضعیف ہون لیکن انپر عمل آئمہ کبار مثل امام ابو حنیفہ وغیرہ کا ہو تو کیا حرج ہی اور بعض احادیث
صحیحین کے گو باعتبار سند کے صحیح ہون لیکن قابل عمل نہو تو کیا فائدہ الغرض صاحب ہدایہ پر منکرین
متعصبین جاہلین کا اعتراض کرنا محض خیال خام و فریب عوام ہی ع چشم بداندیش کہ برکندہ باد عیب
نماید ہنرش در نظر **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ مجتہدون کا
کوئی مسئلہ قرآن اور حدیث کے خلاف نہین الخ **اقول** وبہ احول یہ مغالطہ نہین ہی بلکہ ٹھیک بات
ہی کیونکہ مجتہدون کا کوئی مسئلہ ایسا نہین کہ اولۂ اربعہ مین سے نہو اسلیے انکے احکام مستنبطہ منسوب

بشارع ہین چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ رح و مولوی اسمٰعیل دہلوی سے سابق گذر چکا اور بیشک جو
مسئلہ یا حدیث آیمۂ اربعہ کے نزدیک متروک ہوگی تو وہ مردود ہوگی جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی
پتی رح کی تفسیر سے اوپر گذر چکا کیونکہ انکی کوشش اور سعی پر نظر کرنے سے بسا بعید معلوم ہوتا ہی کہ چارون
آئمہ نے اسکا باوجود ہونے لائق عمل کے ترک کیا ہو یا بالکل چارون کو وہ حدیث نہ ملی ہو اور جسطرف ایمۂ اربعہ
ہونگے ضرور جمہور صحابہ کا وہی مسلک ہوگا کما لایخفے علی اہل العلم باقی مؤلف صاحب کا اس عمدہ مسلک سے
یہ نکال لینا کہ مجتہد سے خطا کا ہونا ممکن نہین سراسر ناواقفیت کا باعث ہی اسلیے کہ احتمال خطا کا
مسائل اجتہادیہ مین بھرحال موجود ہی خواہ آیت یا حدیث یا قیاس سے مسئلہ نکالا ہو کیونکہ ایک مجتہد
کے خلاف پر دوسرے مجتہد نے اسی آیت و حدیث یا دوسری آیت یا حدیث سے مسئلہ نکالا ہی پر لامحالہ
حق واحد ہوگا اور خطا کا احتمال دونون مین رہیگا ہان بظن غالب مجتہد کو اپنے دلیل و اجتہاد پر اور مقلد
کو اپنے امام کے مسئلہ پر عمل کرنا واجب ہی کما مر اور طرفہ ماجرا ہی کہ مؤلف صاحب شرح عقائد نسفی و شرح
فقہ اکبر و توضیح سے کہ انکے مصنف سب مقلدین سند لایا ہی اگر اس اعتقاد سے یہ لازم آتا تو وہ کیون اسپر
اتفاق کرتے الغرض یہ سب از قسم مغالطات غیر مقلدین ہے جو قابل التفات نہین **قال** اور ایک مغالطہ
مقلدین آئمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ ہمارے امام نے تمام مسائل حدیث ہی سے نکالے ہین
اور ان کو سب حدیثین پہونچگئی تہین انتہٰی **اقول** بھلا ان جھوٹی باتون سے کچھ کام ہوتا ہی
سوا اسکے کہ اپنا نام ہی بدنام ہوتا ہی یہ مغالطہ افترا محض ہی بھلا بتلائے تو کہ کسنے یہ کہا ہی کہ ہمارے
امام نے تمام مسائل حدیث ہی سے نکالے ہین کیونکہ آئمہ کے نزدیک دلائل شرعیہ چار ہین اول کتاب اللہ
پھر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اجماع پھر قیاس آپ ہر مسئلہ مین حدیث ہی ہونا کس بیوقوف
نے سکھا دیا ہی اور یہ بھی کوئی نہین کہتا کہ جمیع احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام ہر امام کو پہونچگئی
تہین کیونکہ امام اعظم و امام مالک رح کا بعض مسائل مین لاادری کہنا شاہد عدل ہی اسپر کہ سب نہین پہونچین
ہان مجتہد کے لیے احادیث متعلقۂ احکام کا عالم ہونا علماء اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق ضروریات سے ہی چنانچہ
امام نووی شرح مسلم کے دیباچہ مین لکھتے ہین وَقَدِ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی اَنَّ مِنْ شَرْطِ الْمُجْتَهِدِ
مِنَ الْقَاضِیْ اَنْ یَّکُوْنَ عَالِمًا بِالْاَحَادِیْثِ الْحُکْمِیَّاتِ انتہٰی یعنے علماء اہل سنت کا اسپر
اتفاق ہی کہ قاضی و مفتی مجتہد کے بعض شرائط سے یہ شرط ہی کہ احادیث متعلقۂ احکام کا عالم ہو پس اس

بنا پر کسی مجتہد کا مسئلہ عمداً خلاف حدیث نہین ہو سکتا من وجہ ہو تو ہو بہر حال یہ مغالطہ مؤلف کا افترا
دبہتان سے بہرا ہی بہرا یہ جو تفریع ہی بالا فائدہ ہی **قال** اول یہ کہ مسند کو امام اعظم کی جمع کی ہوئی کہنا محض
کذب ہی انتہا **اقول** استغفر اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ تخستہ اوجہ تیج ہی حدیث مین ہی کہ آدمی جہوٹہہ بولتے
بولتے اللہ رجہ کو پہونچ جاتا ہی کہ اللہ کے نزدیک کذاب یعنے بڑا جہوٹہا لکہا جاتا ہی کوئی عقلمند سے پوچہے کہ
نعوذ باللہ تمہاری تحریر پکار رہی ہی کہ خوارزمی نے امام اعظم رح پر افترا محض کیا ہی اسقدر حدیثین اپنی طرف سی جوڑ کر امام
کے ذمہ لگادے ہین حالانکہ یہ بہتان محض اور جہالت واضحہ ہی اسلیے کہ کوئی بہی اسبات کا قائل نہین کہ مسند
کو خود حضرت امام ہمام نے جمع کیا ہی جیسا کوئی اسبات کا قائل نہین کہ مسند شافعی کو خود امام شافعی رح نے
جمع کیا ہی بلکہ مسند امام شافعی کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے جمع کیا ہی اسیطرح مسند امام اعظم رح کو انکی
شاگرد امام ابو یوسف وامام محمد رح وغیرہ نے جمع کیا ہی اور وہ سب پندرہ ہین بعد اسکے قاضی القضاۃ
ابو المؤید خوارزمی نے انہین مسندون سے اپنی مسند کو جمع کیا ہی جو مسند خوارزمی سے مشہور ہو گئے اور چونکہ وہ روایات
امام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ثابت وصحیح ہین اسلیے مسند امام مشہور ہی نسبت کے لیے مجاز کافی
ہی دیکہو آجکل جو موطا امام مالک رح کے مشہور ہی وہ خود جمع کردہ امام مالک نہین بلکہ اسکو یحیی بن یحیی مصمودی
نے جمع کیا ہی علامہ خوارزمی نے مقدمہ کتاب مین سب مسندون کے نام لکہے ہین اور یہ بہی لکہا ہی کہ جب
مینے بعض جاہلون کو شام کے ملک مین دیکہا کہ وہ یون کہتے ہین کہ مسند امام ابو حنیفہ رح کے کوئی نہین اور چند
حدیثون کے سوا انکو روایت نہین (جسطرح غیر مقلدین کہتے ہین) تو مجکو دین کی حمیت ہوئی اور چاہا کہ احادیث
مسند امام کو کہ پندرہ مسندین ہین اور بڑے بڑے علماء حدیث نے انکو جمع کیا ہی جمع کرون اور **عقود الجواہر
المنیفہ** کے دیباچہ مین ہی بہرحال بعد حمد وصلوۃ کے یہ نفیس کتاب ہی جسمین ان احادیث احکام کو ذکر کرونگا
جنکو ہمارے امام اعظم رح نے روایت کیا ہی خدا انکی روح کو تازہ وخوش کرے اور ہماری طرف انکا بہید اور
فتوح پہیر دے اور وہ حدیثین ایسی ہین کہ جنپر صحاح ستہ والون نے موافقت کی ہی یا بعض نے اور مین انکی
موافقت کا اشارہ کرونگا کہ متن مین ہی یا سند یا معنے مین اور ما سوا انکے اور احادیث کو تبعاً ذکر کرونگا
اور اسپر اعتماد کرونگا کہ جو پندرہ مسندین امام کی طرف منسوب ہین جنکو ائمہ نے تخریج کیا ہی یعنے ان مین وہ
ہین کہ انکے چارون شاگردون نے جمع کیا ہی اول مسند حماد رح امام کے بیٹے کی دوسرے مسند امام ابو یوسف رح
کی تیسری مسند امام محمد رح کی جسکو آثار کہتے ہین چوتہے مسند حسن بن زیاد لؤلؤی رح کی اور انکی روایتین امام

سے بلا واسطہ ہین اور اونکے بعد کے ایمہ کے یہ ہین پانچوین سند امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث
حارثی بخاری کی کہ جو استاد مشہور ہین اور ابو حفص صغیر کے شاگرد ہین چھٹے سند ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر عدل کے
ساتوین سند ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی صاحب حلیہ کے آٹھوین سند ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی کی نوین
سند عمر بن حسن اشنانی کی دسوین سند ابو الحسین محمد بن المظفر کی اور یہ چند حافظ حدیث کہلاتے ہین گیارہوین
سند احمد بن محمد بن خالد کلاعی کی بارہوین سند محمد بن عبد الباقی انصاری کی تیرہوین سند ابو القاسم عبد اللہ بن
محمد بن ابی العوام سعدی کی چودہوین سند ابو بکر مقری کی پندرہوین سند حسین بن محمد بن خسرو کے اور
ان سب کو امام ابو المؤید خوارزمی نے جو سنہ چھ سو چھتر مین فوت ہوئے ہین ایک کتاب مین جسکا نام جامع المسانید
ہی جمع کیا ہی انمین سے بعض سند کا سماع تو انکو بطور اتصال کے ہی اور بعض کا بالمشافہہ اجازت سے اور بعض
عام اجازت مین داخل ہین انتہی اب یہ مؤلف کا کہنا کہ خوارزمی سے امام تک سلسلہ ندارد ہی بلکہ خود انہونے
گویا اٹکل سے جمع کر لی ہی کسقدر رجل وجہالۃ واتہام ہی کیونکہ جس حالت مین انکو ان مسانید جمع شدہ سابق کے سند
بطور اتصال کے اپنے سے انکے جامعین تک ثابت ہی اور پھر انہین کو جمع کر دیا تو اس مین کونسی قباحت ہوئی
اور ہر حدیث مین اپنے سے لیکر امام تک سلسلہ ندارد کہنا ہی غلط ہی معہذا اسکے بیان کی حاجت نہین اگر ایسا
ضرور ہی تو چاہیے کہ کوئی شخص یون نہ کہہ سکے کہ بخاری یا مسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہی مثلاً صاحب مشکوۃ
پر بھی اعتراض ہوگا کیونکہ انمین اور بخاری ومسلم وغیرہ مین ایک زمانہ گذر چکا ہی اب یہ اعتراض مالیخولیا کا اثر
رکھتا ہی یا نہین اور شاہ صاحب کا کلام صرف اسمین ہی کہ بالفعل سند جو مشہور ہی اسکو امام کا جمع کردہ نہین کہہ سکتے
یہ مطلب نہین کہ وہ احادیث غیر معتبر ہین امام خوارزمی نے اپنی طرف سے بنالی ہین حاشا و اللہ بلکہ ہم کہتے ہین
کہ احادیث مسند امام کی نہایت درجہ کی صحیح ہین کیونکہ ان مسانید مین امام کی روایات حدیث بطور صحیح مروی ہین
اور وہ نہایت قوی ہین کیونکہ تابعی یا صحابی انکے راوی ہین اور ان مین ضعف نادر ہی بخلاف دیگر محدثین
کے کہ جنکے راوی کثیر ہین جس سے حدیث کم درجہ کی ہو جاتی ہی اور امام کی احادیث مین اگر ضعف آیا ہی تو وجہ
اسکی یہ ہی کہ امام کے بعد جو راوی ہین ان مین ضعف پیدا ہوا ہی جو اصل احتجاج کے مضر نہین چنانچہ امام
شعرانی میزان مین فرماتے ہین کہ بیشک خدا کا مجھپر فضل ہوا ہی کہ مینے امام کے تینون سندون کا مطالعہ
کیا ہی کہ وہ صحیح نسخے تھے اور ان پر حفاظ کے دستخط تھی انکے اخیر حافظ دمیاطی کی سند ہی کہ اسکو مینے دیکھا ہی کوئی
حدیث سوائے خیار تابعین کے کہ عادل ثقہ ہین اور وہ خیر القرون مین ہین جنکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

له میزان شعرانی طبع مصر جلد اول کے صفحہ [illegible]

نے گواہی دی ہی نہین ہی مثل اسود و علقمہ و عطا و عکرمہ و مجاہد و مکحول و حسن بصری وغیرہ رضی اللہ عنہم کے
اب جو راوی کہ امام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ہین تو وہ سب ثقہ عادل ہین ان مین کوئی بھی جھوٹھا
یا مطعون نہین ہی جنہا ئیصاحب انکی عدالت سے خوش ہو جیسے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ خوش ہوئے ہین
اور انسے دین کو لیتے ہین اور امام کا بت پرہیزگار رہونا اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شفقت کرنا علاوہ
اسکے ہی انتہی (یہانتک کہ یہ لکہا ہی) اگر یون کہا جائے کہ جب تم کہہ چکے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب
کے کوئی دلیل ضعیف نہین کیونکہ انمین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین سب راوی جو ہین تو وہ جرح
اور ضعف سے بچے ہوسے ہین کہ وہ صحابہ و تابعین ہین تو اب بعض حفاظ کے قول کا جو بعض دلائل امام
کو ضعیف کہتے ہین کیا جواب ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ ہمپر یقیناً واجب ہی کہ یون کہین کہ یہ ضعف ان اولون
مین آیا ہی جو بعد موت امام کے ہوئے ہین کہ انہون نے اور طریقے سے اسکو روایت کیا ہی کیونکہ ہمنے امام
کی تینون سندون مین جو حدیث پائی ہی تو وہ صحیح ہی اسلیے کہ اگر وہ حدیث انکے نزدیک صحیح نہ ہوتی
تو اس سے دلیل نہ لاتے اور کوئی حرج نہین اوس راوی مین کہ جو امام کی سند کے نیچے جھوٹھا اور متہم
آگیا ہو اور ہمکو حدیث کی صحت کے لیے مجتہد کا اسی سے دلیل لانا کافی ہی اور اسپر ہمکو عمل واجب ہی اگرچہ دوسرے
نے اسکو روایت نکیا ہو اس نکتہ باریک کو جسپر ہمنے تمکو خبردار کیا ہی سوچو کیونکہ شاید تمکو کسی محدث کے کلام
مین ایسی عمدہ بات نہ ملیگی اور جبتک امام کے تینون سندون کو نہ دیکھ لے اور وہان حدیث نہ ملے تبتک
اس بات سے ڈرنا کہ یون کہے کہ امام کے دلائل ضعیف ہین انتہی سبحان اللہ ایک تو ایسے ایسے بڑے درجہ
کے عالم اور امام ہین کہ امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مسانید کے مطالعہ سے شکر کرتے ہین اور انکو
نہایت صحیح بتلاتے ہین آور ایک آجکل کے کودن ہین کہ بغیر سمجھے بوجھے ان کو موضوع اور بناوٹی بتلاتے ہین سے
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ اور اس سند کو طبقۂ رابعہ سے گننا صرف باعتبار جمع خوارزمی کے ہی ورنہ
یہ اول درجہ کی حدیثین ہین جیسا کہ گذرا کیونکہ ہمارے امام بفضلہ اول درجہ کے مجتہد تابعی ہین کہ باقی ائمہ
ثلثہ پر قطع نظر دیگر امور اجتہادیہ کے اسوجہ سے بھی فضیلت رکھتے ہین پھر احادیث امام اول درجہ کے
صحیح نہون اسکے کیا معنے اسکا انکار امر بدیہی کا انکار رہی اور یہ مراتب مقرر کردہ صرف اضافی یا تقلیدی
ہین جو کسی حدیث صحیح یا ضعیف سے ثابت نہین جب ایسی بات مخالفین کے نزدیک حجت نہین تو خصم
پر کب حجت ہی فافہم **قال** امام اعظم کو تو بجز سترہ حدیثون کے اور کوئی حدیث ہی نہین ملی چنانچہ عبدالرحمن

بن محمد بن خلدون نے اپنی تاریخ مین لکہا ہی الخ **اقول** وبہ احول ﴿ ﴾ زٹلیات نہ ہانکا کرو میان صاحب
کہ جنگیون مین اُڑائینگے ہوشمند انکو یہان پر بہی مولف صاحب نے عقل وعلم وانصاف ودیانت کو بالای طاق رکہکے
ایسی مہمل بات کہدی ہی کہ کوئی جاہل بہی نہ مانے بہلا کہین ایسی واہیات باتون سے ائمہ عظام کے دامن تک غبار
طعن پہونچ سکتا ہی اور تاریخ ابن خلدون کا جو حوالہ دیا ہی اس سے مولف کا مطلب کسی طرح ثابت نہین
ہوتا اور فی نفسہ وہ قابل حجت نہین کئی وجہ کر **اول** یہ کہ یہ روایت ابن خلدون سے صحیح نہین ہوئی کاتب
کی غلطی ہے اسیلیے اسکے مصحح نے مقدمہ ابن خلدون مطبوعہ مصر ۱۲۸۴ ہجری مین لکہا ہی اور وہ پانچ
قول ہین اول ۵۰ دوم ۷۰۰ سوم ۱۰۰۰ و چند چہارم ۴۰۷ پنجم ۶۶۶ اور ان مین کوئی قول سترہ
کا نہین **دوم** سترہ کی روایت بصیغۂ یقال ہی جو ضعف پر دال ہی **سوم** ان اقوال کا مطلب
یہ نہین کہ امام کو ساری عمر مین اتنی ہی حدیثین پہونچی ہین بلکہ یہ مطلب ہی کہ امام سے انکے شاگردونکو
حدیث کی روایت کم پہونچی ہی اور امام نے حدیث کو اپنے اصحاب کے روبرو کم بیان کیا ہی بلکہ بطور فقہ
مسائل بکثرت بیان کیے ہین جو اصل مقصود بالعمل ہین اور حدیث کا کم روایت کرنا بنا بر احتیاط تہا
جیسا کہ بعض صحابہ کا بہی مذہب تہا لیکن اس سے علم وفضل مین ہرگز نقصان نہین آتا دیکہو بعض صحابۂ
کبار مثل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو علم وفضل مین مسلم ہین انسے بہی روایت حدیث کی بہ نسبت دیگر
صحابہ مثل ابو ہریرہ رضہ کے کم ہی اب کوئی طعن سے اس امر کو لکہے تو خاصہ رافضی بنجائے مگر ہمارے نزدیک
اُن مین اور ہمارے مخالفین مین چولی دامن کا فرق ہی اسلیے انسے تعجب بہی نہین جو جواب اہل سنۃ کا اثبات
خلافت اول مین ہی وہی امام اقدم ومجتہد اعظم مین سمجہو **چہارم** اگر اسیقدر احادیث انکو معلوم ہون تو مجتہدین
مین امام کا داخل ہونا کسطرح ہوگا حالانکہ بالاتفاق علماء سے ثابت ہی کہ مجتہد کے لیے سب احادیث احکام
کا پہونچنا ضرور ہی کما مر اور مجتہد ہونا امام کا اجلی بدیہیات سے ہی منکر اسکا زمرۂ انسانیت سے خارج ہی
پنجم مولف کے اس قول کو اسکا رسالہ ظفر المبین ہی رد کرتا ہی کیونکہ مسائل امام پر طعن کیا ہی اور انکو بطور
نمونہ سو تک شمار کیا ہی ورنہ یہ بہی کہا ہی کہ مسائل مخالف حدیث بیشتر ہین اور جا بجا دعوے کیا ہی کہ اس مسئلہ
مین امام اعظم رح نے اس حدیث کا خلاف کیا ہی اور ظاہر ہی کہ عمداً خلاف کرنا جب ہی متصور ہی کہ اسپر مخالف
کو اطلاع ہو اب مولف بزبان حال یہ کہہ چکا ہی کہ سو مسائل بلکہ زیادہ مین امام کو اسقدر حدیثین پہونچے
ہین پہر یہ کیسا ذہول ہی کہ وہ سترہ رہ گئین سچ ہی دروغ گو را حافظہ نباشد اب یہ قول سترہ کا قول ان مسائل

سے مردود ہوا اور وہ اتہام طعن مسائل بباعث عدم مخالفت عمدًا یا عدم فہید مردود تھا پس ہر دو باتین مردود ہوئین وہو المدعی **ششم** ایک اور خرابی اور مشکل غیر مقلدین پر خصوصًا لازم آئیگی وہ یہ کہ اگر ان اقوال ابن خلدون کو تسلیم کر لیا جاوے تو لازم آتا ہی کہ بعض احادیث صحیحین وغیرہ صحاح ستہ کے وضعی ہون کیونکہ اس عبارت مین یہ بہی ہی کہ امام مالک کی حدیثین صحیح وہی ہین جو انکے موطا مین ہین اور وہ غایۃ الامر تین سو ہین اور احمد بن حنبل رح کی مسند مین پچاس ہزار حدیثین ہین اور وہی صحیح ہین پہر ان حدیثون مین کلام کرتے ہین کہ جو ماسوائے موطا امام مالک کے بخاری و مسلم وغیرہ نے امام مالک سے حدیثین روایت کی ہین یا امام احمد سے جو سوائے انکے مسند کی صحاح والون نے روایت کی ہین کہ وہ بقول اس مورخ کے وضعی و ضعیف ہونی چاہیین پہر وضاع ہونا بخاری و مسلم و دیگر اہل صحاح کا لازم آئیگا جس سے مؤلف ناواقف ہی اور عجب تر یہ ہی کہ امام شافعی رح کا اس مین نام ہی نہین لکہا شاید کہ اس مورخ کے نزدیک وہ مجتہد نہون گے الغرض حوالہ اس تاریخ کا چند مفاسد پر حاوی ہی جسکے مؤلف کو خبر نہین اور مسلمان کی شان سے بسا بعید ہی کہ مجتہدین کی نسبت یہ بدگمانی کرے اور عجب بات ہی کہ محدثین کے تو لاکہون حدیثون پر نظر ہو اور مجتہدین کو کہ جو پیشوا اور مشائخ محدثین کے ہین خاصکر امام اعظم رح جیسے مجتہد کو کہ لاثانی ہین سترہ حدیثین ملین **ع** برین عقل و دانش بباید گریست + اور ان باتون سے امامون کا کچہہ نقصان نہین حاسد خود جلکر خاک سیاہ ہوتے ہین چاند پر کوئی خاک ڈالنے لگے تو اپنے منہ پر پڑیگی خدا وند کریم نے آپ کو چراغ محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کر کے بہیجا ہی کسیکے بجہانیسے کب بجہتا ہی **ع** چراغی را کہ ایزد بر فروزد چو ناداں تف زند ریشش بسوزد + اور یہ کہنا کہ امام کا ذکر کتب محدثین مین نہین عجیب جہالت ہی کیونکہ کتب محدثین سے کیا مقصود ہی آیا صحاح ستہ یا اسکے سوائے اور کتب حدیث و رسائل محدثین ہی اگر اول مقصود ہی حالانکہ حصر باطل ہی تب بہی ذکر امام کا ان کتب مین موجود ہی امام بخاری رح خلاف مذہب امام احادیث ذکر کر کے امام کو بعض الناس کہتے ہین ترمذی جا بجا کہتے ہین و ہو قول سفیان و اہل الکوفۃ اور انکی مقصود امام وغیرہ ہین اور دیگر رسائل و کتب محدثین کا تو کچہہ شمار نہین جنہین محدثین نے مناقب امام مین مستقل رسالے لکہے ہین کما سیاتی ذکرہ پس انکار اسکا جہالۃ واضحہ یا تعصب باردہ ہی **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین آئمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ مکہ معظمہ مین چارون امامون کی چار مصلے جو کہ اسوقت موجود ہین الخ **اقول** تو فیقہ **ع** تا زگی فکر کی کبہی نہ گئی + جب سنائی نئی سنائی بات + مقلدین آئمہ اہل سنت

یون کہتے ہین کہ چارون مصلون کو غیر مقلد وغیرہ بدعتی بدعت سیئہ کہتے ہین اور ہم اوپر بھی کہہ چکے کہ مقولہ حدیث پر چلنے کا اپنے تئین آپ کہا کیجیے اور اپنے مونہہ میان مٹھو بنا کیجیے لیکن اس قول کو مقلدین اہل سنت کی زبان سے صادر ہونا من قبیل المحالات سمجھیے اب مصلون کا حال سنیئے اگرچہ یہ کسی زمانہ مین جاری ہوے ہین لیکن بدعت سیئہ ہرگز نہین بلکہ بدعت حسنہ اور سنۃ حسنہ مین داخل ہین اسلیے کہ جب غیا ث الدین آیمہ اربعہ مقبول فریقین وعلمای اہل حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وتعظیما وغیرہ بلاد اسلام ہوے تو مصلے بہی خلاف قاعدہ شرع نہین بلکہ اذن شارع مین داخل ہین چنانچہ علامہ عبد الغنی نابلسی رہ شرح طریقۂ محمدیہ کے بحث بدعت مین ان مصلون کی نسبت تحریر فرماے ہین وَقَدْ سُئِلَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ عَنْ هٰذِهِ الْمَقَامَاتِ الْمَنْصُوْبَةِ حَوْلَ الْكَعْبَةِ الَّتِيْ يُصَلُّوْنَ فِيْهَا الْآنَ بِأَرْبَعَةِ أَئِمَّةٍ عَلٰى مُقْتَضَى الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ مَا كَانَتِ السُّنَّةُ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَا عَصْرُ التَّابِعِيْنَ وَلَا تَابِعِيْهِمْ وَلَا عَهْدُ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ وَلَا أَمَرُوْا بِهَا وَلَا طَلَبُوْهَا فَأَجَابَ بِأَنَّهَا بِدْعَةٌ وَلٰكِنَّهَا بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ لَا سَيِّئَةٌ لِأَنَّهَا تَدْخُلُ بِدَلِيْلِ السُّنَّةِ الصَّحِيْحَةِ وَتَقْرِيْرِهَا فِي السُّنَّةِ الْحَسَنَةِ لِأَنَّهَا لَمْ يَحْدُثْ مِنْهَا ضَرَرٌ وَلَا حَرَجٌ فِي الْمَسْجِدِ وَلَا فِي الْمُصَلِّيْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لِعَامَّةِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ بَلْ فِيْهَا عَمِيْمُ النَّفْعِ فِي الْمَطَرِ وَالْحَرِّ الشَّدِيْدِ وَالْبَرْدِ وَفِيْهَا وَسِيْلَةٌ لِلْقُرْبِ مِنَ الْإِمَامِ فِي الْجُمُعِ وَغَيْرِهَا فَهِيَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ وَيُسَمُّوْنَ بِفِعْلِهِمْ لِلسُّنَّةِ الْحَسَنَةِ وَإِنْ كَانَتْ بِدْعَةً أَهْلَ السُّنَّةِ لَا أَهْلَ الْبِدْعَةِ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَسَمَّى الْمُبْتَدِعَ الْمُحْسِنَ مُسْتَنًّا فَأَدْخَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّنَّةِ وَقَرَنَ بِذٰلِكَ الْاِبْتِدَاعَ وَإِنْ لَمْ يَرِدْ فِي الْفِعْلِ فَقَدْ وَرَدَ فِي الْقَوْلِ فَالسَّانُّ سُنِّيٌّ لَا بِدْعِيٌّ لِدُخُوْلِهِ بِتَسْمِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا قَرَّرَهُ مِنَ السُّنَّةِ وَضَابِطُ السُّنَّةِ مَا قَرَّرَهُ أَوْ فَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَاوَمَ عَلَيْهِ وَأَظْهَرَهُ وَمِنْ جُمْلَةِ فِعْلِهِ أَيْضًا قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُكُوْتُهُ عَلَى الْأَمْرِ لِأَنَّهُ تَقْرِيْرٌ وَلِإِذْنِهِ فِي ابْتِدَاعِ السُّنَّةِ الْحَسَنَةِ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَأَنَّهُ مَأْذُوْنٌ لَهُ بِالثَّمَنِ عَمَّ فِيْهَا وَمَا يُجَوَّزُ عَلَيْهَا مَعَ الْعَامِلِيْنَ لَهَا بِدَوَامِهَا انتہی یعنے بیشک بعض علماے ان مقامات کی نسبت پوچہا گیا جو کعبہ کے چوطرف ہین جہان چارون مصلے موافق چار مذاہب کے بناے گئے ہین

ف — چارون مصلے بیت اللہ مین بدعت حسنہ مین داخل ہین

اور وہان نماز پڑھی جاتی ہے نہ تو اپر سنتہ ہی نہ زمانہ تابعین اور تبع تابعین کا اور نہ زمانہ آیمہ اربعہ کا اور نہ
انہون نے انکا حکم کیا اور نہ انکی خواہش کی تو جواب مین کہا کہ یہ مصلے بدعت ہین لیکن بدعت حسنہ ہین
نہ بُری بدعت کیونکہ یہ مصلے سنتہ صحیحہ وتقریر صحیحہ کی دلیل سے سنتہ حسنہ مین داخل ہین اسلیے کہ انکے ہونیسے
کچھ نقصان ظاہر نہین ہوا نہ مسجد مین اور نہ مسجد کے نمازی مسلمانونسے اہل سنتہ کے عام لوگون کو بلکہ
انہین بارش اور گرمی وسردی سخت مین بہت فائدہ ہی اور جمعہ وغیرہ مین امام سے قریب ہونے مین
وسیلہ ہین تو وہ بدعت حسنہ ہین اور سنتہ حسنہ کے فعل سے گو بدعت (باعتبار لغت) ہی وہ لوگ اہل
سنتہ کہلاتے ہین نہ بدعتی (جیسا گمان بد غیر مقلدین وغیرہ مبتدعہ کا ہی) کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہی کہ جسنے سنتہ یعنے طریقہ عمدہ جاری کیا اب عمدہ کام کے مبتدع کا آپنے سنے نام رکھا ہی اور داخل کیا اسکو بھی مسلم
ل سنتہ مین اور اسکے ساتھ نئے کام کو ملا ہی اگرچہ یہ بات فعل مین وارد نہین ہوئی قول مین تو بے شک وارد ہوئی ہے پھر
سنتہ حسنہ کا جاری کرنے والا اسنے ہوا نہ بدعتی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام رکھنے سے اوسی سنت مین
وہ داخل ہی جسکو آپنے مقرر فرمایا ہی اور قاعدہ سنتہ کا یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تقریر کی
ہو یا اسکو ہمیشہ ظاہر کیا ہو اور منجملہ افعال کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اور سکوت کسی کام پر
بھی ہی کیونکہ وہ تقریر اور اذن ہی نیک کام کے ابتداع وجاری کرنے مین قیامت تک اور یہ کہ شرعا
اس مین حکم دیا گیا ہی اور اسپر اسکو اجر ملیگا انکے ساتھ جو اسپر ہمیشہ عمل کرینگے انتہی آسکے بعد حدیث من سن
فی الاسلام سنتہ حسنتہ کو مسلم وترمذی وابن ماجہ واحمد سے روایت کرکے امام نووی سے جو شرح مسلم مین تقریر
لکھی ہی یہی لکھا ہی کہ ان احادیث مین ترغیب جاری کرنے سنتہ حسنہ کے ہی اور مذمت بری سنتہ کی خواہ کسی
نے اسکو ابتدائً شروع کیا ہو یا اسکی طرف منسوب ہو خواہ وہ تعلیم علم ہو یا عبادت یا ادب اور یہ جو آپنے
فرمایا کہ بعد اسکے عمل ہو تو اسکا مطلب یہ ہی کہ اسنے جاری کیا ہو اب اسپر عمل خواہ اسکی زندگی مین لوگون نے
کیا ہو یا بعد موت کے انتہی ملخصًا اور پوری عبارت وتقریر شرح مسلم مین بھی موجود ہی الغرض چارون
مصلے شرعًا بدعت سیئہ نہین ہین بلکہ بدعت حسنہ ہین جو داخل تحت حدیث قولی آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کے ہین اب مؤلف کا یہ کہنا کہ نہ اسپر حکم خدا ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ناحق ہی ناواقفیت ہی قواعد
شرع اور حدیث سے اور جب قولی حدیث مین یہ مصلے داخل ہین تو اب تحت حکم خدا خود ہوگئی قال
اللہ تعالیٰ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ یعنے جسنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تو اسنے

فائدہ: [illegible]

خدا کی اطاعت کی اور معترض صاحب کا مصلون کے خلاف پر آیت وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى سے
استدلال لانا اور اجتہاد بے بنیاد کرنا عجیب ہے کیونکہ اگر اسکا مطلب یہ ہی کہ وہین نماز پڑہا کرو تو چاہیے کہ جمیع صحابہ
وغیرہ کی نمازین بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازین جو ماسوا مصلای ابراہیم کے طرف خانۂ کعبہ کے پڑہے
ہین باطل وفاسد ہو جاوین نعوذ باللہ منہ کیونکہ اس خاص مصلے پر بہیئۃ اجتماعیہ سب لوگ نماز نہین پڑہ سکتے
اکیلے اکیلے پڑہین تو پڑہ سکتے ہین علی ہذا ہم کہتے ہین کہ خود معترض صاحب و جملہ غیر مقلدین کی نمازین ہندوستان
و پنجاب مین غیر صحیح ہونی چاہین اسلیے کہ مصلے انکا مقام ابراہیم ہی خاص اس مقام پر تو گیا اسکی طرف بہی
نماز یقینا نہین ہوتی اور اہل سنۃ کی نمازین صحیح ہو جاتی ہین کیونکہ خدا فرماتا ہی قولہٗ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ یعنے اب پہیرے آپ اپنے مونہہ
کو طرف مسجد حرام کے اور جہان کہ تم ہو اسی طرف منہ پہیرا کرو یعنے نماز مین انتہے آپ موافق اسکے نماز اہل
سنت کے اسکی طرف پر واقع ہو جاتی ہی اور مصلون کا یہ مطلب نہین کہ حنفی کی حنفی مصلے پر نماز ہوتی ہی دوسرے پر
نہین بلکہ چارون طرف ہوتی ہی یہ صرف امتیاز اور موجب فائدہ کے ہین کما مر اور اگر مقام ابراہیم ہی کو
مصلے بنایا جاوے تو اس آیت پر علی الاطلاق عمل ممکن نہین اسلیے مفسرین وغیرہ وہان پر حرم مین جاکر
نماز پڑہنا استحبابی امر فرماتے ہین چنانچہ علامہ بیضاوی اپنی تفسیر مین اسی آیت کی تحت لکھتے ہین وَ
هُوَ اَمْرُ اِسْتِحْبَابٍ رُوِيَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَخَذَ بِيَدِ عُمَرَ فَقَالَ هٰذَا مَقَامُ اِبْرَاهِيْمَ
فَقَالَ عُمَرُ اَفَلَا نَتَّخِذُهٗ مُصَلًّى فَقَالَ لَمْ اُوْمَرْ بِذٰلِكَ فَلَمْ تَغِبِ الشَّمْسُ حَتّٰى نَزَلَتْ وَقِيْلَ
الْمُرَادُ بِهِ الْاَمْرُ بِرَكْعَتَيِ الطَّوَافِ لِمَا رَوٰى جَابِرٌ اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَمَّا
فَرَغَ مِنْ طَوَافِهٖ عَمَدَ اِلٰى مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ فَصَلّٰى خَلْفَهٗ رَكْعَتَيْنِ وَ قَرَءَ وَاتَّخِذُوْا
مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى انتہٰی یعنے یہ امر استحبابی ہی مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عمرؓ کا ہاتہہ پکڑکر فرمایا کہ یہ مقام ابراہیمؑ ہی تب حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ کیا ہم اسکو نماز
پڑہنے کی جگہہ نہ بنائین تو آپنے فرمایا کہ مجکو اس بات کا حکم نہین ہوا پہر آفتاب ڈوبنے نہ پایا تہا کہ یہ آیت
اوتری اور کہا گیا ہی کہ مقصود اس امر سے طواف کے دو رکعتین ہین کیونکہ حضرت جابرؓ سے مروی ہی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم کی طرف تشریف لائے
اور اسکے پیچہے دو رکعت پڑہین اور یہ آیت پڑہی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى انتہٰی آیب

غیر مقلدین کے اجتہاد کے قلعی کھل گئی اور جو ناحق عمدہ کامون کو بے سمجھے بوجھے اور احادیث سے ناواقف
رہکر اعتراض کرنے اور بدعت سیئہ کہنے کو تیار ہو جاتے ہین اسکا حال بخوبی معلوم ہو گیا کہ یہ جہالت
یا مغالطہ ہی **قال** مسئلہ صدم فتاوے عالمگیری مین لکھا ہو کہ بسم اللہ اور آمین نماز مین پکار کر کہنی مکروہ
ہی اور جامع الرموز مین محیط سے نقل کر کے لکھا ہو کہ نماز مین آمین آہستہ کہنی سنت ہی اور پکار کر کہنی مکروہ
ہی اور ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہو کہ امام اور مقتدی نماز مین آمین آہستہ کہین اور یہ مذہب
امام اعظم اور امام مالک اور اہل کوفہ کا ہی سوا امام اعظم اور امام مالک اور اہل کوفہ نے اس مسئلہ مین خلاف
کیا ہو ان اکیس حدیثون کا **اقول** و بہ احول استغفر اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ؎ فزن بے تامل
بگفتار دم ٭ نکو گوے گر دیر گوئی چہ غم ٭ جاے غور و مقام فکر ہی کہ مولف نے اس مقام مین کسقدر بیباکانہ
کلام کیا ہی حسد بالمنی سے آیمہ کبار امام ابو حنیفہ و امام مالک رضی اللہ عنہما کو تو مخالف حدیث بنانا سہل جانتا تھا
مگر یہان پر اہل کوفہ بھی طعن مخالفت حدیث سے نہ چھوٹے اور اہل علم پر مخفی نہین کہ کوفہ مین سیکڑون صحابہ
و ہزارون تابعی و تبع تابعی موجود تھے اور وہ علم کا گھر رہا ہی اور فضلاے نامدار کا مقام چنانچہ امام **نووی**
شرح مسلم مین فرماتے ہین وَالْكُوفَةُ هِيَ الْبَلْدَةُ الْمَعْرُوفَةُ وَدَارُ الْعِلْمِ وَمَحَلُّ الْفُضَلَاءِ
وَبَنَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اِنْتَهٰى یعنے کوفہ ایک مشہور شہر ہی اور علم کا گھر ہی فضلا کا مقام
ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکو بسایا تھا انتہی اور **قاموس** مین ہی اَلْكُوفَةُ مَدِيْنَةُ الْعِرَاقِ
الْكُبْرٰى وَقُبَّةُ الْاِسْلَامِ وَدَارُ هِجْرَةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَانَتْ مَنْزِلَةَ نُوْحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ انتہی
یعنے کوفہ عراق کے بڑے شہرونسے ہی اسلام کا قبہ اور مسلمانون (یعنے صحابہ وغیرہ) کی ہجرت کا گھر ہے
اور پہلے نوح علیہ السلام کا مقام رہا ہی علیٰ ہذا امام مالک رح اپنے وقت مین اہل مدینہ کے بڑے علماء مجتہدین
سے تھے کہ دور دور سے لوگ علم حدیث انسے حاصل کرنے کو جوق جوق آتے تھے اور وہ مذہب
صحابہ و تابعین وغیرہ اہل مدینہ کا خوب جانتے تھے پس اتفاق ہوا اہل مدینہ و اہل کوفہ کا جنمین ہزارون
صحابہ و تابعین وغیرہ تھے اخفاء آمین پر اب مولف کا ان سبکو مخالف اکیس احادیث کا کرنا صحابہ کو مخالف آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے کر کے زمرۂ رفاض مین داخل ہونا ہی جسکا ہمکو انسے تعجب نہین آتا اب جو شخص صحابہ کو مخالف
حدیث کا سمجھے اس سے اہل سنت کا تعلق کیا ہی ہان عوام کے بچانیکے واسطے ان لوگون کے مغالطات کا اظہار
اہل سنت پر لازم ہی تاکہ بیچارے جاہل تو بچے رہین ورنہ انسے تو امید منقطع ہی کہ راہ راست پر آوین ؎ جب

توقع ہی اُٹھ گئی غالب ؎ کیون کسیکا گلہ کرے کوئی ؎ اور مصنف عاقل پر اسی سے بخوبی روشن ہوجائیگا کہ یہ اکیس حدیثین (جو واقع مین اسقدر نہین ہین بلکہ بہت تہوڑی ہین اور اسپر بہی مخالف مدعاے مخالفین ہین چنانچہ جابجا اسکا ذکر آئیگا) قابل عمل جہر نہین کیونکہ صحابۂ کرام اہل مدینہ نے جو ترقی اسلام کا شہر ہی علےٰ ہذا کوفہ کے صحابۂ کرام وغیرہ نے جہر پر عمل نہین فرمایا اور محال ہی یہ بات کہ جمہور صحابہ مخالفت سنت کے کرین آپ مجملاً جواب ان احادیث کا یہی کافی ہی لیکن معاندین الد الخصام کے دعوے توڑنے کے لیے تفصیلاً جواب بہی سن لیجیے **قال** پہلے حدیث وائل بن حجر رض کی ابو داؤد مین الخ **اقول** وباللہ التوفیق اس حدیث سے سنت جہر آمین پر استدلال صحیح نہین تین وجہ کر اول یہ کہ ایکبار کا یہ واقعہ ہی ممکن ہی کہ تعلیم کے واسطے ہو جیساکہ التحیات و قرأۃ سنت فجر و مغرب مین تہا دوم صحابہ کا آمین بالجہر کرنا یہان پر ہرگز ثابت نہین اگر جہر سنت ہوتا تو وہ ہرگز ترک نکرتے تیسرے معارض ہی حدیث اخفا کی جو اسی وائل سے منقول ہے چنانچہ امام احمد نے اپنی مسند مین روایت کی ہی عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ انتہی یعنے وائل بن حجر رض سے روایت ہی کہ بیشک اُسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ ملکر نماز پڑہی جب آپ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر پہونچے تو آمین کہی اور پوشیدہ کیا ساتھہ آمین کے اپنے آواز کو انتہی پس تعارض کے وقت رجوع کیا جاوے گا اصل دعا کیطرف کہ موافق آیت قرآنی اور حکم ربانی کے حکم اسکا اخفا کا ہی سو مرجح ہوگی حدیث اخفا کی حدیث جہر پر بحکم اصول حدیث کے اور حدیث جہر مین تاویل کیجاویگی اور وہ محمول تعلیم پر ہوگی تاکہ تطبیق درمیان آیت و حدیث کے ہو جاوے **قال** دوسری حدیث عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَلَا غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ حَتّٰى يَسْمَعَ مَنْ يَّلِيْهِ مِنَ الصَّفِّ الْاَوَّلِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ **اقول** یہ حدیث ضعیف ہی لائق حجت کے نہین کیونکہ اس مین ایک راوی بشر بن رافع ضعیف ہی تقریب التہذیب مین ہی کہ بشر بن رافع ضعیف الحدیث ہی اور عمدۃ المحدثین والمحققین علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین فرمایا ہی وَهُوَ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ ضَعَّفَهُ الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَاَحْمَدُ وَابْنُ مَعِيْنٍ انتہی یعنے وہ حدیث ضعیف ہی اور اسکی اسناد مین بشر بن رافع ہی بخاری و ترمذی و نسائی و احمد و ابن معین نے اسکو ضعیف کہا ہی

انتہی اور ضعیف کہنا ان محدثین کا مفسر ہوگا نہ بلا وجہ مہذا میزان الاعتدال مین بعض الفاظ ایسے ہین
کہ کا لجرح المفسر ہین **قال** تیسری حدیث وَعَنْهُ قَالَ تَرَكَ النَّاسُ التَّامِيْنَ وَكَانَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ حَتّٰى
يَسْمَعَهَا اَهْلُ الصَّفِّ الْاَوَّلِ فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ **اقول** اس حدیث کے
کئی جواب ہین اول تو اسمین وہی بشر بن رافع ضعیف ہی بلکہ بموجب قاعدۂ محدثین کے موضوع کہسکتے
ہین کیونکہ اول تو اہل صف اول کا صرف سننا اور پہر گونجنا مسجد کا غیر متصور ہی اور صحابہ کا جہر غیر مذکور رہی
دوم گونجنا مسجد نبوی کا اُسوقت متصور نہین تہا کیونکہ وہ تو کہجور کے پتون سے بنی ہوئی تہی اور اسمین
گونجنے کے کیا معنے اور شرح نخبہ وغیرہ مین ہی کہ جو حدیث صریح عقل کے خلاف ہو وہ قسم موضوع سے
ہی اسمین تاویل نہین ہوسکتی سوم بر تقدیر تسلیم کے یہ کہا جاتا ہی کہ شاید حضرت ابوہریرہ کو اخفا کی
حدیث نہ پہونچی ہو یا جہر کو اولے سمجہتے ہون چہارم یہ حدیث موافق حنفیہ و مالکیہ و اہل کوفہ وغیرہ کے ہی
کیونکہ لوگون کا آمین یا جہر کو چہوڑ دینا صریح اسپر دال ہی کہ یہ حدیث جہر کی منسوخ ہی اور جہر اسکا محض
بوجہ تعلیم تہا اور ظاہر ہی کہ لوگ اُسوقت سوائے صحابہ و تابعین کے اور کوئی نہ تہی اور ترک انکا نہ ہوگا مگر
بعد اثبات سنیت اخفار آمین کے پس انکار بعض صحابہ کا اکثر صحابہ وغیرہ تارکین جہر پر حجت کیونکر ہوگا
اور فائدہ مین مؤلف کا یہ کہنا کہ بعد حضرت کے آمین کہنے کے صحابہ اسقدر زور سے پکار کر آمین کہتے تہے
کہ انکے آواز سے مسجد گونج اُٹہتی تہی حاشیہ محض ہی ورنہ صحابہ سے ہرگز جہر کرنا منقول نہین پس با وجود اتنی
باتون کے مخالفین کے لیے حجت کیونکر ہوگی بلکہ یہی جملہ تَرَكَ النَّاسُ التَّامِيْنَ کا حجت کامل ہی حنفیہ وغیرہ
کے لیے اب یہ دوسری حدیث اخفا کی ہوئی فافہم **تیسری** حدیث مسند ابوداود طیالسی کی عَنْ وَائِلِ
ابْنِ حُجْرٍ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ
قَالَ اٰمِيْنَ وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ یعنے روایت ہی وائل ابن حجر رض سے کہ نماز پڑہی انہنے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ سو جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر آپ پہونچے تو آمین خفیہ کہی انتہی سو اہل
انصاف پر بخوبی ظاہر ہوگیا ہوگا کہ جب زمانۂ صحابہ مین مدینۂ منورہ مین آمین کا جہر ہونا چہوٹ گیا اور نیز
وہ موافق نہا آیت اور حدیث اخفا کے تو پہر امام ابوحنیفہ اور امام مالک و اہل کوفہ نے کونسی نئی بات کی
ہی کہ جس سے محل طعن ہون مگر غیر مقلدین کو تو طعن سے کام ہی اور یہی انکا انجام ہی **قال** چوتہی حدیث

عَنْ عَطَاءٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ اَدْرَکْتُ مِائَتَیْنِ مِنَ الصَّحَابَۃِ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا
الضَّالِّیْنَ رَفَعُوْا اَصْوَاتَہُمْ بِاٰمِیْنَ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ **اقول** اسکا جواب بہی کئی طرح پر ہی اول
تو یہ اسی عطا کا قول ہی جسکے نسبت مؤلف نے صفحہ ۴۷ مین لکہا ہی اور آمین کا دعا ہونا نہ تو قرآن سے
ثابت ہی اور نہ حدیث سے صرف عطا تابعی کے قول سے ثابت ہی اور وہ لائق اعتبار اور قابل حجت
پکڑنیکے نہین کیونکہ بے دلیل بات ہی دوسرے یہ اثر صحابہ ہی اور بقول و مذہب مولف کے جو صفحہ
۷۰ مین تبقلید اپنے امام شوکانی کے کہ جسکے نزدیک صحابہ کا قول و فعل مقبول و قابل حجت نہین یہ بہی
قابل حجت نہوگا تیسرے عطانے باوجودیکہ بیشمار صحابہ کو دیکہا صرف چند صحابہ کا ذکر کیا اس سے صاف
معلوم ہوتا ہی کہ باقی اکثر صحابہ اخفاء آمین کے عامل تہے علاوہ اسکے ایک دفعہ کا واقعہ ہی جو تہے آیت
واحادیث صحیحہ مرفوعہ کے مقابل مین یہ عمل کیونکر حجت ہوگا چنانچہ یہی مذہب مؤلف کا بہی ہی پانچوین اس
بیہقی کی حدیث کے رواۃ مین تامل ہی جبتک انکی صحت معلوم نہو اور بیان نکیا جاوے لائق حجت
نہین اور مؤلف نے ترجمہ رَفَعُوْا اَصْوَاتَہُمْ کا (بلند کرتے آوازین اپنی) جو کیا ہی غلط ہی عربی دان اسکا
یون ترجمہ کرے گا بلند کیا انہون نے اپنی آوازون کو یعنے یہ ایک دفعہ کا واقعہ ہی لیکن مؤلف صاحب
کو تو مغالطہ دیکر اپنا مطلب دوام کا ثابت کرنا ہی چہٹے معارض ہی اس حدیث ابوہریرہ سے جسمین ذکر ہی
کہ صحابہ نے آمین کہنا چہوڑ دیا اور پہلے مؤلف ہی کے قول سے باقرار اسکے ثابت ہوچکا ہی کہ امام مالک
وابوحنیفہ رح واہل کوفہ کا مذہب اخفاء آمین ہی پہر ان سب صحابہ وغیرہ پر چند صحابہ کو ترجیح کیونکر
ہی اور نیز مخالف حدیث مرفوع کے ہی چنانچہ چوتہی حدیث اخفا کی یہ ہی کہ طبرانی نے معجم مین روایت کی
ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ولا الضالین پر پہونچے تو آمین کہے اور خفیہ آواز کی انتہی **قال**
پانچوین حدیث قال عطاء آمین دعاء وامن ابن الزبیر ومن خلفہ حتی ان للمسجد للجۃ وکان ابوہریرۃ ینادی
الامام لاتفتنی بآمین وقال نافع کان ابن عمر لایدعہ ویحضہم وسمعت منہ فی ذلک خیرا رواہ البخاری **اقول**
اس روایت مین قول عطا کا تو موافق حنفیہ و مالکیہ وغیرہ کے ہی اور جب دعا کا خفیہ پڑہنا آیت سے ثابت
ہی اسکے ساتہہ ملاکر کبرے بنایا جاوے تو بخوبی اخفا ثابت ہوجاوے گا اور اثر ابن الزبیر کا جواب وہی ہی جو
عطا کے روایت کا گذرا دوم پانچوین حدیث مسند ابو یعلے مین ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولا
الضالین پر پہونچے تو آمین پوشیدہ کہی انتہی دیکہو ہمنے موقوف حدیثون کے جواب مین دو حدیثین

له فقہ باب الصلوۃ مین ہی ۱۲

چوتہی حدیث اخفا

پانچوین حدیث

مرفوع ذکر کرین اور ابو ہریرہ کی ندا سے امام کو جہر آمین مفہوم نہین ہوتا اور ابن عمر رضہ کے بارہ مین جو نافع لا یدعہ فرماتے ہین اسکے مرجع کو جہر سے تعبیر کرنا مؤلف صاحب کا مغالطہ یا جہالۃ ہی انکا شائق بالآمین ہونا اور لوگون کو ترغیب دینا جہر کو مستلزم نہین بلکہ غالبًا انکا عمل موافق آیت و حدیث مرفوع و فعل اکثر صحابہ ہوگا اور خواہ مخواہ انکو اپنی باتکی طرف کھینچنا زبردستی ہی اور امام بخاری کو سوائے اثر ابن الزبیر کے اور کوئی صحیح حدیث مرفوع دربارۂ جہر آمین نہین ملی ورنہ ضرور لکھتے اور باقی احادیث جو اونہون نے ذکر کی ہین مطلق فضیلت آمین یا امر بقول آمین مین ہین جہر سے ان کو لگاؤ نہین مؤلف کا انسے جہر سمجھنا جہالۃ یا مغالطہ ہی **قال** چھٹی حدیث عَنْ عَطَاءٍ اَدْرَكْتُ مِأَتَيْنِ مِنَ الصَّحَابَةِ فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا الضَّآلِّيْنَ سَمِعْتُ لَهُمْ رَجَّةً رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ **اقول** یہ وہی حدیث بیہقی کی ہی جسکو چوتھی حدیث شمار کیا ہی پہر یہان اسکا اعادہ کرنا تعداد بڑہانا اور بیفائدہ تکرار کرنا ہی اسلیے ہم بہی انکے جواب مین ایک مرفوع حدیث نقل کر دیتے ہین چنانچہ چھٹی حدیث اخفا کی مصفّٰی شرح موطا مین یہ ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولا الضالین پر پہونچے تو خفیہ آمین کہی انتہی **قال** ساتوین حدیث عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَءَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ **اقول** یہ حدیث معارض ہی دوسری حدیث وائل بن حجر کی جو کہ ترمذی مین ہی اور یہ ساتوین حدیث اخفا کی ہوئی عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَءَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقَالَ اٰمِيْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ انتہی یعنے علقمہ بیٹے وائل نے اپنے باپ وائل سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑہا تو آمین کو آہستہ سے کہا انتہی پس تعارض کیوقت مرجح ہوگی یہ حدیث جو موافق قرآن اور عمل جمہور صحابہ وغیرہ کے ہے اور حدیث جہر محمول تعلیم پر ہوگی یعنی مطابقت ہی **قال** آٹھوین حدیث عن نعیم المجمر قال صلیت وراء ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ فقرء بسم اللہ الرحمن الرحیم ثم قرء بام القرآن حتی اذا بلغ ولا الضالین قال آمین الخ **اقول** اول تو یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اس مین ابو ہلال راوی لین الحدیث ہی تقریب التہذیب مین ہی محمد بن سلیم ابو ہلال لین الحدیث یعنے محمد بیٹا سلیم کا ابو ہلال حدیث مین سست ہی دوم قول سے جہر مراد لینا زبردستی ہی کما سیاتی سیوم بفرض تسلیم جمہور صحابہ کبار کے عمل کے مخالف ہی چنانچہ گذرا اور

نیز بعض خلفاء کبار کے عمل کے معارض ہی جیساکہ آٹھوین حدیث اخفا کی تہذیب الآثار مین یہ ہی حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ لَمْ یَکُنْ عُمَرُ وَعَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا یَجْھَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِاٰمِیْنَ انتہی یعنے حدیث کی ہمسے ابو بکر بیٹے عیاش نے ابو سعید سے وہ روایت کرتے ہین ابو وائل سے کہ حضرت عمر اور علی رضی اللہ عنہما بسم اللہ اور آمین جہر سے نہین کہتے تھے انتہے پس مرجح ہوگی یہ حدیث صحابہ کبار کے اوپر فعل ابو ہریرہ رضہ کے اور نیز انکا فرمانا کہ صحابہ نے ترک کردیا آمین کو معارض اسکے ہی اور نیز اسمین ذکر بسم اللہ کا ہی جسکو بخاری و مسلم وغیرہ محدثین نے ضعیف جانکر روایت نہین کیا بلکہ اخفاء کی بسم اللہ کی روایتین لکھی ہین **قال** نوین حدیث عن علی رضی اللہ تعالی عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال ولا الضالین قال آمین رواہ ابن ماجۃ فی باب الجہر بآمین **اقول** اول تو یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اس حدیث مین محیہ بن عدی ہی اور وہ خطا کرتے تھے تقریب[1] مین ہی محیہ بن عدی کندی خطا کرتا تہا دوم خود فعل حضرت علی رضہ کا اسکے خلاف ہی اور باوجود روایت کرنے حضرت علی رضہ کے انکا جہر کو چہوڑ دینا برہان قاطع اسپر ہی کہ اخفا سنت ہی علاوہ اسکے قول جہر پر دال نہین ہی علی الخصوص مؤلف کے نزدیک قول صحابی حجت نہین پہر بیان کیون حجت ہی **قال** دسوین حدیث عن عبد الجبار بن وائل عن ابیہ قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما قال ولا الضالین قال آمین و سمعنا ھا منہ رواہ ابن ماجۃ فی باب الجہر بآمین **اقول** یہ حدیث عبد الجبار کی منقطع ہی کیونکہ عبد الجبار کو اپنے باپ وائل بن حجر سے سماع نہین ترمذی[2] مین ہی سَمِعْتُ مُحَمَّدًا یَقُوْلُ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ اَبِیْہِ وَلَا اَدْرَکَہٗ یُقَالُ اِنَّہٗ وُلِدَ بَعْدَ مَوْتِ اَبِیْہِ بِاَشْھُرٍ انتہی یعنے ترمذی کہتے ہین کہ مینے امام بخاری سے سنا کہ وہ کہتے تھے عبد الجبار بن وائل بن حجر نے اپنے باپ وائل سے نہین سنا اور نہ اسکا زمانہ پایا اسکی نسبت تو یون کہا جاتا ہے کہ بیشک وہ اپنے باپ کے انتقال کے کئی مہینہ بعد ہوا ہی انتہے اور تقریب مین ہی عبد الجبار بن وائل ثقہ ہی لیکن اپنے باپ سے ارسال کرتا ہی علاوہ اسکے معارض ہی دوسری حدیث وائل کی چنانچہ نوین حدیث سنن دار قطنی مین ہی عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ کُھَیْلٍ عَنْ حُجْرٍ اَبِی الْعَنْبَسِ عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰی بِھَا صَوْتَہٗ انتہی یعنے سلمہ بن کہیل سے روایت ہی وہ حجر ابی العنبس سے اور وہ علقمہ بن وائل سے وہ اپنے باپ وائل سے روایت کرتے ہین کہ بیشک اونہون نے نماز پڑہی ساتہہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہر جبکہ

[1] تقریب صفحہ ۱۵ مین ہی

[2] ترمذی کتاب الحدود مین ۲۵۰

نوین حدیث اخفاء

پونچے غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پر تو کہا آمین اور اسکی آواز کو پوشیدہ کیا انتھی **قال** گیارھوین حدیث
عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من قراءۃ ام القرآن
رفع صوتہ وقال آمین رواہ الدارقطنی وحسنہ والحاکم وصححہ **اقول** اول تو یہ حدیث معارض حدیث
حاکم کے ہی جسکو مستدرک مین روایت کیا ہی اور اس مین اخفا آمین ہی اور اسکو صحیح الاسناد کہا ہی پس
یہ حدیث دسوین اخفا کی ہوئی علاوہ اسکے حدیث جہر حاکم کو حسن یا صحیح کہنا مسلّم نہین کیونکہ تصحیح حاکم و دارقطنی
کی معلوم ہی اور جہر کی روایت مین بشر بن رافع بھی ہی جو ضعیف ہی علاوہ ان سب امور کے ہمنے مطلقا
جہر کا انکار نہین کیا ہی کیونکہ تعلیم کی طور پر آپ سے جہر ہونا مسلم ہی اسلیے صحابہ کرام جو آپکے مقتدی تھے
انسے ایسے روایات مین جہر منقول نہین اگر سنت ہوتا تو ضرور وہ بھی جہر کرتے و اذ لیس فلیس **قال**
بارھوین حدیث عن وائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ
غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقال آمین ومد بھا صوتہ رواہ الترمذی وابو داود والدارمی
وابن ماجۃ **اقول** اس حدیث ترمذی سے جہر لینا زبردستی ہی اسلیے کہ مدّ کے معنے دراز کے ہین اور وہ
جہر کو مستلزم نہین بلکہ مد اور اخفا جمع ہوسکتے ہین اور یہی خود شعبہ کی حدیث اخفا کی ترمذی نے نقل کی
ہی جو معارض اسکے ہی بس وہ گیارھوین حدیث اخفا کی ہوئی اور خطاء شعبہ کا جواب آگے آتا ہی اور
فائدہ مین جو ترمذی مین نقل کیا ہی کہ حضرت علی رضی سے روایت ہی مسلم ہی لیکن روایت شے دیگر ہی اور عمل
امر آخر ہی انکا عمل تو جہر پر نہین ہی کما مر اور ترمذی کا یہ کہنا کہ بہت سے صحابہ و تابعین اسکے قائل
ہین بلا دلیل ہے کوئی حدیث جہر کی تو پیش نہ کی ایک حدیث نقل کی جو جہر
پر دال نہین اگر صحابہ کا عمل تھا تو اسکو روایۃ بیان کرنا تھا بلکہ حدیث ابن ماجہ سے معلوم
ہوچکا ہی کہ صحابہ نے آمین بالجہر ترک کردی تھی اب فقط قول ترمذی کا قول ابو ہریرہ رضی پر جو
صحابہ و تابعین کے عدم جہر کو روایت کرتے ہین حجت کیونکر ہوگا خاصکر جبکہ قرآن واحادیث
صحیحہ اسکے مخالف ہون **قال** تیرھوین حدیث عن بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبقنی بآمین رواہ ابو داود **اقول** اس قول بلال رضی سے جہر مراد لینا
زبردستی ہی اسمین جہر کی بو نہین آتی حضرت بلال کی غرض صرف یہ ہی کہ میری آمین اور آپکی آمین
ایکوقت مین ہو تاکہ ثواب آمین ہاتھ سے نہ جائے اس سے جہر کو کیا تعلق اور طرفہ سنو مولف صاحب

نے اجتہاد بے بنیاد سے اور ایک مسئلہ قراۃ فاتحہ خلف الامام کا بھی اس سے ثابت کیا ہی چنانچہ اسکو
فائدہ مین لکھا ہی (کہ مراد اسکی اسبات کے کہنے سے یہ ہی کہ جب مین سورۂ فاتحہ اپنے آپکے پیچھے تمام کرلیا کرون
تب آپ آمین کہا کرین پس اس حدیث سے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کا پڑہنا اور آمین پکار کر کہنا یہ دونون
باتین ثابت ہوئین) اب یہ کیسا رجم بالغیب ہی فاتحہ خلف الامام سے بھی بیان کوئی علاقہ نہین نہ آمین پکار
کر کہنا مذکور ہی سوا اسکے کہ صحابی پر افترا ہی اور کیا ہی مگر مؤلف صاحب کو اپنے کام سے کام ہی **قال**
چودہوین اور پندرہوین اور سولوین حدیث در بارۂ حسد یہود کے عائشہ وابن عباس رض و بیہقی سے
اقول اول تو حدیث حضرت عائشہ رض کی ضعیف ہی کیونکہ ایک راوی اسکی سند مین حماد بن سلمہ ہی
جسکا حافظہ آخر عمر مین متغیر ہوگیا تھا چنانچہ تقریب مین ہی حماد بن سلمۃ بن دینار تغیر حفظہ باٰخرہ اور
دوسرا راوی سہیل بن ابی صالح ہی اسکا حافظہ بھی آخر عمر مین متغیر ہوگیا جیساکہ تقریب مین موجود
ہی اور دوسری حدیث ابن عباس رض کی بھی ضعیف ہی کیونکہ اسمین ایک راوی طلحہ بن عمرو ہی اور
وہ متروک ہی چنانچہ تقریب مین ہی طلحۃ بن عمرو متروک اور بر تقدیر تسلیم صحت بھی مخالفین
کو مفید نہین کیونکہ حسد ہونا کچھ جہر پر موقوف نہین بلکہ علم ہونا آمین کہنے کا کافی ہی اور چونکہ آپنے
فضیلت آمین بیان فرمائی تھی اور بعض وقت بطور تعلیم جہر بھی فرمایا اسلیے یہود جانتے تھے کہ یہ
لوگ آمین کہا کرتے ہین اس بنا پر انکا حسد تھا اب یہ کہنا کہ جو لوگ آمین بالجہر کو برا سمجھتے ہین یا عامل
نہین ہین وہ مثل یہود کے ہین تو باعتقاد مؤلف اکثر صحابہ و تابعین کا جو کہ تارک آمین بالجہر بباعث
عدم سنیت جہر کے تھے نعوذ باللہ مثل یہود ہونا لازم آئیگا اور حنفیہ مالکیہ وغیرہ جہر آمین کو مطلقا برا
نہین سمجھتے ورنہ شافعیہ و حنبلیہ کو اسکے باعث برا سمجھتے بلکہ تحقیق و تدقیق کے بعد انکو آمین بالاخفا سنت
معلوم ہوتا ہی البتہ جو لوگ کہ شتر بے مہار کی طرح ہین کہ نہ وہ مقلد شافعی ہین نہ مقلد حنبلی بلکہ بطور خود
ان احادیث سے استدلال کرتے ہین اور غیر مقلد بنتے ہین انکو برا سمجھتے ہین کہ بغیر تقلید کسی امام کے
جو طریقہ جمہور اہل سنت کا ہی تحقیق لایعنی کرکے تمام صحابہ و ائمہ دین کی بدگوئی کرتے ہین اور آمین
بالاخفا کو کسیکے حق مین جائز نہین کہتے بلکہ اسکی عاملین کو جو مسلمان سنی ہین یہودی بناتے ہین
اس صورت مین وہ خود یہودی بننا چاہتے ہین کہ آمین بالاخفا سے چڑتے ہین اور خواہ مخواہ اسکے
چڑانے مین طرح طرح کے دام فریب بچھاتے ہین سولوین حدیث کا بھی یہی جواب ہی اور طرفہ جہالت مؤلف

ے تقریب [illegible] مین ہی

ے تقریب [illegible] مین ہی

ے تقریب [illegible] مین ہی

کی یہ ہی کہ جہان کہین آمین کا لفظ بھی آتا ہی اسپر بکار کر کہنا اپنی طرف سے خواہ مخواہ حاشیہ چڑہاتا ہی اور
بعض جگہ اسی قصد سے ترجمہ غلط کرتا ہی اسلیے کہ ماحسدتکم الیہود کا ترجمہ مضارع منفی کا کیا ہی یعنے نہین
حسد کرتے تمسے یہود حالانکہ یہ ماضی منفی ہی جسکا صحیح ترجمہ یہ ہی کہ نہین حسد کیا تمسے یہود نے غرض
مؤلف کے دوام ثابت کرنا ہی خواہ ہو یا نہو **قال** سترہوین حدیث عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی
عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا
امین فانہ من وافق قولہ قول الملئکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ رواہ البخاری فی باب جھر المأموم
بالتامین **اقول** اس حدیث سے جہر پر دلیل لانا نمونہ اجتہاد امام بخاری ہی کیونکہ امر بالتامین سے جہر
کی تخصیص کیونکر نکلتی ہی بلکہ موافقت تامۂ ملائکہ کے ساتھہ اخفا آمین مین ہی اور اگر قولوا آمین سے جہر ہوین
جیسا کہ قسطلانی وغیرہ شافعیہ شراح بخاری کہتے ہین تو لازم آتا ہی کہ التحیات اور ربنا لک الحمد بھی جہر
سے مسنون ہو کیونکہ بخاری ومسلم مین انکی نسبت بھی قولوا التحیات اور قولوا ربنا لک الحمد مروی ہی حالانکہ
کوئی غیر مقلد وشافعی بھی اسکے قائل وعامل نہین پھر ترجیح بلا مرجح نہین تو اور کیا ہی اور فائدہ مین امام
نووی نے جو لکھا ہی اسکا مفاد اسقدر ہی کہ امام اور مقتدی ہر دو آمین کہین پھر اس سے مؤلف کے جہر
کا پتہ کہان ہی بلکہ یہ موافق حنفیہ کے ہی کہ وہ ہر دو کے آمین کہنے کے قائل وعامل ہین **قال** اٹھارہوین حدیث
وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال احدکم امین وقالت الملئکۃ فی السماء
امین فوافقت احدٰھما الاخری غفر لہ ما تقدم من ذنبہ رواہ البخاری ومسلم **اقول** یہ حدیث
بھی جہر پر دال نہین بلکہ موافق اہل اخفا ہی علاوہ اسکے نماز کا ذکر بھی نہین اور تفصیل اسکی اوپر گذری
قال انیسوین حدیث وَعَنْہُ اَیْضًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ
عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ تَقُوْلُ اٰمِیْنَ وَاِنَّ الْاِمَامَ یَقُوْلُ اٰمِیْنَ فَمَنْ وَافَقَ تَاْمِیْنُہٗ تَاْمِیْنَ
الْمَلٰٓئِکَۃِ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ فِیْ بَابِ جَھْرِ الْاِمَامِ بِاٰمِیْنَ **اقول** اس حدیث کو نسائی
کا باب جہر آمین مین ذکر کرنا بیدلیل ہی اور پھر انکی تقلید کرنا اور بھی بلا حجت ہی ہان غیر مقلدین کے چونکہ
موافق ہی وہ مانین تو تعجب نہین گو اورون پر تقلید کا الزام دین اسلیے کہ یہ حدیث صاف اسپر دال ہی کہ آمین بالاخفا چاہیے
کیونکہ قطع نظر موافقت ملائکہ سے اس حدیث مین آپنے فرما دیا کہ تم آمین کہو کیونکہ ملائکہ بھی آمین کہتے ہین اور نیز امام آمین کہتا ہی اب ظاہر ہی کہ
اگر آمین کا جہر سے کہنا آنحضرت صلعم مین معروف ومشہور ومعتاد ہوتا تو اسطرح فرمانیکی ضرورت نہ تھی بلکہ آپنے جتلا دیا کہ یہ خیال مت کرو

کہ تم ہی کو کہنا آمین کا چاہیے بلکہ امام بھی خفیہ کہا کرتا ہی وہ محض ساکت نہین رہتا جسطرح امام مالک رح
کا مذہب ہی کہ امام نہ کہے پس یہ حدیث اخفاء آمین کی بارہوین ہوئی **قال** بیسوین حدیث وعنہ ایضا
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا امّن القارئ فامنوا فان الملئکۃ تؤمن فمن وافق تامینہ
تامین الملئکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ رواہ النسائی فی باب جہر الامام بامین **اقول** اس حدیث
کو بھی جہر سے کوئی تعلق نہین بلکہ یہ مطلب ہی کہ قاری امام و مقتدی کی آمین ایک وقت مین ہونی
چاہیے اور یہ بھی دوسری حدیث مین ہی کہ بعد ولا الضالین کے آمین کہو پس سماع آمین امام پر آمین مقتدی
موقوف نہین ہان وقت ہر دو کا ایک ہی اگر اخفاء آمین ہو جسمین موافقت بالملئکہ ہی تو ہر دو کا ایک
وقت مین ادا ہوجانا بھی ہوجائیگا وہو المطلوب **قال** اکیسوین حدیث وعنہ ایضا ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال اذا امن الامام فامنوا فانہ من وافق تامینہ تامین الملئکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ
قال ابن شہاب کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول آمین رواہ البخاری ومسلم وابوداود والترمذی
والنسائی ومالک **اقول** اس حدیث کے روایت کرنے والے امام مالک بھی ہین پھر اگر جہر مراد اس سے ہوتا
تو امام مالک پر طعن بوجہ اسکے ہوگا کہ وہ معنے حدیث کے نہین سمجھے اور محل تعجب ہی کہ مجتہد تو معنے حدیث
کے نہ سمجھین اور ان سے کم درجہ والے سمجھین اور وہ عمداً خلاف کرین یہ فہمید غیر مقلدین کی ہی کہ جنکو بجز اہانت
اماماں دین اور کچھ نصیب نہین ہے سنو کہ اس حدیث اور بیسوین حدیث کا ایک ہی مطلب ہی جہر سے یہان
کچھ مطلب نہین اور معنے اذا امن کے یہ ہین کہ جسوقت امام ارادہ آمین کہنے کا کرے تاکہ موافقت اس
حدیث کے ساتھ ہو جسمین بعد ولا الضالین کے آمین کہنے کا حکم ہی اسلیے امام نووی شافعی نے باوجودیکہ
مذہب انکا جہر کا ہی اور مؤلف کے موافق ہین مگر اس سے جہر نہین سمجھتے بلکہ یہی معنے لیتے ہین جیسا کہ شرح
مسلم مین تحت اس حدیث کے لکھتے ہین واما روایۃ اذا امن فامنوا فمعناہ اذا اراد التامین انتہی یعنے اذا امن فامنوا
کی روایت کا مطلب یہ ہی کہ جسوقت امام ارادہ آمین کہنے کا کرے تو تم آمین کہو انتہے اب مقتدیون کا آمین
کہنا بعد فراغت امام کے ولا الضالین سے ہی اور وہ ہر حال مین ہوسکتا ہی خواہ سماع آمین امام ہو
یا نہو اور قول ابن شہاب زہری کا مطلب بھی امام نووی نے بیان کردیا ہی وہ یہ ہی وقول ابن
شہاب کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول آمین معناہ ھذا صیغۃ تامین النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وھو تفسیر لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امن الامام فامنوا ورد لقول من زعم ان معناہ اذا

بارہوین حدیث اخفاء آمین کی

صحیح مسلم جلد اول کے صفحہ ۱۷۶ مین ہی ۱۲

شرح مسلم صفحہ ۱۷۶ جلد اول مین ہی ۱۲

دعا الامام بقوله اهدنا الصراط المستقیم انتہی یعنے ابن شہاب زہری کا یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہا کرتے تھے یہ ہی کہ یہ طریقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آمین کہنے کا ہی (یعنے آپ لفظ آمین کہا کرتے تھے نہ دیگر لفظ) اور یہ تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے ہی کہ جب امام آمین کہے تو تم بہی آمین کہو اور اوس شخص کے قول کا رد ہی جسنے یہ زعم کیا ہی کہ اس کے معنے یہ ہین کہ جب امام اہدنا الصراط المستقیم پکارے انتہی اب یہ حدیث اگر جہر پر دلالت کرتے تو امام نووی جو پکے مقلد شافعی ہین ضرور اس سے جہر سمجھکر بیان کرتے **قال** فائدہ نماز مین آمین پکار کر کہنے کے باب مین اکیس حدیثین کہ جنکا امام اعظم نے خلاف کیا ہی وہ تو گذر چکے ہین **اقول** ہ کی بناوٹ بہت سی باتو نمین پر کہین چہپتی ہی بنائی بات، منصف عاقل پر مخفی نہو گا کہ ان احادیث کے شمار مین مؤلف نے طرح طرح کے دہوکے دیے ہین شمار مین بھی اور معنے سمجھنے مین بھی کیونکہ ایک سے بہی مطلب پورا مؤلف کا نہین نکلتا جسکو شک ہو وہ ہمارے اوپر کے جوابات ہر حدیث سے سمجھ سکتا ہی کہ حنفیہ کے کوئی بہی مخالف نہین بلکہ کوئی ان مین ضعیف ہی کوئی جہر سے تعلق نہین رکھتے اور کسی سے جہر کا مسنون ہونا یا دوام طور پر ہونا مفہوم نہین ہوتا پہر اگر برائے نام یاد ہو کہ دینے کو اکیس کو شمار کردینے کا نام استدلال ہی تو ہر ایک کا جواب باصواب بھی ہو چکا اور احادیث اخفا بہی بیان کردی گئین جو ابتک بارہ تک ہو چکی ہین اور باقی آتی ہین اور یہان مخالفت مین صرف امام صاحب کا ہی ذکر کیا ہی کیونکہ اصل مقصود امام ہی محل طعن ہین گو سابق اضطراراً تم دیگر ائمہ وصحابہ وغیرہ پر طعن ہو چکا ہی اور اب جو جو دہوکہ مؤلف نے استدلال حنفیہ مین دربارۂ خفیہ آمین دیے ہین انکا حال بھی سن لیجیے اور آئندہ انکے مغالطات سے پناہ مانگیے **قال** لیکن آمین خفیہ کہنے کے باب مین دلیل امام اعظم کے اونکے مقلد جو حدیثین پیش کرتے ہین وہ یہ ہین پہلے حدیث ترمذی کی شعبہ سے جو وائل بن حجر سے خفض بہا صوتہ کی روایت کی ہی جواب اسکا دو طرح پر ہی اول یہ کہ یہ حدیث ضعیف ہی ہرگز لائق حجت پکڑنیکے نہین کیونکہ ترمذی جو کہ مخرج اس حدیث کا ہی کہا اسنے کہ سنا مینے محمد یعنے بخاری سے کہ کہتے تھے حدیث سفیان کی یعنے جس حدیث مین مد بہا صوتہ یعنے دراز کیا حضرت رض نے ساتھ آمین کہنے کے آواز اپنی کو آیا ہی وہ حدیث بہت صحیح ہی شعبہ کی حدیث سے اس باب مین **اقول** مؤلف صاحب کی لیاقت کو دیکھنا کہ اس حدیث کو ایسا ضعیف ٹہیراتے ہین جو ہرگز لائق حجت نہین اور دلیل قول امام بخاری لاتے ہین کہ وہ کہتے ہین حدیث سفیان اس سے زیادہ صحیح ہی حالانکہ زیادہ صحیح ہونا منافی صحت نہین بلکہ اصح

مقابل مین صحیح کے بولا کرتے ہین جس سے صحت کی نفی نہین نکلتی بلکہ صحت کا اقرار ہوتا ہی نہ کہ ضعف
جسکو مؤلف صاحب سمجھ گئے ہین مگر انکو تو اخفاے عناد ہی وہ ایسے دہوکے کیون نہ دین یا ایسی جہالت
انکی نصیب کیون نخواب دلائل بخاری سنیئے **قال** اور خطاکی شعبہ نے اس حدیث مین کئی جگہ مین پہلے خطا
شعبہ راوی کی اس حدیث مین یہ ہی کہا شعبہ نے حجر عنبس کا باپ ہی سو یہ اسکی خطا ہی حجر تو عنبس کا بیٹا ہی
اور کنیت کیا جاتا ہی ابا سکن **اقول** بلکہ اس خطا کو منسوب بشعبہ کرنا خطا ہی شیخ الاسلام علامہ عینی نے
شرح ہدایہ مین اسکا یون جواب دیا ہی کہ حجر کی کنیت ابو العنبس ہونے پر ابن حبان نے کتاب الثقات مین
جزم کیا ہی اور کہا ہی کہ اسکی کنیت اپنے باپ کے نام کی طرح ہی اور قول بخاری کا کہ کنیت اوسکی ابو السکن ہی
اسکے منافی نہین کہ کنیت اسکی ابو العنبس بہی ہو کیونکہ ایک شخص کے دو کنیتین ہونیکو کوئی شئے مانع نہین ہی
انتہی اب معلوم ہوا کہ وہ ابو العنبس بہی ہی پہر شعبہ نے اسکی اس کنیت کو ذکر کیا تو کونسی خطا ہی بلکہ اسکو خطا سمجھنا
خطا ہو **اقال** دیگر خطا شعبہ کی اس حدیث مین یہ ہی کہ شعبہ نے زیادہ کیا اس حدیث مین علقمہ بن وائل سے اور وجیح
اسناد اس حدیث کے نہین **اقول** یہ بات بھی کوئی خطا کی نہین ہی کیونکہ محدثین کے نزدیک زیادتی ثقہ
کی مقبول ہی جیسا کہ اسبات کا جواب بہی علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین دیا ہی یعنے کہنا بخاری کا کہ شعبہ
نے علقمہ کو زیادہ کیا ہی کچہ مضر نہین اسلیے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہی خصوصًا شعبہ جیسے راوی سے انتہی
علاوہ اسکے خفض کے روایت انہین راویون اور اسنادسے ثابت ہی جو ترمذی کے راوی ہین یعنے
سفیان سے بہی خفض بہا صوتہ ثابت ہی جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ مین ہی حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ ثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ وَلَا الضَّالِّيْنَ فَقَالَ اٰمِيْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ پس اب شعبہ کی روایت کو توت تامہ
حاصل ہوگئی اور سفیان بھی انکے موافق ہو گئے **قال** تیسری خطا شعبہ کی یہ ہی کہ کہا شعبہ نے پست کیا آنحضرت
نے ساتھ آمین کہنے کے آواز اپنی کو اور یہ اسکی خطا ہی اور صحیح یہ ہی کہ دراز کیا حضرت نے ساتھ آمین کہنے
کے آواز اپنی کو **اقول** یہ بہی کوئی خطا نہین ہی باوجودیکہ مد بہا صوتہ خفض کے منافی نہین پھر اسکو
خطا بتلانا خطا نہین تو کیا ہی چنانچہ علامہ عینی اسبارہ مین یون کہتے ہین قُلْتُ تَخْطِيَةُ مِثْلِ شُعْبَةَ خَطَأٌ
كَيْفَ وَهُوَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْحَدِيْثِ یعنے مین کہتا ہون کہ شعبہ جیسے راوی کے خطا پکڑنی خطا ہی اور کیسی
یہ بات خطا نہو جس صورت مین کہ وہ امیر المومنین علم حدیث مین ہین انتہی اور یہان پر تطبیق یون کیون

نہین ہوسکتے کہ کبہی وائل نے مدبہا صوتہ کو ذکر کیا اور کبہی خفض بہا صوتہ کو جسمین منافات نہین ورنہ سوء ظن
ایسے شخص کی طرف ہوگا کہ جسکے امام اور ثقہ اور حافظ ہونیکا ترمذی کو خود اقرار ہی چنانچہ کتاب العلل
مین لکھا ہی کہ سنا مینے ابو بکر عبد القدوس بن محمد سے اسنے کہا کہ مینے سنا ابو الولید سے اسنے کہا کہ مینے سنا
حماد بن زید سے وہ کہتے تہے کہ مجھسے شعبہ نے جس حدیث مین خلاف کیا ہی تو مینے اسکو چھوڑ دیا ہی اور
ابو الولید نے کہا کہ مجھسے حماد بن سلمہ نے کہا کہ اگر تجھکو حدیث کا شوق ہی تو شعبہ کے ساتھہ رہو۔ اور اسی جگہ
ہی کہ سفیان ثوری کہتے تہے شعبہ حدیث مین امیر المومنین ہین۔ اور نیز اسمین ہی کہ ہمسے ابو بکر نے کہا کہ علی بن
عبد اللہ نے کہا کہ مینے یحییٰ بن سعید سے دریافت کیا کہ بڑے بڑے حدیثون کو یاد رکہنے والے سفیان
ہین یا شعبہ تو کہا کہ شعبہ زیادہ قوی ہین ان حدیثون مین اور کہا یحییٰ نے شعبہ کو علم رجال کا فلان
عن فلان زیادہ تھا اور سفیان صاحب الابواب تھے انتھے پس معلوم ہوا کہ شعبہ کی حدیث زیادہ صحیح
ہی اور وہ رجال کے حالات سے خوب واقف تھے اور سفیان صاحب ابواب یعنے فقیہ تھے اب
ترجیح قول بخاری کو اوپر قول یحییٰ کے ترجیح بلا مرجح ہی اور نیز کتاب العلل مین ہی کہ کہا ہمسے عبد بن
حمید نے اسنے سنا ابو داود سے اسنے کہا کہ شعبہ فرماتے تہے کہ مینے جس راوی سے ایک حدیث سنی
ہی تو اوسکے پاس کئی بار آیا ہون (یعنے اس حدیث کے سنانے اور تسکین ہونیکے لیے پھر پھر کر آیا ہون)
اور جس سے دس حدیثین سُنین اسکے پاس دس مرتبہ سے زیادہ آیا ہون اور جس سے پچاس حدیثین سُنین
اسکے پاس پچاس مرتبہ سے زیادہ آیا ہون اور جس سے سو حدیثین سُنین اسکے پاس سو مرتبہ سے زیادہ
آیا ہون مگر ایک حبان کوفی کہ اس سے مینے بیشک یہ حدیثین (جو اسوقت فکر مین آئی ہونگی) سنین
پھر جو مین لوٹ کر اسکے پاس آیا تو وہ فوت ہو چکا تہا انتھے اس سے حال شعبہ کے حافظہ کا بخوبی معلوم
ہوا کہ حدیث کی خوب تحقیق کرتے تھے کئی بار اس راوی کے پاس جاتے شاید کہ کہین بھول نہ گیا ہو
اب اسیطرح حدیث خفض بہا کو سمجھیے کہ کئی بار سنی ہوگی پس خطا کا ہونا بغیر دلیل ہین صرف تقلید بخاری ہے
البتہ وہ شخص مان سکتا ہی کہ جو مقلد محض ہو اور بلا وجہ ایسے بڑے امام کو خاطی کہے جسقدر شافعیہ و
غیرہ اسباب مین کہتے آئے ہین وہ تقلید بخاری کے سوا اور کچھہ نہین جو چندان قابل استماع اور لایق
عمل نہین امام نووی تہذیب الاسماء مین کہتے ہین کہ شعبہ بڑے محدثین اور کبار محققین سے ہین
اور اجماع محدثین کا انکے امام ہونے پر علم حدیث اور احتیاط اور اتقان اور جلالت قدر مین ہی کہ

اور کہا امام احمد بن حنبل نے کہ شعبہ کے زمانہ مین انکی مثل حدیث مین اور انسے عمدہ اور بہتر کوئی نتہا
اور کہا امام شافعی رحنے اگر شعبہ نہوتے تو عراق مین حدیث پہچانی نہ جاتی اور امام احمد نے کہا کہ شعبہ
علم حدیث اور احوال رواۃ مین امتﷲ واحدہ ہین انتہی ملتقطا پس جبکہ ایسے بڑے بڑے امامون کا
انکی جلالت پر اتفاق ہی تو اب خطا کی نسبت کرنا اگر خطا نہین ہی تو کیا ہی **قال** شعبہ کی حدیث کے ضعیف
ہونیکی ایک وجہ یہ بہی ہی کہ سماع علقمہ کا وائل سے ثابت نہین الخ **اقول** یہ وجہ ضعف کی تو بالکل
ضعیف ہی مؤلف صاحب نے یہان پر تحقیق کو بالای طاق رکھدیا ہی اسلیے کہ عند التحقیق سماع علقمہ
کا اپنے باپ وائل سے بدلائل واضحہ ثابت ہی البتہ اسکے بہائی عبد الجبار کا سماع اپنے باپ وائل سے
ثابت نہین اور تقریب مین ابن حجر کو وہم ہوگیا ہی یا اسوقت تک تحقیق سماع کی انکو نہین ہوئی ہوگی
اسلیے کہ اور جگہ اپنی تصنیف تلخیص الحبیر مین جہان وائل کے حدیث کو نقل کیا ہی لکھا ہی کہ عبد الجبار نے اپنی
باپ سے نہین سنا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ علقمہ کے سماع کی نفی نہین ہی اور بلوغ المرام مین بہی حدیث علقمہ
عن وائل نقل کرکے اسکو صحیح کہا ہی اور صحیح حدیث انکے نزدیک وہی ہی جو خالی ارسال سے ہو اسلیے
ابن حبان نے ثقات مین لکہا ہی کہ جسنے یہ کہا ہی کہ علقمہ اپنے باپ کے بعد پیدا ہوا ہی ضعیف قول ہی
کیونکہ علقمہ سے یہ بات صحت کو پہونچی ہی کہ اسنے کہا کہ مجکو اپنے باپ کی نماز یاد نہین مین چھوٹا تہا اور
ابو بکر بزار نے کہا ہی کہ یہ قائل علقمہ ہی اسکا بھائی چھوٹا عبد الجبار نہین ہی انتہے ایسا ہی ذکر کیا اسکو
مولوی عبد الحی صاحب لکہنوی نے القول الجازم فی سقوط الحد بنکاح المحارم کے صفحہ ۱۸ مین اور
فتح القدیر سے جو ترمذی کا قول علل کبیر والا نقل کیا ہی کہ ترمذی نے بخاری سے پوچہا تو کہا کہ وہ چھ
مہینے باپ کی فوت ہونیکے بعد پیدا ہوا ہی انتہی سو واضح رہی کہ یہ قول ضعیف ہی اور محمول ہی
عبد الجبار پر کیونکہ ترمذی خود اس قول کو تسلیم نہین کرتا ترمذی کی کتاب الحدود مین سماع کا قائل ہے
چنانچہ لکہا ہی کہ علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے سنا ہی اور وہ عبد الجبار سے بڑا ہی اور عبد الجبار نے اپنے
باپ سے نہین سنا ہی انتہی اور مؤلف صاحب اگر اپنے پیشوا مولوی صدیق حسنخان کے مسک الختام
شرح بلوغ المرام ہی کو دیکھتے تو شاید ایسا نہ کہتے دیکہو مسک الختام کے صفحہ ۲۰۵ مین ہی سماع علقمہ
از ابیہ ثابت است پس حدیث سالم باشد از انقطاع اگر اسپر بھی صبر نہ آوے تو صریح لفظ حدثنا سے
سماع علقمہ کا اپنے باپ سے سناتے ہین کان دہر کر سنیے دیکہو سنن نسائیﷺ مین ہی اخبرنا ذکریا بن

۵ ربع زیر تقریر اور مستقل بن ۲۲

۶ نسائی کی کتاب الصلوٰۃ مین ۲۳

يحيى قال نا عبيد الله بن معاذ قال نا ابى قال نا ابو يونس عن سماك بن حرب ان علقمة بن وائل حدثه ان اباه حدثه قال انى لقاعد عند رسول الله صلى الله عليه وسلم الحديث اخبرنا محمد بن معمر قال نا يحيى بن حماد عن ابى عوانة عن اسمعيل بن مسلم عن علقمة بن وائل ان اباه حدثهم ان النبى صلى الله عليه وسلم اتى برجل الحديث اخبرنا سويد بن نصر اخبرنا عبد الله بن المبارك عن قيس بن سليم العنبرى حدثنا علقمة بن وائل حدثنى ابى قال صليت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فرايته يرفع يديه الحديث پس اب گنجایش انکار باقی نہین سواے زبروستے کے۔ اور فتح القدیر سے جو عبارت نقل کے ہر اسمین مؤلف نے مطلب کی بات نقل کردی اور باقی کو جو مضر تھے حذف کردیا کیونکہ شیخ ابن الہمام اس انقطاع کو یقینا تسلیم نہین کرتے انہون نے اس عبارت کے بعد یون لکھا ہی غیر ان ہذا الانقطاع ان تم یعنے مگر اتنی بات ہی کہ یہ انقطاع اگر پورا ہو جاوے یعنے انقطاع جو بخاری سے مروی ہی جب مسلم ہی کہ تمام بھی تو ہو اور معلوم ہی کہ تمام نہین ہی بلکہ ناقص ہی اسلیے کہ سماع علقمہ کا ثابت ہی **قال** دوم شعبہ کی روایت مذکور کی مخالف شعبہ ہی سے آمین پکار کر کہنا حضرت صلعم کا ثابت ہوچکا ہی چنانچہ فتح القدیر مین ہی الخ **اقول** شعبہ کا مخالف ہونا اپنے دوسری روایت کے باوجود امکان مطابقت کی مضر نہین کیونکہ ممکن ہی کہ کبھی جہر سنا ہو کبھی اخفا اور اگر متعارض ہی مانا جاوے تو اس صورت مین اخفا کو ترجیح ہوگی کیونکہ اصل کیطرف رجوع کیا جاوے گا کہ اس مین بحکم قرآن اخفا ہی نہ یہ کہ جہر کے باعث اخفا کی روایت کو ترک کرکے مخالف قرآن و دیگر احادیث صحیحہ کے کرنا چاہیے اور شیخ ابن الہمام نے حکایۃً نقل کیا ہی کہ دارقطنے نے جہر کو ترجیح دی ہی نہ یہ کہ اسکو تسلیم رکھا ہی اور دارقطنے کی ترجیح بمقابلۂ قرآن و احادیث صحیحہ و عمل صحابۂ کبار وغیرہ کے کب معتبر ہے **قال** سوم شعبہ کی حدیث سے یہ ہرگز نہین ثابت ہوتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آمین پکار کر نہین کہی ہی خفیہ اپنے دل ہی دل مین کہی آمر **اقول** یہ تو جب ہو کہ خفض کی صرف روایت ہو بلکہ اخفا کی روایت بھی اسی وائل سے منقول ہی پھر خفض کو اخفا پر محمول کیا جاوے گا اگر جہر یا قریب بجہر مراد ہوتا تو بخاری وغیرہ اس حدیث کے جواب کے درپے کیون ہوتے اور یہ کہنا کہ میانہ آواز سے کہے اور اسکے قائل ہین شیخ ابن الہمام غیر مسلم ہی کیونکہ انہون نے اپنی تطبیق کو معلق بشرط اختیار و اجتہاد اپنے کے کیا ہی جسکا معدوم ہونا سمجھا جاتا ہی یعنے یہ کہا ہی ولو كان

لکؔ فی ھٰذا شیء یعنے اسبارہ مین اگر طرف میرے کچھ ہوتا یعنے اختیار و اجتہاد ہوتا تو یون تطبیق دیتا اور جب
اختیار ہی نہین ہی تو تطبیق بھی معدوم ہی بقاعدۂ اذا فات الشرط فات المشروط اور مؤلف صاحب نے بباعث
جہالۃ کے ترجمہ غلط کیا ہی اور کہا ہی یعنے اگر میرے پاس کچھ اسکی دلیل ہوتی اب خیال کا مقام ہی کہ الی کے معنے
عند کے کیے ہین اور مطلب کو غلط کر دیا ہی اور باوجود اس لیاقت کے دعوے تحقیق یعنے چہ اور اگر مرجع ہذا
کا جہر آمین بنایا جاوے تو درست ہی کیونکہ انقطاع انکے نزدیک ثابت نہین اور اگر مرجع اخفا کا ہو تو درست
نہین کیونکہ اخفا کی دلیل تو قرآن و احادیث و آثار صحابہ سے ثابت ہی پس مؤلف کا شیخ ابن الہمام کو اپنی
موافق بنانا ناخوبی فہم ہی اور مقتدیون کا چلا کر آمین کہنا کسی حدیث صحیح مرفوع سے ثابت نہین اور جنسے
ایکبار ثابت ہی وہ عمل بعض صحابہ ہی جسکو مؤلف حجت نہین ٹھیراتا ہی- **قال** دوسری دلیل حنفیہ کی آمین
خفیہ کہنے کے باب مین شیخ عبد الحق حنفی نے شرح سفر السعادت مین یہ آثار نقل کیے ہین الخ **اقول** حدیثین
صحابہ کے صحیح ہین چنانچہ طحاوی نے روایت کی ہی ابی وائل سے کہا اُسنے حضرت عمر و علی رضہ بسم اللہ اور اعوذ اور
آمین جہر سے نہین کہتے تھے انتھے اب یہ حدیث تیرھوین اخفا کی ہوئی چودھوین حدیث اخفا کی ابن جریر نے جو
روایت کی ہی کہ حضرت عمر و علی رضہ جہر بسم اللہ و آمین کا نہین کرتے تھے انتھے پندرھوین حدیث اخفا کی ابن شاہین
کی حضرت عمر و علی رضہ سے کہ بسم اللہ و آمین جہر سے نہ پڑھتے تھے انتھے سولھوین حدیث ابراہیم نخعی کی ابن مسعود رضہ
سے مرسلاً کہ امام چار چیز و نکو خفیہ کہے اعوذ اور بسم اللہ اور آمین اور چوتھی ربنا لک الحمد انتہی روایت کیا اس کو
امام محمد نے کتاب الآثار مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ابراہیم نخعی سے **قال** جواب اسکا چار طرح پر
ہی اول یہ کہ اثر صحابہ کے ہین مرفوع حدیثین نہین الخ **اقول** ہان سچ ہی خود را فضیحت دیگران را نصیحت
اکیس حدیثین شمار کرنے کے واسطے خود مؤلف نے وہ اثر صحابہ نقل کیے ہین کہ جنسے بو جہر کی نہین آتی اور بطور
استدلال انکو ذکر کیا ہی اور حنفیہ جب عمل و آثار صحابہ نقل کرین تو انکی مرفوع ہونیسے انکار کرکے رد کرنیکو تیار
ہوتے ہین یہ مذہب غیر مقلدین کا ہوگا ورنہ حنفیہ کے یہان احادیث صحابہ سے برابر استدلال ہی بلکہ منقطع
و مرسل سب حجت ہین اور قول فعل صحابہ کو مطلقاً چھوڑ دینا کام شوکانی وغیرہ امام غیر مقلدین کا ہی اور انکو مخالف
حدیث مرفوع کے بتانا غلط محض ہی بلکہ یہ آثار موافق قرآن و احادیث مرفوعۂ صحیحہ و جمہور صحابہ کے ہین اور
دونون صحابہ خلفا کا جلیل القدر ہونا اظہر من الشمس ہے اور ابن مسعود رضہ کی جلالت سے بھی اہل حدیث
خوب واقف ہین کہ انکو دیگر صحابہ اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تصور کرتے تھے انکا مذہب اخفاء آمین ہے

تیرھوین حدیث اخفا
چودھوین حدیث
پندرھوین حدیث
سولھوین حدیث

طحاوی جلد اول صفحہ ۔ ۔ ۔

چنانچہ ابراہیم نخعی کہ بہت ہی متبع قول و فعل ابن مسعود رض کے ہین اخفار آمین کا حکم فرماتے تھے **قال** دوم یہ
روایتین طبقۂ رابعہ کی ہین الخ **اقول** یہ اصطلاح مخترع بعض علمار متاخرین کی ہی جبکہ نہ کوئی حدیث دال ہی نہ اثر
صحابہ وغیرہ خصوصا جس حالت مین بڑے بڑے علمار حدیث حنفیہ سے ان آثار کو استدلالاً نقل کرتے ہون
اور امام طحاوی ان طبقات سے ہی جو طبقہ اہل صحاح ستہ کا ہی پس انکا استدلال اس سے حجت تامہ ہو واسطے عمل
کے **قال** سوم روایت ابن مسعود کی بلا اسناد ہی اسلیے کہ ابراہیم نخعی تک ہی پہونچتی ہی ابن مسعود تک نہین پہونچتی
اقول اول تو ابن ابی شیبہ کا ابراہیم نخعی سے روایت کرنا اسکو مستلزم نہین کہ ابن مسعود رض سے اسکی
روایت نہو دوم بر تقدیر تسلیم ابراہیم نخعی ارسال کرتے ہین اور وہ ثقہ ہین اور حنفیہ و مالکیہ حنبلیہ وغیرہ
اکثر فقہا کے نزدیک حدیث مرسل حجت ہی اور کوئی دلیل مانع اسکی حجیت سے نہین چنانچہ پہلے اس کا ذکر گذر چکا
بعض کے حجت نہ سمجھنے سے کیا ہوتا ہی **قال** اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رض آمین پکار کر کہنے کے حدیث کی راوی
نہین سے ہین فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو ابن جریر اور طحاوی اور شاہین نے روایت کی ہی کہ حضرت علی رض
آمین پکار کر نہین کہتے تھے لغو ہی اور لائق ماننے کے ہرگز نہین **اقول** سے محقق ہو تو ایسا ہو معاند ہو تو ایسا
ہو تطبیق دینی تو نصیب نہین بلکہ جب اپنے مطلب کے مخالف کوئی حدیث نظر آئی تو اسکو بیباکانہ لغو قرار دینے
لگے نہ خدا کا خوف ہی نہ اہل علم سے شرم کہ کیا کیا اصول واہیہ اور لغو قرار دیتے ہین یہ بیباجرا عجیب ہی
کہ اگر راوی کسی فعل کا سماع یا رویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرے اور وہ پھر خود اسپر عمل نکرے
تو اب اسکے عمل کو لغو قرار دینا گویا اسکو غیر متبع حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنا ہے بلکہ مقتضی عقل
و انصاف و علم اسباب کو مقتضی ہی کہ یون تطبیق کیجاوے اور یہ اصول قرار دیا جاوے کہ راوی نے جو
خلاف مروی عنہ کے عمل کیا تو ضرور انکے نزدیک وہ حدیث منسوخ و متروک العمل ہے کیونکہ بسا بعید ہی
کہ راوی خلاف مروی عنہ کے عمل کرنے جب اسکے خلاف عمل کیا تو ضرور بباعث حسن ظن کے راوی سے اس حدیث کی
منسوخ ہونیکا قائل ہونا بہتر ہوگا بہ نسبت اسکے کہ گمان بد اس راوی سے ہو بخلاف حدیث کے کہ اسمین تخصیص اور نسخ و تضعیف
وغیرہ راہ پاتا ہین اور باوجودیکہ حدیث حضرت علی کے جو کہ ابن ماجہ سے مروی ہی ضعیف ہی اور عمل انکا خلاف اسکے مروی ہی پھر بھی اسکو لغو
قرار دینا کسقدر لغو اور مہمل بات ہی نعوذ باللہ منہ **قال** اور یہ دلیل ہی اسبات پر کہ یہ جو ابن جریر وغیرہ سے روایت ہی کہ حضرت
علی نماز مین بسم اللہ پکار کر نہین پڑہتے تھے یہ بھی لغو ہی اور لائق ماننے کے نہین آور نیز جو شیخ عبد الحق دہلوی نقل کرتے
ہین کہ حضرت عمر نماز مین سبحانک اللہم الخ خفیہ پڑہتے تھے سو یہ بھی لغو ہی اور مخالف ہی اس حدیث صحیح کے

جو کہ صحیح مسلم مین روایت ہی عبدہ سے کہ تحقیق حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ پکار کر پڑہتے تھے سبحانک
اللہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولا الہ غیرک **اقول** یک نشد دو شد آگے تو طبقۂ رابعہ کے حدیثون کو بہلا لغو
کہا تہا اب بخاری ومسلم کے صحیح صحیح حدیثونکو بھی نعوذ باللہ لغو قرار دیا سچ ہی پرائے شگون کو اپنی ناک
کٹانا اسیکا نام ہی چونکہ حنفیہ کے موافق احادیث صحیحین تہین اسلیے گو وہ حدیثین صحیح صحیح مردود ہوجائین
پر حنفیہ کے مخالفت کیلیے انکو لغو قرار دینا مناسب سمجہا انا للہ وانا الیہ راجعون یہان پر یہ کیونکر کہا جائے کہ مؤلف
کو ان احادیث صحیحہ پر نظر نہین جنمین اخفاء بسم اللہ وسبحانک اللہم کا ذکر ہی کیونکہ جہان مسلم کے حدیث کو نقل کیا ہی وہین
وہ حدیثین موجود ہین اگر مؤلف صاحب نے چشم پوشی کی ہی تو ہم سنائے دیتے ہین بخاری ومسلم مین[1] ہی
عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَلْفَ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رض
فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور صحیح مسلم مین[2] ہی عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكَانُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا يَذْكُرُوْنَ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فِيْ اَوَّلِ قِرَاءَةٍ وَلَا فِيْ اٰخِرِهَا خلاصہ مطلب ان احادیث کا یہ ہی کہ حضرت انس فرماتے
ہین کہ مینے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے پڑہی ہی سو وہ نماز
کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے اور بسم اللہ نہ اول نہ آخر مین پڑہتے تھے دیکھو امام بخاری
باوجود شدت مخالفت مذہب امام اپنے صحیح مین عدم جہر کی حدیثین لائے سو معلوم ہوا کہ احادیث جہر انکی
نزدیک قوی نہین اور ترمذی مین ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ سَمِعَنِيْ اَبِيْ وَاَنَا فِي الصَّلٰوةِ اَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ لِيْ اَيْ بُنَيَّ مُحْدَثٌ اِيَّاكَ وَالْحَدَثَ قَالَ وَلَمْ اَرَ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَبْغَضَ اِلَيْهِ الْحَدَثُ فِي الْاِسْلَامِ يَعْنِيْ مِنْهُ وَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِيْ
بَكْرٍ وَعُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ رض فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِنْهُمْ يَقُوْلُهَا فَلَا تَقُلْهَا اِذَا اَنْتَ صَلَّيْتَ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَكْثَرِ
اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَغَيْرُهُمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ
مِنَ التَّابِعِيْنَ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ لَا يَرَوْنَ اَنْ يَجْهَرَ
بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالُوْا وَيَقُوْلُهَا فِيْ نَفْسِهٖ اِنْتَهٰى یعنے عبد اللہ بن مغفل سے مروی ہے
کہ میرے باپ نے مجکو سنا کہ مین نماز مین بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑہتا ہون تو کہا کہ بیٹا یہ نئی بات ہی

[1] مشکوة کی کتاب الصلوة ص ۷۶

[2] مسلم جلد اول صفحہ ۱۷۲

نئی باتوں سے بچتے رہنا مینے کسیکو اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام مین نئی بات کو برا جاننے والا
بڑھکر نہین دیکھا اور بیشک مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھہ نماز پڑھی
ہی کوئی بھی انمین سے بسم اللہ نہین پڑہتا تہا سو اب تو بھی نہ پڑہا کر جب نماز شروع کرے تو الحمد للہ رب العالمین سے پڑہا کر
کہا ابو عیسے نے کہ حدیث عبد اللہ بن مغفل کے حسن ہی اور اسپر عمل اکثر اہل علم اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا ہی انمین سے ابوبکر و عمر و عثمان وغیرہ رضی اللہ عنہم ہین اور انکے بعد کے تابعین اور اسیکے قائل ہین
سفیان ثوری و ابن المبارک و احمد و اسحق نہین جائز رکھتے کہ بسم اللہ جہر سے پڑہی جاوے بلکہ کہتے
ہین کہ آہستہ جی مین پڑہے انتہی اور تماشا یہ بھی ہی کہ کوئی غیر مقلد بھی بسم اللہ و سبحانک اللہم کی جہر کا
عامل نہین ہی مگر ضد کا کیا علاج اور جس حدیث مسلم سے مؤلف صاحب نے تمسک کیا ہی یہ بھی خبر نہین کہ وہ
ضعیف ہی امام نووی کی شرح کو دیکھتے تو شاید نقل کرنیسے شرماتے مگر شرم رکھتے تو یہ بات ہوتی لو ہم
سناوتے ہین امام نووی تحت حدیث عبدہ کے جو جہر سبحانک اللہم مین ہی کہتے ہین وَهُوَ مُرْسَلٌ یعنی اَنَّ
عَبْدَةَ وَهُوَ ابْنُ اَبِي لُبَابَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُمَرَ انتہے یعنے یہ حدیث مرسل ہے بیشک عبدہ نے کہ وہ ابن
ابی لبابہ ہی حضرت عمرؓ سے نہین سنی اور اسکے بعد مسلم نے جو حدیث عدم جہر کی نقل کی ہی اسکی شرح مین
نووی کہتے ہین کہ یہی حدیث باب مقصود ہی اور یہ حدیث متصل ہی اور مقصود مسلم کا ثانی حدیث صحیح
ہی اور اول مرسل مقصود نہین اسکے نظائر بہت ہین انتہی غرضکہ جہر بسم اللہ مین جو احادیث ہین اکثر ضعیف ہین
اسیلیے جبکہ دار قطنی مصر مین گئے تو بعض علماء مصر نے انسے کہا کہ جہر بسم اللہ مین کوئی رسالہ تصنیف کر دیجیے
تو دار قطنے نے ایک جز تصنیف کر دیا لیکن جبکہ بعض علماء مالکیہ نے انکو قسم دلا کر پوچھا کہ انمین سے صحیح
حدیث بتلا دیجیے تو ناچار ہو کر کہا کہ صحیح حدیث انمین کوئی نہین کذا ذکرہ العینے وغیرہ لیکن ہاے رے
حسد و بغض یا تو یہ افراط کہ بخاری کے مقابل کسیکو نہ مانین اور یا یہ تفریط کہ احادیث ضعیفہ سے انکی
حدیثونکو لغو قرار دین **قال** تیسری دلیل امام اعظم کے آمین خفیہ کہنے کے باب مین مقلد امام اعظم کے یہ پیش
کرتے ہین کہ آمین دعا ہی کیونکہ صحیح بخاری مین ہی قال عطاء آمین دعاء الخ جواب اسکا چار طرح پر ہی اول **اقول**
آمین کا دعا ہونا خود آیت سے ثابت ہی جیسا کہ دعا کا خفیہ کہنا آیت سے ثابت ہی چنانچہ امام کی دلیل تفسیر کبیر مین
آیت سے خفیہ ہونے دعا و آمین پر موجود ہی کما سیاتی ہان حنفیہ قول عطا کو بھی تائیداً بیان کر دیتے ہین
کہ آمین دعا ہی باقی عطا کا ابن الزبیر وغیرہ کے عمل کو بیان کرنا دعا ہونیکے منافی نہین کیونکہ یہان صرف

صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۱۷۲

مقصود بیان دعار آمین ہی نہ جہر یا اخفا ہان اخفا ہونا اسکا دوسری دلیل آیت وغیرہ سے ثابت ہی پھر لاتقربوا الصلوۃ کو بیان کرنا جہالۃ محض ہی بلکہ حسب زعم مؤلف عمل ابن الزبیر مخالف آیت ہی جو قابل حجت نہین **قال** معنے آیت ادعوا ربکم کے آجتک کسی مفسر نے بھی خفیہ آمین کہنے کے نہین کیے تفسیر معالم التنزیل او تفسیر بیضاوی اور تفسیر کبیر اور تفسیر مدارک اور تفسیر جلالین اور تفسیر فتح البیان وغیرہ تفسیرین دیکھہ لیجیے۔
اقول مؤلف کے نزدیک جبتک ادعوا ربکم کے معنے خاصکر خفیہ آمین کے نہونگے تب تک اس آیت سے استدلال صحیح نہین حالانکہ خفیہ ہونا آمین کا ایک فرد ہی افراد دعا سے اور اسمین ہر دعا کا خفیہ ہونا ثابت ہی پھر وہی حکم اسکا اسکے ہر فرد مین ثابت ہوجائیگا اور یہ بات ایسی ہی کہ کوئی کہے اقیموا الصلوۃ سے خاصکر نماز فجر کے فرض ہونیکا ذکر کسی تفسیر مین نہین ہی سو یہ سوال یا اعتراض مالیخولیا کا اثر رکھتا ہی یا نہین مگر خیر ہم مؤلف صاحب کی خاطر سے جن تفسیرونکے نام او نہون دہوکہ دینے کیواسطے دلیرانہ نقل کردیے ہین انہین سے اخفاے آمین ثابت کردیتے ہین تفسیر کبیر مین ہی کہ امام ابو حنیفہ رہ نے اخفار آمین کی دو وجہین بیان کی ہین ایک یہ کہ آمین دعا ہی اور دوسرے یہ کہ آمین اسمار الٰہی سے ہی پس اگر دعا ہی تو اخفا اسکا واجب ہی اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی دعا مانگو اپنے رب سے زاری و آہستگی سے اور اگر اسمار الٰہی سے ہی تب بھی اسکا اخفا واجب ہی اسلیے کہ اللہ فرماتا ہی اپنے پروردگار کو جی مین زاری اور خفیہ سے یاد کر اگر وجوب ثابت نہوگا تو استحباب سے کم نہین ہی اور ہم اسیکے قائل ہین انتہی اور تفسیر مدارک مین آیت ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ کی تفسیر مین لکھا ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم بہرے اور غائب کو نہین پکارتے تم تو سننے والے قریب کو پکارتے ہو اور اللہ تعالی تمہارے ساتھہ ہی جہان تم ہو اور حسن بصری سے مروی ہی کہ دعا خفیہ و جہر مین ستر درجہ کا فرق ہی بیشک وہ نہین دوست رکھتا ان لوگون کو جو کہ زیادتی کرنیوالے ہین اس امر مین کہ انکو دعا مین حکم ہی اور ابن جریج سے مروی ہی کہ اپنی آوازون کو بلند کرنے مین یعنے دعا مین اور انہین سے مروی ہی کہ چلانا دعا مین مکروہ اور بدعت ہی انتہی ایسا ہی تفسیر بیضاوی و جلالین وغیرہ مین لکھا ہی کہ دعا کو خفیہ مانگنا چاہیے اور تفسیر معالم التنزیل مین ہی خفیہ یعنے پوشیدہ کہا حسن بصری رہ نے درمیان پوشیدہ اور ظاہر دعا کے ستر درجہ کا فرق ہی اور بیشک مسلمان یعنے صحابہ کرام دعا مین ایسی کوشش کیا کرتے تھے کہ انکی آواز سنائی نہ دیتی تھی انکی آواز نہیں مگر آہستہ انمین اور انکے پروردگار مین اور یہ اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی دعا مانگو اپنے رب سے عاجزی

کرتے ہوے اور آہستہ اور بیشک اللہ تعالی نے بندہ صالح کا ذکر کیا اور اسکے فعل سے راضی ہوا پھر فرمایا
کہ جسوقت دعا مانگی اپنے پروردگار اپنے سے دعا خفیہ انتہے علی ہذا تمام تفسیرون مین موجود ہے پس جس
بات کا مؤلف صاحب عناداً یا جہالۃً انکار فرماتے ہین وہ انہین تفسیرون مین موجود ہے پھر منالطہ سے بجز
خجالت کے اور کیا نصیب ہوگا **قال** آیت ادعوا ربکم الخ سے آہستہ کہنا دعا کا ثابت ہے نہ آہستہ کہنا آمین کا
آہستہ کہنا آمین کا اسوقت ثابت ہو جبکہ آمین دعا ہو اور آمین کا دعا ہونا نہ تو قرآن سے ثابت ہے
نہ حدیث سے صرف عطا تابعی کے قول سے ثابت ہے اور وہ لایق اعتبار اور قابل حجت پکڑنیکے نہین
کیونکہ بے دلیل بات ہے **اقول** یک نشد دو شد یہ ہے ؎ اگر ہوتا زمانہ مین حصول علم بے محنت * تو بس
سارے کتابین ایک جاہل دہو کے پی جاتا * آپکے نزدیک آمین کا دعا ہونا صرف عطا تابعی کے قول سے
ثابت ہے باقی نہ تو اسکے کوئی معنے ہین جسمین دعا کی بات پیدا ہو اور نہ کوئی آیت و حدیث حالانکہ شارع
بیان لغت کے لیے مبعوث نہین ہوئی بیشک ایسے عجیب باتین کرنے والے عجائب گھر مین رکھنے کے قابل
ہین اور ہمکو تو مؤلف صاحب کی خاطر منظور ہے جسطرح جواب کے طالب ہون اسیطرح دیتے ہین ؎
بہر رنگے کہ خواہی جامہ میپوش * کہ من انداز آن قدیشناسم * اول قرآن و حدیث سے آمین کا دعا ہونا
ثابت کر دیتے ہین سنیے فرمایا اللہ تعالی نے قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا اس آیت کی تفسیر مین جملہ مفسرین
لکھتے ہین کہ موسی علیہ السلام دعا مانگتے تھے اور ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے اور اللہ تعالی نے
دونون کی طرف دعا کو منسوب کیا جس سے ثابت ہوا کہ آمین بھی دعا ہے چنانچہ تفسیر معالم التنزیل مین
اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہے کہ دعا کی نسبت دونون کی طرف کیگئی ہے حالانکہ موسے علیہ السلام دعا مانگتے
اور ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے اور آمین دعا ہے انتہے اور تفسیر جلالین مین ہے کہ موسی علیہ السلام
نے بد دعا مانگی اور آمین کہی ہارون علیہ السلام نے انکی دعا پر تب فرمایا اللہ تعالی نے قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا
انتہے اور تفسیر مدارک مین تحت اس آیت کے لکھا ہے کہا گیا ہے کہ موسی علیہ السلام دعا مانگتے تھے اور ہارون علیہ السلام
آمین کہتے تھے پس ثابت ہوا کہ آمین دعا ہے سو اخفا اسکا بہتر ہے اور مطلب یہ ہے کہ تم دونون کی دعا مقبول ہوئی اور جو تمنے مانگا ہو چکا اب آپ
لیکن اپنی وقت یہ ہوگا انتہی کیون صاحب اب بھی قرآن اور تفسیرون سے آمین کا دعا ہونا بلکہ خفیہ کہنا ثابت ہے یا نہین اگر نہ مانیے کا تو
کوئی علاج ہی نہین اور اسکے معنے جو ہین باقی ہے تو اوسکو سن لیجیے تفسیر معالم التنزیل مین ہے معنے اسکے یہ ہین کہ اے خدا سن اور قبول کر اور ابن
عباس اور قتادہ نے کہا کہ معنی اسکے یہ ہین کہ خدا کرے ایسا ہی ہو انتہی اور تفسیر کشاف مین ہے کہ آمین کے معنے یہ ہین کہ قبول کر اور

ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ مین نے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معنے آمین کے تو فرمایا کہ افعل یعنے اے خدا
یونہی کردے انتہے علی ہذا مدارک و تفسیر مین حضرت ابن عباس سے مرفوعا مروی ہی شراح حدیث قسطلانی وغیرہ اسکے معنے
استجب عند الجمہور کہتے مین امام نووی نے شرح مسلم مین یہی معنے لکھے ہین مولف صاحب اب بہی خوش ہوی یا نہین
اگر نہین تو پہر اللہ حافظ ہی **قال** اور آیت ادعوا ربکم الخ مین مراد اخفا سے نہ بہت چلانا ہی اور نہ ایسا آہستہ کہنا
ہی جسکو کوئی بہی نہ سن سکے کیونکہ فرمایا اللہ تعالے نے وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ
سَبِيلًا کما حضرت عایشہ رضہ نے کہ یہ آیت دعا کے باب مین نازل ہوئی **اقول** نہ محقق بود نہ دانشمند
چارپائی بر و کتابے چند خفیہ کے یہ معنے تراشی ہوئی ہین اور نیز آیت مذکورہ تفسیر اس آیت کی ہی جو دعا کے بارہ بخاری صفحہ ۱۹۸ اور مسلم جلد اول صفحہ ۱۸۳ مین ہی
مین بالتصریح ہی کیونکہ معنے اخفا کے وہ ہین جو قاموس مین ہین اَخْفَاهُ سَتَرَهُ وَكَتَمَهُ مخفی کیا اسکو یعنے ڈھانکا
اور چہپایا اسکو اور بہی یہ بات کہ جس آیت کو مولف نے تفسیر پہلی آیت کے کی ہی سو عند التحقیق وہ دعا مین نازل
نہین ہوئی جیسا کہ حضرت ابن عباس رضہ سے خلاف حضرت عائشہ رضہ کے منقول ہی اور وہ تفسیر صاف صاف
موافق ظاہر قرآن کے الفاظ کے ہی چنانچہ بخاری و مسلم مین ابن عباس رضہ سے مروی ہی کہ یہ آیت اوسوقت
نازل ہوئی ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین چہپے رہتے تہے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے صحابہ کے ساتہہ نماز پڑہتے تو قرآن آواز بلند سے پڑہتے جب مشرکین نے قرآن کو سنا تو اسکو اور اسکے بہیجنے
والے اور لانیوالے کو برا کہنے لگے اسوقت فرمایا اللہ تعالے نے اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نماز مین قرات
بہت جہر سے نہ پڑہو کہ مشرکین سنکر قرآن کو برا کہینگے اور اپنے صحابہ سے قرات پوشیدہ اور خفیہ نکرو کہ وہ
نہ سنین بلکہ بین بین پڑہو انتہی اور مذہب مختار اس آیت کی تفسیر مین یہی قول ابن عباس رضہ کا ہی چنانچہ
امام نووی شافعی باوجود مخالفت مذہب حنفیہ اسبات کے مقر ہین دیکہو اسی حدیث کی شرح مین لکہا ہی
لیکن مذہب مختار اور ظاہر وہ ہی جو کہ کہا ابن عباس رضہ نے انتہے یعنے حضرت عایشہ رضہ کے قول سے کہ یہ آیت
دعا کے بارہ مین نازل ہوئی قول ابن عباس رضہ کا مختار اور ظاہر قرآن کے موافق ہی مگر غیر مقلدین کو
تو ذرا سہارا ملنا چاہیے تحقیق و انصاف سے تو انکو کبہی کام نہین پڑا اب یون کہنا کہ دعا مانگنی بہی کام دینا
کیسے مہمل اور رذل بات ہی **قال** اگر ہم فرض بہی کر لین کہ مراد آیت ادعوا ربکم الخ سے ایسے آہستگی ہی جسمین
آواز نہ نکلے تو بہی حکم آمین اس سے مستثنے و مخصوص رہیگا اسلیے کہ جس پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتری
اونہنے آمین کو بہی اور کئی دعاؤن کو بہی پکار کر کہا ہی پس اگر حکم آمین اور اون دعاؤن کو پکار کر کہنے والیکا

اس سے استثنے نہوتا تو آنحضرت آمین وغیرہ دعائین پکار کر کیون کہتے کیا یہ آیت آنحضرت سے پیچہے حنفیون
کے امام پر اتری ہی ویا آنحضرت کی سمجہہ مین اسکے معنے نہ آے ویا دیدہ و دانستہ حضرت نے اس آیت کا
خلاف کیا ہی الخ **اقول** آخرش وہ پڑے میانصاحب جب کوئی بات تم سے بن نہ سکے اول تو
حضور کو یہ ثابت کرنا تہا کہ وہ دعائین جو آپنے باواز بلند مانگی ہین انسے پہلے وہ آیت نازل ہوچکی تہی
دوم ان دعاؤنکا دوام و استمرار اور علی ہذا اصحابہ سے بہی اسکا دوام ثابت کرنا تہا تا کہ استثنا انکا صحیح ہوتا
ہم خود تسلیم کرتے ہین کہ بعض وقت مین یہ ادعیہ بطور تعلیم آپنے لوگون کو سنائین تا کہ سیکہہ جاوین علی ہذا
آمین ہی اسصورت مین مخالفت آیت ہرگز لازم نہین آتی اور بگمان فاسد اپنے حنفیہ کے ذمہ یہ بات لگانی
اور نعوذ باللہ حضرت کی شان مین گستاخی سے پیش آنا غیر مقلدین کا کام ہی اس عناد اور بغض و حسد سے کام نہین
چلتا مؤلف صاحب در پردہ نبوت کا دعوی کرتے ہین کہ جو ہم سمجہے ہین وہی حضرت سمجہے ہین اور ہماری خلاف
سمجہنا گویا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف کرنا ہی سبحان اللہ یہ منہ اور مسور کی دال مجتہدین تو خلاف سمجہ
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کرین اور غیر مقلدین چودہوین صدی کے وہ معنے سمجہین کہ جو حضرت کے موافق ہون
اے آدمیان گم شدہ ملک خدا خرگرفت اکیس حدیثون کا جواب بالتفصیل گذر چکا اور باقی ادعیہ تعلیم پر محمول
ہین والا اصل مین آمین بہی اخفا مسنون ہی للتطابق بین الآیۃ والحدیث **قال** لفظ سمعنہ کا صریح دلیل ہی اسبات
پر کہ حضرت نے ان دعاؤن کو پکار کر کہا ہی **اقول** اسکو تو ہم تسلیم کرتے ہین لیکن مؤلف صاحب کو کیا نفع
اور خصم کو کیا مضر اسلیے کہ مفید غیر مقلدین جب ہو کہ سماع سے وہ امر مسنون ہوجاوی حالانکہ سمعتہ کا لفظ مسنون ہونیکو
مستلزم نہین اگر ایسا ہی تو چاہیے کہ صبح اور مغرب کے سنتون مین قرات جہر سے مسنون ہو کیونکہ لفظ سمعتہ کا انمین
بہی موجود ہی حالانکہ کوئی غیر مقلد بہی اسکا قائل و عامل نہین ترمذی کہولکر دیکہو کہ اسکے کتاب الصلوۃ مین ہی کہ روایت
ہی عبداللہ بن مسعود رض سے کہ مینے بیشمار مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ بعد مغرب کے دو رکعتون مین
اور قبل فجر کے دو رکعتون مین قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑہا کرتے تھے انتہے اب کیجیے
یا تو اس سمعتہ کے لفظ پر عمل کیجیے یا شرمائیے اور آیندہ ایسی مہمل باتین نہ ہانکا کیجیے کوئی بات مان لیجیے آپ بخوبی
واضح ہوگیا کہ آمین کا سننا اور علی ہذا دیگر دعاؤن کا سماع انکے مسنون ہونیکو مستلزم نہین سنت سے دوام مع الترک
فی بعض الاوقات یا بتصریح صحابہ وغیرہ ثابت ہوتی ہی اور مؤلف نے چند حدیثون کو متعدد کتابون سے اعادہ کرکے
نقل کردیا ہی اور غیر جہر والی حدیثون کو بہی شامل کرکے اکیس تک شمار کردیا ہی ہمنے بہی جواب ترکی بترکی دیگر شو لہ

حدیثین اتبک نقل کردی ہین کیونکہ مؤلف کو بچون کی طرح بہت سی چیز جو گنتی مین ہو گو رطب و یابس ہو پسند ہی
قال چہارم بدلیل آیت ادعوا ربکم کے اگر آپ ہر دعا کا خفیہ کہنا ہی لازم جانتے ہین اور جن دعاؤن کا پکار کر
کہنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے ثابت ہو چکا ہی انکو بہی آپ نہین مانتے ہین تو پہر الحمد اور سوائے الحمد
کے اور اور دعاؤن کو کہ قرآن مین ہین آپ نماز مغرب اور عشا اور صبح کو کیون پکار کر پڑہتے ہین کیا آپکے امام پر اسباب
مین کوئی علیحدہ آیت نازل ہوئی ہی جسپر آپ عمل کرتے ہین **اقول** سے نہ چہیڑو ہمین ورنہ ہم بہی کہینگے بہت ہو چکی
بدزبانی تمہاری ما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہین دعا کا پکار کر کہنا اور حکم منقول نہین اگر سچے ہو تو لاکہاؤ
اہتک تو کوئی قول نقل نہین کیا بلکہ احادیث و تفاسیر سے یہ بات ثابت ہی کہ جسوقت صحابہ ایکبار پکار پکار کر خدا کو
پکارنے لگے تو آپنے فرمایا کہ تم بہرے اور غائب کو نہین پکارتے تم تو قریب اور سمیع کو پکارتے ہو وہ تمہارے ساتھ
ہی اب یہ کہنا مؤلف کا کہ جہر دعا مین قولی حدیث ہی افترا علے الرسول ہی اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ رواہ اہل الصحاح یعنے جسنے مجہر جوٹہہ بات کہی تو وہ اپنا ٹہکانا
دوزخ مین بناوے باقی رہا فعل سو اسمین وہی سوالات ہین جو سابق مذکور ہوے اور جس صورت مین تعلیم پر
محمول ہون تو مخالفت آیت بہی نہین رہتی اور آمین کا خفیہ کہنا حنفیہ مسنون جانتے ہین لازم و واجب کسنے کہا ہی
یہ بہی افترا ہی اور الحمد وغیرہ دعائین جو قرات مین پڑہی جاتی ہین انکے جہر کیوجہ اور ہی وہ یہ کہ اول تو انمین مقصود
واہم امر قرات ہی نہ قصد دعا اور دعا کا قصد تبعا ہی نہ اصالۃ دوم اجماع و سنت مشہورہ سے انکا جہر ثابت ہوا ہی
حنفیہ کے نزدیک تواتر و مشہور اخبار سے زیادتی یا تخصیص قرآن کی جائز ہی بخلاف خبر آحاد ظنی کے یعنے آمین
وغیرہ ادعیہ کے کہ اسمین بڑے بڑے صحابہ و ائمہ مجتہدین کا اختلاف ہی اور جمیع اہل کوفہ و امام مالک جو اہل مدینہ
کے حالات سے واقف تہے جہر آمین کے تارک تہے پہر اس صورت مین کیونکر تخصیص ہو سکتی ہی اور بار بار یہ کہنا کہ
حنفیون کے امام پر کوئی آیت نازل ہوئی ہی بجز اسکے کہ دین سے برطرف ہونیکا ارادہ ہو اور کیا ہی سچے مسلمان
کا تو یہ کام نہین خداوند کریم ایسے بغض و عناد سے ہر مسلمان کو بچاوے آمین اب معلوم ہو گیا کہ اس باب مین
چارون طرح کے جواب مؤلف کے محض مہمل ہین جو موجب خندہ کی اطفال ہین **قال** پنجم امام اعظم کے مقلد اگر نماز
مین آمین پکار کر اسلیے نہین کہتے ہین کہ آیت ادعوا ربکم کہ جس سے تمسک کرتے ہین قطعی ہی اور حدیثین آمین پکار کر
کہنے کے ظنی ہین الخ **اقول** اگر غیر مقلدین جو کہ اپنے نفس اور رائے کے مقلد ہین آمین بالجہر کے سنت ہونیکے قائل
ہین تو دلیل ایسی لاوین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ یا اکثر اور نیز جمہور صحابہ نے بہی آپکی اقتدا مین اور بعد آپکے

جہر آمین کیا ہو اُسوقت البتہ مسلم ہوگا ورنہ نہین اور یہ بات قیامت تک جملہ غیر مقلدین کو نصیب نہوگی اگر
ایسا ہوتا تو یہ مسئلہ اختلافی کیون ہوتا اور شافعیہ بھی باوجودیکہ مخالف حنفیہ ہین جہر آمین کو سنت نہین کہتے بلکہ مستحب
جانتے ہین جیسا کہ امام نووی شرح مسلم مین آمین کے باب مین لکھتے ہین فِي هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ اِسْتِحْبَابُ التَّاْمِيْنِ عَقِيْبَ
الْفَاتِحَةِ لِلْاِمَامِ وَالْمَاْمُوْمِ الْمُنْفَرِدِ انتھے یعنے ان حدیثون مین آمین کے مستحب ہونیکا ذکر ہو الحمد کے بعد امام اور مقتدی
اور اکیلے کے لیے انتہی اور جبتک شارع سے بقول اہل سنت کے سنت ہونا اس فعل کا ثابت نہوگا کیونکر محبت ہوگا اور حنفیہ نے اس
وجہ سے کہ احادیث جہر ظنی ہین عمل نہین کرتے بلکہ یہ وجہ بھی ہو کہ احادیث جہر معارض احادیث اخفا کی ہین پس ترجیح
احادیث اخفا کو ہو کہ وہ موافق قرآن ہین اور احادیث جہر کی یہ تاویل ہو کہ وہ تعلیم امت پر محمول ہین جنکی اب ضرورت
نہین ہو اور بار بار یہ کہنا کہ اگر یہ امر مرضی خدا کے خلاف ہوتا تو آپکو منع کیا جاتا اسوقت مسلم تھا کہ آیت قبل ان ادعیہ کے
جہر کے ہوتے اور پھر بھی آپنے اسپر دوام یا بطور سنت عمل کیا ہوتا بلکہ تعلیم امت بدون جہر و استماع صحابہ ممکن نتھے
اسلیے جہر فرمایا اور بضرورت کے واسطے بعض امور محظور بھی جائز ہوتے ہین غرضکہ طعن تشنیع اور بے تکی باتین مولف
کے جو حنفیہ پر اس بارہ مین کی ہین انکی شان علم اور اہل سنت ہونیمین فرق نہین ڈالتین بلکہ طاعن اور لاعن بننا مولف
اور انکے ہم مشربکا بخوبی واضح ہو جاتا ہو آب بعد تقریر و فراغت جوابات مغالطات مولف یہ امر ثابت ہو گیا کہ
نماز مین آمین بالاخفا سنت ہو اور وہی موافق قرآن شریف و احادیث صحیحہ و عمل صحابۂ کبار وغیرہ کے ہو
نہ جہر جیسا کہ مؤلف سمجھا ہو اور بلا وجہ طرح طرح کے دہوکہ عام مسلمانون کو دیتا ہو خداوند کریم انکی مکائد
سے عوام کو بچاوے آمین آب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہین اور اپنے امام اعظم امام الائمہ رضی اللہ عنہ کے
مناقب اہل سنت کو سنا کر باغ باغ اور دلہاے غیر مقلدین کو داغ داغ کردیتے ہین وباللہ التوفیق **قال** اور
ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ امام اعظم کے پاس حدیث کی کتابون کے
کئے صندوق تھے اور امام اعظم نے سواے جماعت صحابہ کے تین سو تابعین مشائخ سے سماع حدیث کی
کی ہو اور اونکے مسند کی روایت پانسو آدمیون نے انسے کی ہو اور سب کے سب امام اعظم کے استاد علم کے
چار ہزار آدمی ہین اس بات کو شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح سفر السعادت مین نقل کیا سو جواب اسکا یہ ہو کہ
یہ تو شیخ عبد الحق حنفیہ وغیرہ کے خانہ ساز باتین ہین انکو بجز متعصب امام اعظم کے مقلدون کی کوئی نہین مانتا
اور ایسی بناوٹی دل سے تراشے ہوئی باتون کو سچا کوئی نہین جانتا الخ **اقول** استغفر اللہ لاحول ولا
قوۃ الا باللہ بخستہ اوحیہ سے چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکان برد ان باتونکی انکار

یا انکو خانہ ساز کہدینے سے امام الائمہ علیہ الرحمہ یا علماء دین کی فضیلت و صداقت مین سر مو فرق نہین آیا امام اعظم رح کا تابعی ہونا اور بعض صحابہ سے ملاقی ہونا اور کثرت مشائخ و تلامذہ کی ہونیکو فقط مقلدین امام نہین لکھتے بلکہ مقلدین شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ وغیرہ بھی لکھتے ہین اگر مؤلف صاحب کے نزدیک یہ علماء دین سب کے سب نعوذ باللہ جھوٹے ہین تو سب سے اول مؤلف اور انکے ہم مشرب بھی نزدیک اہل سنت کے جھوٹھے سمجھے جائینگے آب امام کے فضائل موافق اور مخالف سے سنیے اور انکے حق مین اعتقاد صحیح کیجیے اور شاذ اور ضعیف اقوال کو بس انداز فرمائیے ملا علی قاری نخبۃ الفکر کی شرح الشرح مین لکھتے ہین کہا عراقی نے اسپر (یعنے ابن حجر نے جو تعریف تابعی کی یہ کی ہے کہ تابعی وہ ہے جسنے صحابی کو دیکھا اور یہی مذہب مختار ہے) عمل اکثر علماء کا ہے اور بیشک اشارہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف صحابی اور تابعی کے ساتھ قول اپنے کے کہ خوشخبری ہے اس شخص کو کہ اسنے مجکو دیکھا اور اس شخص کو کہ جسنے اسکو دیکھا کہ اسنے مجکو دیکھا تمام ہوا یعنے صحابی کو دیکھا) پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دیکھنے پر اکتفا فرمائی ہے کہتا ہون کہ اس تعریف سے امام اعظم رح سلسلۂ تابعین مین داخل ہین اسلیے کہ انہون نے حضرت انس رض اور سوائے انکے اور صحابہ کو دیکھا ہے چنانچہ ذکر کیا اسکا شیخ جزری نے اسماء رجال قراء مین اور تورپشتی نے تحفۃ المسترشدین مین اور صاحب کشف الکشاف نے سورۂ مومنین مین اور صاحب مرآۃ الجنان نے علماء متجرین سے پس جس شخص نے امام کے تابعی ہونیکی نفی کی ہے یا بوجہ قصور تلاش کی ہے یا بوجہ تعصب شدید کے انتہے اور ابن جوزی نے علل متناہیہ مین لکھا ہے اَبُوْ حَنِیْفَۃَ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ اَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَۃِ وَاِنَّمَا رَاٰی اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ بِعَیْنِہٖ انتہے یعنے امام ابو حنیفہ رح نے کسی صحابی سے (میرے نزدیک) نہین سنا یعنے روایت نہین کی اور بیشک حضرت انس بن مالک رض کو اپنے آنکھہ سے دیکھا ہے انتہے اور جلال الدین سیوطی شافعی نے تبییض الصحیفہ فی مناقب ابیحنیفہ مین لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی (صاحب تقریب التہذیب) امام صاحب کی روایت اور تابعیت سے پوچھے گئے تو فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رح نے ایک جماعت صحابہ کا زمانہ پایا ہے اسلیے کہ کوفہ مین انکی ولادت سن اسّی ہجری مین ہوئی ہے اور وہان عبد اللہ بن ابی اوفی رض تھے کیونکہ وفات انکی بعد اس سن کے ہوئی ہے اور اُسوقت بصرہ مین انس بن مالک رض تھے کیونکہ وفات انکی سن نوے مین یا بعد اوسکے ہے اور ابن سعد نے ایسی سند سے جسمین کوئی حرج نہین روایت کی ہے کہ امام نے انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور سوائے ان کے دو اور چند صحابہ شہرون مین زندہ تھے انتہے مختصراً پس یہ جواب تحقیقی تقریب پر مقدم ہے اور اقامۃ الحجۃ مین لکھا ہے کہ ان علماء ثقات یعنے دار قطنی اور ابن سعد و خطیب اور ذہبی اور ابن حجر اور ولی عراقی اور سیوطی اور علی القاری اور اکرم سندی اور ابو معشر اور حمزہ اور یافعی اور جزری اور تورپشتی اور ابن جوزی اور سراج صاحب کشف الکشاف نے

۷ یہ عبارت ملا علی قاری کی اقامۃ الحجۃ تصنیف مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی مرحوم کی صفحہ ۹ مین ہے

سلہ [illegible]

ثبوت روایت امام کا صحابہ سے

امام صاحب کے تابعی ہونے پر تصریح کردی ہر اور جنھون نے انمین سے انکار کیا ہر تو انکو صحابہ سے روایت کرنیکا
انکار ہر اور دوسری جماعت محدثین اور مورخین نے بھی اوسکی تصریح کی ہر اور ہمنے عبارتین اونکی بوجہ طول کلام
کے ترک کردین اور جو کچھ ہمنے نقل کیا ہر ان کتابون کے دیکھنے کے بعد نقل کیا ہر صرف دوسرے کی نقل پر اعتماد
نہین کیا اور جو شخص ان کتابون مذکورہ کو دیکھیگا تو ہماری نقل کی اسکو تصدیق ہو جائیگی اور ہمارے فقہا کے
اقوال تو اسمین بیشمار ہین اور مورخین مین سے جسنے امام صاحب کے تابعی ہونیکا انکار کیا ہر تو وہ شخص اعتماد
اور قوت حفظ اور وسعت نظر مین ان مثبتین تابعیت کے مرتبہ کو نہین پہونچتا پھر اسکے قول کا اعتبار نہین ہر
کہ انکے اقوال کا معارض ہو یہ ذہبی شیخ الاسلام کہ جنکی نقل تمام جہان (اہل سنت) کے نزدیک معتبر ہر اگر یہی اکیلے
امام کے تابعی ہونیکے تصریح کردیتے تو بھی بیشک اونکا قول نفی کرنیوالونکے قول کے ردمین کافی تہا پھر تبلائیے
جبکہ انکے موافق امام الحفاظ ابن حجر اور سردار ثقات کے ولی عراقی اور خاتم الحفاظ سیوطی اور معتمد مورخین
کے یافعی وغیرہم ہو گئے ہون اور سبقت کی ہو طرف اسکی خطیب اور دار قطنی وغیرہ نے اور تو جانتا ہی کہ خطیب اور
دار قطنی کون ہین بڑے امام اور معتمد اور مستند ہین پس اب منکر کیواسطے کوئی امر باقی نہین سوائے اسکے کہ
ان ثقات کی تکذیب کرے پس اگر یہ امر اس سے واقع ہوا تو اس سے کلام نہین یا اقوال ادنے کو اعلے پر مقدم
کرے سو اگر یہ کرے تو ترجیح مرجوح لازم آئیگی اور علما منصفین سے بعد ملاحظہ ان تصریحات کے یہ امید ہر کہ
کہ انکا انکار باقی نرہیگا انتہے اور ثبوت روایت امام کا صحابہ سے اسطرح ہر کہ ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد
طبری شافعی نے اپنے رسالہ مین لکھا ہر کہ فرمایا امام رہ نے کہ ملا مین صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ انس
بن مالک اور عبد اللہ بن انیس اور عبد اللہ بن جزء زبیدی اور جابر بن عبد اللہ اور معقل بن یسار اور واثلہ
بن اسقع اور عایشہ بنت عجرہ ہین پہر روایت کی امام ابو حنیفہ نے تین حدیثین انس رض سے اور ایک حدیث ابن
جزء سے اور دو حدیثین واثلہ سے اور ایک حدیث جابر رض سے اور ایک حدیث عبد اللہ بن انیس رض سے اور ایک
حدیث عایشہ بن عجرہ رض سے انتہے اور ملا علی قاری رح نے طبقات حنفیہ مین لکھا ہر کہ بیشک ثابت ہوا دیکھنا امام
صاحب کا بعض صحابہ کو اور اختلاف کیا گیا ہر روایت کرنے مین امام صاحب کے صحابہ سے اور اعتبار کیا گیا ہر
ثبوت روایت کا چنانچہ بیان کیا ہمنے اسکو سند الانام شرح مسند الامام مین امام کے اسناد کیوقت جو بعض
صحابہ سے کی ہر پس امام صاحب کبار تابعین سے ہین جیسا کہ بڑے بڑے علما نے آیت وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم
بِإِحْسَانٍ کے تحت مین اور عمومیت قول علیہ السلام مین کہ خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ تصریح

کردی ہی روایت کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم نے انتہے اور امام صاحب کے قلت حدیث کا جواب یہ ہی کہ حدیث کا
کم روایت کرنا اسبات کو مقتضے نہین کہ انکو احادیث محفوظ نہ تہین کیونکہ اکثر صحابہ سے کم روایت ہی مثل سیدنا ابوبکر
رضی اللہ عنہ پہر انپر اعتراض ہوگا جس سے رفاض کے دفتر مین نام ثبت ہوگا علاوہ اسکے مجتہد ہونا بدون علم اکثر احادیث
کے غیر متصور ہی اور وہ باطل ہی اور چار ہزار مشائخ امام کا شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی طرف سے نہین لکھا
بلکہ محدثین شافعیہ بہی اسکو نقل کرتے ہین مگر تعصب و حسد کا کیا علاج اور عمداً انکہین بند کرکے انکار کرنیکا کیا نسخہ ؎
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ٭ دیکہیے ابن حجر مکی شافعی بہی خیرات الحسان مین لکہتے ہین کہ بیان
ہو چکی یہ بات کہ امام ابو حنیفہ رح نے چار ہزار مشائخ ائمہ تابعین وغیرہم سے حدیث اخذ کی ہی اسیوجہ سے ذہبی
وغیرہ نے انکو حفاظ حدیث کے طبقہ مین ذکر کیا ہی اور جو شخص گمان کرتا ہی قلت حدیث کا پس یا تو بباعث
تساہل کے اہل حدیث سے یا بوجہ حسد کے ہی اسلیے کہ جس شخص کو چند حدیثین حاصل ہونگی اس سے کیونکر ایسا استنباط
مسائل بیشمار کا ہو سکتا ہی باوجودیکہ امام ابو حنیفہ رح اول اُن لوگون کے ہین کہ جنہون نے ادلہ سے بطور خاص
جو حنفیہ مین امام ابو حنیفہ رح سے مشہور ہین استنباط کیا ہی اور اسی امر مقصود اہم کی وجہ سے امام کی حدیث خارج
مین ظاہر نہوئی جیسے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بباعث مشغول ہونے مصالح عام مسلمانون کے روایت حدیث
اونسے ایسی ظاہر نہین ہوئی جیسے سوا انکے اور صحابہ سے حتے کہ صغار صحابہ سے ظاہر ہوئے اسیطرح امام مالک
و امام شافعی رح سے اسقدر روایت ظاہر نہین ہوئی جسقدر ان لوگون سے ظاہر ہوئی جو اوسکے واسطے فارغ
ہو گئے تہے جیسے ابو زرعہ اور یحیی بن معین بسبب مشغول ہونے امام مالک اور امام شافعی کے ساتہہ اسے
استنباط کے علاوہ اسکی کثرت روایت کی بدون سمجہنے کے جو ہو تو اوس مین کچہہ زیادہ تعریف نہین بلکہ ابن
عبدالبر نے اسکے مذمت مین ایک باب تحریر کیا ہی پہر کہا ہی کہ جسپر فقہاء جماعت مسلمانان اور انکے علماء ہین مذمت
کثیر بیان کرنے حدیث کی ہی بدون فقاہت اور تفکر کرنیکے انتہے اور تبییض الصحیفہ مین امام صاحب کے استادون
اور شاگردون کے نام بالتفصیل لکہے ہین اور پہلے عقود الجواہر المنیفہ اور میزان شعرانی سے حال مسانید امام
بتفصیل لکہا گیا اور نیز ابن حجر نے خیرات الحسان مین لکہا ہی فصل ساتوین ذکر مشائخ امام ابو حنیفہ رح مین اور
وہ بہت ہین نہین گنجایش رکہتا یہ مختصر اسکے اور تحقیق ذکر کیا انہین سے ابو حفص کبیر نے چار ہزار مشائخ کو اور کہا
اوروں نے چار ہزار امام ابو حنیفہ رح کی استاد تابعی تہی تو پہر غیر تابعی کتنے ہونگے اور جنہون نے فقہ اور حدیث امام ابو حنیفہ رح
سے سیکہی ہی اونکے پورے پورے ذکر سے پہلے ضبط اسکا مشکل ہی اسیواسطے بعض ائمہ نے کہا ہی کہ اسلام

مذمت کثرت روایت بدون فقہ و درایت

سب کے مشہور اماموں میں سے کسیکے لیے یہ بات حاصل نہیں ہوئی یعنی کثرت مشایخ اور شاگردوں سے
اور نہیں نفع پایا علما اور جمیع آدمیوں سے جیسا کہ امام ابوحنیفہ اور انکے شاگردوں سے نفع اٹھایا
ہی تفصیل احادیث مشتبہ اور مشتبہ اور مسائل مستنبطہ وغیرہ سے انتہی آپ بھی مؤلف وغیرہ مرغے
کی ایک ٹانگ کہتے جاویں اور تابعیت وغیرہ اوصاف امام سے انکار کرتے رہیں تو خدا حافظ ہی
مگر منصف مندین البتہ انکے مکائد اور ہٹ دھرمی سے واقف ہو کر آیندہ انکے ایسے واہی عقائد
اور اقوال کی تسلیم سے پرہیز کرینگے **قال** اور ایک مغالطہ مقلد امام اعظم کی حدیث پر چلنے والونکو
یہ دیتے ہیں کہ جو مرتبہ امام اعظم کا ہی ائمہ میں سے اورکسیکا بھی نہیں ہی اسلیے کہ امام اعظم کی فضیلت
میں انکا نام لیکر صریح چار حدیثیں آچکی ہیں الخ **اقول** امام کی فضیلت کچھ انہیں احادیث پر
موقوف نہیں بلکہ فقط تابعی ہونا انکا دیگر ایمہ معاصرین سے افضل ہونے کے لیے کافی ہی اور یہ
حدیثیں بھی باصطلاح واسانید محدثین موضوع ہوں تو حرج نہیں ورنہ انکے مضمون صحیح ہونے میں
کسی عاقل کو تامل نہو گا اور نہ کوئی استحالہ ہی امام رضی اللہ عنہ واقعی امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ
والسلام کے چراغ ہیں اس حدیث کی نسبت درمختار میں لکھا ہی قَالَ فِي الضِّيَاءِ الْمَعْنَوِيِّ وَقَوْلُ
ابْنِ الْجَوْزِيِّ اِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ تَعَصُّبٌ لِاَنَّهٗ رُوِيَ بِطُرُقٍ مُخْتَلِفَةٍ انتہی یعنی ضیاے
معنوی میں یہ کہا ہی کہ قول ابن جوزی کا کہ یہ حدیث موضوع ہی تعصب ہی کیونکہ یہ حدیث کئی طریقوں سے
مروی ہی انتہی یعنی درجہ حسن تک پہونچ جاتی ہی علاوہ اسکے علماے محققین نے اور احادیث صحیحہ سے
فضیلت امام ثابت کی ہی چنانچہ جلال الدین سیوطی شافعی نے تبییض الصحیفہ میں جو خاص امام کی مناقب
میں یہ رسالہ تصنیف فرمایا ہی کہا ہی کہ ائمہ نے بیان کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مالک رح
کی بشارت اس حدیث میں دی ہی کہ قریب ہی کہ لوگ سواریونکو دوڑاتے ہوئے لائینگے اور علم طلب
کرینگے پھر نہ پائینگے کسیکو زیادہ عالم مدینہ کے عالموں سے اور امام شافعی کی بشارت اس حدیث میں دی ہی
کہ تم لوگ قریش کو برا مت کہو اسلیے کہ اسکا عالم زمین کو علم سے بھر دیگا میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ابوحنیفہ رح کی بشارت دی اس حدیث میں جسکو ابونعیم نے حلیہ میں ابوہریرہ رض
کی روایت سے بیان کیا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر علم ثریا پہ ہوتا تو فارس کے
لوگ اسکو لے لیتے اور شیرازی نے القاب میں اس حدیث کو قیس بن سعد بن عبادہ رض کی روایت سے

بیان کیا ہی کہ کہا انھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر علم ثریا پر معلق ہوتا تو ایک قوم فارس کی اسکو لے لیتی اور ابوہریرہؓ کی حدیث مین جو بخاری اور مسلم مین مروی ہی اور لفظ بخاری کے یہ ہین کہ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو اسکو فارس کے لوگ لے لیتے اور لفظ مسلم مین یہ ہی کہ اگر ایمان ثریا کے نزدیک ہوتا تو البتہ ایک شخص فارس کا جاکر اسکو لے لیتا اور حدیث قیس بن سعد مین جو معجم کبیر طبرانی مین مذکور ہی اس لفظ سے کہ اگر ایمان ثریا پر معلق ہوتا تو اسکو فارس کے لوگ لے لیتے اور دوسری حدیث اسی کتاب مین ابن مسعودؓ کی روایت سے ہی کہا انھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دین ثریا پر معلق ہوتا تو البتہ لوگ فارس کے اسکو لے لیتے سو یہ اصل صحیح ہی کہ اسپر بشارت اور فضیلت مین مثل پہلی دونون حدیثون کے اعتماد کیا جاتا ہی حدیث موضوع کی کچھ حاجت نہین انتہی اور یہ حدیث فضیلت اہل فارس مین امام پر اسلیے محمول ہی کہ اہل فارس مین سوائے امام ابوحنیفہؒ کے کوئی شخص علم و زہد وغیرہ مین مشہور و معروف نہین ہوا ایسا ہی ذکر کیا علامہ شامیؒ نے اور تصدیق کی اپنی شیخ سیوطیؒ کی کذا فی رد المحتار اور خیرات الحسان مین ہی اس بات سے کہ صلاحیت استدلال کی عظمت شان امام ابوحنیفہؒ مین رکھتی ہی وہ حدیث ہی جو روایت کیگئی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا اٹھا لیجائیگی دنیا کی زینت سنہ ۱۵۰ ڈیڑھ سو مین انتہی اور یہ اسلیے ہی کہ امام موصوف کا انتقال اس دار فانی سے طرف دار آخرت کے سنہ ڈیڑھ سو مین ہوا تو یقیناً یہ حدیث امام پر محمول ہی **قال** اور ایک مغالطہ امام اعظمؒ کی مقلد حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ امام اعظم کی بزرگی اور ایہ پر اسلیے زیادہ ہی کہ اونھون نے چالیس برس تک ایک وضو سے نماز عشا اور صبح کی پڑھی ہی اور ہر شب مین ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اسبات کو خطیب نے تاریخ بغداد مین نقل کیا ہی (الی ان قال) کیا انکو اتنی بھی خبر نہین تھی کہ یہ بدعت ہی کیونکہ پیغمبر خدا صلعم نے عمر بھر کبھی شب کو تیرہ رکعت سے زیادہ نفل نہین پڑھی اور نہ کبھی تمام شب جاگے **اقول** وباللہ التوفیق مؤلف معہم مشربون کی جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ونیز صحابۂ کرام کی عبادت اور ریاضت کے حال سے ناواقف محض ہی تو امام صاحب وغیرہ مجتہدین کی عبادت سے تعجب کرنے مین اور اسکو بدعت سمجھنے مین محض نا بلد رہنا بعید نہین دیکھو یہان پر مطلقاً کثرت عبادت بلکہ تیرہ رکعت سے زیادہ نوافل پڑھنے کو بتقلید صاحب المعیار بدعت کہہ رہا ہی جس سے لازم آتا ہی کہ صحابہ وغیرہ نعوذ باللہ بدعتی ہون جنسے کثرت عبادت منقول ہی بلکہ العیاذ باللہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کبھی بدگمانی لازم آتی ہی تفصیل اسکی یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقا
عبادت شاقہ کو منع نہین فرمایا بلکہ جبپر مشقت ہو اور طبیعت اوسکی خوب رغبت سے عبادت مین مصروف
نہو ورنہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ وتابعین وغیرہ کثرت ریاضت وعبادت کی نفرماتے دیکھو
بخاری مین حضرت عائشہؓ سے منقول ہی کَانَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَقُوْمُ لِیُصَلِّیْ
حَتّٰی تَرِمَ قَدَمَاہُ فَیُقَالُ لَہٗ فَیَقُوْلُ اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا انتہی یعنی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نماز کے لیے البتہ کھڑے ہوتے تھے یہانتک کہ پانوٴن مبارک پر آماس ہو جاتا اور جب اس بارہ مین
آپ سے عرض کیا جاتا تو فرماتے کیا مین بندہ شکرگذار نہین ہون انتہی اور علامہ قسطلانی صاحب ارشاد الساری مین
لکھتے ہین ابن بطال نے کہا ہی کہ اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہی کہ انسان اپنے نفس پر شدت عبادت اختیار
کرے اگرچہ اوسکے بدن کو نقصان کرے اسلیے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اختیار کیا باوجودیکہ
آپ جانتے تھے کہ مین مغفور ہو چکا ہون پھر جو شخص اس بات کو نہ جانتا ہو خصوصًا جسکو بچو فی استحقاق نار سے
نہوئی ہو اسکو تو بدرجہ اولی چاہیے اور موقع اس عبادت تاکہ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے کہا ہی وہ ہی کہ جب تک
طبیعت کو ملال نہ پہونچائے اسلیے کہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اورون کے احوال سے کامل تر
تھا آپ اپنے پروردگار کی عبادت سے ملول نہین ہوتے تھے اگرچہ بدن کو ضرر ہوتا تھا بلکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہی کہ فرمایا آپ نے میری آنکھونکی ٹھنڈک نماز مین ہی چنانچہ نسائی نے
انسؓ کی روایت سے بیان کیا ہی اور جب ور شخص ملالت طبیعی کا خوف کرے اوسکو لائق ہی کہ اپنے نفس کو
تکلیف مین نڈالے انتہی اور تمام رات کا نہ جاگنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر اوقات مین بباعث
شفقت کے امت پر ہی ورنہ بعض اوقات تمام شب کو جاگنا بھی ثابت ہی چنانچہ مسلم وابوداود وغیرہ
مین ہی کَانَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ مِنْ رَمَضَانَ
اَحْیَی اللَّیْلَ وَاَیْقَظَ اَھْلَہٗ وَشَدَّ الْمِیْزَرَ انتہی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ
جب رمضان کا اخیر عشرہ آتا تو آپ تمام رات جاگتے اور گھر کے لوگون کو جگاتے اور تہ بند کو مضبوط
باندھتے تھے انتہی اور صحیح ابن حبان وغیرہ مین عطا تابعی سے روایت ہی کہ انھون نے کہا مین نے
عائشہؓ سے عرض کیا کہ مجکو زیادہ متعجب بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھی ہو بتلائے آپ نے
فرمایا کہ کونسا امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قابل تعجب نہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات

میرے پاس تشریف لائے پھر فرمایا کہ مین اپنے پروردگار کی عبادت کرلون پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے
لگے پھر روئے یہانتک کہ آپ کے آنسو سینے پر بہے پھر رکوع کیا پھر روئے پھر سجدہ کیا پھر روئے پھر
سر اٹھایا پھر روئے اسیطرح کرتے رہے یہانتک کہ بلال رض نماز کی اطلاع کو آئے مین نے کہا کس چیز
نے آپکو رلایا حالانکہ آپ کے تو گناہ مقدم اور موخر اللہ تعالی نے بخش دیئے ہین تب فرمایا کیا مین بندہ شاکر
نہین ہون انتہی اور نسائی اور ابن ماجہ مین ابوذر غفاری رض سے روایت ہے کہ کھڑے رہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یہانتک کہ صبح کردی ایکسہی آیت مین اور آیت یہ ہے کہ اگر تو عذاب کرے انپر تو یہ تیرے ہی
بندے ہین اور اگر بخشدے تو بیشک غالب حکمت والا تو ہی ہے انتہی اور عبادت کرنا موافق اپنی
طاقت کے مامور بہا ہے چنانچہ بخاری مین حضرت عائشہ رض سے مرفوعاً مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے لازم پکڑو اعمال کو جسقدر تمکو طاقت ہے کیونکہ بیشک خدا نہین تھکتا (اور ناخوش نہین
ہوتا) یہانتک کہ خود تم تھک جاؤ اور ملول ہو انتہی علی ہذا ابو داؤد وغیرہ مین ہے اقامۃ الحجۃ مین ہے
جبکہ ثابت ہوا جواز عمل کا موافق طاقت کے یہانتک کہ تھکان اور ملالت حاصل ہو پس ہم کہتے ہین
کہ آدمیونکی طاقت مختلف ہوتی ہے بہت آدمی ایسے ہین کہ ایک شی کی طاقت رکھتے ہین اور دوسرا
اوسکی طاقت نہین رکھتا اور بہت آدمی ایسے ہین کہ ایک چیز سے ملول ہوجاتے ہین اور دوسرا اوس سے
ملول نہین ہوتا اور بہت آدمیونکو سرعت قرارت دیگئی ہے اور دوسرا اسکو نہین پونہچا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام رات قیام کرنیکی حدیث سے ثابت ہوا کہ عائشہ رض کا قیام رات بھر کا نفی کرنا
غالب اوقات پر محمول ہے اسیطرح گیارہ رکعتون سے زیادہ کی نفی غالب اوقات پر محمول ہے ورنہ
روایات متعددہ سے پندرہ رکعت تک ثابت ہے ایسا ہی ذکر کیا اسکو نووی نے شرح مسلم مین
اور بعض روایات مین وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت رمضان مین بغیر جماعت
پڑھی ہین اور سند اسکی ضعیف ہے اور دوسری یہ ہے کہ اگر تسلیم بھی کیا جاوے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کل رات قیام نہین کیا اور نہ پورا قرآن ایک رات مین پڑھا اور نہ گیارہ رکعت سے
زیادہ پڑھا تو ہم کہتے ہین کہ اسکی مثل اور مشابہ تشدد مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت
ہوا ہے اور وہ قائم ہونا آپکا یہانتک کہ قدم مبارک آپ کے ورم کرجاتے تھے اور اسیقدر عبادات
شاقہ سے بدعت کا نام اٹھادینے کو کافی ہے اسلیے کہ بدعت وہ ہے کہ وہ اور نہ مثل اسکا عہد نبوی صلی اللہ

۵ حدیث شاذہ سا صفحہ ۹۹ مین ۱۲ ق

۵ اقامۃ الحجۃ صفحہ ۱۹ مین ہے ۱۲

علیه وسلم مین ثابت ہوا اور یہ اسمین شرط نہین ہی کہ ہر جزئی جزئیات عبادت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے ثابت ہو جائے اور تیسری یہ ہی کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی عبادت کو بوجہ
شفقت امت کے اختیار نہین کیا ہی لیکن اسکو اُن لوگون نے اختیار کیا ہی جنکے طریقہ پر چلنے کا ہمکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہی پس یہ عبادت کیونکر بدعت ہو گی انتہی ملتقطاً اب ان افعال کو بدعت کہنا
جنکا ثبوت شارع سے ہو چکا ہی اپنے ایمان کا دشمن ہونا ہی اور صحابہ وغیرہ سے بھی عبادت شاقہ کا
ثبوت ہی جیسا کہ ترمذی میں ہی کہ بعض اہل علم نے کہا ہی کہ تین دن سے کم قرآن کا ختم نہ چاہیے موافق
اس حدیث کے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی اور بعض اہل علم نے اسکی رخصت دی ہی اور حضرت عثمان
بن عفان سے روایت ہی کہ وہ قرآن کا ختم ایک رکعت مین پڑھتے تھے اور اسکے ساتھ وتر پورا کرتے
تھے اور سعید بن جبیر سے مروی ہی کہ انھون نے کعبہ مین قرآن کا ختم ایک رکعت مین کیا اور قرآن مین ترتیل
سے پڑھنا علما کے نزدیک مستحب ہی انتہی اور حافظ ابو نعیم اصبہانی حلیۃ الاولیا مین عثمان رضی اللہ
عنہ کے حال مین لکھتے ہین کہ زبیر بن عبد اللہ اپنی دادی رہیمہ سے روایت کرتے ہین کہا کہ عثمان
رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزہ رکھتے اور تمام رات قیام کرتے تھے مگر قدرے اول شب آرام کر لیتے انتہی
اور اسی کتاب مین حضرت عبد اللہ بن عمر کا حال لکھا ہی کہ نافع تابعی سے روایت ہی کہ ابن عمر رات بھر نماز
پڑھتے پھر کہتے ای نافع فجر ہو گئی مین کہتا کہ ابھی نہین پھر نماز پڑھنے لگتے پھر کہتے نافع فجر ہو گئی مین کہتا
کہ ہان پھر بیٹھ جاتے اور اللہ سے استغفار اور صبح تک دعا مانگتے رہتے انتہی اور ابن کثیر نے اپنی تاریخ
مین عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حال لکھا ہی کہ تھے حضرت عمر لوگونکو عشا کی نماز پڑھا دیتے پھر اپنے گھر مین چلے
جاتے اور برابر فجر تک نماز پڑھے جاتے اور نہین انتقال کیا یہانتک کہ برابر روزے رکھے گئے انتہی
اور حضرت علی کے حال مین اقامۃ الحجہ مین لکھا ہی کہ بیشک حضرت علی ایک دن مین آٹھ قرآن ختم کیا کرتے
جیسا کہ ذکر کیا اسکو بعض شراح بخاری نے انتہی اور امام نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی کہ بیشک
مستقدمین کی عادات ہر روز قرآن کے پڑھنے مین مختلف تھے اپنے احوال و افہام اور وظائف کے موافق
پس بعضے تو قرآن کو ایک مہینے مین ختم کرتے تھے اور بعضے بیس دن مین اور بعضے دس دن مین اور
بعضے یا اکثر سات دن مین اور بہت سے تین دن مین اور بہت سے ایک رات دن مین اور بعضے
اور بعضے رات دن مین تین ختم اور بعضے رات دن مین آٹھ ختم کرتے تھے اور یہ بات اکثر ہمکو پہونچی ہی

فور اُس امر کو مین نے واضح کر دیا انکے فاعل اور ناقل کی طرف کتاب آداب القراء مین اُن عمدہ عمدہ امور کے ساتھ جو کہ اس سے متعلق ہین انتہی اور آٹھ ختم کی تصریح حضرت علی رض سے اوپر معلوم ہو چکی اور بعض تابعین وائمہ مجتہدین کے حالات مین حلیۃ الاولیا مین لکھا ہی کہ اویس قرنی جب شام ہوتی تو کہتے کہ یہ رات رکوع کی ہی پھر رکوع کرتے یہانتک کہ صبح کر دیتے اور جب پھر شام ہوتی تو کہتے کہ یہ رات سجدہ کی ہی پھر سجدہ کرتے یہان تک کہ صبح کر دیتے انتہی اور عبد المنعم اپنے باپ ادریس سے روایت کرتے ہین کہ سعید بن مسیب نے صبح کی نماز عشا کے وضو سے پچاس برس تک پڑھی ہی انتہی اور ثابت بن اسلم تابعی جنھون نے عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر رض سے روایت کی ہی اور حضرت انس رض کی خدمت مین چالیس برس رہے ہین انکے حال مین اسی کتاب مین لکھا ہی کہ سنان اپنے والد ثابت سے روایت کرتے ہین کہ واللہ مین نے ثابت کو قبر مین رکھا تھا اور میرے ساتھ حمید طویل یا دوسرا شخص تھا بے شک محمد بن سنان راوی کا ہی پھر جبکہ اُن پر ہمنے مٹی برابر کر دی ایک اینٹ نکل پڑی تو کیا دیکھتے ہین کہ وہ اپنی قبر مین کھڑے ہوے نماز پڑھتے ہین پھر مین نے اپنے ساتھی سے کہا کیا دیکھتا نہین تو اسنے کہا چپ ہو پھر جب ہمنے مٹی ڈال دی اور لوٹکر اونکے لڑکے کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ تمھارے والد کونسا عمل کیا کرتے تھے تو اسنے کہا کہ تمنے کیا دیکھا تھا تب ہمنے اسکو اس واقع کی خبر دی اسنے کہا کہ وہ پچاس برس سے تمام رات قیام کیا کرتے تھے اور جب صبح ہوتی تو کہتے کہ اے خدا اگر تو نے اپنی مخلوق مین سے کسیکو قبر مین نماز پڑھنی عطا کی ہو تو مجکو عطا کرنا پھر اللہ تعالی ایسا نہ تھا کہ انکی اس دعا کو رد کر دیتا انتہی آپ بخوبی واضح ہوا کہ صحابہ و تابعین وغیرہ سے کثرت عبادت و ریاضت جیسا کہ امام سے منقول ہی ثابت ہی پھر اسکو بدعت کہنا گویا ان بزرگوارونکو بدعتی بنانا ہی اور جسنے انکو بدعتی بنایا وہ خود بڑا چھوٹا بدعتی ہی **قال** دوم شب مین ہزار رکعت نماز پڑھنی عقلاً بھی دشوار ہی اسلیے کہ تمام رات کے درجے اوسط مین بارہ گھنٹے ہوتے ہین الخ **اقول** سہ کار پاکان را قیاس از خود مگیر + گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر + جیسا کہ ہزار رکعت ایک شب مین عقل سرسری کے نزدیک مشکل ہین اسیطرح آٹھ قرآن کا ختم کرنا ایک رات دن مین جیسا کہ صحابہ وغیرہ سے اوپر مروی ہو چکا مستبعد ہی پس جسطرح انکی تصدیق اہل سنت کے نزدیک بباعث اعتقاد کرامت کی ہی اسیطرح اسکی بھی تصدیق ہی مؤلف صاحب اپنے پر پاک لوگونکا قیاس کرتے ہین کہ دن رات عیش و عشرت مین بریانی پلاؤ

سیرون کھاکر خرّاٹے تمام رات مارتے رہتے ہین اور یہ خبر نہین ہوتی کہ رات کدھر سے آئی اور کدھر
گئی لیکن یہ قیاس مع الفارق ہے اسلیے اقامۃ الحجہ مین اس عقل کا جواب بھی دیدیا ہے اگر تو اعتراض
کرے کہ بعض مجاہدات کا وقوع عقل مین نہین آتا جیسے آٹھ ختم دن اور رات مین اور ہزار رکعت
ایک رات مین اور مثل اسکے تو مین کہتا ہون کہ اسکا وقوع اگرچہ عوام سے بعید ہے لیکن اہل اللہ سے
بعید نہین اسلیے کہ وہ اپنے خدا کی طرف سے قوت ملکی عطا کی گئی ہین کہ اوسکی وجہ سے ان صفات کو
پہونچ گئے ہین اسکا انکار وہی کرتا ہے جو منکر کرامات اور خرق عادات کا ہے انتہی غرضکہ عقل سلیم بھی اس
بارہ مین عاجز آکر کرامات و معجزات کی تصدیق کر لیتی ہے اور اپنی فہمید کو بالای طاق رکھدیتی ہے مگر
واہ رے عقل غیر مقلدین کہ وہ بھی وہان جاکر رو رو کر سر دھنتی ہوگی کہ ایسے نامعقولون کے
پاس میرا نام بدنام کنندہ نکونامی چند کا مضمون ہے اور قفال مروزی کا قصہ جو مؤلف صاحب نے
ضدًا و حسدًا بدون تحقیق کے لکھا ہے اصل مین وہ قصہ موضوع جھوٹھا گھڑا ہوا شیعون کا ہے چنانچہ مولوی
صدیق حسن خان قنوجی نے جسکے مؤلف صاحب و جملہ غیر مقلدین کمال مداح ہین کشف الالتباس
مین اس حکایت کی نسبت لکھا ہے کہ صاحب تبصرہ نے کہا ہے کہ علماے متاخرین امامیہ نے حنفیہ کے
الزام کے لیے ایک حکایت جوڑی ہے کہ ایک شخص نے واسطے تضحیک مذہب ابی حنیفہ رحم کی نبیذ سے
وضو کیا الی آخرہ چنانچہ منہج الفاضلین ملا محمد باقر مجلسی (شیعی) کے باب اول مین مذکور ہے انتہی حاصلہ
اور اسیلیے ملا علی قاری نے سخت انکار قصۂ قفال نقال کا امام الحرمین پر کیا ہے انتہی اور ملا علی قاری نے
رسالۂ رد قفال مین اوسکی نماز مصنوعی اور اس قصہ کا اولا سخت انکار کیا ہے کہ یہ کسی رافضی یا خارجی کا
قصہ جوڑا ہوا ہے بعد اسکے بر تقدیر تسلیم اوسکے ہر ہر اعتراض و الزام کا جواب شافی احادیث وغیرہ سے
دیا ہے اور فی الواقع یہ نماز امام صاحب کی ہرگز نہین ہوسکتی کیونکہ کبھی تمام عمر مین ایسی نماز پڑھنا امام
سے منقول نہین افترائے محض ہے صرف جواز کی صورت نکال لی ہے اور سنن وغیرہ واجبات کو ترک کر دیا
ہے اگر ایسا ہی جواز کی صورت نکالنی ہو تو یہ سب صورتین جواز کی احادیث مرفوعہ آثار صحابہ وغیرہ سے
ثابت ہین چنانچہ ملا علی قاری نے بالتفصیل اسی رسالہ مین ان سب کو ثابت کیا ہے سو اب کوئی جاہل یہ
کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ سے بھی ایسی نماز منقول ہے اور انکی یہ نماز ہے تو نعوذ
باللہ خاصۂ منافق معاندین سمجھا جائیگا پس معلوم ہوا کہ اس قصہ کی تصدیق کرنے والے بڑے خورد

کشف الالتباس ... ۱۲۹۶ ... ص ۴۳

روافض کے ہین جنسے اہل سنت کو پرہیز لازم ہی اور جسے تفصیل دیکھنی ہی تو رسالہ رد قفال کی طرف رجوع کرے ہمنے یہان صرف انکے امام و پیشوا سے اس قصے کی تکذیب نقل کردی ہی اب پھر کچھ فضائل امام سے سو دو چار سنیے اور دل شاد کیجیے **میزان شعرانی** مین امام عبد الوہاب شعرانی نے فضائل امام متعدد مقامات مین لکھے ہین منجملہ انکے یہ ہین کہ روایت کی امام ابو جعفر شیزاماری نے شقیق بلخی رح سے کہ وہ فرماتے تھے امام ابو حنیفہ لوگون مین سے بڑے پرہیزگار اور بڑے عالم اور بڑے عابد اور بڑے سخی اور دین مین بہت احتیاط کرنے والے اور دین مین راے سے بہت دور رہنے والے تھے اور کوئی مسالہ علم مین نہ نکالتے یہانتک کہ اپنے شاگردون کو جمع کرتے اور مجلس منعقد کرتے پھر جب شاگرد اسپر متفق ہوتے تو امام ابو یوسف وغیرہ کو فرماتے کہ اس مسالہ کو فلان باب مین لکھو آہ اور بیشک پہلی فصلون مین اسکا ذکر ہوچکا ہی سو بھائی صاحب دیکھو تو کسقدر تقوی اور خوف امام کا خدا سے تھا کہین ایسا ہوسکتا ہی کہ امام شرع الٰہی مین وہ بات کہ اسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اسکو قبول نکرے بڑھا سکے اور یہ بھی اسنے اپنی سند سے ابراہیم بن عکرمہ مخزومی رح تک روایت کیا ہی کہ وہ کہتے تھے مین نے اپنی تمام عمر مین کوئی عالم بڑا پرہیزگار اور بڑا زاہد اور بڑا عابد اور بڑا عالم امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ سے نہین دیکھا اور شیزاماری نے عبد اللہ بن مبارک سے بھی روایت کی ہی کہ انھون نے کہا مین کوفے مین داخل ہوا تو وہان کے علما سے پوچھا کہ تمھارے اس ملک مین بڑا عالم کون ہی تو سب نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رح ہین پھر مین نے کہا کہ تمھارے اس ملک مین بڑا پرہیزگار کون ہی تو سب نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رح ہین پھر مین نے کہا کہ کون بڑا زاہد ہی تو سب نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رح ہین سو مین نے عمدہ باتون سے کوئی بات نہ پوچھی مگر انھون نے کہا کہ وہ بات امام ہی مین موجود ہی (حالانکہ اسوقت اور بھی بہت سے امام مجتہد کوفے مین تھے) اور شقیق بلخی رح امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی بڑی تعریف اور مدح کیا کرتے تھے اور بڑی جماعت مین سب کے سامنے کہا کرتے تھے کہ تقوے مین امام ابو حنیفہ رح کی مثل اور کون ہی اور ابو جعفر شیزاماری نے یہ بھی روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ رضہ نے ایک شخص کو ریشمین کپڑون کے بیچنے پر وکیل کیا اور انمین ایک کپڑا عیب دار تھا تو آپ نے وکیل سے فرما دیا کہ اس کپڑے کو بغیر اسکے عیب ظاہر کیے نہ بیچین پھر وکیل نے اسکو بیچ ڈالا لیکن عیب بیان کرنا بھول گیا اور اس کپڑے کے دام اوردامون مین

ذکر بعض فضائل امام اعظم رح

مل گئے پھر جب وکیل نے امام کو اس بات کی اطلاع دی تو امام نے سب کپڑون کے دام فقرا اور مساکین
اور محتاجون اہل ذمہ پر تقسیم کر دیے کہا ابو جعفر نے ہمنے شقیق بلخی سے روایت کی کہ بیشک امام ابو حنیفہ رض
اپنے قرضدار کی دیوار کے سایے کے تلے نہین بیٹھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسپر میرا قرض ہی اور جو
قرض کہ اس سے نفع ہو سو دمین داخل ہی اور روایت کی ابو نعیم وغیرہ نے امام صاحب کے حالات سے
کہ آپ نے صبح کی نماز عشا کے وضو سے پچاس برس سے زیادہ تک پڑھی ہی اور رات کو مطلقاً اپنا پہلو زمین پر
نہ ٹیکتے تھے اور بعد نماز ظہر کے بیٹھے بیٹھے ایک لحظہ سو جاتے اور فرماتے تھے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے رات کے قیام کے لیے قیلولہ سے مدد لو آہ ای بھائی جان لے کہ مین نے ان فصول مین
امام کی طرف سے جواب فقط اپنے دل اور حسن ظن سے نہین دیے ہین جیسا کہ بعض نے دیے ہین بلکہ
مین نے انکے جواب امام کے دلائل کی تلاش کے بعد دیے ہین جیسا کہ مین نے انکو کتاب منہج المبین فی
بیان ادلۃ مذاہب المجتہدین کے خطبہ مین بیان کیا ہی اور امام کا مذہب سب مذاہب سے اول جمع ہوا
اور سب سے آخر تک رہیگا جیسا کہ بعض اہل کشف نے کہا ہی اور بیشک اللہ تعالی نے اپنے دین کے لیے اونکو امام
بنایا ہی اور انکے مقلد ہمیشہ ترقی پر ہین قیامت تک اگر انمین سے کسیکو قید کیا جاوے اور پیٹا جاوے کہ
اس مذہب کو چھوڑ دے تو وہ اسبات کو نہین مانیگا اللہ تعالی اونسے اور اونکے مقلدین سے راضی ہوا اور
اسپر بھی راضی ہو جو انکے ساتھ ادب کو لازم پکڑے اور باقی ایمہ کے ساتھ بھی ادب اختیار کرے اور میرے
سردار علی الخواص رح فرمایا کرتے تھے کہ اگر مقلدین امام مالک و امام شافعی رضی اللہ عنہما انصاف کرین تو
کسی قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو ضعیف نہ کہین جبکہ اپنے امامون سے امام ابو حنیفہ رض کی تعریف سنین
یا انکو یہ باتین پہونچین اور بیشک پہلے گذر چکا ہی کہ امام مالک فرماتے تھے اگر امام ابو حنیفہ مجھسے اس بات مین
مناظرہ کرتے کہ یہ ستون سونیکا ہی تو اپنی دلیل سے اسکو سونیکا بنا دیتے اور امام شافعی سے پہلے
گذر چکا کہ وہ فرماتے تھے کہ لوگ فقہ مین امام ابو حنیفہ کی عیال اور کنبہ ہین انتہی اور امام ابو حنیفہ رح کی
تعظیم شان ہی منظور تھی کہ امام شافعی نے جبکہ صبح کی نماز امام کی قبر کے پاس پڑھی تو دعاے قنوت کو
چھوڑ دیا حالانکہ امام شافعی رح اسکے استحباب کے قائل تھے یہی بات البتہ امام شافعی کے مقلدون کو ادب
امام کے ضروری سمجھنے کے لیے کافی ہی انتہی اور مین نے اپنے سردار علی الخواص رح سے بارہا سنا کہ فرماتے
تھے اماموں کے مقلدین پر یہ بات ضرور ہی کہ اس شخص کی ضرور تعظیم کرین کہ جنکی تعریف انکے امام نے

کی ہی کیونکہ اپنے مذہب کا امام جبکہ کسی عالم کی تعریف کرے تو اسکے جمیع مقلدین پر واجب ہی کہ اس عالم کی
تعریف کرین اپنے امام کی تقلید کی وجہ سے اور یہ کہ اس عالم کو دین خدا مین رائے سے پاک سمجھین اور
اسکی بڑائی و تعظیم مین مبالغہ کرین کیونکہ ہر مقلد نے اپنی ذات پر واجب کیا ہی کہ اپنے امام کے جمیع اقوال مین
تقلید کرے خواہ اسکی دلیل سمجھے یا نہ سمجھے اور اسکی دلیل کا مطالب بھی نہوا اور یہ بھی منجملہ انکے ہی انتہی اور
مین نے اپنے سردار علی الخواص سے سنا کہ فرماتے تھے ہر مقلد پر ائمۂ مذاہب کے ساتھ ادب کرنا ضروری ہی اور
ایکدفعہ انھون نے بعض شافعیہ سے سنا کہ وہ کہتا تھا اس حدیث مین ابو حنیفہ پر رد ہی تو سنکر کہا کہ خدا
تیری زبان کو کاٹ ڈالے امام کے حق مین یہ لفظ کہتا ہی ادب کا تقاضا تو یہ ہی کہ یون کہے امام اس حدیث پر
مطلع نہین ہوا انتہی اور مجھسے یہ معاملہ ہوا کہ ایک شخص جو مشہور ذی علم تھا میرے پاس آیا اور مین اسحالت مین
امام ابو حنیفہ رض کے مناقب لکھ رہا تھا سو اوسنے دیکھا اور اپنے جیب سے چند کاغذ کے ورق نکالے اور کہا کہ انکو
دیکھیے تب مین نے دیکھا کہ انمین امام ابو حنیفہ رض پر رد ہی پھر مین نے اس سے کہا کہ حضور جیسے امام کے کلام کو سمجھتے
ہین کہ رد کرنے لگین تو کہا کہ مین نے یہ اعتراض فخر الدین رازی کی تصانیف سے لکھے ہین تب مین نے
کہا کہ فخر رازی امام ابو حنیفہ رح کی نسبت کرتے ایک طالب العلم ہی یا ایک ادنی رعیت ہی بڑے بادشاہ کے سامنے
یا ایک ستارہ ہی آفتاب کے سامنے اور جسطرح علمانے رعیت پر طعن کو اپنے بڑے امام پر کرنا حرام کیا ہی
مگر دلیل واضح سے علی ہذا مقلدین کو اعتراض اور طعن اپنے امامون پر حرام ہی مگر نص واضح سے کہ تاویل کا
احتمال نہ رکھے پھر بتقدیر امام ابو حنیفہ رض کے ایسے قول کے ہوتے ہوئے جو کہ معترض نے اسکی دلیل کو نہین
پہچانا تب بھی یہ قول اجتہاد سے تو یقیناً ہی پھر اسپر انکے مقلد کو عمل کرنا واجب ہی حتی کہ اسکا خلاف
ظاہر ہو جاے انتہی اور ہم جیسون کو کیسے لائق ہی اعتراض کرنا ایسے بڑے امام پر کہ لوگ انکی بزرگی اور
علم اور پرہیزگاری اور زہد اور عفت اور عبادت اور کثرت مراقبہ خدا کی جناب مین اور کثرت خوف
خدا سے تمام عمر پر متفق ہین خدا کی قسم یہ اعتراض سواے اندھے پن کے اور کچھ نہین کیونکہ جو کچھ انھون
نے ہمپر وسیع اور مباح کیا ہی تو وہ شارع کا وسیع کرنا ہی پھر بتقدیر شارع کی تصریح نکرنیکے وہ از قبیل
اجتہاد اور نور قلب ہوگا اور وہ بڑے امام ہین کہ ہمپر اپنے اجتہاد سے فراخی کرتے ہین باوجود انکے
کمال تقوی و احتیاط کے دین کے معاملہ مین اور باوجود ہمارے زیادہ محتاج ہونے کے اون امور کی
طرف جنکی انھون نے ہمپر فراخی کی ہی کیسے مسلمان عاقل کو جائز ہی کہ انپر اعتراض کرے حالانکہ دان

اسکا محتاج ہی اسبات کو جان اور سوچ کیونکہ بیشک عمدہ بات ہی اور بچتا رہنا اس سے کہ معترضین کے
ساتھہ تو بھی ڈوب جائے اور ایمہ پر اعتراض کرکے دنیا اور آخرت کا خسارہ حاصل کرے اسلیئے کہ بیشک
امام رضی اللہ عنہ کتاب و سنت کا مقید تھا رای محض سے بیزار تھا چنانچہ ہمنے اس کتاب کے چند مقام پر
اسکو بیان کردیا ہی اور جسنے امام رضی اللہ عنہ کے مذہب کی تلاش کی ہوگی تو اسکو اکثر مذاہب سے دین مین
زیادہ احتیاط والا پایا ہوگا اور جسنے اسکے سوائے اور کچھ کہا (جیسا کہ غیر مقلد کہتے ہین) تو وہ منجملہ
ان جاہلین متعصبین کے ہی جو ایمہ ہدی پر اپنے ردی فہم کے باعث منکر ہین اور امام کو ایسی باتون سے
خدانے بچالیا ہی بلکہ وہ بڑے امام ہین کہ سب مذاہب کے مٹنے تک انکا مذہب رہیگا چنانچہ اسکی خبر مجکو
بعض اہل کشف صحیح نے دی ہی اور اسکے مقلدین ہمیشہ ترقی پر ہین ہر زمانہ مین اور اسکے اقوال
و افعال کے عقائد مین یکتا ہین اور پہلے ہم اپنے امام شافعیؒ کے قول کو نقل کرچکے ہین کہ لوگ سب کے
سب فقہ مین امام ابو حنیفہؓ کے کنبہ ہین اور بیشک بعض مقلد امام ہیٹا گیا اور تہدید کیا گیا تاکہ دوسرے
کسی امام کی تقلید کرے تو اسنے اسبات کو قبول نکیا اور خدا کی قسم یہ مہمل پن نہین تھا اور امام کے حق مین
جو بعض متعصبین نے کلام کیا ہی تو اسکا کچھ اعتبار نہین ہی اور نہ اس قول کا اعتبار ہی کہ امام کو اہل الرای
کہتے ہین بلکہ محققین کے نزدیک اس شخص کا کلام جو امام کے حق مین طعن کرتا ہی منجملہ واہیات و بیہودہ پن
کے ہی اور اگر اس شخص کو کہ امام پر طعن کرتا ہی مجتہدین کے باریک استنباط کی پہچان کی سمجھ ہوتی تو امام ابو حنیفہ کو اکثر
مجتہدین پر مقدم کرتا کیونکہ اسکے مجتہدات دلائل و مسائل مخفی ہین اے بھائی جان لے اسکو کہ مینے امام کے
بارہ مین اور مجتہدین کی نسبت جو زیادہ کلام مناقب مین کیا ہی تو بوجہ اسکے کہ جو دین مین دلیر ہین انپر
رحم کیا ہی کہ وہ طالب العلم ہین اور امام کے مخالف ہین کیونکہ وہ بعض وقت امام کے خفی دلائل و مسائل کو
ضعیف کہنے لگ جاتے ہین بخلاف دیگر ایمہ کے کہ انکے مسائل ظاہر ہین انتہی اب بعض کرامات امام کے
سنو اسی میزان شعرانی مین ہی کہ امام ابو حنیفہؒ کو یہ بات پونہچی کہ لوگون نے خلیفہ سے کہا کہ علما کی تحقیق
ہمنے کی ہی تو کسیکو زیادہ فقیہ و متقی امام ابو حنیفہؒ سے نہین پایا اسکے قریب قریب سفیان ثوری اور
صلۃ بن اشیم اور شریک ہین تب امام نے سنکر کہا کہ مین تمکو تخمینا کہتا ہون کہ مین تو پیٹا جاؤنگا اور تہدید
ہونگا اور قصور نکرونگا اور سفیان ثوری بھاگ جائینگے اور صلۃ بن اشیم احمق ہوکر چھوٹ جائیگا اور
شریک قضا مین مبتلا ہوگا پس جیسا امام نے کہا ویسا ہی ہوا اسلیئے کہ سفیان ثوری تو سیاحی نکا

ف بعض کرامات امام کے

لباس پہنکر بھاگ گئے کہ انکو جاتے ہوئے کسینے نہ پہچانا اور شریک قضا کے متولی ہوگئے اور صلہ بن اشیم
جب بادشاہ کے دربار مین گیا تو کہنے لگا کہ تیرے پاس کتنے گدھے ہین اور کسقدر گھوڑے ہین اور
کیا کچھ کھاتا پکاہی اسبات کو خلیفہ نے سنکر کہا کہ اس دیوانہ کو یہانسے نکالو شیز اماری کہتے ہین کہ ہمکو امام
ابوحنیفہ اور سفیان اور صلہ سے یہ خبر پہونچی ہی کہ انھون نے شریک کو چھوڑدیا حتی کہ انکا انتقال ہوا اور
کہتے تھے کہ اسکو بھی حیلہ کرنا ممکن تھا کہ اس بلا سے خلاصی پاتا باوجود اسکے یہ کام خلاصی کا نہ کیا خدا
ان سب سے راضی ہو انتہی اور بعض شافعیہ طالب العلم کہ جو میرے پاس آیا جایا کرتا انکار کرنے لگا امام ابوحنیفہ رح
پر اور کہنے لگا کہ میرا جی نہین چاہتا کہ امام کے شاگردون کی بات سنون تب اسکو مین نے اسبات سے منع کیا
تو باز نہ آیا پھر چلا گیا اور بلند منزل کی سیڑھی سے ایسا گرا کہ اسکے سرین کی ہڈی ٹوٹ پڑی پھر ہمیشہ اسی
حالت پر رہا کہ برے حال ہوکر مرا اور میرے پاس کسی آدمی کو خبر لینے کو بھیجا تو مین نے بباعث ادب کے
اصحاب امام سے جانے سے انکار کیا کیونکہ وہ انکو برا جانتا تھا اسکو جان اور اپنی زبان کو انکی برائی سے
بچالی کیونکہ وہ صراط مستقیم پر تھے انتہی اور بیشک ہمنے اس کتاب مین کہ ایمہ فقہا وصوفیہ کی طرف سے
جواب دیے ہین ذکر کیا ہی کہ تحقیق ایمہ فقہا وصوفیہ سب اپنے مقلدین کی شفاعت کرینگے اور اس
مقلد کی روح نکلنے کے وقت اور منکر نکیر کے سوال کے وقت اور میدان قیامت اور حساب و میزان
اور صراط کے وقت خیال رکھینگے اور انسے کسی محل پر غافل نہونگے اور جبکہ شیخ ہمارے شیخ الاسلام
شیخ ناصر الدین لقانی کو بعض صالحین نے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے آپکے ساتھ کیا معاملہ
کیا تو کہا کہ جب مجکو فرشتون نے قبر مین بٹھلایا کہ سوال کرین تو اسوقت امام مالک رح آئے اور کہا کہ ایسے
لوگ بھی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کے لیے سوال کے محتاج ہوتے ہین انکا پیچھا
چھوڑو اور الگ ہوجاؤ پھر وہ مجھسے الگ ہوگئے آہ اور جبکہ مشایخ صوفیہ اپنے اتباع اور مریدونکا
دنیا اور آخرت مین سب خوف وشدت کے مقامات پر خیال رکھتے ہین تو ایمہ مذاہب کیسے ہونگے
جو کہ زمین کے اوتاد ہین اور دین کے رکن ہین اور شارع کے امین ہین اسکی امت پر رضی اللہ عنہم
پس ای بھائی اپنے جی مین خوش ہو اور آنکھونکو ٹھنڈا کر ہر امام کی تقلید مین جو چاہے ان مین سے
انتہی ملتقطا اب امام مالک کا شفاعت کرنا جب ثابت ہوا تو امام ابوحنیفہ رح بطریق اولی شفیع ہونگے
اور ملا علی قاری رح نے رسالہ رد قفال مین لکھا ہی کہ امام ابوحنیفہ رح کے مقلد ہمیشہ سے ترقی پر تمام ملکو مین

رہے ہین خاصکر مملکت روم اور ماوراء النہر اور ولایت ہندوستان اور اکثر اہل خراسان اور عراق مین اور
بلاد عرب مین بھی بہت ہین بالاتفاق اور مجکو یہ گمان ہی کہ تمام مسلمانون مین دو حصے حنفی ہونگے اور
باقی سب بلکہ محاسبین کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ہونگے انتہی اسلیے کہ یہ تو معلوم ہی اور ثابت ہی
کہ امام اعظمؒ اول مجتہد ہین انھون نے ہی اصول اور فروع کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے بنا کیا ہی یہانتک
کہ امام شافعیؒ نے اسبات کا اقرار کیا ہی اور کہا ہی کہ لوگ فقہ مین امام ابوحنیفہؒ کے کنبہ ہین اور یہ بھی کہا
ہی کہ جو شخص امام ابوحنیفہؒ کی کتابین نہ دیکھے اسکو فقہ مین تبحر حاصل نہین ہوگا اور بیشک انکا اجتہاد
قرن ثانی مین بڑے بڑے مجتہدین کے سامنے ہوا ہی اور انکی شاگردی عبداللہ بن مبارکؒ نے کی ہی
جو کہ علماے عاملین سے تفسیر اور حدیث اور فقہ اور زہد و شجاعت و سخاوت و تقین مین مشہور تھے
اور وہ کہتے تھے کہ اگر مین امام ابوحنیفہؒ سے ملاقات نکرتا تو البتہ مبتدع ہوتا اور اگر امام نہوتے تو مین مفلس
ہوتا یعنی علم مین اور سفیان ثوری سے مروی ہی کہ ہم امام ابوحنیفہؒ کے سامنے ایسے تھے کہ جسطرح باز کے
سامنے چڑیان اور کہا سفیان بن عیینہ نے جو شخص کہ لڑائی کا حال دیکھنا چاہے تو مدینہ شریف کو جاوے
اور جو احکام حج کے چاہے تو مکہ شریف ہی اور جو فقہ کا ارادہ کرے تو کوفے مین جا کر امام ابوحنیفہؒ کے
شاگردون کی ملازمت اختیار کرے اور داؤد طائیؒ امام کے شاگردون مین تھے اور وہ ساداتِ
صوفیہ کے شیخ المشایخ ہین کیونکہ وہ معروف کرخیؒ کے شیخ ہین اور وہ شیخ سری سقطیؒ کے ہین اور وہ جنید
بغدادیؒ کے شیخ ہین یہانتک کہ انکے حق مین کہا گیا ہی کہ اگر اہل دنیا ایک طرف تولے جاوین اور داؤد
طائیؒ ایک طرف تو البتہ داؤد طائی وزن صلاح اور زہد مین غالب ہوین اور کردری نے ذکر کیا ہی کہ امام
مالکؒ امام ابوحنیفہؒ سے ملے اور مدینہ شریف مین انسے مناظرہ ہوا تو امام مالکؒ بہت سے مسائل مین
امام ابوحنیفہؒ کی طرف رجوع کر گئے اور کہا گیا ہی کہ امام کے شاگردون مین سے فضل بن عیاش اور
شقیق بن ابراہیم بلخی اور معروف کرخی اور ابویزید بسطامی اور سہل بن عبداللہ تستری اور ابوبکر
وراق اور ابوعبداللہ محمد بن علی ترمذیؒ ہین اور کہا ابن حجر نے کہ امام کے شاگرد بڑے بڑے مشایخ
اور مجتہدین و علماے راسخین سے مثل امام عبداللہ بن مبارکؒ کے کہ انکی جلالت اور زہد پر سب کا
اتفاق ہی اور جیسے امام ابوالليث بن سعد اور امام مالک بن انس اور ایسے ایسے بڑے بڑے امام اور
مشایخ اسلام ہین کہ لوگون مین شرقاً و غرباً اور عرب مین بھی مشہور ہین اور مؤید اسکی وہ بات ہی کہ

حکایت کیا ہی بعض اہل مناقب امام نے کہ حضرت ثابت والد ماجد امام ابوحنیفہ رح کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور وہ چھوٹے تھے سو حضرت علیؓ نے انکی اور انکی اولاد کے حق مین برکت کی دعا دی پس امام صاحب کو جو کچھ دیا گیا وہ اسی دعا کی برکت سے تھا انتہی اور بیشک لیا حدیث کو امام شافعی نے امام محمد بن حسن سے انھون نے امام ابو یوسف سے انھون نے امام اعظم رح سے سو وہ امام کے شاگرد دو واسطے سے ہین بلکہ لیا حدیث کو امام ابوحنیفہ رح سے امام مالک نے جیسا کہ زرکشی نے اسکی تصریح کی ہی پس امام ابوحنیفہ رح بڑے امام ہین انتہی ملتقطاً اور صاحب مشکوۃ نے اکمال فی اسماء الرجال مین امام کے ترجمہ مین لکھا ہی کہ اگر ہم امام کے مناقب و فضائل کے شرح لکھنے لگتے تو خطبے طول ہو جاتے پھر بھی مقصود تک نہ پہونچتے اسلیے کہ بیشک وہ عالم عامل پرہیزگار زاہد علوم شریعت مین تھے اور اس کتاب مین انکے ذکر سے مقصود یہ ہی کہ انکے نام سے برکت ہو اگرچہ ہمنے مشکوۃ مین کوئی حدیث انسی نقل نہین کی کیونکہ انکا مرتبہ بڑا ہی اور انکا علم وافر ہی انتہی اور امام مجد الدین مشہور با بن الاثیر نے جامع الاصول کی فصل نون مین لکھا ہی لَوْ لَمْ یَکُنْ لِلّٰہِ تَعَالٰی سِرٌّ خَفِیٌّ وَاَصْفَاءٌ اِلٰھِیٌّ فِیْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ لَمَا جَمَعَ شَطْرَ اَھْلِ الْاِسْلَامِ عَلٰی تَقْلِیْدِہٖ انتہی یعنی اگر خدا تعالی کا بھید پوشیدہ اور روشنی خدائی امام ابوحنیفہ رح مین نہوتی تو خداوند کریم آدھے مسلمانون کو امام کی تقلید پر جمع نکرتا انتہی اور کہا شیخ محمد طاہر نے مجمع البحار مین کہ اگر اللہ تعالی کا بھید پوشیدہ امام کے حق مین نہوتا تو البتہ خدا تعالی آدھے مسلمانون کو امام کی تقلید پر متفق نہونے دیتا انتہی ابن خلکان نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی وَقَالَ یَحْیٰی بْنُ مُعِیْنٍ اَلْقِرَاءَۃُ عِنْدِیْ قِرَاءَۃُ حَمْزَۃَ وَالْفِقْہُ فِقْہُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَعَلٰی ھٰذَا اَدْرَکْتُ النَّاسَ انتہی یعنی یحیی بن معین کہتے ہین کہ میرے نزدیک تو قراءت حمزہ (قاری) کی ہی اور فقہ فقہ ابوحنیفہ کی اور اسی پر مین نے لوگون کو متفق پایا ہی انتہی اور صاحب قاموس نے لکھا ہی ابوحنیفہ بیس فقہا کی کنیت ہی اور ان سب مین زیادہ مشہور امام الفقہا نعمان رح ہین انتہی شاہ عبد العزیز رح محدث دہلوی نے تحفۂ اثنا عشریہ مین لکھا ہی رئیس فقہاے اہل سنت ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ است انتہی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات جلد ثانی کے صفحہ ۱۰۷ مین تحریر فرماتے ہین وحضرت عیسی علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام بعد از نزول کہ متابعت این شریعت خواہد نمود و اتباع سنت آن سرور علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام خواہد کرد

نسخ این شریعت مجوز نیست نزدیک ست که علماے ظواهر مجتهدات اورا علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام
از کمال دقت وغموض ماخذ انکار نمایند ومخالف کتاب و سنت دانند مثل روح الله مثل امام اعظم
کوفی ست که ببرکت ورع وتقوی وبدولت متابعت سنت درجه علیا در اجتهاد واستنباط یافته است
که دیگران در فهم آن عاجزاند ومجتهدات اورا بواسطهٔ دقت معانی مخالف کتاب و سنت دانند واورا و
اصحاب اورا اصحاب رای پندارند کل ذلک لعدم الوصول الی حقیقة علمه ودرایته وعدم الاطلاع
علی فهمه وفراسته امام شافعی رح گرشمهٔ از دقت فقاهت او علیه الرضوان دریافت که گفت الفقهاء کلهم
عیال ابی حنیفة وای بر جرأت قاصر نظران که قصور خود را بدیگرے نسبت نمایند ؂ قاصری گرکند
این قافله را طعن قصور حاش لله که برآرم بزبان این گله را همه شیران جهان بستهٔ این سلسله اند روبه
از حیله چسان بگسلد این سلسله را وبواسطهٔ همین مناسبت که بحضرت روح الله دارد تواند بود آنچه
خواجه محمد پارسا رح در فصول سته نوشته است که حضرت عیسی علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام بعد از
نزول بمذهب امام ابوحنیفه رح عمل خواهد کرد یعنی اجتهاد حضرت روح الله موافق اجتهاد امام اعظم خواهد بود
نه آنکه تقلید این مذهب خواهد کرد علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام که شان او علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام
از ان بلندتر است که تقلید علماے امت فرماید بے شائبهٔ تکلف وتعصب گفته میشود که نورانیت این
مذهب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریای عظیم می نماید وسائر مذاهب در رنگ حیاض وجداول بنظر
می درآیند وبظاهر هم که ملاحظه نموده می آید سواد اعظم از اهل اسلام متابعان ابی حنیفه اند علیهم الرضوان
واین مذهب باوجود کثرت متابعان در اصول وفروع از سایر مذاهب متمیز است ودر استنباط طریق
علیحده دارد واین معنی مبنی از حقیقت است عجب معامله است امام ابوحنیفه رح در تقلید سنت از همه
پیش قدم است واحادیث مرسل را در رنگ احادیث مسند شایان متابعت میداند وبر رای خود مقدم
میدارد وهمچنین قول صحابه را بواسطهٔ شرف صحبت خیر البشر علیه وعلیهم الصلوة والتسلیمات بر رای خود
مقدم میدارد ودیگران نه چنین اند مع ذلک مخالفان اورا صاحب رای میدانند والفاظی که مبنی از سوء
ادب اند باو منتسب میسازند باوجود آنکه همه بکمال علم ووفور ورع وتقوی او معترف اند حضرت حق سبحانه
تعالی ایشانرا توفیق دهاد که آزار رئیس دین ورئیس اسلام ننمایند وسواد اعظم اسلام را ایذا نکنند یریدون
لیطفئوا نور الله بافواههم جماعه که این اکابر دین را اصحاب رای میدانند اگر این اعتقاد

وارند که ایشانان برای خود حکم میکردند و متابعت کتاب و سنت نمی نمودند پس سواد اعظم از اہل اسلام بزعم
فاسد ایشان ضال و مبتدع باشند بلکہ از جرگۂ اسلام بیرون بودند این اعتقاد نکنند مگر جاہلی کہ از جہل
خود بیخبر است یا زندیقی کہ مقصودش ابطال شطر دین است ناقصی چند احادیث را یاد گرفته اند (مثل
غیر مقلدین زمانہ حال) و احکام شریعت را منحصر دران ساخته ما ورای معلوم خود را نفی می نمایند و آنچه
نزد ایشان ثابت نشده منتفی میسازند ٥ چو آن کرمیکه در سنگی نهان است ٭ زمین و آسمان او
همان است ٭ وای هزار وای بر تعصبهای بارد ایشان و از نظرهای فاسد ایشان بانی فقه ابوحنیفهؒ
است و سه حصه از فقه او را مسلم داشته اند و در ربع باقی همه شرکت دارند در فقه صاحب خانه اوست
و دیگران همه عیال وی اند با وجود التزام این مذهب مرا با امام شافعی گویا محبت ذاتی است و بزرگ
میدانم لهذا در بعضی اعمال نافله تقلید مذهب او می نمایم اما چه کنم که دیگران را با وجود وفور علم و کمال
تقوی در جنب امام ابی حنیفهؒ در رنگ طفلان می یابم والامر الی الله سبحانه انتهی امام عبداللہ بن المبارکؒ
جو بڑے محدث و فقیہ اور صحاح ستہ کے راویوں مین سے اور بخاری و مسلم کے استادوں کے
استاد ہین اور امام ابوحنیفہؓ کے شاگردون سے ہین انکا قصیدہ مشہور جو امام کی تعریف مین ہی لکھکر
امام کے مناقب کو ہم ختم کردیتے ہین چنانچہ درمختار وغیرہ کتب مین ہی لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَ مَنْ
عَلَيْهَا ٭ اِمَامُ الْمُسْلِمِيْنَ اَبُوْ حَنِيْفَةْ ٭ یعنی البتہ تحقیق زینت دی شہرون اور انکے
رہنے والون کو مسلمانون کے امام ابوحنیفہؒ نے بِاَحْكَامٍ وَّ اٰثَارٍ وَّ فِقْهٍ ٭ كَاٰيَاتِ الزَّبُوْرِ
عَلَى الصَّحِيْفَةْ ٭ زینت دی احکام شرعیہ اور آثار و فقہ سے جسطرح زبور کے آیتین ورق پر
لکھے ہوے ہین فَمَا فِي الْمَشْرِقَيْنِ لَهٗ نَظِيْرٌ ٭ وَلَا فِي الْمَغْرِبَيْنِ وَلَا بِكُوْفَةْ ٭ دونون
مشرقون مین اور دونون مغربون مین اور کوفے مین انکا کوئی مثل نہین ہی یَبِيْتُ مُشَمِّرًا
سَهَرَ اللَّيَالِيْ ٭ وَصَامَ نَهَارَهٗ لِلّٰهِ خِيْفَةْ ٭ رات کاٹتا ہی مستعد ہوکر اور راتونکو
جاگتا ہی اور دنکو خدا کے خوف سے روزہ رکھتا ہی فَمَنْ كَاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِيْ عُلَاهُ ٭ اِمَامٌ
لِلْخَلِيْقَةِ وَالْخَلِيْفَةْ ٭ پھر ابوحنیفہ جیسا بلند مرتبہ مین کون ہی کہ امام خلق کا اور بادشاہ کا ہو
رَاَيْتُ الْعَائِبِيْنَ لَهٗ سِفَاهًا ٭ خِلَافَ الْحَقِّ مَعَ حُجَجٍ ضَعِيْفَةْ ٭ مین نے امام پر
عیب لگانیوالون کو بیوقوف اور یمینہ دیکھا کہ حق کے خلاف دلیلین ضعیف لاتے ہین

وَكَيْفَ يَحِلُّ اَنْ يُّؤْذِيْ ذَا فَقِيْهٍ ۔ لَهٗ فِى الْاَرْضِ اٰثَارٌ شَرِيْفَةٌ ۔ اور کیسے حلال ہی کہ ایسے فقیہ کو تکلیف دیجاوے کہ جسکے لیے زمین مین بزرگ علامات ہین وَقَدْ قَالَ اِبْنُ اِدْرِيْسَ مَقَالًا ۔ صَحِيْحَ النَّقْلِ فِيْ حُكْمٍ لَطِيْفَةٍ ۔ اور بیشک ابن ادریس شافعی رح نے ایک بات کہی ہی کہ نقل اسکی صحیح ہی اور لطیفے کے حکم مین ہی بِاَنَّ النَّاسَ فِيْ فِقْهٍ عِيَالٌ ۔ عَلٰى فِقْهِ الْاِمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ ۔ کہ بیشک لوگ فقہ مین کنبہ ہین اوپر فقہ امام ابوحنیفہ رح کے انتہی اور یہ فضائل امام ابوحنیفہ رح ایک قطرہ ہین دریای زخار فضائل امام سے اسلیے کہ علمای کرام نے رسالے مستقل اور دفترونکے دفتر انکے مناقب مین لکھے ہین لیکن اہل دین وعقل وانصاف کے خوش ہونیکے لیے اور اعتراض واہیہ تو غلین اور حاسدین زمان کے دفعیہ کے واسطے اسیقدر بس ہین اور معاند و حاسد کے واسطے دفترونکے دفتر بھی کافی نہین آس عاجز نے اسی غرض سے انپر خاتمہ کیا ہی کہ خداوند کریم اس کمترین کو منجملہ مداحین اور خیرخواہ ایمہ دین خصوصا امام الایمہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کرے اور انکے گروہ مین قیامت کے روز اوٹھاوے آمین ثم آمین

انتباہ

اہل سنت والجماعۃ کی خدمت مین عموما اور غیر مقلدین منصفین کی خدمت مین خصوصا التماس ہی کہ ظفر المبین کے مغالطات اور بیہودہ کلمات کو بنظر انصاف دیکھکر اور نصر المقلدین سے اوسکے جوابات پاکر ایسے عقیدے سے بچین جو کہ باعث طعن ایمہ مجتہدین خصوصا رئیس المجتہدین وامام المسلمین ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہی کہ جنکی شان عظیم کے نہ صرف موافق بلکہ مخالف بھی قائل ہین سچ ہی ؎ وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ ۔ اور جنکی نسبت مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی جو کہ پیشواے غیر مقلدین ہین اپنی معیار الحق مین لکھ چکے ہین کہ امام ہمارے پیشوا اور سردار ہین سو انکو لازم ہی کہ انیسے امام کے حق مین کلمات گستاخانہ اور بیہودانہ سے زبان اور تحریر کو روکین اور ہم مشربونکو بھی منع کرین ورنہ عذاب اخروی اور طعن و مذلت دنیاوی سے خلاصی نہوگی ؎ مانو نہ مانو حضرت من اختیار ہی ہم نیک و بد تو آپکو سمجھائے جائینگے اور التماس برادران دینی یہ ہی کہ اس عاجز کی تالیف سے جو صاحب فائدہ اوٹھائین مؤلف کو دعای خیر سے فراموش نفرماوین اور یہ عاجز بھی دعا کرتا ہی کہ اللہ تعالے جملہ مسلمانونکو راہ اہل سنت والجماعۃ پر مستقیم رکھے اور جو اس سے بہکے اور بھٹکتے پھرتے ہین اونکو بھی راہ راست پر لاوے آمین ثم آمین ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ

والسلام علی سید المرسلین سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

فتوای جامع الشواهد فی اخراج الوهابیین عن المساجد

بسم اللہ الرحمن الرحیم * نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

(۱) علمای اہل سنت وجماعت اس مسئلے مین کیا فرماتے ہین کہ یہ گروہ وہابیین یعنی فرقہ غیر مقلدین داخل ہے اہل سنت وجماعت مین یا خارج ہے انسے مثل اور فرق ضالہ کے (۲) اور ہم مقلدون کو اونکے ساتھ مخالطت ومجالست کرنا اور اونکو اپنی مساجد مین باوجود خوف فساد کے آنے دینا درست ہے یا نہین (۳) اور اونکے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے بینوا بالتفصیل توجروا بالاجر الجزیل

جواب سوال اول

وہابیہ غیر مقلدین کہ قطع نظر عقائد کے جنکی علامات ظاہری اس ملک مین ایمہ اربعین مین سے کسیکی تقلید نکرنا اور فقہ کو مخالف حدیث کے کہنا اور مقلدون کا نام مشرک و بدعتی رکھنا اور اپنے تئین موحد اور محمدی ظاہر کرنا اور تقلید سے چڑھنا اور نفس انعقاد مجلس میلاد خیر العباد اور فاتحہ خوانی وعرس اولیاء اللہ کو شرک وبدعت کہنا اور بغیر کسی امام کی تقلید کے نماز مین آمین پکار کے کہنا اور وقت رکوع اور قومے کے رفع یدین کرنا اور نماز مین ناف سے اوپر بلکہ سینے پر ہاتھ باندھنا اور امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا اور جو ایسا نکرے اوسکو برا کہنا) مثل دیگر فرق ضالہ رافضی وخارجی وغیرہا کے اہل سنت وجماعت سے خارج ہین کیونکہ اونکے بہت سے عقائد اور مسائل مخالف اہل سنت وجماعت کے ہین چنانچہ بموجب تحریر اونھین کی کتابون کے چند عقائد اور مسائل بقید نام کتاب وہندسہ صفحہ کے بطور نمونہ بیان کیے جاتے ہین تا پھر کسی منکر کو اونکے ثبوت مین گنجایش انکار اور شبہے کی باقی نہ رہے

پہلے انکے عقائد سنیے

اول یہ کہ خدای پاک کا جھوٹ بولنا ممکن کہتے ہین چنانچہ صفحہ ۶ کتاب صیانۃ الایمان مطبوعہ مراد آباد تصنیف مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین مین مندرج ہے **دوم** انبیاء علیہم السلام سے احکام دینی مین بھول چوک کے قائل ہین جیسا کہ مولوی حسین خان صفحہ ۲۱ کتاب رد تقلید بکتاب المجید مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی مین اس مضمون کا اقرار کرتے ہین اور طرہ یہ کہ اوسکی صحت پر مولوی نذیر حسین و شریف حسین وغیرہما اکابر غیر مقلدین کی مہرین بھی ثبت ہین حالانکہ انبیاء علیہم السلام تبلیغ احکام مین بالاتفاق معصوم ہین

سوم یہ کہ آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کرتے ہین چنانچہ یہ مضمون صفحہ ۲۹۶ انظر المومنین
مصنفہ آخوند صدیق پشاوری شاگرد رشید مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہی کہ اونھون نے خاتم النبیین کے
الف لام کو عہد خارجی کا لکھا ہی جسکے معنی یہ ہین کہ بعض کے خاتم ہین نہ سبکے حال آنکہ آپ کل انبیا کے خاتم
اور نبی آخر الزمان ہین کہ بعد آپکے کوئی نبی نہوگا **چہارم** کہتے ہین کہ حدیث آحاد سے یعنی سوای حدیث
متواتر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ثابت نہین ہوتا جسکا یہ مطلب ہوا کہ آنحضرت سے سوای
ایک دو معجزون کے زیادہ صادر نہوئے کیونکہ سوای قرآن کے اور معجزات حدیث متواتر سے ثابت
نہین ہوتے چنانچہ یہ مضمون کتاب دلیل محکم مطبوعہ دہلی تصنیف مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہی
پنجم اجماع کل امت کا جسکی سند ہمکو معلوم نہو حجت شرعی نہین ہی جیسا کہ صفحہ ۱۳۱ کتاب معیار الحق مطبوعہ
لاہور مصنفہ مولوی نذیر حسین ہین و صفحہ ۴۳ کتاب اعتصام السنہ مطبوعہ کانپور تصنیف مولوی عبد اللہ
محمدی معروف جھاؤ ساکن مؤ مین موجود ہی **ششم** مجتہد کا قیاس شریعت مین قابل اعتبار کے نہین ہی
چنانچہ اوسی کتاب معیار الحق کے صفحہ ۹۷ مین اور اعتصام السنہ کے صفحہ ۳۶ مین مرقوم ہی **ہفتم** کتاب
دراسات اللبیب مطبوعہ لاہور مصنفہ ملا معین کے صفحہ ۲۱۹ مین لکھا ہی کہ حضرت امام مہدی کے زمانے
مین رجعت ہوگی یعنی جو لوگ اونکی محبت مین بدون ملاقات کے مر گئے ہین اور نپایا اونھون نے زمانہ امام
کو تو بحکم خدای تعالی قبرون سے قبل قیامت کے زندہ ہو کر اونسے مستفید ہونگے چنانچہ اصل عبارت عربی
اوس کتاب کی یہ ہی مَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ الصَّادِقِ لِإِمَامِ الْعَصْرِ الْمَهْدِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَلَمْ يُدْرِكْ أَوَانَهُ أَذِنَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ أَنْ يُحْيِيَهُ فَيَفُوزُ فَوْزًا عَظِيمًا فِي حُضُورِهِ وَهَذِهِ رَجْعَتُهُ
فِي عَهْدِهِ ہ حال آنکہ مسئلہ رجعت کا نزدیک اہل سنت و جماعت کے مردود ہی چنانچہ امام نووی شارح مسلم
لکھتے ہین کہ رجعت باطل ہی اور معتقد اسکے رافضی ہین پس معلوم ہوا کہ یہ طریقہ رفاض کا ہی نہ اہل سنت کا
ہشتم کہتے ہین کہ بارہ امام اور حضرت فاطمہ زہرا معصوم ہین یعنی اونسے خطا کا ہونا محال ہی اور حضرت
ابو بکر صدیق اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم کہ مخالف ہوئے حضرت علی رض کی بیعت خلافت مین اور حضرت
فاطمہ رض کے ارث دینے مین وہ سب کے سب خطاوار ہین اور نیز یہ کہتے ہین کہ عصمت آنحضرت کی عقلی
ہی اور عصمت امام مہدی کی نقلی چنانچہ یہ مضمون اوسی کتاب دراسات کے صفحہ ۲۱۳ مین مرقوم ہی حال آنکہ
یہ عقیدہ بھی خاص رافضیون کا ہی کہ بارہ امام اور چودہ معصوم اونکے یہان مقرر ہین اور ہمارے یہان سوا
لنبے

پیغمبرون کے کوئی دوسرا معصوم نہین جیسا کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی تحفۂ اثنا عشریہ کے
باب دہم مین لکھتے ہین "مذہب اہل سنت نیست کہ کسی را غیر نبی معصوم دانند انتہیٰ" نہم اوسی کتاب
دراسات مین حدیث اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِہْتَدَیْتُمْ کو بمقابلۂ عصمت اہل بیت کے موضوع
قرار دیا ہی اور حدیث اِقْتَدُوْا بِاللَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ سے جواز اقتدای شیخین کا قائل ہوا
ہی اور وجوب واستحباب کو بالکل اوڑا دیا چنانچہ عبارت عربی اوسکی یہ ہی وَالْحَدِیْثُ الْاَوَّلُ مَوْضُوْعٌ
وَاِلَّا لَکَانَ قَوْلُہٗ اِہْتَدَیْتُمْ فِیْہِ خَاصَّۃً مِمَّا یَدُلُّ عَلٰی عَدَمِ خَطَائِہِمْ وَالثَّانِیْ مِنْہُ
جَوَازُ الْاِقْتِدَاءِ بِہِمَا وَہُوَ لَا یَقْتَضِیْ عَدَمَ خَطَائِہِمَا باوجودیکہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے
اپنی کتاب سیف المسلول مین حدیث اَصْحَابِیْ کی نسبت لکھا ہی کہ مِنْہُ مَشْہُوْرٌ وَقَدْ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ
بِاَسَانِیْدَ مُتَنَوِّعَۃٍ وَتَرْتَقِیْ بِہَا اِلٰی دَرَجَۃِ الْحَسَنِ اور دوسری حدیث اس موقع پر ہی کہ فرمایا آنحضرت نے
مین نہین جانتا کہ زندگی میری کتنی ہی پس اقتدا کرو تم ابو بکر اور عمر رض کی افسوس کہ باوجود اقتضای صیغۂ امر کے
جواز اقتدا لیا اور وجوب واستحباب بالکل چھوڑ دیا دہم حضرت ابو بکر صدیق رض حضرت فاطمہ زہرا کے ساتھ اور حضرت عمر حضرت علی کے
ساتھ معاذ اللہ عداوت اور کینہ رکھتے تھے چنانچہ صفحہ ۹۶ کتاب اعتصام السنہ مذکور مین مسطور ہی یازدہم
چارون امامونکے مقلد اور چارون طریقون کے متبع یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی اور چشتیہ وقادریہ
ونقشبندیہ ومجددیہ وغیرہ سب لوگ مشرک اور کافر ہین چنانچہ اوسی کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۷ و ۸
مین لکھا ہی اور مولوی محمد یسین نے رسالہ اشعار الحق جواب رسالہ تنویر الحق مین سب مقلدون کو انوان نزید اور
رافضی پلید اور شیطان وکافر لکھا ہی اور اسیطرح مولوی محی الدین نومسلم کتب فروش لاہوری نے بھی کتاب
ظفر المبین مطبوعۂ لاہور مورخہ ۷ رمضان ۱۲۹۷ہجری کے صفحہ ۱۸۹ و ۲۳۰ و ۲۳۲ مین تقلید کو شرک او
حرام اور مقلدین حنفیہ کو مشرک اور کافر لکھا ہی اور چارون امامون کے مصلون کو ضلالت اور بدعت
قرار دیا ہی جسکا جی چاہے دیکھلے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا **تنبیہ** مقام عبرت ہی اور کتنی بڑی جرأت ہی
کہ جب انہون نے علمای مقلدین اور اولیای کاملین کو بیدھڑک مشرک اور کافر لکھدیا تو اب انکے کفر و
الحاد مین کیا شک باقی رہگیا افسوس صد افسوس ان ناعاقبت اندیشون اور بیخبرون کو اتنی بھی خبر نہین
کہ ہماری اس بیہودہ تقریر اور ناشایستہ تحریر سے خود ہمارے امام المحدثین اور مقتدای عالمین حضرت
امام بخاری علیہ رحمۃ الباری بھی معاذ اللہ کافر ومشرک ہوئے جاتے ہین بدینوجہ کہ وہ بھی مقلد ہین

امام شافعی رحمہ اللہ کے اور داخل ہین زمرۂ مقلدین شافعیہ ہین جیسا کہ زبدۃ المحدثین عمدۃ المفسرین عارف باللہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے اپنی کتاب الانصاف فی بیان سبب الاختلاف مین لکھا ہے وَمِنْ هٰذَا الْقَبِيْلِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيُّ فَاِنَّهٗ مَعْدُوْدٌ فِيْ طَبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ وَمِمَّنْ ذَكَرَهٗ فِيْ طَبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ الشَّيْخُ تَاجُ الدِّيْنِ السُّبْكِيُّ وَقَالَ اِنَّهٗ تَفَقَّهَ بِالْحُمَيْدِيِّ وَالْحُمَيْدِيُّ تَفَقَّهَ بِالشَّافِعِيِّ وَاسْتَدَلَّ شَيْخُنَا الْعَلَّامَةُ عَلٰى اِدْخَالِ الْبُخَارِيِّ فِي الشَّافِعِيَّةِ بِذِكْرِهٖ فِيْ طَبَقَاتِهِمْ وَكَلَامُ النَّوَوِيِّ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ شَاهِدٌ لَهٗ انتہی یعنی جسطرح

ابو جعفر بن جریر طبری شافعی المذہب ہین اسیطرح امام محمد بن اسمعیل البخاری بھی مقلدین شافعیہ مین شمار کیے گئے ہین اور جس شخص نے اونکو طبقات شافعیہ مین ذکر کیا ہے وہ امام تاج الدین سبکی ہین اور اونھون نے فرمایا کہ امام بخاری نے علم فقہ سیکھا ہے امام حمیدی سے اور حمیدی نے امام شافعی سے اور دلیل لائے ہین ہمارے شیخ علامہ امام بخاری کے داخل ہونے پر شافعیہ مین ساتہ مذکور ہونے اونکے طبقات شافعیہ مین اور کلام امام نووی کا جو ذکر کیا ہم نے اوسکو گواہی دے رہا ہے اس بات کی کہ امام بخاری شافعی المذہب ہین انتہی پس جب ایسے بڑے امام المحدثین نے بدون تقلید دین مین چارہ نہ دیکھا ناچار مذہب شافعی اختیار کیا تو اب ان لامذہبون کو بتقلید امام بخاری علیہ الرحمہ کے ضرور چاہیے کہ کسی مذہب کو اختیار کرین اور اپنی لامذہبی پر ہزار بار نفرین اور پھٹکار کرین **دوازدہم** جو شخص ایمان باللہ والیوم الآخر و تصدیق بما جاء بہ النبی رکھے اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے اوس شخص کو غیر مقلدین مسلمان متقی اور مصداق اس آیت کا جانتے ہین اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ؁ چنانچہ یہ مضمون رسالہ ثبوت الحق الحقیق تصنیف مولوی نذیر حسین مطبوعہ چشمہ فیض دہلی محلہ تمبل مہادیو کے صفحۂ اول مین مندرج ہے حالانکہ صرف موصوف بالایمان ہونے اور تصدیق بما جاء بہ النبی کرنے سے مسلمان متقی کذائی نہین ہوسکتا ورنہ باوجود مرتکب ہونے محرمات قطعیہ کے اور تارک ہونے واجبات حتمیہ کے متقی اور مصداق ہونا اس آیت کا لازم آتا ہے اور یہ بالاتفاق تمام علمای اہل سنت کے نزدیک باطل ہے بلکہ متقی کذائی ہونے مین اتصاف بالحسنات اور احتراز عن السیئات بھی ضرور ہے اور مصداق آیۂ مذکورہ کے وہی لوگ ہین جو باوجود موصوف بالایمان ہونے کے موصوف بالفضائل العملیہ بھی ہون جیسے بذل اموال و ایتای زکوۃ و اقامت صلوۃ و ادای صوم و حج و ایفای عہود و خشیت

وصبر واستقلال بوقت مصیبت وملال غرض کہ جملہ ضروریات دین اور مستحسنات اسلام پر بھی عمل ہو
سیزدہم اوسی کتاب ثبوت الحق الحقیق کے صفحہ ۳ و ۴ و ۷ مین مولوی نذیر حسین نے تقلید کو
بدعت مذموما اور مخالف طریق اسلام قرار دیا ہی اور ایمہ مجتہدین کو مثل احبار و رہبان یعنی علماے یہود
وترسا کے بنایا ہی اور حضرات مقلدین کو مصداق ان آیات کا ٹھیرایا ہی اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ
اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا
عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا حال آنکہ یہ آیتین یہود و نصاری و کفار مشرکین کی شان مین وارد ہین افسوس کہ
مصداق اوسکے مومنین و مجتہدین اسلام ٹھہرائے جائیں اس سے بڑھکر تعصب اور گمراہی کیا ہوگی
۱۰ ازبرون طعنہ زنی ببایزید ✢ وز درونت ننگ میدارد یزید ✢ خیال کرنا چاہیے کہ تفسیر آیات سے ظاہر
ہوتا ہی کہ بنی اسرائیل نے جو تحریم ما احل اللہ اور تحلیل ما حرم اللہ مین اپنے احبار و رہبان کی اتباع کی
تو کافر و مشرک ہوگئے **ہم پوچھتے ہین** کہ وہ تحلیل اور تحریم محرمات و مباحات یقینیہ ضروریہ کی
تھی یا ایسے محرمات و مباحات کی کہ جنکی حرمت و اباحت مین اختلاف اور ضرورت اجتہاد کی ہی پس
درصورت اول مولوی صاحب کو ایمہ اربعہ رضی اللہ عنہم کی نسبت بھی تحلیل و تحریم محرمات و مباحات
یقینیہ ضروریہ کی ثابت کرنا چاہیے حتی کہ اونکے مقلدین بسبب اتباع کرنے کے ایسی تحلیل و تحریم مین
مشرک و کافر قرار دیے جاوین اور بدون اثبات اس امر کے مقلدین ایمہ کو مشرک قرار دینا قیاس ناروا اور
اجتہاد بیجا ہی اور درصورت ثانی معاذ اللہ صحابہ کرام کا مشرک اور کافر ہونا لازم آتا ہی کیونکہ اونھون نے لفظ اَنْتِ
طَالِقٌ ثَلٰثًا سے طلقات ثلاثہ واقع ہونے مین حضرت عمر رض کا اتباع کیا ہی یا کافر ہونا خود بدولت اور اونکے
اکابر کا مثل قاضی شوکانی و ابن القیم وغیرہم کے لازم آتا ہی اسواسطے کہ اونھون نے لفظ مذکور سے طلقات
ثلاثہ نہ واقع ہونے مین ابن تیمیہ و داود ظاہری و ابن حزم کی تقلید کی ہی پس شق اول تو بدیہی البطلان ہی
کہ صحابہ سے تحریم ما احل اللہ ہرگز نہین ہوسکتی اور شق ثانی بزعم مولوی صاحب کے متعین ہوگئی اب اسکا
کیا جواب ہی کیون ایسی بات کیجیے کہ اولٹا الزام اوسکا اپنے اوپر لیجیے **چہاردہم** رسالۃ الاحتوا على
مسالۃ الاستوا تصنیف نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال مطبوعہ گلشن اودھ لکھنؤ مین لکھا ہی
کہ خدا عرش پر بیٹھا ہی اور عرش اوسکا مکان ہی اور دونون قدم اپنے کرسی پر رکھے ہین اور کرسی اوسکے
قدم رکھنے کی جگہ ہی اور ذات خدا کی جہت فوق اور طرف علو مین ہی اور اوسکو فوقیت جہت کی ہی نہ فوقیت

رتبہ کی اور وہ عرش پر رہتا ہی اور وہ اوترتا ہی ہر شب کو طرف آسمان دنیا کے اور اوسکے لیے دہنا بایان ہاتہ اور قدم اور ہتیلی اور اونگلیان اور دو آنکھین اور مُنہ اور پنڈلی وغیرہ سب چیزین بلا کیف ثابت ہین اور جو آیتین اس بارے مین ہین سب محکمات ہین آیات متشابہات نہین اور اون آیات و احادیث مین تاویل نکرنا چاہیے سب آیتین اور حدیثین اپنے ظاہر معنی پر محمول ہونگی اور اسی ظاہر معنی پر عمل اور اعتقاد رکھنا چاہیے انتہی حال آنکہ یہ مذہب فرقۂ مجسمہ و مشبہہ و جہلۂ حنابلہ کا ہی اور مخالف ہی اہل توحید و ارباب تنزیہ سنت و جماعت کے چنانچہ اس سلسلے کے رد مین رسالۂ استیلا علی الاحتوا مطبع مصطفائی لاہور مین چھپ چکا ہی اور دوسرا رسالہ بھی اسکے جواب مین موسوم بہ ضوء الایمان فی تنزیہ الرحمٰن مطبع رحیمی لودھیانہ مین مطبوع ہوا ہی اِن دونون رسالون مین مذہب اہل حق کو خوب تفصیل سے لکھا ہی اور نواب صاحب کے عقائد کا رد بخوبی کیا ہی کہ وہ حق تعالی کے صفات واردہ فی الشرع پر ہرگز ایمان نہین لائے ہین بلکہ ظواہر معنی متشابہات پر اپنی رای اور تاویل اور تفسیر کے موافق ایمان لائے ہین اور اس سے مصداق زائغین اور مُفتِن فی الدین کے بنگئے ہین جیساکہ حق تعالی فرماتا ہی فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِیْلِهٖ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ یعنی جن لوگون کے دلون مین کجی اور گمراہی ہی سو وہ پیروی کرتے ہین ظواہر معنی آیات متشابہہ کے بغرض فتنہ انگیزی اور واسطے چاہنے حقیقت اوسکی کے حال آنکہ حقیقت اوسکی اللہ ہی جانتا ہی پس اِن بارے مین مذہب اہل سنت و جماعت کا یہی ہی کہ آیات و احادیث صفات باری تعالی باعتبار الفاظ اور کلمات کے محکم ہین یعنی صاف اور واضح الدلالۃ ہین اور باعتبار مفاہیم اور معانی کے متشابہ ہین یعنی اونکے کئی کئی معنی ہین اور اجمالاً اوسکے ظاہر الفاظ پر ایمان لانا کافی ہی اور بلا ضرورت اوسکی تفسیر اور تاویل نکرین اور حق تعالی کو اون صفتون کے حقائق سے پاک اور منزہ جانین اور اوسکے مرادی معنون کو علم الٰہی کے سپرد کرین اور اوسکی کیفیت سے ساکت اور خاموش ہین اور اوسکے کسی معنی کو معین نکرین مثلاً یہ نہ کہین کہ استوا بمعنی استقرار یا جلوس کے ہی یا ید بمعنی قدرت یا جارحہ کے ہی یا وجہ بمعنی ذات یا مُنہ کے ہی بلکہ اتنا کہنا کافی ہی کہ اللہ تعالی عرش پر مستوی ہی اور صاحب ید اور صاحب وجہ ہی کیونکہ ظاہر معنی متشابہات کے لینے سے اللہ تعالی کے واسطے جسم اور صورت اور جہت تحتانی و فوقانی اور مکان و زبان و جوارح

ودیگر لوازم جسمیت من صفات الحوادث والممکنات ثابت ہوتے ہین حال آنکہ اللہ تعالی قدیم ہی اوران
چیزون سے منزہ اور پاک ہی اور اوسکا نہ منہ ہی اور نہ ہاتہ ہی اور نہ وہ چڑھتا ہی اور نہ اوترتا ہی اگرچہ بیکیف ہی
فافہم وحل ہذا من عقائد الفقہاء والمحدثین ولا تکن من الظواہریۃ والغیر المقلدین

پانزدہم بیس رکعت تراویح کو بدعت اور ضلالت جانتے ہین اور اس بارے مین حضرت عمرؓ کو صریح
خاطی اور مخترع بدعت ضلالہ کا ٹھیراتے ہین چنانچہ نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال نے کتاب
الانتقاد الرجیح مطبوعہ مطبع علوی لکھنؤ کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ مین حضرت عمرؓ کو نہایت بیباکی سے صاف
خاطی اور بدعت ضلالہ کا مخترع لکھا ہی کہ عبارت عربی اوسکی یہ ہی واما قولہ نعم البدعۃ ہذہ فلیس
فی البدعۃ ما یمدح بل کل بدعۃ ضلالۃ ولیس المراد بسنۃ الخلفاء الراشدین الا
طریقتہم الموافقۃ بطریقتہ من جہاد الاعداء وتقویۃ شعائر الدین ونحوہا ومعلوم
من قواعد الشریعۃ انہ لیس لخلیفۃ راشد ان یشرع طریقۃ غیر ما کان علیہ النبی
ثم ان عمر نفسہ الخلیفۃ الراشد سمی ما راٰہ من تجمیع صلاتہ لیل رمضان بدعۃ
ولم یقل انہا سنۃ انتہی اس تقریر سے صاف ظاہر ہی کہ نواب بھوپال نے جماعت تراویح کو خلاف حکم
آنحضرت کے سمجھکر اوسپر اطلاق سنت کا ناجائز خیال کیا ہی حال آنکہ قول وفعل صحابۂ کرامؓ بھی سنت ہی جیسا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی
اور سوای اسکے اس بیس رکعت تراویح کو بدعت عمری کہنا رافضیون کا قول ہی کما ذکرہ السیوطی فی جوامعہ
اور آٹھ رکعت تراویح کو سنت کے بہلانے سے راحت نفس کی سمجھکر پڑھنا اور بیس رکعت کو بدعت عمری
کہکے مشقت کے سبب سے چھوڑ دینا تو صریح اسمین تقلید خواہش نفسانی ہی نہ اتباع سنت رسول رحمانی
بلکہ آنحضرت کی سنت فعلی کو بنظر تخفیف محنت کے لیتا ہی اور سنت قولی کو تو باعث مشقت کے چھوڑ دیتا ہی
سبحان اللہ دعوی یہ کہ ہم پوری پوری سنت پر عمل کرتے ہین اور عمل یہ کہ آدھی سنت پر چلتے ہین اور وہ
آدھی بھی پوری نہین اور اوسپر طرہ یہ کہ جو تمام امت محمدیہ شرق سے غرب تک بیس رکعت تراویح کی پڑھتے
ہین اور سنت قولی وفعلی دونون پر عمل کرتے ہین بدعتی اور تارک سنت نبوی ہو جائین اور خود جو نیم سنت
چلتے ہین عامل بالسنہ کہلائین یہ بھی عجیب دھوکے کی بات ہی جو پیرو سنت کہلاتے ہین وہ راہ سنت پر
نہین آتے ہین اور جو سنت کو بجالاتے ہین وہ بدعتی کا خطاب پاتے ہین کیا اندھیر ہی اور کیسا اولٹ پھیر ہی

[illegible]

کہ غیر مقلد نے صرف آٹھ رکعت پڑھکے فراغت پائی تخفیف عبادت کی راحت اوٹھائی اور مقلد نے
ہرچند کہ بیس رکعت ادا کرنے مین بار مشقت اوٹھایا لیکن ہر دو سنت کے میدان تکمیل پر وہی سے قدم نہ ہٹایا
ع سودا قمار عشق مین شیرین سے کوہکن * بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا * کس مونہہ سے پھر تو آپ کو
کہتا ہی عشقباز * اے روسیاہ تجھسے تو یہ بھی نہو سکا * **شانزدہم** کتاب ہجو المومنین مطبوعہ مطبع محمدی لاہور
تصنیف قاضی محمد حسین ساکن اجرا ضلع مالوان کے صفحہ ۹۷ سے تا ۱۰۴ مین لکھا ہی کہ یا شیخ
عبد القادر الجیلانی شیئاً للہ کہنے والا کافر اور مشرک ہی کہ او سنے تینون شرک کیے اشراک فی
العلم اور اشراک فی التصرف اور اشراک فی العبادۃ اور اسیطرح سے یا رسول اللہ کہنے والا بھی کافر
اور مشرک ہی حالانکہ یہ کہنا بالکل تعصب اور نفسانیت سے بھرا ہی اور خود معترض علم معرفت سے
بی بہرہ ہی **ہفدہم** اوسی کتاب کے صفحہ ۱۱۹ مین لکھا ہی جو کوئی اذان مین وقت سننے اشہد ان
محمدا رسول اللہ کے انگوٹھون کو چوم کے آنکھون پر رکھے وہ بدعتی ہی اور جسقدر اسکی بابت مین
حدیثین ہین وہ سب موضوع اور بناوٹی ہین اور عمل کرنا اسپر موجب ضلالت ہی حالانکہ یہ کہنا بالکل
حماقت اور جہالت ہی **ہیجدہم** اوسی کتاب کے صفحہ ۱۲۶ سے تا ۱۲۸ مین مرقوم ہی کہ آنحضرت کا
عالم برزخ مین احوال اور اعمال امت پر واقف ہونا بدیہی البطلان ہی اور اعتقاد اسپر موجب شرک جلی
اور مستلزم اثبات علم غیب کو ہی کہ یہ خاصہ علام الغیوب کا ہی اور جو بواسطہ ملائکہ کے احوال امت کے
آپ مطلع کیے جاتے ہین سو وہ بھی غیر متیقن اور غیر ثابت ہی اور قابل اعتبار کے نہین ہی کہ سوای ارباب
سیر کے کسی نے معتبرین اہل حدیث سے اسکی نقل نہین کیا بلکہ حدیثین اسکی خلاف پر وارد ہین حالانکہ
احادیث سے یہ بات ثابت ہی کہ قبر شریف مین آنحضرت پر احوال و اعمال امت پیش کیے جاتے ہین
جن لوگون کے اعمال صالحہ ہوتے ہین تو آپ خوش ہوتے ہین اور جنکے اعمال بد ہوتے ہین تو آپ
اونکے حق مین دعا و استغفار فرماتے ہین **نوزدہم** اوسی کتاب مین صفحہ ۱۳۰ سے تا ۱۳۳ لکھا
ہی کہ میت کو ادراک اور سماع ثابت نہین ہی ارواح صغار کو تعلق اور حیات صرف بقدر ما یتألم و یتلذذ
بہ حاصل ہی اور جو حدیثین شرح الصدور مین دربارہ اثبات سماع موتی کے وارد ہین وہ قابل تمسک
نہین کہ اکثر حدیثین اوسمین رسائل جلال الدین سیوطی کی طبقہ رابعہ سے لکھی ہین اور احادیث طبقہ
رابعہ اس قابل نہین ہین کہ کسی عقیدے یا عمل کے اثبات مین سند اور تمسک ہون حالانکہ عقیدہ

اہل سنت اسمین یہ ہو کہ ادراک اور سماع اموات کو حاصل ہو اور یہ بات قرآن و حدیث سے ثابت ہو
بست سوم اوسی کتاب کے صفحہ ۳۴ مین مرقوم ہو کہ ارواح انبیای کرام اور اولیای عظام سے خلق اللہ
پر کسیطرح کا فیض نہین ہو اور افعال اختیاریہ و غیر اختیاریہ مین استفاضہ انسے شرعًا و عقلًا ناجائز بلکہ
بدیہی البطلان ہو ورنہ بعثت انبیا کی مرۃ بعد اخرٰی بیکار اور بیفائدہ ہوجاتی اور ایکہی وجود شریف حضرت
آدم علیہ السلام کا قیامت تک کافی ہوجاتا اور وہ آثار افادہ و استفادہ و تعلیم و تعلم کے جو آنحضرت سے
بعد انتقال کے زمانہ صحابہ مین پائے گئے وہ سب بی اصل معلوم ہوتے ہین ورنہ اگر قبر شریف سے تعلیم افادہ
ہوتا تو آپکے تعیین کفن و کیفیت دفن و غسل و دیگر مسائل عبادات و معاملات مین فیمابین صحابہ اختلاف
نہ پڑتا اور نوبت محاربات و منازعات کی نہ آتی اور اسیطرح اختلاف تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین و
مفسرین و محدثین کا ہرگز نرہتا بلکہ کارخانہ قیاس و اجتہاد و استنباطات مسائل و تتبع روایات احادیث
وفقہ کا درہم برہم ہوجاتا انتہی خدا بچاوے ایسی سوء عقیدت اور بدگمانی سے کہ صریح اس سے معجزات
انبیا اور کرامات اولیا کا انکار پایا جاتا ہی لاحول ولا قوۃ الا باللہ **بست و یکم** اوسی کتاب کے صفحہ ۱۳۵
مین مرقوم ہو کہ استمداد اہل قبور سے باینطور کرنا کہ یا حضرت واسطے حصول مطالب کے دعا فرمائیے یہ
خلاف شرع بلکہ موجب شرک ہو کہ یا حضرت کہنا سماع کو چاہتا ہی اور ادراک و سماع اہل قبور سے بالکل منتفی ہی
اور نیز واسطے دعا ای اہل قبور کے کوئی اثر مترتب نہین ہی پس عمل کرنا انسے لغو ہی انتہی پس یہ عقیدہ بھی خلاف
اہل سنت کے ہی **بست و دوم** اور اوسی صفحہ ۱۳۵ مین لکھا ہی کہ سفر کرنا بقصد تحصیل برکت کے
امکنہ ثلاثہ یعنی مسجد نبوی و مسجد حرام و مسجد بیت المقدس کی طرف بحکم حدیث لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا
اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ الخ منصوص ہی اور بجز ان مقامات کے اور کسی قبر نبی یا ولی کی زیارت کو دور سے
جانا ناجائز ہی کہ خود حدیث صحاح کی موجود ہی کہ فرمایا آنحضرت نے لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا اور دعا
مانگی آپ نے اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یعنی اے اللہ نہ بنا میری قبر کو بت کہ لوگ اوسکی
پرستش کرین اور یہان سے معلوم ہوا کہ وثن صنم سے عام ہی کہ صورت و غیر صورت دونو پر بولا جاتا ہی
اور بھی یہ بات دریافت ہوئی کہ قبر بھی بر تقدیر پرستش کے اخل اوثان ہی اور مصنف ابو بکر بن شیبہ مین
مروی ہی کہ ایک شخص آنحضرت کی قبر شریف کے پاس کھڑا ہو کے کچھ عرض حال کر رہا تھا پس
زین العابدین علی بن حسین نے اوسکو منع کیا اور کہا کہ رسول اللہ نے منع فرمایا ہی کہ لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا

پس یہان سے یہ بات نکل آئی کہ جس طرح بت پرست بتون کے آگے عرض حال کرتے ہین
اسطرح کسی قبر کے آگے نہ کیا جاوے ورنہ وہ قبر حد اوثان مین داخل ہوجاویگی اور اجتناب
اوس سے واجب ہوگا اسیواسطے خواجہ بہاء الدین نقشبند نے فرمایا ہے ع تو تا کی گور مردان را
پرستی ٭ بگرد کار مردان کن درستی ٭ انتہت خلاصۃ ما فی منجی المؤمنین بل ھذا مھلکۃ
من الاضلال لعوام المقلدین اب ان غیر مقلدون کا کیا کہنا کہ جس طرح محمد بن عبد الوہاب
نجدی نے آنحضرت کے مزار شریف کو اسی کج فہمی کے سبب صنم اکبر قرار دیکر انہدام کا حکم لگا دیا تھا
یہ بھی ویسا ہی کیا چاہتے ہین اور یہ خبر نہین کہ خود حق تعالی مانعین زیارت نبوی پر لعنت فرماتا ہی اسواسطے
کہ جب یہ حدیث صحیح دربارہ وعید غیر مجوزین زیارت نبوی کے وارد ہوگئی من حج ولم یزر قبری فقد جفانی
یعنی جسنے حج کیا اور نہ زیارت کی میری قبر کی سو اوسنے بیشک مجھپر ظلم کیا جب اللہ تعالی مطلق ظالمون کے
حق مین ارشاد فرماتا ہی کہ لعنۃ اللہ علی الظلمین پس جو لوگ کہ آنحضرت پر ظلم کرنا جائز رکھینگے وہ تو
اللہ کے نزدیک بہت بڑے پکے ملعون ہونگے **بست و سوم** ختم پنج آیت و سوم میت و صافحہ
جمعہ و معانقہ عیدین و مجلس میلاد خیر العباد و عمل اسقاط میت وغیرہ یہ سب امور بدعت اور ضلالت ہین
چنانچہ یہ مضمون کتاب تحقیق الکلام فی مسئلۃ البیعۃ والالہام تصنیف ابو عبد اللہ قصوری عرف غلام علی
مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر مورخہ ۱۳۰۹ھ کے صفحہ ۵ امین مرقوم ہی **بست و چہارم** وہی
کتاب کے صفحہ ۲۰ و ۲۱ مین لکھا ہی کہ تاثیر اوراد و اعمال سلب امراض و افاضہ توبہ عاصی و تصرف خیال
و آگاہی نسبت اہل اللہ و اطلاع خطرات قلبیہ و کشف وقائع آیندہ و دیگر تصرفات اولیاء اللہ و کشف
قبور و کشف ارواح و تعویذات و طریق دفع بلیات وغیرہ من اعمال المشائخ الصوفیہ سب شرک و بدعت
ہین اور خلاف حدیث و سنت اور صفحہ ۲۸ مین بعد انکار و رد بیعت صوفیہ کے لکھا ہی کہ بہت بڑا
استدلال اس بیعت کے حرام ہونے پر یہ ہی کہ بیعت مروجہ یعنی پیری مریدی سے اسلام مین اسقدر فتور اور
فسادات پڑے ہین کہ جنکا شمار امکان سے باہر ہی شرک فی الالوہیت و شرک فی الربوبیت و شرک فی الاعمال
جسقدر اقسام شرک کے ہین سب اسی سے پیدا ہوئے ہین اور صفحہ ۲۸ مین لکھا ہی سچ پوچھو تو یہی بیعت
مروجہ باعث ہوتی ہی کلمات کفریہ و اعتقادات حلولیہ کی جسکو فنا فی اللہ اور فنا فی الشیخ سے تاویل
کرتے ہین انتہی مقام حیرت اور جای عبرت ہی کہ اس شخص نے بتقلید نفس پلید بلکہ باتباع خبث یزید کے

حضرات صوفیہ کرام کی شان مین کیسی کیسی صریح بی ادبیان کی ہین کہ گویا گالیان دی ہین منتقم حقیقی
اسکا بدلا لیوے یا اوسکو ہدایت دیوے **بست و پنجم**[۲۵] اوسی کتاب کے صفحہ ۳۰۳ مین لکھا ہی کہ
درود مستغاث اور دلائل الخیرات و کبریت احمر و درود اکبر وغیرہ کتب درود سب بی اصل اور محض اختراعی
ہین بلکہ یہ درود ہی نہین انتہی خدا بچاوے ایسے خیالات واہیہ و مقالات بیہودہ سے کہ بالکل خباثت
اور آنحضرت سے صاف عداوت معلوم ہوتی ہی **بست و ششم**[۲۶] اوسی کتاب کے صفحہ ۴۰ و ۴۱
مین فرط محبت عقلی کو آنحضرت کے ساتھ شرک لکھا ہی اور آپکے ساتھ زیادہ محبت رکھنے والے کو مشرک کہا ہی
نعوذ باللہ منہا اور اسی بنا پر صفحہ ۴۳ مین حضرت مولانا نظام الدین گنجوی رح کو مشرک لکھدیا ہی کہ انھون
نے بسبب فرط محبت کے سکندر نامے مین یہ بیت نعتیہ لکھی ہی ٥ چو گویم کہ عیسیٰ ام ہو کب روان
بہا اُرونیش خضر و موسیٰ ام دوان + اور لکھا ہی کہ اس فرط مدح مین دوسرے پیغمبرون کی تحقیر اور توہین ہوئی جاتی
ہی حالانکہ اگر غور سے دیکھا جاوے تو ایسے سید المرسلین خاتم النبیین کی سواری معراج کے ساتھ ساتھ
جلو مین ہر پیغمبرونکا موجب کمال تعظیم اہل موکب ہی اور نہایت عزت و تکریم ہمراہیون کا سبب ہی اور احادیث
سے ثابت ہی کہ شب معراج مین آپ بمقام بیت المقدس سب پیغمبرون کے پیشوا اور امام ہوئے اور سبھون نے آپکے
پیچھے اقتدا کی اور نماز پڑھی اسیطرح سے آسمانون مین بھی پیغمبرون نے بتعظیم تمام آپکا استقبال کرکے ملاقات
کی اور اپنی اپنی حد اختیار تک آنحضرت کی سواری کے ساتھ رہے اسمین تو کوئی توہین پیغمبرون کی نہین نکلتی ہان
البتہ بزرگی اور سرداری آپکی سب پیغمبرون پر ظاہر ہوتی ہی اسمین کیا قباحت کہ خود حق تعالیٰ نے آپکو سارے
پیغمبرون کا سردار اور بادشاہ بنا کے بھیجا اور سب اہل اسلام کا بھی یہی اعتقاد ہی کہ آپ افضل الانبیا اور سید المرسلین
ہین پس اس شعر کے سبب حضرت نظامی کو مشرک کہنا قصوری صاحب کی عقل کا قصور ہی اور دماغ مین
اونکے بالکل فتور ہی **بست و ہفتم**[۲۷] اوسی کتاب کے صفحہ ۴۸ سے صفحہ ۴۹ تک لکھا ہی کہ الہام
صرف دل کے خیال کو کہتے ہین خواہ خدا کی طرف سے ہو خواہ شیطان کی جانب سے خواہ خیر ہو خواہ شر اور الہام
ہر ایک کو ہوتا ہی مکھی سے لے انسان تک اور کافر سے لے مسلمان تک اسمین کسیکی خصوصیت نہین ہی
اس الہام کو اولیاء اللہ کا خاصہ سمجھنا خطا ہی بلکہ ہر ایک مومن اولیاء اللہ ہی اور الہام کسیکا خاصہ نہین
انتہی کلامہ واہ واہ اب کیا پوچھنا ہی کہ مکھی مچھر اور مشرک و کافر کو بھی الہام ہونے لگا اور ہر مومن خواہ فاسق ہو
یا فاجر اولیاء اللہ ہی لاحول ولا قوۃ الا باللہ ایسی سمجھ کے آدمی سے خدا بچاوے اور کسی مسلمان کو انکے دام مین

شیطانی مین نہ پھنساوے ظاہر ہو کہ وسوسہ امور شر مین شیطان کی طرف سے ہوتا ہی اور الہام امور خیر مین رحمٰن کی جانب سے ہوتا ہی جیساکہ علمانے بیان کیا ہی اَلْاِلْهَامُ اِلْقَاءُ مَعْنًی فِی الْقَلْبِ بِطَرِیْقِ الْفَیْضِ مِنَ الْخَیْرِ لِیَخْرُجَ الْوَسْوَسَةُ **بست و ہشتم**[۲۸] اوسی کتاب کے صفحہ ۴۴ و ۴۵ مین لکھا ہی کہ سب افعال اور اقوال آنحضرت صلعم کے تشریعی اور محمود نہین ہین اور عصمت مطلقہ آپکے واسطے ثابت نہین ہی ورنہ صحابہ آپکی بعض خطاؤن پر اعتراض نکرتے انتہت خلاصتہ کلامہ یہان تو ملا قصوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی خوش عقیدہ نہین ہی اور اونکو پیغمبر معصوم نہین سمجھتا ہی اور آپکے بعض قول و فعل کو خلاف شرع اور نامحمود بتاتا ہی اور اونھین کی امت مین ہوکر اونھین پر اعتراض جماتا ہی اور نسبت اسکی صحابہ کی طرف لگاتا ہی معاذ اللہ اگر کوئی بادشاہ دین ہوتا تو اس گستاخی اور بی ادبی کی ضرور سزا دیتا اور دائرۂ اسلام سے خارج کرکے بدلا اسکا قرار واقعی لیتا خیر اب ہم ملا قصوری کے اس قصور سراپا فسق و فجور کو منتقم حقیقی کے سپرد کرتے ہین کہ وہ اپنے حبیب پر افترا اور اعتراض کرنیوالون کو خوب سمجھلیگا جو چاہیگا اسکی سزا دیگا حال آنکہ عقیدہ اہل سنت کا آنحضرت کی نسبت یہ ہی کہ جملہ افعال و اقوال آپکے محمود اور مشروع ہین اور مطلق عصمت آپکو حاصل ہی سب صحابہ رضی آپکے حکم کے تابع اور فرمانبردار تھے کسی نے آپ پر اعتراض نہین کیا بلکہ بعض معاملات مین بطریق مشورہ اور بمقتضای مصلحت وقت کے عرض حال کرتے تھے اور آپکو ہر کام مین امام مطلق اور پیشوای برحق سمجھتے تھے اور کسی نے مخالفت اور عدول حکمی آپکی نہین کی کہ اسپر یہ آیت واضح الدلالۃ ناطق ہی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا + یعنی نہین لائق ہی واسطے کسی مومن کے اور مومنہ کے جبکہ مقرر کردے اللہ اور رسول اوسکا کوئی کام یہ کہ ہووے واسطے اونکے اختیار اپنے کام سے اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ اور اوسکے رسول کی سو وہ بالکل گمراہ ہوگیا **بست و نہم**[۲۹] اوسی کتاب کے صفحہ ۵ مین تضمین اور اقتباس قرآنی کو کفر اور ممنوع لکھا ہی اسی بنا پر شیخ سعدی و حضرت جامی و حافظ ایسے بزرگون کو کہ جنکی جلالت و عظمت و ثقاہت متفق علیہ زمانہ ہی کافر بنادیا اور اونپر تکفیر کا فتوی لگایا صرف اس قصور پر کہ سعدی نے گلستان مین ع زینہار از قرین بد زنہار + وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ + اور جامی نے زلیخا مین ع شد از سبوحیان گردون صدا ده + کہ سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ

اور حافظ ؒ نے دیوان مین ؎ چشم حافظ زیر بام قصر آن حوراشرت + شیوۂ جَنّاتٍ تَجرِی تَحتِہَا الاَنہارُ داشت + کو آیات سے تضمین کرکے قرآن کو سیاق سے نکالکر اپنے جنس کلام سے کیون کردیا اسواسطے کہ یہ آیتین جس محل اور موقع پر نازل ہوئی تھین اوسکے خلاف یہان وارد کیا ہی حالانکہ پہلے شعر مین تضمین آیت کی نہین ہی کیونکہ آیت تو فقط وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہی یا فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہی پس قصوری صاحب کا فہم قرآن مین سراسر قصور ہی ورنہ کبھی اسکو آیت قرار دیکر ایسے بزرگ کی تکفیر پر مستعد نہو جاتے اور یہ سمجھنا کہ شعر جامی مین آیت سیاق سے نکل گئی صرف منشای سوء فہمی اور عقل کی کمی ہی کوئی عاقل اسکو نہ کہیگا کہ یہ آیت اپنے سیاق سے نکل گئی کیونکہ اس شعر کا صرف یہی مطلب ہی کہ جب آنحضرت شب معراج مین آسمان پر پونہچے تو ملائکہ نے آپکا یہ عروج اور مرتبہ دیکھکر اس آیت کو جو خاص بیان معراج مین وارد ہی حکایۃً بطور تسبیح باری تعالی کے بعینہ پڑھ دیا یا اوسکا مضمون ادا کر دیا جیسے احادیث مین وارد ہی کہ آنحضرت بوقت افتتاح صلوٰۃ کے آیت اِنِّی وَجَّہتُ وَجہِیَ الآیۃ جو خاص حضرت ابراہیمؑ کے حق مین وارد ہی نقلاً و حکایۃً پڑھا کرتے تھے اور علی ہذا القیاس شعر حافظ مین بھی جو استعارۂ لطیف عارفانہ و تشبیہ بلیغ شاعرانہ ہی وہ ہرگز منافی سیاق آیات کے نہین ہی جو شاعر ہی وہ اسکے مضمون باریک سے ماہر ہی اور جو قصوری ہی وہ اس نازک خیال کے فہم سے قاصر ہی

اور پھر انکے عملیات دیکھیے

اول یہ کہ پانی اگرچہ نہایت ہی قلیل ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہین ہوتا جبتک کہ رنگ اور بو اور مزا اوسکا نہ بدلے اور پانی پاک ہی اور پاک کرنیوالا چنانچہ یہ مضمون طریقۂ محمدیہ ترجمۂ درر بہیہ مصنفۂ قاضی شوکانی مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۶ و ۷ مین نواب صدیق حسنخان امیر بھوپال نے لکھدیا ہی اور یہ وہ کتاب ہی کہ جسپر خود مولوی نذیرحسین نے اپنی مہر لگاکر لکھا ہی کہ اسپر موحدین بیدھڑک عمل کرین اور دیباچے مین خود نواب مترجم لکھتے ہین کہ تبع سنت اسپر آنکھ بند کرکے عمل کرے اور اپنی اولاد اور بیبیون کو پڑھاوے اور یہی مضمون کتاب فتح المغیث بفقہ الحدیث مطبوعۂ مطبع صدیقی لاہور کے صفحہ ۵ مین بھی مندرج ہی یہ وہی کتاب طریقۂ محمدیہ ہی کہ جسکا نام بدلکے نواب بھوپال نے دوبارہ اور سہ بارہ بھوپال اور لاہور مین چھپوا دیا غرض مطلب یہ کہ اگر ایسا ہوا کہ کسی کنوین مین سور یا کتا یا بلی ڈوب مرے کہ جس سے پانی کے اوصاف ثلاثہ

مین تغیر نہ آیا ہو یا ایک لوٹے یا ایک پیالے پانی مین یا ایک گھڑے مین اسقدر گوہ یا موت یا شراب
یا کوئی نجس شی پڑجاوے جس سے اوسکا رنگ اور بو اور مزا نہ بدلنے پاوے یا اوسمین کتا یا سور منہ
ڈالے تو وہ پانی پاک اور پاک کرنیوالا ہی اوس سے وضو نماز درست ہی اور پینا اوسکا جائز اگرچہ یہ
مخالف ہی نص صریح کے اور منافی ہی اس حدیث صحیح کے اِذَا وَلَغَ الْکَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ
فَلْیَغْسِلْہُ سَبْعَ مَرَّاتٍ یعنی جب کتا کسی برتن مین منہ ڈالدے تو اوس برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہیے
مگر غیر مقلدین ظاہریہ شاید اسکا یہ جواب دین کہ یہان حدیث مین صرف کتے کے منہ ڈالنے سے برتن
دھونیکا حکم آیا ہی نہ پانی ناپاک ہونیکا اور نہ ذکر ہو کتے کے پانی پینے کا جیسا کہ داؤد ظاہری نے فرمایا
کہ بموجب اس حدیث کے لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الْمَاءِ الرَّاکِدِ پانی مین پیشاب کرنا درست
نہین ہی مگر پاخانہ پھرنا جائز ہی کیونکہ حدیث مین اسکی ممانعت نہین آئی **دُوم** گو اور موت آدمی کا اور
لعاب اور لینڈ کتے کا اور خون حیض اور نفاس کا اور گوشت سور کا یہ سات چیزین نجس اور پلید ہین
اور سوا انکے بول و براز شیر خوار کا اور پیشاب اور گو سور کا اور بول کتے کا اور گدھے اور گھوڑے اور
خچر اور بندر اور ریچھ اور بھیڑیا اور بلی اور شیر وغیرہ حیوانات کا بول و براز اور چربی و خون و منی و شراب یہ
سب چیزین پاک ہین چنانچہ اوسی کتاب بطریقہ محمدیہ کے صفحہ ۱۰ مین اور فتح المغیث کے صفحہ ۵ مین یہ
عبارت بجنسہ لکھی ہی کہ نجاست گو اور موت ہی آدمی کا مطلق مگر موت لڑکے شیر خوار کا اور لعاب ہی
کتے کا اور لینڈ بھی اور خون ہی حیض و نفاس کا اور گوشت ہی سور کا اور جو اسکے سوا ہی اوسمین خلاف ہی اور
اصل اشیا مین پاکی ہی اور نہین جاتی پاکی مگر نقل صحیح سے کہ جسکے معارض کوئی نقل دوسری نہو انتہی
پس جب ان سات چیزون مین نجاست و پلیدی کا حصر ہوگیا تو دیگر اشیای مذکورہ کے پاک ہونے
مین کیا کلام رہا بلکہ خود اسکی تصریح کردی کہ اصل اشیا مین پاکی ہی چنانچہ روضہ ندیہ شرح عربی
درر بہیہ مطبوعہ کے صفحہ ۸ و ۹ مین بھی نواب بھوپال اس مقام پر لکھتے ہین وَلَا یَخْفٰی عَلَیْکَ اَنَّ الْاَصْلَ
فِیْ کُلِّ شَیْءٍ اَنَّہٗ طَاہِرٌ اور پھر اوسی کتاب کے صفحہ ۱۱ مین دربارہ پاکی منی کے لکھتے ہین وَالْحَقُّ
اَنَّ الْاَصْلَ الطَّہَارَۃُ وَالدَّلِیْلُ عَلَی الْقَائِلِ بِالنَّجَاسَۃِ فَنَحْنُ بَاقُوْنَ عَلَی الْاَصْلِ اور پھر صفحہ ۱۲
مین دربارہ پاکی شراب و گوشت مردار و خون مسفوح کے ارشاد فرماتے ہین فَتَحْرِیْمُ الْخَمْرِ وَالْمَیْتَۃِ
وَالدَّمِ لَا یَدُلُّ عَلٰی نَجَاسَۃِ ذٰلِکَ فَتَحْرِیْمُ الْخَمْرِ وَاللَّحْمِ الَّذِیْ دَلَّتْ عَلَیْہِ النُّصُوْصُ

لَا یَلْزَمُ مِنْهُ نَجَاسَتُهُمَا بَلْ لَابُدَّ مِنْ دَلِیْلٍ اٰخَرَ عَلَیْهِ وَاِلَّا بَقِیَا عَلَی الْاُصُوْلِ الْمُتَّفَقِ
عَلَیْهَا مِنَ الطَّهَارَةِ فَمَنِ ادَّعٰی خِلَافَهٗ فَالدَّلِیْلُ عَلَیْهِ۔ اور بھی کتاب نہج المقبول من
شرائع الرسول مطبوعہ بھوپال کے صفحہ ۲۰ مین نواب بھوپال نے اپنے بیٹے نور الحسن خان کیطرف
سے لکھا ہی کہ منی اور شراب اور دیگر مسکرات وخون انسان پاک ہی اور نجاست کتے اور سور کے گوشت کی
مختلف فیہ ہی چنانچہ عبارت فارسی اوس کتاب کی بجنسہ نقل کیجاتی ہی۔ وشستن منی از برای
استقذار بوده است نہ بنابر نجاست و بر نجاست خمر و دیگر مسکرات دلیلی کہ صالح تمسک باشد موجود
نیست و ہر نجس حرام ست و ہر حرام نجس نیست و کیف کہ اصل در ہمہ چیزہا طہارتست و در نجاست سگ
و لحم خوک خلافست و ہر خون و اذی نجس نیست و دم مسفوح حرامست نہ نجس انتہی۔ سوم اوسی طریقہ محمدیہ
کے صفحہ ۱۰۰ اور ۱۰۲ مین اور فتح المغیث کے صفحہ ۱۴۳ اور ۱۵۱ مین لکھا ہی کہ واجب نہین زکوٰۃ مگر اونٹ گائے
بکری مین اور اموال تجارت مین بھی زکوٰۃ نہین ہی اور زیور پر بھی اس مفتی نے عدم وجوب زکوٰۃ کا حکم لگا دیا ہی
چنانچہ کتاب نہج المقبول مطبوعہ مذکور کے صفحہ ۳۵ مین اس مضمون کو لکھا ہی خلاصہ اسکا یہ ہوا کہ تجارت
اور سوداگری کے مال مین اگرچہ کروڑہا روپیہ کا ہو اور مثل بھینس اور بھیڑ وغیرہ جانورون مین اگرچہ کروڑہا
روپیہ کے ہون اور سونے اور چاندی کے زیور مین اگرچہ کروڑہا روپیہ کا ہو زکوٰۃ نہین ہی پس جب لوگ
یونہین زکوٰۃ کے ادا کرنے مین باوجود فرض ہونیکے سستی اور غفلت کرتے تھے اور تاہم اموال تجارت اور
زیور مین ہزارون اور لاکھون روپیہ کی زکوٰۃ نکالتے تھے اور غربای اہل اسلام اوس سے فیض پاتے تھے اب تو
مجتہد غیر مقلدین نے حکم لگا دیا کہ زکوٰۃ ان چیزون مین واجب نہین بہانہ بازون اور حیلہ سازون کو سند
ملگئی افسوس کہ دروازہ خیر کا بند ہوگیا اور مجتہد صاحب بھی مَنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ کے پورے پورے
مصداق ہو گئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ + چہارم ایک طلاق سے زائد دو طلاقین دی ہون
یا تین اور بیچ مین رجوع نہ کیا ہو تو دو طلاقین یا تین طلاقین واقع نہونگی اور اوسکے خاوند کو وہ عورت
بغیر حلالہ (یعنی بغیر نکاح دوسرے شوہر کے) درست ہو جاویگی چنانچہ یہ مسئلہ اوسی کتاب طریقہ محمدیہ کے
صفحہ ۲۶ مین مرقوم ہی اور اسیطرح صفحہ ۲۰ فتح المغیث مین لکھا ہی کہ حلالہ کرنا حرام ہی (یعنی مطلقہ ثلاثہ کا
نکاح دوسرے شخص سے کراکے پھر اپنے نکاح مین پھیر لینا) حالانکہ یہ مسئلہ تمام اہل اسلام بلکہ نص
قرآن کے خلاف ہی کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ

یعنی جو اپنی بیوی کو تین طلاقین دے تو پھر نکاح اوس عورت کا اوس مرد سے جائز نہوگا جبتک کہ
وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نکرے پس بموجب نص قرآنی کے جو نکاح ثانی سطلقہ کا بعد حلالہ کرنے
کے زوج اول پر حلال تھا اوسکو مجتہد صاحب نے اپنی رای سے حرام کردیا پنجم مرد پر سونے کا زیور حرام
ہی نہ اور چیز ونکا چنانچہ یہ عبارت طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۳۸ و فتح المغیث کے صفحہ ۲۵ مین واقع ہی
جسکا خلاصہ یہ ہوا کہ مرد کو خواہ وہ مولوی ہو یا واعظ مفتی ہو یا قاضی کتنا ہو یا ہی چھلا چاندی کی بالیان
بالے کڑے چھڑے کنگن وغیرہ زیور درست ہی ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ششم
اوسی کتاب فتح المغیث کے صفحہ ۲۴ مین لکھا ہی۔ اور کافی ہی مسح کرنا بعض سر کا اور مسح کرنا پگڑی
عمامے پر انتہی جسکا مطلب یہ ہوا کہ اگر بعض سر کا مسح نکرے تو پگڑی عمامے پر مسح کرنا کافی ہی
حالانکہ یہ خلاف نص قرآنی کے ہی فَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ ہفتم اوسی فتح المغیث کے صفحہ ۲
مین لکھا ہی کہ وضو لیٹنے سے ٹوٹتا ہی انتہی اس سے معلوم ہوا کہ نیند کو کچھ دخل نہین فقط لیٹنے سے
بغیر سوئے وضو جاتا رہتا ہی حالانکہ یہ باطل ہی ہشتم اوسی کتاب کے صفحہ ۲ مین مرقوم ہی کہ توڑنیوالی
تیمم کی وہی چیزین توڑنیوالی وضو کی ہین انتہی پس اس سے معلوم ہوا کہ پانی کے دیکھنے اور اوسپر قدرت
پانے سے تیمم نہین ٹوٹتا حالانکہ یہ غلط ہی نہم اوسی کتاب کے صفحہ ۱ مین لکھا ہی کہ اگر خلل پڑے نماز مین
امام کی تو وہ خلل امام پر ہی نہ مقتدیون پر انتہی اس سے ظاہر ہوا کہ اگر امام جنبی ہووے یا اوس سے کوئی
فرض ترک ہووے یا اوسکا کپڑا نجس ہووے یا اوسنے وضو نکیا ہو یا وضو اوسکا ٹوٹ گیا ہو تو فقط امام کی
نماز فاسد ہوگی اور مقتدیون کی نماز مین کچھ نقصان نہ آویگا حالانکہ یہ باطل ہی دہم اوسی کتاب کے
صفحہ ۱۵ مین لکھا ہی کہ حرام ہی زکوۃ بنی ہاشم اور اونکے غلامون پر اور آسودہ اور تندرست کماؤ پر انتہی
اسکا یہ مطلب ہوا کہ مصرف زکوۃ کے واسطے بیماری لازم ہی اور اگر فقیر تندرست ہوگا تو اوسکو زکوۃ
لینی حرام ہوگی حالانکہ یہ محض غلط ہی یازدہم اوسی کتاب کے صفحہ ۲۵ مین مرقوم ہی کہ جائز ہی
دودھ پلانا بڑی عمر والیکا اگرچہ داڑھی رکھتا ہو واسطے جائز ہونے نظر کے انتہی یہ بات تو موافق
مطلب بعض یارون کے کہی یعنی اگر کوئی جوان مرد کسی عورت مرضعہ پر عاشق ہو تو وہ اوس
دودھ پینے کے بہانے سے اوس عورت کو ہر روز دیکھا کرے اور اوسکی چھاتیان پکڑے پس جس
عورت سے یہ بات حاصل ہو تو پھر پردہ چہ معنی دارد دوازدہم وضو مین بجای پانون دھونے

مسح فرض ہی چنانچہ فتاوای ابراہیمیہ مصنفہ مولوی ابراہیم غیر مقلد مطبوعہ مطبع دہرم پرکاش الہ آباد
کے صفحہ ۲ مین سطور ہی حالانکہ یہ رافضیون کا دستور ہے سیزدہم پیشاب کے بعد پانی سے استنجا
کرنا اور ڈھیلا لینا بدعت ہی چنانچہ کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ و ۲۷ مین تصریح اسکی موجود
ہی اور بدعت انکے نزدیک ایسا فعل ہی کہ جو آنحضرت کے بعد ہوا ہو اور ہر بدعت ضلالت ہی اور ہر ضلالت
فی النار پس ہر بدعتی انکے نزدیک ناری اور دوزخی ٹھیرا تو کلوخ اور پانی سے استنجا کرنیوالا بھی دوزخی ہوا
حالانکہ یہ سنت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہی پس بقول انکے معاذ اللہ حضرت عمرؓ بھی بدعتی
اور دوزخی ٹھیرے چہاردہم جو کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے اور انزال نہو تو اوسکی نماز بغیر غسل کے
درست ہی چنانچہ ہدایت قلوب قاسیہ جواب گلزار آسیہ تصنیف مولوی محمد سعید شاگرد مولوی
نذیر حسین کے صفحہ ۳۶ مین موجود ہی پانزدہم تیرہ رکعت سے زیادہ نوافل پڑھنا اور تہائی رات سے
زیادہ عبادت مین جاگنا بدعت مذمومہ ہی چنانچہ کتاب معیار الحق مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ
دہلی کے صفحہ ۲۲ مین مذکور ہی خلاصہ یہ کہ اکثر شب یا تہائی رات سے زیادہ عبادت کرنا جیسا کہ آنحضرت
علیہ الصلوۃ والسلام و صحابہ کرام و اولیای عظام مثل حضرت غوث اعظم وغیرہ سے ثابت ہی انکے
نزدیک گناہ ہی معاذ اللہ شانزدہم خالہ سوتیلی یعنی جنکا باپ ایک ہی اور ماں جدا جدا اوس سے اوسکے
بھانجے کا نکاح درست ہی چنانچہ فتوای مہری مولوی عبد القادر غیر مقلد امام کالی مسجد دہلی مین مرقوم
ہی کہ جسپر اونکے استاذ مولوی نذیر حسین کی مہر بھی ثبت ہی ہفدہم پنیر شام کا جو سور کے پنیر مایہ سے
بنایا جاتا اوسکا مشہور ہی اور چیزین مثل جوخ کے جنمین سور کی چربی پڑتی مشہور ہی جب وہ آنحضرت
کے پاس آتی تہین تو آپ بلا دریافت کہاتے تہے چنانچہ یہ عبارت فتوای مہری مولوی عطا محمد مندرجہ
کتاب اظہار الحق مطبوعہ مطبع اتالیق ہند لاہور کے صفحہ ۱۸ مین مرقوم ہی اور اس رسالے مین مولوی
نذیر حسین وغیرہ علمای غیر مقلدین کی بھی مہرین موجود ہین اور اسکے چھپوانے مین مولوی نذیر حسین
نے بڑی کوشش فرمائی چنانچہ خود مصنف رسالہ مذکور نے عنوان کتاب مین اس امر کی تصریح کردی
ہی اب جای انکار باقی نہین نعوذ باللہ من ذلک کہ آنحضرت صلعم پر ایسی ایسی حرام چیزون کے استعمال
کرنے کا سراسر بہتان اور اتہام ہی اور پھر ایسے خرافات مضامین کی اشاعت مین علما کا سعی اور
کوشش کرنا باعث سوء انجام و موجب ہدم اسلام ہی نہین معلوم غیر مقلدین ایسی باتونکو بمقابلہ

مقلدین کے از راہ نفسانیت جان بوجھکر چھپولتے ہین یا بسبب نادانی اور بی سمجھی کے ایسے امور اونسے ظہور
مین آتے ہین بہرحال ؎ فَاِنْ کُنْتَ لَا تَدْرِیْ فَتِلْکَ مُصِیْبَۃٌ ٭ وَاِنْ کُنْتَ تَدْرِیْ فَالْمُصِیْبَۃُ اَعْظَمُ ٭

جواب سوال دوم

ایسے غیر مقلدون سے جو عقائد و عملیات مذکورہ کے قائل ہین مخالطت اور مجالست کرنا اور انکو
مساجد مین آنے دینا شرعاً ممنوع اور باعث خوف فتنۂ دین ہی کیونکہ مسائل متذکرۂ بالا سے معلوم ہوا
کہ وہ اہل بدعت ہین اور مخالف ملتِ اہل سنت ہین اور مجالست و مخالطت اہل بدعت سے شرعاً
ممنوع ہی کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ اخْتَارَنِیْ وَاخْتَارَ لِیْ اَصْحَابِیْ
فَجَعَلَھُمْ اَنْصَارِیْ وَاَصْھَارِیْ وَاِنَّہٗ سَیَجِیْءُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ یَنْقُصُوْنَھُمْ فَلَا تُوَاکِلُوْھُمْ
وَلَا تُشَارِبُوْھُمْ وَلَا تُنَاکِحُوْھُمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَھُمْ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَیْھِمْ انتہی یعنی فرمایا
آنحضرت نے کہ تحقیق اللہ تعالی نے اختیار کیا مجکو اور اختیار کیا میرے واسطے میرے صحابہ کو پس گردانا
اون لوگونکو انصار اور سسرال میری اور بیشک قریب ہی کہ آخر زمانے مین ایک قوم ایسی آویگی کہ منقص
جانیگی اونکو سو کھانا پینا اور آپسمین اونکے ساتھ نکاح کرنا چھوڑدو اور نہ نماز پڑھو ساتھ اونکے اور نہ اونکے
جنازے پر اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے اس آیت وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَیُدْهِنُوْنَ ٭ کی
تفسیر مین فرمایا ہی ــ در حقائق تنزیل مذکورست کہ سہل بن عبد اللہ تستری فرمودہ اند کہ مَنْ صَحَّحَ اِیْمَانَہٗ
وَاَخْلَصَ تَوْحِیْدَہٗ فَاِنَّہٗ لَا یَاْنَسُ اِلَی الْمُبْتَدِعِ وَلَا یُجَالِسُہٗ وَلَا یُوَاکِلُہٗ وَلَا یُشَارِبُہٗ وَیُظْھِرُ
مِنْ نَفْسِہِ الْعَدَاوَۃَ وَمَنْ دَاھَنَ مُبْتَدِعًا سَلَبَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ تَحَبَّبَ
اِلٰی مُبْتَدِعٍ نَزَعَ اللّٰہُ تَعَالٰی نُوْرَ الْاِیْمَانِ مِنْ قَلْبِہٖ یعنی مرد صحیح الایمان را باید کہ با بدعتیان انس نگیرد و ہم مجلس
و ہم کاسہ و ہم نوالہ با ایشان نشود و ہر کہ با بدعتیان دوستی پیدا کند نور ایمان و حلاوت آن از وی برگیرند
انتہی اور طحطاوی نے حاشیۂ در مختار کے کتاب الذبائح مین فرمایا ہی وَھٰذِہِ الطَّائِفَۃُ النَّاجِیَۃُ
قَدِ اجْتَمَعَتِ الْیَوْمَ فِی الْمَذَاھِبِ الْاَرْبَعَۃِ وَھُمُ الْحَنَفِیُّوْنَ وَالْمَالِکِیُّوْنَ وَالشَّافِعِیُّوْنَ وَ
الْحَنْبَلِیُّوْنَ وَمَنْ کَانَ خَارِجًا مِنْ ھٰذِہِ الْمَذَاھِبِ الْاَرْبَعَۃِ فِیْ ذٰلِکَ الزَّمَانِ فَھُوَ مِنْ اَھْلِ
الْبِدْعَۃِ وَالنَّارِ انتہی یعنی یہ گروہ نجات پانیوالا جمع ہی آجکے دن چارون مذہب مین اور وہ لوگ حنفی
اور شافعی اور مالکی اور حنبلی ہین اور جو شخص ان چارون مذہب سے اس زمانے مین خارج ہوا سو وہ بدعتی اور

دوزخی ہی اور یہی مضمون بہت سی کتب دینیہ مین موجود ہی ضرورۃً اسی قدر قلیل پر اختصار کیا

جواب سوال سوم

اگرچہ درصورت مراعات مذہب مقتدی کے بشرطیکہ امام کسی مفسد و مبطل صلوۃ کا مرتکب نہو اقتدا کرنا جائز ہی لیکن اب معلوم ہوا کہ انکے پیچھے نماز درست نہین ہی کیونکہ مسائل مذکورہ اور عقائد مسطورہ بعض موجب کفر اور بعض مفسد نماز ہین اور سوای اسکے جبکہ شافعی المذہب متعصب کے پیچھے اقتدا جائز نہوئی جیسا کہ فتاوای عالمگیری وجامع الرموز مین مرقوم ہی اَمَّا الْاِقْتِدَاءُ بِالشَّافِعِیِّ فَلَا بَاْسَ بِہٖ اِذَا لَمْ یَتَعَصَّبْ اِلٰی اَنْ یُبْغِضَ الْحَنَفِیَّ یعنی شافعی کے پیچھے اقتدا کرنا مضایقہ نہین بشرطیکہ متعصب نہو یعنی حنفیون سے بغض وعداوت نہ رکھتا ہو پس ان غیر مقلدین لامذہب کے پیچھے تو بطریق اولی اقتدا جائز نہوگی کہ یہ تو حنفیون کے نام سے جلتے ہین اور مقلدین کو علانیہ برا کہتے ہین بلکہ مشرک اور بدعتی سمجھتے ہین اور اس سے بڑھکر ایک بات ان لامذہبون کے حق مین محدث نامی علامہ شامی نے حاشیۂ ردالمحتار مین لکھی ہی کہ ہمارے زمانے کے وہابی عبدالوہاب نجدی کے پیرو اور تابع مثل خارجیون کے ہین جنھون نے حضرت علی رضہ کی مخالفت کرکے اونکے لشکر سے خروج کیا تھا پس جب لامذہب مثل خارجیون کے ٹھیرے اور خارجی مثل باغیون کے ہوئے تو جو حکم باغیون کا ہی وہی حکم لامذہبون کا ٹھیرا لَکِنْ فِی الْبَدَائِعِ وَلَا یُصَلّٰی عَلٰی بُغَاۃٍ بَلْ یُکَفَّنُوْنَ وَیُدْفَنُوْنَ یعنی اونکے جنازے کی نماز نہ پڑھی جاوے صرف اونکو کفن دیکے دفن کردین وَحُکْمُ الْخَوَارِجِ عِنْدَ جُمْهُوْرِ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِیْنَ حُکْمُ الْبُغَاۃِ وَذَهَبَ بَعْضُ الْمُحَدِّثِیْنَ اِلٰی کُفْرِهِمْ یعنی حکم خارجیون کا نزدیک جمہور علمای محدثین وفقہا کے حکم باغیون کا ہی اور بعض محدثین تو اونکے کفر کے قائل ہوگئے شامی صفحہ ۳۰۹ جلد ۳ مطبوعہ مصر

واضح ہو

کہ شہر دہلی مین فیمابین ہر دو فریق کے نوبت نزاع کی یہانتک پہونچی کہ عدالت دیوانی اور فوجداری مین مقدمات دائر ہوگئے تھے سو صاحب کمشنر بہادر دہلی نے فریقین کے بعض لوگون کو اپنی کوٹھی پر بلاکر واسطے دفع فساد کے باہم ملاپ کرانا چاہا چنانچہ ۲۸ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۵ ہجری کو ایک کاغذ لکھا گیا کہ کوئی شخص ایک دوسرے سے متعرض نہو اور بشرط مراعات عدم مفسدات نماز کے ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی پڑھ لے سو وہ ایک فیصلۂ باہمی تھا نہ فتوای شرعی بچند وجوہ **اول** یہ کہ حکام والاشان کو دینی امور مین کچھ مداخلت نہین نہ وہ فتوون پر دستخط کرتے ہین **دوم** نہ اوسمین سوال علمای دین سے ہی نہ بحوالہ کتب دینیہ اوسکا جواب رقم ہی **سوم** یہ

مہواہیر اور دستخط کرنیوالے سب علما نہین بلکہ اکثر طلبای مولوی نذیر حسین اور بعض عوام سکنای شہر ہین
گو اونکے نام بڑے بڑے لمبے چوڑے لکھے گئے ہین تاکہ مولوی معلوم ہون اور بعض طرفین کے مولوی بھی اپنا
اور ظاہر ہے کہ اس فتوے کو علمای اہل سنت نے بطیب خاطر منظور نہین کیا بلکہ بخاطر حاکم علی کے اوسپر
مہرین کردین چنانچہ مولوی منصور علی صاحب ساکن مسجد نئی سڑک چاندنی چوک نے باوجو طلبی بکر رسہ کرر کے اپنی مہر نہی
اور پر ظاہر ہے کہ اگر وہ فتوی ہوتا تو ان عوام کی مہر اوسپر کیون ہوتی مگر غیر مقلدون نے اوسکو فتوی سمجھکر
بڑی شہرت دی تاکہ اور لوگ بھی دھوکے مین آجاوین اور بالفرض اگر یہ فتوی بھی ہو تو اس سے اونکی وہ
کتابین کہ جنمین حضرات مقلدین کو کافر و مشرک لکھا ہے سب باطل ہوگئین کہ آخر اونکے منہ سے حق صادر
ہوگیا کہ مقلدین کے پیچھے نماز جائز رکھی وَھُوَ المَقْصُوْدُ وَاللہُ سُبْحَانَہٗ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ

العاصی حررہ

وصی احمد السنی الحنفی السورتی

مہواہیر و دستخط علمای دہلی و کانپور وغیرہ

هو الموفق

الجواب صحیح والمجیب مصیب۔ حررہ قاضی شیخ احمد عفا اللہ عنہ بفضلہ الشامل



هو العلی

اصاب المجاد من اجاب وافاد واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم واحکم حررہ العبد الخامل محمد عادل عافاہ اللہ تعالی



هو المصوب

ایسا شخص گروہ اہل سنت جماعت سے خارج ہے اور نماز اوسکے پیچھے نہ پڑھنا چاہیے کتبہ الفقیر الی اللہ الغنی محمد علی حفی عنہ



هو الموفق

مجیب لبیب نے جو مسائل و احکام مخالف فرقۂ اہل سنت و جماعت غیر مقلدین کے فرقۂ اہل سنت سے
خارج ہونے پر بطور دلیل کے اونکی کتابون سے لکھے ہین اونمین سے بعض احکام اونکی بعضی کتابون مین
راقم نے بھی دیکھے ہین غیر مقلدین کے یہ مسائل مخترعہ و احکام مبتدعہ بلاشبہہ قابل رد و انکار ہین کہ انہین سے

بعضے موجب کفر اور بعضے موجب فسق وابتداع اور عموماً یہ سب احکام اہل سنت کے نزدیک محض لغو اور بے اعتبار ہیں ایسے احکام مخالف اہل سنت کا معتقد و ملتزم بلاشبہہ اہل سنت کی جماعت سے خارج ہے اور جب وہ شخص ایسے مخالف مسائل کے التزام سے اہل سنت کی جماعت سے خارج ہوا تو اوس کے پیچھے اہل سنت کو نماز پڑھنا ناجائز ہے اور اگر ایسے شخص کے مسجد میں آنے سے فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہو تو انسداد فتنے کے لیے مسجد میں آنے سے منع کرنا بہتر ہے واللہ اعلم ۔ کتبہ محمد عبداللہ الحسینی الواسطی البلگرامی عاملہ اللہ بلطفہ العمیم التامی



صح الجواب — الجواب صحیح — المجیب مصیب



مدرس مدرسہ مسجد فتحپوری دہلی — امام مسجد حوض — ابن اکبر کرم اللہ



مدرس مدرسہ مسجد فتحپوری — مدرس مدرسہ نعمانیہ — مدرس مدرسہ دہلی



لاریب فیہ — دہلوی — الحق کذلک





مدرس مدرسہ دہلی



الجواب صحیح　　　　الجواب صواب　　　　المجیب مصیب

غفران الراجی لطیف یعقوب محمد عبد الرحمن الانصاری

قسمت عبد الحکیم علم سند ازبضا قاسم

مولوی کرم اللہ صاحب مولوی محمد یعقوب

احمد حسین

محمد عبد یوسف ١٢٨٤

محمد اسحاق ولد مولوی عبد العزیز

محمد امیر الدین

فی الحقیقت اگر ان لوگون کے یہ عقائد اور یہ اعمال ہین تو ایسا ہی ہے جیسا مجیب صاحب نے جواب دیا

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب　محمد ظہور الاسلام　صح الجواب　فخر الحسن　واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

هو الفتاح

فی الواقع اس فرقہ لا مذہب کو کہ جنکے عقائد موافق تحریر مفتی تحریر مین اہل سنت و جماعت سے خارج سمجھنا اور اونکے پیچھے نماز نہ پڑھنا اور بسبب فتنہ و فساد کے اونکو مساجد مین آنے نہ دینا بجا اور درست ہی

واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب

حررہ الراجی عفو ربہ القوی الحافظ المفتی محمد الفاروقی الحنفی الدہلوی　محمد فاروق　ذکاء اللہ

لا شبہہ جو غیر مقلدین ایسے ہون کہ عقائد اونکے خلاف اہل سنت و جماعت و سلف صالح کے ہون اور مقلدین کو اپنے زعم فاسد مین مشرک اور بدعتی سمجھتے ہون تو اونکے پیچھے نماز پڑھنا اور اونکو بسبب فتنہ و فساد کے اپنی مساجد مین آنے دینا جائز نہین - واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب — ابو الحجیش محمد مہدی عفا عنہ اللہ الہادی الفرنگی محلی

ابو الجیش محمد مہدی

مواہیر و دستخط علمای مقام لودھیانہ و دیوبند

تخمیناً مدت ۴۶ سال یعنی سنہ ١٢٥٤ھ سے سنہ ١٣٠٠ھ تک اس فرقے کو خوب دیکھا مسائل مندرجہ فتوائے ہذا کے سوا بڑی بڑی مخالفت حدیث پر یہ فرقہ جری ہی مولانا اسحاق صاحب مرحوم برملا انکو ضال مضل

مین فرمایا کرتے اور یہ لوگ باہر نکل کے کہتے کہ میان صاحب کا مذہب یہی ہی جو ہمارا ہو ظاہر مین ایسا
ڈھنڈیا ہو آسی طرح ہر عالم دینداکو ہم مذہب اپنا بتلاکر دین محمدی سے اور قرآن و حدیث سے منحرف
کرتے ہین انکے دین محمدی سے مخالف ہونے اور سنت و جماعت کے مخالف او دشمن ہونے مین کچھ
شک و شبہہ نہین ہی جیسے روافض و خوارج کے پیچھے نماز پڑھنی ویسی ہی انکے پیچھے



نماز پڑھنی ہی انکی امامت جائز نہین ہی تفصیل طول رکھتی ہی واللہ اعلم
چونکہ گروہ شرذمۂ لامذہبیہ اہل بدع اور ہوا مین سے ہین اسلیے انسے حتی الامکان احتراز
ضروریات سے ہی۔ وما علینا الا البلاغ۔ الراجی



رحمۃ ربہ الباری ابو البشیر عبد العلی القاری
یہ فرقۂ غیر مقلدین بیشک خارج اہل سنت و جماعت سے ہی انسے مجالست کرنی ایسی ہی جیسے اہل ہوا
و بدع سے اما مت انکی جائز نہین کیونکہ عقائد اور عملیات انکے



مخالف حدیث و قرآن کے ہین۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باسمہ سبحانہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ غَزْوَۃِ خَیْبَرَ مَنْ اَکَلَ مِنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ
یَعْنِیْ الثُّوْمَ فَلَا یَقْرَبَنَّ مَسَاجِدَنَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ یعنی جو شخص کہ کھائے لہسن کو پس نزدیک نہ
پھٹکے مسجد ہماری کے۔ اور موطا امام محمد مین عمر بن الخطاب سے مروی ہی کہ ایک عورت مجذومہ کو طواف
کرنے سے مانع آئے اور فرمایا کہ تو اپنے گھر مین بیٹھ اور لوگون کو ایذا نہ دے۔ اور شاہ عبد العزیز صاحب نے
تفسیر عزیزی مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یون نقل کی ہی کہ ایکدن ایک واعظ کو مسجد کوفے مین دیکھکر
فرمایا کہ یہ کون شخص ہی لوگون نے عرض کیا کہ یہ واعظ ہی لوگون کو گناہون سے روکتا ہی حضرت علی رضی
اللہ عنہ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ ناسخ منسوخ کو جانتا ہی اوسنے کہا کہ مجھکو ناسخ منسوخ کا علم نہین۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسکو مسجد سے نکالدو اور نیز شاہ عبد العزیز صاحب نے بہ تحت بیان آیۃ واصبر
علیٰ ما یقولون کے لکھا ہی کہ طعن کرنا سلف پر سخت ترین ایذای لسانی سے ہی اور اشباہ مین لکھا ہی کہ موذی کو مسجد مین
آنیسے منع کرنا چاہیے اگرچہ ایذا اوسکی لسانی ہو فائدہ پس جبکہ روکنا مسجد کے آنیسے بسبب وجود ہونے ایک امر کے امور مذکورہ سے درست ہوا تو
غیر مقلدون کو جو جامع امور مذکورہ کے ہین نکالنا بطریق اولی درست ہوا اور بسبب لحوق مرض باطنی کے

جو جذام سے بڑھکر ہی اور مساجد مین انکے آنیسے فتنہ و فساد برپا ہوتا ہی اور خدای تعالی مفسد ونکو دوست
نہین رکھتا گما قال اللہ تعالیٰ واللہ لا یحب المفسدین کذا تحقیق اس مسائلے کی رسالہ
انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد مین جو اس عاجز کی تالیفات سے ہی موجود ہی واللہ اعلم وعلمہ اتم



الراقم

خادم العلما محمد حبیب الرحمن لودیانوی المرقوم سنہ ۱۳۰۱ھ

عقائد

اس جماعت کے جبکہ خلاف جمہور ہین تو بدعتی ہونا ظاہر اور مثل تجسیم اور تحلیل چار سے زیادہ
ازواج کے اور تجویز تقیہ اور برا کہنا سلف صالحین کا فسق یا کفر ہی تو اب نماز اور نکاح اور ذبیحے مین انکے
احتیاط لازم ہی جیسے روافض کے ساتھ احتیاط چاہیے



حررہ محمد یعقوب النانوتوی عفا عنہ القوی

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ   ابو الخیرات سید احمد عفی عنہ   محمود حسن عفی عنہ   محمد محمود دیوبندی عفی عنہ









حامداً ومصلیاً - فی الحقیقت یہ گروہ غیر مقلدین اور لامذہب خارج ہین اہل سنت و جماعت سے انکو اہل سنت
و جماعت مین سمجھنا بڑی غلطی کی بات ہی کسواسطے کہ اہل سنت و جماعت منحصر ہین مذاہب اربعہ مین اور
جمیع اہل سنت حنفی ہین یا مالکی یا شافعی یا حنبلی جو کوئی بالکلیہ ان چار مذہبون مین سے اس زمانے مین
ایک کا بھی مقلد اور پیرو نہو اور اپنے تئین انہین سے ایک کی طرف منسوب نکرے وہ اہل سنت سے نہین
بلکہ وہ خارج مذہب اہل سنت و جماعت سے ہی اور مثل دیگر فرق ضالہ روافض و خوارج و معتزلہ و جبریہ
و قدریہ وغیرہم کے ہی قال الطحطاوی فی شرح الدر المختار فعلیکم یا معشر المومنین اتباع الفرقة
الناجیة المسماة باہل السنة والجماعة فان نصرة اللہ تعالی وحفظه وتوفیقه فی موافقتهم
وخذلانه وسخطه ومقته فی مخالفتهم وهذه الطائفة الناجیة قد اجتمعت الیوم
فی المذاهب الاربعة وهم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون ومن کان خارجا
من هذه المذاهب الاربعة فی ذلک الزمان فهو من اهل البدعة والنار انتهی

وقال فی التفسیر الاحمدی قد وقع الاجماع علی ان الاتباع انما یجوز للائمة الاربعة انتہی
وقال فی الاشباہ والنظائر تحت القاعدة الاولی ما خالف للائمة الاربعة فہو مخالف
للاجماع وان کان فیہ خلاف غیرہم فقد صرح فی التحریر ان الاجماع قد انعقد علی عدم
العمل بمذہب مخالف للائمة الاربعة انتہی قال الفاضل الجلیل الفقیہ المحدث المفسر
الشیخ ولی اللہ الدہلوی فی عقد الجید اعلم ان الاخذ بہذہ المذاہب الاربعة
مصلحة عظیمة وفی الاعراض عنہا کلہا مفسدة کبیرة قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار انتہی قال القاضی ثناء اللہ فی التفسیر المظہری
فان اہل السنة قد افترق بعد القرون الثلثة والاربعة علی اربعة مذاہب ولم یبق مذہب
فی فروع المسائل سوی ہذہ المذاہب الاربعة فقد انعقد الاجماع المرکب علی بطلان قول
یخالف کلہم وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجتمع امتی علی الضلالة وقال اللہ
تعالی وَمَنْ یَّتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَہَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا انتہی
پس ثابت ہوا حصر اہل سنت وجماعت کا اس زمانے مین مذاہب اربعہ مین اور جس کسیکا قول کہ مخالف ائمہ
اربعہ کے ہوگا وہ مردود اور باطل ہوگا بسبب مخالف ہونے اہل سنت وجماعت کے اور نہ مانا جائیگا اور
یہ لامذہب لوگ قائل ہین جواز خروج کے مذاہب اربعہ سے اور حصر مذاہب اربعہ کو باطل سمجھتے ہین چنانچہ
معیار الحق مطبوعۂ لاہور کے صفحہ ۳۶ مین مولوی نذیر حسین نے لکھا ہی جبکہ اہل سنت وجماعت منحصر اور
مجتمع ہوئے مذاہب اربعہ مین بالاجماع تو اب اس انحصار اور اجماع کا باطل کہنے والا اور سمجھنے والا اور قائل جواز
خروج مذاہب اربعہ کا اہل سنت وجماعت مین سے نہین ہی اور مثل دیگر اہل مذاہب باطلہ او فرق
ضالۂ روافض وخوارج اور جبریہ اور قدریہ اور مرجیہ وجہمیہ وغیرہم کے ہی پس جبکہ لامذہب اور غیر مقلدین
اہل سنت وجماعت سے خارج ہین تو اہل سنت وجماعت کی نماز لامذہبون کے پیچھے نہین ہوتی
اور بالکل غیر جائز اور نادرست ہی اور انکے ساتہ مخالطت اور مجالست اور موانست رکھنے سے بھی اہل سنت
وجماعت کو پرہیز اور اجتناب چاہیے کیونکہ مجالست اور مخالطت اور مصاحبت اہل شر وفساد اور
اہل بدعت کے ساتہ بموجب حدیث صحیح کے بالاجماع ممنوع ہی قال الامام النووی فی شرح
صحیح مسلم قبیل کتاب القدر فی باب استحباب مجالسة الصالحین ومجانبة قرناء السوء

فیه تمثیله صلی الله علیه وسلم الجلیس الصالح بحامل المسك والجلیس السوء بنافخ الکیر فیه فضیلة مجالسة الصالحین واهل الخیر والمروة ومکارم الاخلاق والورع والعلم والادب والنهی عن مجالسة اهل الشر واهل البدع ومن یغتاب الناس او یکثر فجرته وبطالته ونحو ذلك من الانواع المذمومة انتهی اور حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی میں فرماتے ہیں ؎ دور شو از اختلاط یار بد + یار بد بدتر بود از مار بد + مار بد تنہا ہمین بر جان زند + یار بد بر جان و بر ایمان زند + نار خندان باغ را خندان کند + صحبت نیکانت از نیکان کند + صحبتِ صالح ترا صالح کند + صحبت طالح ترا طالح کند + پس اہل سنت وجماعت کو فرقۂ ضالۂ لامذہبان غیر مقلدین کی صحبت سے بہت احتراز کرنا اور بچنا اور بھاگنا چاہیے فروا من صحبتہم اکثر ما تفرون من الاسد کسواسطے کہ صحبت کو بڑا اثر ہی حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ محبوب العارفین میں فرماتے ہین ؎ منشین با بدان کہ صحبت بد + گرچہ پاکی ترا پلید کند + آفتابی بدین بزرگی را + ذرہ ابر ناپدید کند + جس حالت مین کہ یہ غیر مقلدین خارج از اہل سنت وجماعت اور داخل اہل بدعت وفرق ضالہ ہوائیہ مین ٹھیرے اور نماز اہل سنت وجماعت کی ان لامذہبوں کے پیچھے غیر صحیح وناجائز ونادرست ہوئی اور مخالطت اور مجالست بھی حسب روایات مذکورہ انسے ممنوع ہوئی تو اہل سنت وجماعت کو چاہیے کہ ان لامذہبوں کو اپنی مساجد سے نکال دین اور ہرگز نہ آنے دین اسواسطے کہ انکے آنے سے مسجدون مین شر وفساد وفتنہ پیدا ہوتا ہی قال اللہ تعالی وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وقوله تعالی وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ جو کوئی وقت نماز کے لہسن پیاز گندنا وغیرہ بدبودار چیز کہ جسکے کھانے سے منہ مین بدبو پیدا ہو کھاکر مسجد مین آوے تو اوسے دخول مساجد سے منع کرد عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَلَا يُؤْذِيَنَّا بِرِيحِ الثُّومِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يَعْنِي الثُّومَ فَلَا يَقْرَبَنَّ الْمَسَاجِدَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ إِنَّكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ تَأْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ لَا أَرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ هٰذَا الْبَصَلَ وَالثُّومَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَجَدَ رِيحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فِي الْمَسْجِدِ أَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ

إلى البقيع فمن أكلهما فليمتهما طبخا رواه مسلم قال النووي في شرح صحيح مسلم في باب نهي من أكل ثوما أو بصلا أو كراثا أو نحوها ومسألة رائحة كريهة عن حضور المسجد حتى يذهب ذلك الريح وإخراجه من المسجد قوله صلى الله عليه وسلم من أكل هذه الشجرة يعني الثوم فلا يقربن المساجد هذا تصريح بنهي من أكل الثوم ونحوه عن دخول كل مسجد وهذا مذهب العلماء كافة انتهى پس یہ احادیث صحیحہ دال ہین اس امر پر کہ جس شخص کی ذات سے لوگون کو تکلیف و ایذا پہونچے اوسے مسجد مین نہ آنے دینا چاہیے پر ظاہر ہے کہ لامذہبون کے مسجدون مین آنیسے شر و فساد و فتنہ پیدا ہوتا ہے اور لوگ بی علم بیخبر بیچارے انکی صحبت سے بگڑتے اور خراب ہوتے ہین پس لازم و مناسب ہے اہل سنت و جماعت کو کہ لامذہبون غیر مقلدون کو اپنی مسجدون مین نہ آنے دین اور ان مفسدون شریرین کو اپنی مساجد سے اخراج کرین اور نکالدین والسلام على من اتبع الهدى وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين ۔ حرره الفقير المفتقر المذنب الراجي إلى رحمة الله الأكبر العلي الولي القوي الغني محمد حسن الدين أبو النصر المعروف بسيد محمد أكبر علي الحسني الجيلاني الحنفي القادري الچشتي النقشبندي الدهلوي غفر الله له ولوالديه وأحسن إليهما وإليه



تحقیق مفتی در مسجد ہم موجد فتنہ است والفتنة أشد من القتل دال بر اخراج کردن این شر ذمہ باطلہ ہویداست **اولا** این فرقہ ما ولین متشابہات اند بلکہ مثل محکمات میدانند چنانچہ در رسالہ الاحتوی على العرش استوى از نواب بھوپال موجود ست و اینہمہ بدان عقیدہ باوی متفق اند حالانکہ انصرام تمام از متشابہات بکلام عزوجل وما يعلم تأويله إلا الله ثابت پس مورد من فسر القرآن برأيه فليتبوأ مقعده من النار ہمین شر ذمہ مبطلہ اند **ثانیا** منکرین قیاس و اجماع اند بنا برعلیہ مجتہدین را بد میگویند و مقلدین را مشرک میدانند حالانکہ بکتاب الله ثابت ہست بقولہ عزوجل فاعتبروا يا أولي الأبصار و بحدیث نبوی نیز وهو هذا ما روي أن النبي صلى الله عليه وسلم حين بعث معاذا إلى اليمن قال كيف تقضي يا معاذ فقال بكتاب الله قال فإن لم تجد في كتاب الله قال فبسنة رسول الله قال فإن لم تجد قال اجتهد برأئي فقال عليه السلام الحمد لله الذي وفق رسول رسوله بما يرضى به رسوله فإن لم يكن القياس حجة لأنكره بل حمد الله عليه

ثالثاً کتمان بطلان عقیدۂ خود عند ظهور الحق بل یسکتون عند اهل الحق اذا غلبوا علیهم خذلهم الله تعالی بقول حبیبه صلی الله علیه وسلم من سکت عن الحق فهو شیطان اخرس فثبت ان هذا القوم لا یحصی قبائحهم وخیانتهم فی الدین فحسب علیهم ضرب النعل من اهل الحق والکمال الذین استقروا هذه الضابطة ان لا یدخلون هذا القوم فی مساجدنا ولا یصحب معهم ابداً والله تعالی علیهم بما کانوا یفعلون ـ فقط

کتبه تراب اقدام اهل الاسلام عبد الضعیف المدعو محمد عبد السلام الکاشمیری وطناً والحنفی مذهباً والچشتی النظامی الفخری النیازی مشرباً الیه غفر الله له فی حیاته ویدخله الجنة بعد مماته آمین

مواہیر و دستخط علمای شہر اندور و چھاونی

محمد ہدایت اللہ قاضی خادم شرع رسول اللہ

الجواب صحیح هکذا فی کتب الفقه والحدیث خادم شرع رسول الله قاضی حبیب الله اندوری

الجواب صحیح غلام الطلبہ سید حسین علی

والمجیب مصیب خادم الطلبہ عبد الحمید

صح الجواب لا ریب فیه حافظ محمد حسین خان اندوری

احمد جان ولایتی اندوری

الامر کذلک محمد عیسی خان ساکن شہر اندور

اصاب من اجاب سید محمد یعقوب پنجابی اندوری

صح الجواب خادم العلماء عبد الواحد حال وارد شہر اندور

صح الجواب سید غیاث الدین ساکن عاملی حال وارد اندور

فرقۂ جدیدۂ غیر مقلدین کے عقائد جو مجیب مصیب نے ارقام کیے فی الواقع اہل سنت وجماعت وسلف صالحین کے خلاف ہیں اور یہ فرقہ بدعتی مفسد مفارق الجماعت اور اہل سنت وجماعت سے خارج ہے اور مخالطت اور مجالست فرقۂ مذکورہ کے ساتھ ہرگز جائز نہیں ہے اور اپنی مسجدوں میں ہرگز آنے دینا نہیں چاہیے اور نماز اس فرقۂ مذکورہ کے پیچھے ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم الراقم خیر خواہ مسلمین

محمد علاء الدین

قد اطلعت علی هذا الجواب المسطور بتمامه وما فیه من اللؤلؤ المنثور فوجدته موافقاً بالکتاب والسنة وذالک لا ثل قد جاء الحق وزهق الباطل اشکر الله علی حسن

محمد ۱۲۷۸ھ قاضی اکرم

توفیق المجیب المصیب واسأله ان یعطیه فی الدارین اکمل النصیب حررہ حافظ محمد اکرم قاضی کمپ مؤ فقط

اعظم اللہ اجر من اجاب فانہ قد نطق بالقول الصواب واتی بما یشہد بہ السنۃ والکتاب ویقبلہ اولوا الالباب نمقہ تراب اقدام اہل العلم الضعف عباد اللہ المنان محمد المدعو بعبد الرحمن نائب قاضی کمپ مؤ

ما قالہ المجیب المصیب حق سدید وبا لحق المحض عقید جزاہ اللہ خیر الجزاء عنا وعن المسلمین آمین یا رب العالمین ویا مجیب دعاء السائلین فی کل آن وحین ‹ سطرہ الراجی غفران اللہ المستعان محمد فضل الرحمن قاضی دار الفتح اجین

جو عقائد غیر مقلدین کے اونھین کی کتب معتبرہ سے بیان کیے گئے ۔ در حقیقت خلاف عقیدۂ اہل سنت وجماعت ہین انکو مفسد دین جانکر انسے مخالطت نکرین ۔ عاجز محمد عبد الرحمن اندوری

محمد عبد الرحمن — صح الجواب — شیخ لال محمد — اصاب من اجاب — فقیر عبد اللہ

مواہیر مشاہیر علمای دار الاسلام مصطفی آباد عرف رامپور

بلا شبہہ یہ فرقۂ ضالہ جسکے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ مخالف فرقۂ ناجیۂ اہل سنت والجماعت کے مجیب مصیب نے بحوالہ رسائل اور فتاوای باطلہ اونکے نقل کیے اور اکثر اوسکے راقم الحروف کی نظر سے بھی گذرے مبتدع ہی اور اسکے حق مین یہی حکم ہی جو مجیب مصیب نے تحریر کیا ‹ واللہ سبحانہ الموفق

محمد احمدی ارشاد حسین

هذا هو الحق عندی ۔ الجواب هو الصواب ۔ هذا هو الحق الصراح والصدق القراح

محمد عبد الغفار ۱۲۹۲ — سیف الدین خان — محمد گوہر علی

الجواب صحیح والرأی نجیح	الجواب حق	الجواب هو الصواب	لا شک فیہ	ذلک کذلک
العبد	العبد	العبد	العبد	العبد
مولوی بلبل بقلم خود	محمد یعقوب عفی عنہ	سید حبیب احمد	محمود عالم عفی عنہ	حضرت شاہ عفی عنہ

یہ شخص امام اس گروہ غیر مقلدین کا سنی نہین ہی۔ رافضی ہو تو عجب نہین۔ یہ بیچارہ عامیون کو اپنے ساتھ جہنم مین لیجانا چاہتا ہی۔ واللہ اعلم

سید عبدالحق

کتبہ سید عبدالحق۔ سابق متوطن کانپور حال باشندہ رامپور

فی الواقع عقیدہ اس فرقہ جدیدہ وجماعت مستحدثہ کا ایسا ہی ہی جیسا کہ مجیب نے ثابت کیا

من قال سوی ذلک قد قال محالا عابد حسن عفی عنہ

محمد عابد حسن حنفی ۱۳۰۰

واقعی یہ فرقہ بالملکہ جسکے جواب مین علمای دین ہمارے جو کچھ تحریر فرماتے ہین درست ہی

حررہ الراجی الی رحمۃ اللہ محمد کریم اللہ

الجواب صحیح العبد فدای احمد عفی عنہ

محمد کریم اللہ ۱۲۹۱

مجددی ۱۲۹۷ سعید الرحمن

فدای احمد ۱۲۹۸

الجواب ہو الصواب المجیب مصیب

العبد سعید احمد عفی عنہ

سعید احمد ۱۲۹۳

محمد حسن ۱۲۹۰

ولی النبی

شاہ غلام علی

سجادہ نشین خانقاہ

ابو النعمان محی الدین محمد اعجاز حسین مجددی عفی عنہ وعن والدیہ المسلمین سنہ ۱۲۹۹ ہجری

برادر حضرت مولانا محمد ارشاد حسین

ان حضرات شیخت مآب حاسدین مفسدین دین و معاندین مجتہدین و مقلدین اور انکے مریدین و معتقدین کے حق مین جنکو حضرت حق جل جلالہ و عم نوالہ نے آزادی کا طوق گلے مین ڈالکر ہندستان کا شیخ مجدد بناکر چھوڑا ہے جسقدر شمشیر دست و زبان کے ذریعے سے مقابلہ برمحل کیا جائے تھوڑا ہے فی الحقیقت یہ سب کے سب ضال اور مضل ہین اور سلسلہ مذاہب اربعہ فقہ سے خارج اور محمدی بنکر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین رخنہ انداز و مخل اور انکے عقائد پر مکائد منجر بکفر و شرک و الحاد و من یضلل اللہ نسألہ من ہادیہ وھو الموفق الی سبیل الرشاد ومنہ المبدأ والیہ المعاد۔ الا لا یتفوہ بذلک العقائد المذکورۃ الا من لہ ذہن سقیم واللہ سبحانہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ کتبہ العبد الاثم ابو الجمیل معین الدین محمد عبد الجلیل صانہ اللہ عن کل ذمیل وقد رمیل



اصاب من اجاب



ھو الموفق

ان ھذا الجواب موافق
للسنۃ والکتاب
کتبہ العبد المذنب محمد عبد القادر



الجواب صحیح والمجیب مصیب

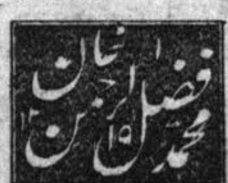


ھو المستعان

فی الحقیقت یہ جواب باصواب
معین مقلدین اور حق الیقین ہے
محمد عبد القادر



ان ھذا الجواب صحیح



ھو الرحمن الرحیم

لاشک ان ھذا الجواب
صحیح والمجیب مصیب فقط
حررہ الاثیم محمد عبد الکریم



فتوای مفتیان حرمین شریفین برد کتاب الظفر المبین فی ردمغالطات المقلدین مؤلفہ محی الدین لاہوری نومسلم کتاب فروش

بسم الله الرحمن الرحيم

وبه نستعين حامدا لله تعالى ومصليا على نبيه واله اجمعين اما بعد فما قولكم دام فضلكم
فى رجل يقول ان اكثر مسائل كتب الفقه خلاف القرآن والحديث وان الايمة الاربعة
رحمهم الله تعالى ليسوا على الحق لاسيما الامام ابا حنيفة النعمان اقواله مخالفة للقرآن
والحديث وانه ما تلقى فى جميع عمره الا سبعة عشر حديثا ويزعم انه مخالف للقرآن والحديث
وشنع عليه شنيعا فاحشا وصنف فى ذلك كتابا وسماه الظفر المبين فى رد مغالطات المقلدين
وطبعه وافشاه وذكر فيه بعض المسائل المذكورة فى كتب الحنفية وسطر ايضا فى رقم مائة
من الكتاب المسطور قائلا ان هذه مخالفة للقرآن والحديث وقال من قلد ابا حنيفة
تقليدا شخصيا فهو مرتكب بالحرام ومشرك واستدل بقوله تعالى اتخذوا احبارهم و
رهبانهم اربابا من دون الله وقال كل ذلك مخالف للقرآن والاحاديث الفلانية
واعرض عن الاحاديث التى استدل بها الامام رحمه الله تعالى وارضاه وهذا لاجل
ان يصد الناس عن العمل بالفقه بقوله مسائل الفقه مردودة خصوصا مسائل الامام
وينفر كل من عمل بها من عوام الناس ويدعوهم ويرغبهم فى العمل بالحديث مطلقا
سواء كان ناسخا او منسوخا ضعيفا او موضوعا حتى ترك الناس العمل بالكتب المعتبرة
كالهداية والنقاية والبحر والملتقى والهندية والكنز وشروحه والدر وحواشيه ويخرج
كل من عمل بهذه الكتب المبجلة المعظمة عن الاسلام ويلقبهم بالمشركين نعوذ بالله
تعالى منه فما حكم هذا الرجل المصنف لهذا الكتاب ومن يعمل بكتابه افتونا ماجورين

الجواب

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب
حكم هذا الرجل المتصف بالصفات المذكورة انه ضال مضل ساع فى الارض بالفسا

وقد زين له سوء عمله فهو واتباعه من حزب الشيطان أَلَآ إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۝ وقوله من قلد ابا حنيفة كان مشركا دليل على انه خارج عن جماعة المسلمين وقد ورد فى الحديث الشريف اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فى النار وما يقوله فى حق الهداية التى هى هداية الى احكام الاسلام وفيما عطفت عليها من المعتبرات التى تشرح صدور اولى الاعلام فهذه هفوة منه تشير بزندقته نعوذ بالله تعالى منها وقد تقرر ان اهانة العلم والعلماء كفر خصوصا التكلم بالفاحشة فى حق الايمة الاربعة رحمهم الله تعالى وقد انعقد الاجماع خلفا عن سلف على وجوب تقليد واحد منهم لان المجتهد مفقود بعد المائة الرابعة كما فى اذكار النووى حيث انه لم يوجد بعد هذا التاريخ من استكمل شروط الاجتهاد ومن ادعاه فدون ذلك خرط القتاد لا سيما اقدمهم الامام ابو حنيفة النعمان لا زالت منهلة على ضريحه الاقدس سحب الرحمة والرضوان كيف وقد ادرك جمعا من الصحابة رضى الله تعالى عنهم وممن جزم بذلك الحافظ الذهبى والحافظ العسقلانى وغيرهما فشهد له النبى صلعم بالخيرية لانه من التابعين بلا شبهة ولا بين ففى الحديث الشريف مرفوعا خير امتى القرن الذى بعثت فيه ثم الذين يلونهم الى اخره انتهى من جامع الحافظ السيوطى وروى الشيخان عن ابى هريرة رض والذى نفسى بيده لو كان الدين معلقا بالثريا لتناوله رجل من فارس قال الحافظ السيوطى هذا الحديث الذى رواه الشيخان اصل صحيح يعتمد عليه فى الاشارة لابى حنيفة وهو متفق على صحته وفى حاشية الشبراملسى قال ما جزم به شيخنا يعنى الحافظ السيوطى من ان ابا حنيفة هو المراد من الحديث ظاهر لا شك فيه لانه لم يبلغ من ابناء فارس فى العلم مبلغه احد انتهى وقد تبعه كثير من ايمة الدين وكل منهم اقر بفضله واثنى عليه على رؤس الاشهاد بين المسلمين فقد روى عن خلف بن ايوب انه قال صار العلم من الله تعالى الى محمد صلى الله عليه وسلم ثم صار الى الصحابة رض ثم صار الى التابعين ثم صار الى ابى حنيفة فمن شاء فليرض ومن شاء فليسخط انتهى فيجب على كل من اراد انه لا يخرج عن جماعة المسلمين ان يتباعد عن هذا الرجل الطاعن فى ايمة الدين ويجب زجره الى الدرجة التى بها ينتهى

عن هذا العمل الفضيح والكلام فى هذا المقام يطول وفيما حررناه كفاية عند ذوى الدين وارباب العقول والله يقول الحق وهو يهدى السبيل

نمقه الفقير محمد امين بالى الحنفى مفتى المدينة المنورة عفى عنه

المدرس بالحرم الشريف النبوى من ايمة الحنفية فى مسجد خير البرية

احمد الله وحده من مبدع الكون واستمده التوفيق والعون وبعد الحكم فى هذا الرجل انه ضال مضل لاقواله المسطورة بدع وضلالة لا يقولها الا مبتدع خارج عن طريقة علماء الشريعة وخصوصاً نهيه عن اتباع الكتب المدونة فى المذاهب الاربعة فان تلك المذاهب مستمدة من الكتاب والسنة فهى عبارة عن شريعة رسول الله صلى الله عليه وسلم التى من خرج عنها كان محكوماً بكفره فيلزم على قول هذا الضال ان السواد الاعظم من امة محمد صلى الله عليه وسلم اجتمعوا على الضلالة وان مائة الوف منهم من العلماء العظام والاولياء الكرام وغير المحصورين من الصلحاء الفخام الذين اتفقت كلمة اهل السنة والجماعة على جلالتهم وعظم درجتهم وصلاحهم وورعهم وصلابتهم فى امر الدين كانوا مبتدعين ضالين وماتوا على البدعة والضلالة حاشا ثم حاشا ان يكونوا كذلك وقد قال النبى صلى الله عليه وسلم ان الله لا يجمع امتى او قال امة محمد على ضلالة ويد الله على الجماعة ومن شذ شذ فى النار رواه الترمذى وقال اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فى النار فيجب على ولاة الامور رضى الله عنهم الاجور ردع هذا الضال المضل بشديد النكال ولو بالقتل نسأل الله التوفيق والهداية لاقوم طريق والله سبحانه وتعالى اعلم امر برقمه خادم الشريعة والمنهاج عبد الرحمن بن عبد الله السراج الحنفى مفتى مكة المكرمة كان الله لهما حامداً مصلياً مسلماً

لا شك ان ذلك الرجل ضال مضل حامداً ومصلياً ومسلماً اصاب من اجاب والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب حرره محمد عبد الحق عفى عنه

تقریظ از جناب مولانا و بالفضل اولانا جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول جناب مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب دہلوی سلمہ ربہ مؤلف تفسیر حقانی

حامدًا و مصلیًا اما بعد فقیر حقیر ابو محمد عبد الحق بن محمد امیر کہتا ہی کہ اس کتاب کے اکثر مقامات کو مین نے بغور دیکھا اور لطف اوٹھایا کیون نہو یعرف الرجال بالاقوال۔ جناب حافظ مولوی احمد علی صاحب نے انصاف کی اعانت کی اور مولوی محی الدین صاحب غیر مقلد نے جو کچھ جذبہ اور غصے مین اگر بیخود ہو کر حضرت امام الایمہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی جناب مین نکتہ چینیان کر کے اونکی شان روز افزون مین بٹا لگانا چاہا ہی اور بیہودہ اعتراضات کر کے تمغای گستاخی حاصل کیا ہی اوسکی اس کتاب مین عمدہ طور پر تغلیط کی گئی ہی۔ انصاف بالخصوص سچے ایمان کا یہ مقتضیٰ نہین کہ اکابر علما بالخصوص ایسے لوگونکی خوردہ گیری مین کوئی کتاب بنائی جاوے کہ جو نہ تنہا اپنی ذاتی لیاقتون اور اسلام کے اعلی درجے کے خیر خواہیون مین استاد زمانہ اور منبع فیض تھے بلکہ اسلام اور مسلمانون کا شرف اور آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا معجزہ یا آیت بینہ بھی تھے آول اور دوسری صدی مین جو کچھ اہل اسلام نے امور دنیا او دین مین ترقیان اور جانفشانیان کی ہین ہم لوگ اونکا کسطرح سے شکریہ ادا کرسکتے ہین انھین اکابرون کی ہمت کا اثر تھا کہ اسلام تھوڑے سے زمانے مین شرقًا غربًا ابر رحمت کی طرح پھیل گیا کہ جسپر ابتک مخالف رشک و حسد کرتے ہین ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ مگر اب اسلام کا وہ زمانہ آیا کہ یہ فرقہ محدثہ اسکے قدیم ستون اور پرانے پیڑون کو (کہ جنپر اسکی بنیاد قائم ہی اور جنکے سایے اور پھلون سے ہر ایک بہرہ یاب ہی) اوکھیڑنا اور تیشہ ظلم پیشہ سے کاٹنا اپنے اسلام موہوم کی ترقی سمجھتا ہی ؎ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا ۔ جسقدر وہ ترقی تھی اوسیقدر اوسکے مقابلے مین تنزل نے اسفل السافلین تک معاندون اور جبلی مشرکون کو پونہچا دیا ہی۔ ایک فریق نے حضرت ابو بکر اور عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عیب گیری کر کے اونکی شان مین بزعم خود بٹا لگایا۔ اب اسی طرح اس حادث گروہ نے جو اپنے آپ کو محدث کہتا ہی حضرات ایمہ کبار کی جناب مین گستاخی کرنا اور لوگونکی آنکھون مین اونکو بی توقیر کرنا دین و ایمان سمجھ رکھا ہی حیف صد حیف افسوس صد افسوس خدا ای تعالی مولوی محی الدین صاحب کو ہدایت نصیب کرے جس طرح اوسنے اپنے کرم و فضل سے اونکو بہت

مذہب سے باہر نکالا اسیطرح خدا ے رحیم و کریم اس خیال پر ضلال کی وادی سے بھی اُنکو نجات دے آمین۔

حررہ ابو محمد عبد الحق
عفا عنہ ربّ الفلق

الحق ھ ۱۳۰۶ محمد عبد

مہر مولوی محمد شاہ صاحب
محدث دہلوی

دردون ہست جہاں محمد شاہ

تحریر علامۂ نحریر بحر زخار علوم نہر اسرار فہوم بدر آسمان ہمہ دانی صدر ایوان خوش بیانی امام العلما مقدام الکملا کشاف دقائق عقلی و نقلی جناب مولانا مفتی محمد عبد اللہ صاحب دام بالفیض الخفی والجلی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ اجمعین اما بعد خاکسار نے اس کتاب کو (جسے میرے معزز دوست مولوی حافظ احمد علی صاحب بٹالوی نے رسالۂ الظفر المبین کے جواب مین تالیف فرمایا ہی) اکثر مقامات سے دیکھا اور پسند کیا اس سے پہلے بھی رسالۂ مذکور کے جواب مین کئی کتابین لکھی گئی ہین لیکن اپنے طرز خاص مین اس کتاب کو رسالۂ مذکور کا پہلا جواب کہنا کچھ نامناسب بات نہو گی۔ مصنف نے مسائل مشہورۂ اختلافیہ مین رجحان مذہب امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کو بہت اچھی طرح سے بیان کیا ہی اور خصوصًا بعض مسائل (جو اصل اصول اختلاف و اختصام باہمی تھی مثلًا ثبوت حجیت قیاس و وجوب تقلید مجتہدین عظام علیہم الرحمۃ والرضوان) کا نہایت بسیط اور کافی تحقیق سے ثبوت دیا ہی جو غالبًا رسائل مصنفہ لہذا المقصود سے بہیات مجموعی کسی ایک رسالے مین نہو گا۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کے من حیث العمل ارجح کتب الحدیث وصحاح ہونے کو بھی ایک بسیط اور مفصل تقریر سے واضح کیا ہی جو غالبًا اسی کتاب کے خواص مین سے ہو اور جس مغالطے کا انکشاف اور انجلا پر ضرور تھا۔ الزامی جوابات سے بھی جنکو مؤلف ممدوح نے استعمال کیا ہی بشرط انصاف فریق مخالف کے لیے جواب کی گنجایش نہین رکھی۔ جزاہ اللہ عنی و عن جمیع المسلمین خیر الثناء عاجلا و احسن الجزاء آجلا چونکہ مجھے اس کتاب کے مسائل سے عمومًا اتفاق ہی۔ اسلیے اس ریویو کے ساتھ اپنی مہر اور دستخط بھی ثبت کیے دیتا ہون۔ و آخر دعائی ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

کتبہ العبد المذنب المفتی محمد عبد اللہ عفا اللہ عما جناہ اول المدرسین للعلوم العربیۃ فی المدرسۃ العالیۃ ببلدۃ لاہور عصمہا اللہ وایاہا عن الجور بعد الکور

عفا اللہ عنہ محمد عبد اللہ

تقریظ از نتائج فکر عالی ماہر شعر و سخن علامۂ زمن مولانا حافظ قاضی خلیل الدین حسن مہتمم مدرسۂ جامع مسجد پیلی بھیت

کہان ہین اصول کی جڑ کھودنے والے۔ کہان ہین فروع مین شاخین نکالنے والے۔ کہان ہین بے ادب گستاخ تبرائیون کے بھائی۔ غیر مقلد (شتر بے مہار) اہل حدیث ادعائی۔ کہان ہین نامی اکابر کو نام رکھنے والے کیسے نامی اکابر۔ مقبول کو مردود سے۔ راجح کو مرجوح سے۔ ناسخ کو منسوخ سے۔ صحیح کو غلط سے۔ قوی کو ضعیف سے تمیز کرنے والے کھوٹے کھرے کے پرکھنے والے۔ تو بہ تو بہ ایسے اکابر سے ہمسری کا دعوی۔ ہمسری ہی نہین بلکہ برتری کا دعوی۔ اسکا نام ہی کمبختی کے لچھن ؎ گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد * میلش اندر طعنۂ پاکان برد * کہان ہین ع لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل * الف کے نام لٹھا بھی نجاننے والے۔ امامون کو نہ ماننے والے۔ فقیہون سے بھوین تاننے والے۔ جہان دو چار کتابین اردو کی ٹاف ٹاف پڑھ لین۔ پھر کیا تھا اپنے منھ میان مٹھو بن گئے اور دون کی لینے لگے۔ ہم مولوی صاحب ہین۔ ہم عامل بالحدیث ہین۔ معاذ اللہ من ذلک ع برعکس نہند نام زنگی کا فور * نا اہل حدیث ہو کر اہل حدیث ہونے کا دعوی کرنا یہ انھین حضرات کی ہمت و جرأت ہی ع آفرین بر تو و بر ہمت مردانۂ تو۔ بھلا کوئی انسے پوچھے کہ آپ کو اپنی تعریف مین مزہ کیا آتا ہی ؎ ثنای خود بخود گفتن نمی زیبد ترا صائب * چو زن پستان خود مالد حظوظ نفس کی یابد * خیر سے اس ہمت و جرأت پر کبھی میدان مین نہین آتے اور اگر کبھی سوء اتفاق سے آگھِرتے ہین تو میان کی چونچ نہین کھلتی ہی اگر بہت سا چمکارنے کے بعد چونچ بھی کھلتی ہی تو فقط حق اللہ پاک ذات اللہ کھلتی ہی لفظ ہی لفظ معنی سے عری نوک زبان ہین آگے ٹائین ٹائین فش۔ وہی ایک سبق گمراہی کا یاد کر لیا ہی کہ امام اعظم صاحب محدث نتھے اور تقلید شخصی بدعت ہی۔ آج پھر ہم اُن حضرات کو باواز بلند پکارتے ہین اور میدان مین بلاتے ہین۔ اِدھر آئین اور منھ کی کھائین۔ تشریف لائین اور یہ کتاب دیکھین۔ اور اگر خدا توفیق دے تو راہ صواب دیکھین۔ اللہ اللہ کیا کتاب ہی نصر المقلدین نام ہی رسالہ ظفر مبین کا جواب ہی۔ کیا جامعیت ہی کیا انتخاب ہی۔ سچ پوچھیے تو لاجواب ہی مصنف کا فضل و تبحر۔ مصنف کی فصاحت مصنف کی بلاغت۔ مصنف کی قوت مناظرہ۔ مصنف کا زور قلم ماشاء اللہ ایک سے ایک زیادہ۔ الٰہی تیرا

شکر کس زبان سے ادا ہو کہ اس گئے گزرے زمانے مین بھی علماے سلف کے یادگار اور ہمارے دین کے حامی۔ ہمارے دین کے ناصر۔ ہمارے دین کے مددگار۔ باقی ہین جنکی بدولت ہم لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ کے شر سے اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ کے حصار استثنا مین محفوظ و مصون ہین۔ الٰہی ایسے علما کو قائم و دائم رکھ۔ الٰہی اپنے بندون کو توفیق دے کہ دین حق کے حامی رہین۔ دین کا علم سیکھین سکھائین۔ عامی سے عالم بنین عامیون کو عالم بنائین الٰہی اپنے عاجز بیکس بندون کی مدد کر کہ اس اخیر زمانہ مَغْرُوْرُ الْقُرُوْنِ مین دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ سے دھوکا اور فریب نہ کھائین۔ الٰہی اس رسالۂ نصر المقلدین کو قیامت تک نصر المقلدین رکھ بِحُرْمَةِ نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَتَابِعِيْهِ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَلْفُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ

۳۰۴ھ
حسن
خلیل الدین

تقریظ بی نظیر و تحریر دلپسند زیر چکیدۂ خامۂ علامۂ نحریر و فہامۂ بےنظیر سرکوب منکرین آداد وہابیین جناب مولوی محمد عبد الجلیل صاحب یوسف زئی پشاوری مصنف سیف المقلدین

ہمکو ہر جوہر سے یون بالکل معرا کر دیا — تو نے اے آب و ہواے ہند یہ کیا کر دیا
کر دیے تو نے تمام اسلام کے ارکان سست — ہو گئے بودے ہمارے عہد و پیمان سست

اِن ایام نکبت فرجام مین کہ سیف بُرّان فاروقی گوشۂ دنیاے بے بقا سے روپوش ہے اور حملۂ حیدری اس جہان بیوفا سے سربدوش۔ صداے حمیت شجاعان اسلام سراسر خاموش۔ ڈاکہ زنی بزدلان ناعاقبت اندیش والبتہ جوش و خروش۔ دشمنان ظاہری و باطنی بخیال اِبطال اِبطال طرازی عَلَم بدوش۔ ابنا ابناء دوران و دجاجلۂ زمان کے دلفریب ہتھکنڈے اس تیرہ صدی مین مقصود شیطان مردود و ابلیس پرتلبیس سے ہم آغوش۔ اور کمال قابو غبالی سے پانون پھیلا کر مثل موش مصروف خورد و نوش۔ بچھے ہوے دشمنون

کی دشمنی نے اسلام کو ایسا خراب اور ستیا ناس کیا۔ اور تیرہ سو برس کے بعد اتفاق باہمی مین ایسا تفرقہ ڈالا کہ جملہ دشمنان ظاہری کو ترددات تخریب اسلام سے مستغنی اور بے پروا کر دیا۔ اور بڑے سرغنہ اپنے دجال کو (بحکم حدیث شریف کہ پیشتر خروج دجال اعور کے کئی ایک دجال اور نکلین گے) ابھی سے امت مرحومہ کا دل کھول کے بہکانے والا بنا دیا۔ ہاے رے زمانے تیری خوبی

جو دین کہ گودون مین پلا تھا علما کے
جس دین کی حجت سے سب ادیان تھے مغلوب
عالم ہی سو نجدی ہی جاہل ہی سو وحشی ہی
(لامذہب ۱۲)
اب ڈر ہی کہ یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
جس قوم مین اور دین مین اضلال کی ہو آگ

وہ اب تہ تیغ جہلا و سفہا ہی
اب معترض اُس دین پہ ہر ہرزہ درا ہی
ہادی ہی سو محدث ہی مہدی ہی سو رسوا ہی
مدت سے اسے دورِ زمان تاک رہا ہی
اُس قوم کی اور دین کی پانی پہ بنا ہی

کہان گئے وہ نائبان رسل۔ کہان گئے وہ ہادیان سُبل۔ کہان ہین وہ علماے دہر۔ کہان ہین وہ فضلاے عصر۔ کیا ہوا حاملان شریعت کو۔ کیا ہوا حاملان سنت کو۔ کدھر اُڑے وہ بلبلان طریقت۔ کہان گئے وہ نواسنجان حقیقت۔ واللہ اسما ہین وہ مسمیان نہین۔ ذرا دیکھو شاید وہ زمین و زمان نہین

رباعی

آنانکہ بصد زبان سخن می گفتند
افسوس کہ صالحان کفن پوش شدند
آیا چہ شنیدند کہ خاموش شدند
وز حالت یکدگر فراموش شدند

اِدھر برائے نام محی الدین اور حقیقت مین ممیت الدین جہالت کا اَٹ ضلالت کا اُچھٹ نو مسلم کہنہ عبد الدراہم پیدا ہوا صاحب صحیح مسلم نے سچ کہا کَمَا تَخَوَّفْنَا مِنْ نُزُوْدِ العَوَاقِبِ وَاعْتِدَاءِ الجَهَلَةِ بِمُحْدَثَاتِ الأُمُوْرِ کہ اِسنے امور محدثہ کو تمام لامذہبون کی متفقہ کوشش سے سارے ملک پنجاب مین مثل سیلاب کے پھیلایا۔ اُدھر بنارس اور بنگال مین محمد سعید موجد مذہب جدیدہ نے لوگون کو بہکایا اور اپنے نئے اجتہاد پر فساد کا ڈنکا بجایا پس بحکم حدیث لعن[1] آخِرُ هٰذِهِ الأُمَّةِ أَوَّلَهَا ان دونون نے نہایت بے باکی و غایت بے دینی سے اردو رسائل بنا بنا کر اُمین سلف صالحین و ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین پر مانند روافض کے کمال چالاکی و کمیا دہی سے تبرا شروع کیا۔ جہال مقلدین مال و منال نے بغیر ملاحظۂ مضمون حدیث شریف

[1] برا کہینگے اس امت کے پچھلے لوگ اگلون کو ۱۲

اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ دَجَّالِیْنَ کَذَّابِیْنَ فَاحْذَرُوْھُمْ بلا حذر ان دونون کی تقلید کو اختیار کر کے اتفاق باہمی کو جو مدت دراز سے چلا آتا تھا کمال برہم و درہم کر کے قصہ ہی پورا کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؎ جو دین کہ ہمدرد بنی نوعِ بشر تھا ✣ اب جنگ و جدل چار طرف اُسمین بپا ہے ✣ جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے ✣ اُس دین مین خود تفرقہ اب آکے پڑا ہے ✣ جس دین نے تھے غیرون کے دل آکے ملائے ✣ اُس دین مین خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے ✣ **الامان** اب تو باپ بیٹون مین لڑائی مان بیٹیون مین سخت جدائی بہن بھائیون مین جنگ و جدال دونون باہم مستعد خون و قتال مسجدون مین ذکر و نماز کی جگہ فتنہ و فساد عبادت گاہون مین دشمنیون کی بنیاد مُردون کی ذکر خیر کا بدلا سلف صالحین پر سب و شتم اور تبرا مساجد مین لعن طعن کے فوارے چھوٹے مین برائی اور غیبت کرنیوالون کی آنکھین پھوٹین ؎

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دُعا ہے
اُمت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس مین وہ آج غریب الغربا ہے

وہ دین کہ دنیا مین تھا اک سرو چراغان
اب اُسکی مجالس مین نہ بتّی نہ دِیا ہے

جو دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہبان
اب اُسکا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے

فریاد ہے اے کشتیِ اُمّت کے نگہبان
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

ہم جاہ کے طالب ہین نہ دنیا کے ہوا خواہ
لیکن ہمین فکر اس تری اُمت کی سدا ہے

کر حق سے دعا امتِ مرحوم کے حق مین
منجدھار مین اب جسکا جہاز آکے گھرا ہے

اور بموجب ؎ وہابی گرچہ اخفا میکند بغض نبی لیکن ✣ نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا الی روپوش دشمنان اعداء اللہ خذلہم اللہ نے اپنے مکاریون سے بنظر تخریب دین درمیان ہمارے ایسا حسد کا شعلہ بھڑکا دیا ہے کہ ہم نے آپسمین فتنہ و فساد پیدا کیا ہے ہمکو اور ہمارے پیشوایان سابقین کو کافر و مشرک کہلواتے ہین۔ اور بدعتی کہنا اور کہلوانا تو شیر مادر ہے جب چاہتے ہین تبرکاً و تیمناً ثواب جانکر نوش جان فرماتے ہین اور بارہ سو برس کے بعد تیرھوین صدی مین اپنے تئین پکا مسلمان مستحق جنت ٹھہراتے ہین اور تمامی مقلدین اولین رحمہم اللہ اجمعین کو جو اس گیارہ سو برس مین گذرے ہین بدعتی و ضال و مضل بلکہ ایندھن جہنم کے بتاتے ہین یہ قوم بھی عجب فرقہ بیجا

ہی اور مضمون اَلْحَیَاءُ مِنْ شُعْبَۃِ الْاِیْمَانِ سے محض معرا کہ صدہا براہین قاطعہ سے انکو ساکت بنائیے سال دو سال کے بعد پھر وہی سوالات مسائل عشرہ کی فی مسلہ عـہ انعام کا غلغلہ بپا ہی اور مسائل رفع یدین و تامین بالجہر و فاتحہ کا بار بار جھگڑا ہی کسی لامذہب نے خود اپنے حق میں کیا سچ کہا ہے

مردودِ جہانم بجہانِ شہرتم این ست — پست از ہمہ پستی کہ بود رفعتم این ست
آن دیو نژادِ آدم کہ اگر بر سر بازار — صد کفش خورم سر نکشم ہمتم این ست
گو خلقِ جہان در پئے رسوائی ما باد — ما یار خرِ خویش صفتم شوکتم این ست
ہر چند کہ بارد بسرم تیرِ ملامت — جز خندۂ بیجا نکنم غیرتم این ست
مارا چہ ازین قصہ کہ گاو آمد و خر رفت — لیکن چو خری ابلہ شوم حسرتم این ست
پہلو بہ سقر میزنم از ہمت عالے — ہم ناریم و آتشیم طینتم این ست
آنم کہ نکردم بازل سجدۂ آدم — در اصل چنین آمدہ ام فطرتم این ست
دانی کہ چرا صورتِ انسان بگرفتم — تا زود بدام آورمش حکمتم این ست
ہر چند کہ در بند خود آورد عزازیل — من باز بدام آورمش قدرتم این ست
شاگردِ من اند این ہمہ جہال بآفاق — شیطان شود آدم اثر صحبتم این ست
از کردۂ خویش ست کہ در چشم یکے ہم — با خاک برابر نشوم حرمتم این ست
گر تیغ شرر بار بدستم رسد آخر — اول بکشم محسنِ خود خصلتم این ست
آنرا کہ ببوسد رخِ من بر صفتِ شمع — سوزانم و خود خاک شوم خلقتم این ست
ای یار مکن شکوہ ازین نیش کہ دارم — عقرب صفتم من چہ کنم عادتم این ست
ابلیس زمانم پئے لامذہبی خویش — در صلح و در جنگ زنم ہمتم این ست
با خندہ زنان باز گشایم سر گریہ — بر گریہ کنان خندہ زنم عادتم این ست
آن ظلِ ہمایم کہ چہ از جغد و چہ از بوم — در بارگہم سجدہ زند شوکتم این ست
آنم کہ بصحرا صفتِ خوک ازرہِ تعظیم — خالی بکند جائے خودش عزتم این ست
این طرفہ کہ تقلید کنم نفس و منی را — خود غیر مقلد شدم و حیرتم این ست

اور ان ناخلفوں کی مکاریوں پر بلا اختلاف وو دلیلین اہل انصاف کے نزدیک مانند آفتاب

نیمروز تابان ودرخشان ہین - اول تو پورے طور سے مصداق اس حدیث شریف لَعَنَ
اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا کے بن گئے کہ اس بارے مین کوئی دقیقہ ان لوگون نے نہین
چھوڑا یہانتک کہ کلام المتین وغیرہ کتب اُردو مین یہ لوگ حضرت امام الائمہ امام ابوحنیفہ
کوفی کی اہانت مین بہت کچھ لکھ چکے ہین منجملہ اُنکے ایک دو کلمے یہہ ہین کہ تمہارے ہائی کورٹ
کوفہ مین یہ بات ایسی ہوگی - اور تمہارے پیغمبر نعمان علیہ السلام کے نزدیک ایسا ہوگا چنانچہ
یہ بات کتاب سیف المقلدین علے اعناق المنکرین کے مطالعہ کرنے سے جو راقم الحروف کی
تصنیف ہے بخوبی دریافت ہو سکتی ہے دوم رَوَى الطَّبْرَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
عُمَرَ رض اَنَّهٗ قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُوْلُ لَيَكُوْنَنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ الدَّجَّالُ وَبَيْنَ يَدَيِ الدَّجَّالِ
كَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ اَوْ اَكْثَرُ قُلْنَا مَا اٰيَاتُهُمْ قَالَ اَنْ يَاْتُوْكُمْ
بِسُنَّةٍ لَمْ تَكُوْنُوْا عَلَيْهَا لِيُغَيِّرُوْا بِهَا سُنَّتَكُمْ وَدِيْنَكُمْ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمْ
فَاجْتَنِبُوْهُمْ وَعَادُوْهُمْ اور حدیث صحیح مسلم شریف مین وارد ہے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ
یعنی روایت کیا طبرانی نے ابن عمرؓ سے کہ ہر آئینہ کہا اونہون نے خدا کی قسم ہے کہ بالضرور سُنا مین نے
رسول اللہ صلعم سے کہ آپ فرماتے تھے کہ ہر آئینہ ہوگا قیامت کے قریب دجال اور دجال کے
سامنے جھوٹے لوگ تیس ہونگے یا زیادہ ہم صحابہ نے پوچھا اُنکی نشانیان کیا ہین یارسول اللہ
فرمایا کہ لائینگے تمہارے پاس وہ حدیثین کہ یہ لوگ حقیقت مین اُنپر ایمان لانے والے
اور عمل کرنیوالے نہونگے تاکہ تمہارے طریق ودین کو بدل ڈالین پس جب تم لوگ اونکو دیکھو
تو بچو اُنکے شر سے اور دشمنی کرو اُنکے ساتھ یہی فرقۂ ضالہ اس زمانۂ اخیرہ مین اُن دجاجلۂ
مشہود بہا مین سے بتمام وکمال ایک فرقۂ مستقلہ ہوکر مصداق حدیث ہذا کا بنا ہے اور
مضمون احادیث مذکورہ کو کمال عروج وترویج دیا ہے اور دلائل ضعیفہ وبلاسند کو پیش کیا کرتا ہے
اور اکثر جگہ فریب اور افترابندی اور گاہے تبدیل اصل مضمون کرکے واسطے گمراہ بنانے
عوام کالانعام ودیگر سادہ لوحان وحشی صفتان کی کمال چالاکی وکیادی سے اپنے مشرب

کے ایک مسئلہ ضعیفہ کو ظاہرا مطابقت قرآن وحدیث سے آراستہ کر کے دکھلاتا ہی پھر دوسرے
مسئلہ قویہ مستدلہ بقرآن وحدیث کو اقوال مجتہدین صالحین سے بلا تفصیل دلائل قرآن وحدیث
کے جو اُس مسئلہ مین اوس مجتہدؒ نے بیان کیا ہی واسطے دھوکا دینے کے بنظر سرسری مخالف
قرآن واحادیث کے ٹھہرا کر کہتا ہی کہ یہ مسئلہ مثلاً امام ابوحنیفہ کا ہی اور اتنے آیات واحادیث
سے مخالف ہی پھر سب وشتم لعن وطعن مین اُنپر اور اُنکے اتباع پر جہان تک قلم وزبان سے
ہو سکتا ہی دریغ نہین کرتا بلکہ اس امر کو موجب فلاح عقبےٰ اور باعث صلاح دنیا سمجھتا ہی اور اس
باعث سے اپنے چھوٹے برادران شیعۂ تبرا گو سے لعنت وملامت مین سبقت لیگیا اور ہزارہا
جاہلون کو اس عمل بالحدیث کے پیرایہ مین گمراہ بنایا اور اپنے اقوال کی رسوخیت کیواسطے
مقامات شتّٰی مین کتب معتبرہ کی عبارات کا ابتدا یا انتہا قلم انداز فرما کر باقی عبارت کو اپنے
مدعا کے موافق بنا کر اپنے اُردو رسائل وغیرہ مین درج کرتا ہی اور حتی الامکان اس
بدفطرتی کے باعث سے اپنے اُردو رسالجات مین کتب شاذہ وکمیاب غیر معتبرہ کا جس سے کہ
تصدیق اُسکی کم ہو سکے اور بہت سی جگہ فرضی کتب کا حوالہ دیکر اپنا کام چلاتا ہی پس ان
حضرات کی کیادی اور چالاکی دریافت کرنے کے واسطے اس کتاب لاجواب کاشف مکائد
ضالین ومضلین اعنے نسخۂ انصر المقلدین مصنفۂ عالم المعی فاضل لوذعی کشاف حقائق
حلال دقائق منبع علوم خفی وجلی فضائل ممتلی حضرت مولوی حافظ احمد علی صاحب بٹالوی
کو بغور وتعمق ملاحظہ فرمائین تاکہ حضرات منصف مزاجان سلیم الطبع میری اس بات کی پوری
تصدیق کر کے مؤلف علام کو تہ دل سے بدعاے خیر یاد کرین۔ اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْاِسْلَامَ وَ
الْمُسْلِمِيْنَ وَاسْتَقِمْنَا عَلٰى سُنَّةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَارْزُقْنَا شَفَاعَةَ اُسْوَةِ الشَّافِعِيْنَ وَاٰخِرُ
دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
حَرَّرَهُ الْعَبْدُ الذَّلِيْلُ الْمُذْنِبُ بِلَا مَقَالٍ وَقِيْلٍ اَلتَّائِبُ مِنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ وَالْبِدْعَةِ كُلِّهَا مِنَ
الْكَثِيْرِ وَالْقَلِيْلِ اَلْمُتَمَسِّكُ بِفَضْلِ اللّٰهِ الْجَزِيْلِ اَلرَّاجِيْ عَفْوَ رَبِّهِ
الْجَمِيْلِ اَلْمَدْعُوْ بِمُحَمَّدٍ عَبْدِ الْجَلِيْلِ الْفَشَاوَرِيِّ تَجَاوَزَ عَنْ
خَطِيَّاتِهِ الْبَارِيْ بِكَرَمِهِ الْعَمِيْمِ الْجَارِيْ وَلُطْفِهِ الصَّمِيْمِ السَّارِيْ

محمد عبد الجلیل الفشاوری الحنفی ۱۲۹۹ھ

مین نے اس رسالہ کو جا بجا سے دیکھا فوائد جلیلہ اور تحقیقات انیقہ صحیحہ سے مملو اور مشحون پایا
فللّٰہ در مؤلفہ النقاد حیث افاد و اجاد و اللّٰہ سبحانہ یہدی من یشاء الی سبیل الرشاد



بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد لاہلہ والصلوۃ علی اہلہا اما بعد فقد طالعت ہذہ الرسالۃ الشریفۃ والعجالۃ المنیفۃ فاذا قد وجدت فیہا ان مؤلفہا سلمہ اللّٰہ قد اتی بعجائب تحقیقات تتعلق بمباحث التقلید والاتباع وغرائب تدقیقات تجلو صدی الاسماع ولعمری ان مبحث التقلید الذی ہو قصاری ہذہ الرسالۃ من الضروریات الشرعیۃ التی لا تیسر الاطلاع بالاحکام لکافۃ الانام الا بعد مراعاۃ ما یجب مراعاتہ علی حسب تقلید الائمۃ المجتہدین الذین ہم عمدۃ ارکان الدین ومن ثم قال مولانا الشاہ ولی اللّٰہ المحدث الدہلوی ان فی جواز تقلید الائمۃ الاربعۃ فی یومنا ہذا من المصالح والمنافع ما لا یخفی وبینہ فی حجۃ اللّٰہ البالغۃ باَبین وجہٍ واکمل تفصیل ولولا مخافۃ التطویل لذکرت نبذا من التحقیقات التی تنفع اہل التحصیل الا ان الوقت ضیق ولان امہلنی اللّٰہ تعالی لاؤلف فی ہذا البحث رسالۃ تنفع الخواص والعوام وتقمع الشکوک والاوہام والحمد للّٰہ رب العلمین والصلوۃ علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین وانا العبد المدعو بابی الخیر عبد الوہاب البہاری عفا عنہ الباری



بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد لمن خلق کل شئی ثم ہدی وجعل حسب استعداد کل قوم نبیا مرشدا واتم النبوۃ عند کمال استعدادہم علی سید النبیین خیر الوری علیہ صلوۃ اللّٰہ تعالی لا تقصی وعلی من تبعہ من اصحابہ الکرام والتابعین وتابعیہم سیما الائمۃ الاعلام المجتہدین المشار الیہم بحدیث بلّغوا عنی فرب مبلغ افقہ ممن بلغ وبعد فاقول ان الکتاب المسمی بنصر المقلدین فی رد الظفر المبین الماخوذ من الظفرۃ فی عین الیقین فی باب ابطال امر التقلید لمن لہ فی التفقہ مسلک سدید مع البراہین القارعۃ رؤس اقوام عمین فائقا علی سائر ما صنف فی ہذا الرد باثبات امر التقلید بالاستدلالات التی منقولاتہا اقوی ومعقولاتہا اجلی مشحون من الفوائد کل مہادر بیضا ہذا الکتاب مشکوۃ فیہا النور بل برج فیہ الذکاء اضاءت ما اظلم لیل الجہل فی الصدور وارشدت السالکین الی المامول بعد ما غوو اجہلا وغوی الا من کان اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی یا قوم ہذا ہو الحق الذی فیہ یمترون ولا یخوضون فی ما بلغ الیہم من المرسلین فاسئلوا اہل الذکر ان

کنتم لاتعلمون بل تتعاظمون انفسہم بتحقیر العلماء الاولین مالہم لایعلمون السابقون السابقون اولئک
محمد نور علی بو الفتح
ہم المقربون وہو البرہان علی فضیلۃ من صنفہ مروۃ للاخوان الذین ہم الے
طریق الحق مہتدون اعنے المغر العلام اللوذعی المولوے احمد علی کانہ احمد علی
فضلہ العلی القوی لازال بفیضانہ الجلی والخفی مؤیدا بتایید اللہ الازلی الابدی
لک الحمد کما حمدت علی ذاتک یاخالق الظلمۃ والنور وصل علی من لانظیر لہ فی الازمنۃ والدہور وعلی
اصحابہ الذین اظہرت الحق بہم بعد الفتور خصوصاً الذین بذلوا مہجتہم فی الاجتہاد تسہیلا للناس
سبیل الرشاد وبعد فان ہذا المجموع المسمے بنصر المقلدین نصر لہم من اللہ العزیز الحکیم حین ضاقت
علیہم الارض بما رحبت من فتنۃ الدجالین الذین یستاصلون الاسلام فی زی المسلمین قالوا نحن
نعمل بالقرآن والحدیث ویریدون بالقرآن مایقارن قلوبہم وتقتضیہ عقولہم وبالحدیث البدعۃ
والامر الحدیث یفتون بحرمۃ التقلید الذی ہو طریق رشید للعالمین حتی صنف رئیسہم الذی ہو راس
الشیاطین کتابا سماہ الظفر المبین تشبیہا لہ باظفار البنان التی تخرط الابدان بین فی ہذا المجموع
اثبات الحق من امر التقلید بیقینیات من التمسکات بالمعقولات والمنقولات لم نظفر بہ احد من
باقی الرادین للظفر المبین رد ما تفوہ بہ فیہ علی طریق انیق یلیق ان یقال للمتفوہ فأت بمثلہ ان کنت
من الصادقین فلما اطلعت علی فوائدہ قلت متحیرا مالی اجد بحرا تتموج امواج السناحین لاارجو
الطل فی وادی الدجی مع کثرۃ ما فیہ من الجہل اطلالا اما ہو بل ہو سراب فکیف یزیل من الیہ
اہتدی ام سحر فکیف یزیل الضلال والغوی بل ہو الحق راسیا یذوب منہ اشد القلوب قساہیہات
ہیہات لمن لایتفقہ ولایکتسب فہو للجہل المرکب مرتکب فانتذر وانہ نذیر مبین الہاما من الحق بالیقین
۱۳۰۳ محمد قاضی
علی عبد لہ ان یجلب ذیل الافتخار علی فرق عمال الصواب منادیا ان اللہ
یحق الحق ویبطل الباطل وعندہ ام الکتاب مولانا المولوی الحافظ احمد علی
کانہ احمد للعلی العظیم بہذا الفعل الکریم والحمد للہ رب العالمین الراقم قاضی محمد متوطن ہزارہ
صح ما قال القاضی فی حق ہذا الکتاب المستطاب ومصنفہ العلامۃ الفہامۃ حافظ القرآن وعالم فصل الخطاب

۱۳۱۲ بخش | احمد | محمد | فضل اللہ ذلک | محمد عبد | ۱۳۰۲ حنفی محمد عبد الحق

تحریر مولانا سامی تحریر جناب مولوی حکیم وکیل احمد صاحب سکندر پوری امام بالفیض المعنوی والصوری

خدا کی حمد اور رسول کی ثنا کے بعد بندہ وکیل احمد اعانہ اللہ بالعدد والعُدد ۔ خدمت اخوان دین و برادران تقلید امام المجتہدین مین یون مژدہ رسان ہی کہ یہ کتاب کاشف حجاب (جسکو ایک ماہر فنی استعداد مطفی نائرۂ شر و فساد حامی حدود دین نبوی حافظ مولوی احمد علی صاحب بٹالوی نے تصنیف فرمایا ہی اور جو واقعی اپنی متانت عبارت اور رزانت اشارت و اصابت دلائل مسائل و ازاحت غوائل فرقۂ ساب الاوائل مین ایک بے نظیر اور قابل قدر ہر ناقد بصیر تصنیف خیال کیجا سکتی ہی) اکثر مقامات سے میرے مطالعے مین آئی ۔ چونکہ یہ کتاب خود فوائد حسنہ سے مالامال اور عوائد مستحسنہ کے لحاظ سے بیمثل و بیمثال اور اپنی گرانمایگی اور والاقدری کے شواہد حقۂ صادقہ کدعوی الشئی بالبینات والبراہین الناطقہ اپنے ساتھ لیے ہوئے ہی اس لیے مین اسکی توصیف مین زیادہ خامہ فرسائی ضروری نہین سمجھتا ناظرین خود دیکھ لین کہ مؤلف علامہ نے اپنے خامۂ خاراشگاف کی نیزہ بازی اور اپنے مخالفین مذہب کی زہرہ گدازی مین کس قدر اندازی سے کام لیا ہی کہ اہل وفاق کیا اہل خلاف مین بھی اپنا نام کر دیا ہی نہین نہین بلکہ مفسدین یاوہ گو کا درحقیقت کام تمام کر دیا ہی اب اس کتاب سے پوری امید کیجا سکتی ہی کہ یہ اون خود سران سر در ہوا کے تعصبات کو جنکے دماغ مین ہمزہ و لمزہ اکابر کی فاسد ہوا بھری ہوئی ہی دھوئین کی طرح اُڑا دے اور جنکی آنکھین لمعان تقلید سے خیرہ اور جنکے قلوب زنگ عیوب سے تیرہ ہو رہے ہین اونکے دلون کو اپنی صیقل تعلیم سے جلا دیکر کالنور علی شاہق الطور چمکا دے حق یہ ہی کہ ایسے زمانۂ شر القرون مین دکہ ہر طرف دیگ جہالت جوش مین ہی اور سگان روباہ منش شیر نر کی طرح غروش مین اگر ایک طرف کوئی بدلگام کرۂ خام کی طرح شوخیان کرتا اور تقلید کی رسیان توڑاتا اور ہنہناتا ہی تو دوسری طرف دوسرا بدنفس کمتر از خس طنین مگس کی طرح بھنبھناتا ہی) جن مساعی بلیغہ کی ضرورت تھی اونکی بجا آوری مین مؤلف ممدوح کو ایک حد تک کامیابی ضرور ہوئی جس سے فتنۂ عدم تقلید کی آگ فرو اور الزام مخالفت حدیث کی بلا دور ہوئی اگر اب بھی یہ لوگ حق ظاہر ہو جانیکے بعد باطل پر اڑے رہینگے تو چاہ ضلالت مین پڑے رہینگے اللہ تعالی مؤلف کو اسکی جزاے خیر عنایت کرے اور مخالفین کو ہدایت ۔ آمین

حکیم وکیل احمد

بسم الله الرحمن الرحیم

امابعد الحمد والصلوة فقد شرفت بمطالعة هذا الكتاب المؤيد من الله فی کل باب وتنزهت فی ریاض مبانیه وحدائق معانیه فیا له من کتاب فاقد النظیر کاشف المعضلات بحسن التقریر ولما رأیته یحمی حمی المذهب الحنیفی ویذب عن ذلك المشرب الصافی الهنی ویاتی باجوبة مفحمة للخصوم دافعة لما یعتریهم من الاوهام والزعوم قلت انا فیه مرتجلا سه وناهیك هذا السفر فی دفع ریبة یهیجها اهل الهواء بخبثهم فقط حرره المتمسك بفضل الله الرحمن خادم شرع رسالت پناهی المخاطب بعمدة العلما محبوب نواز الدوله آصف جاهی مفتی الزمان مسیح الدین خان بهادر

المتمسك بفضل الرحمن محمد
خادم شرع رسالت پناهی
عمدة العلما محبوب نواز الدوله آصفجاهی
مفتی الزمان مسیح الدینخان بهادر

الاجوبة المسطورة فی هذا الکتاب لاریب فیها ولا ارتیاب

برهان الدین
سید
علام ۱۲۷۶

هذا الکتاب مبارك لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه

محمد ۱۲۷۹
العلی
عنایت

بسم الله الرحمن الرحیم

حمدا لمن بحکمته استقامت المخلوقات وصلوة وسلاما علی سیدنا محمد اشرف المرسلین بالمعجزات وعلی آله واصحابه الطاهرین وازواجه الطاهرات وبعد فقد سرحت نظری فی ریاض هذا الکتاب الغنی بشهرته عن المدح والاطناب فوجدت المؤلف المولی الجلیل الحری بالاکرام والتبجیل سالکا مسلك المحققین اولی الالباب فجزاه الله خیر الجزاء انه الملك الوهاب - حرره العبد الارذل عبده عبد الاول عفا عنه الله الاجل

۱۳۰۲ جونپوری
عبد الاول بن علی

صورة ما قرظه العالم العامل الفاضل الكامل جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول حاج الحرمين الشريفين الاديب اللبيب الموفق المؤيد مولانا المولوی نور احمد بسروری دام فیضه الجلی

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد فقد سرحت طرف طرفی فی ریاض هذا الكتاب والمؤلف الجديد الجيد المفيد المستطاب لحضرة العلامة النبيل والمثيل الذى ليس له مثيل ذی القدر الجليل الجلی المولوی الحافظ احمد علی سلمه الله الولی وصانه عن شر كل غبی وغوی فاذا هو جدير بان يكتب بالنور على نحور الحور وحقيق بان يعتوره الفحول بايدی القبول فانه قد اشتمل على ما رق وراق ولذ لسليمی الاذواق واحتوى على ما يسر الناظر ويشرح الخاطر ويبهج اللب ويفرح القلب من ابحاث شريفه ونكات لطيفه والزامات منيفه وفوائد نادرة رفيقه وقواعد معجبة انيقه وتحقيقات رائقه وتدقيقات فائقه وانظار غائصه وافكار غائره ردا على من زاغ عن طريق الرشاد وانحرف من سبيل السداد اذا اعتقد جهلا منه (حمانا الله من ذلك) فی الائمة المجتهدين الهادين المهديين سيما فی الامام الاعظم والهمام الاقدم الامام الصفی الوفی والتقی النقی ابی حنيفة النعمان بن ثابت الكوفی رضی الله تعالى عنهم وعنا ما يعلو مقامهم عنه فخبط ذلك الزائغ المنحرف خبط العشواء فی الليلة الظلماء وورد موارد الاضلال والاذلال وشرب كؤوس الجهالة والضلال فلله در المؤلف حيث كشط سحب الغباوة من سماء عقولهم الضعيفه وكشف حجب الاوهام من افكارهم السخيفه بما جاء به من الحجج الساطعه والبراهين القاطعه تزييفا لما لفقه ذلك الضال المضل واستدل عليه ذلك المبطل بحجج اوهی من بيت العنكبوت وانه لاوهن البيوت وتثبيتا لما جمعه المؤلف العلام من اشتات المسائل العظيمة الاكثرية

المرجحة المتفرقة فى بطون الكتب ذوات المنافع العميمة لاسيما اثبات مسألة التقليد لتمخصى مما دل على طول باعه وَسَعةِ اطلاعه فقد اتى بما يشفى العليل ويروى الغليل ويهدى الضالين عن سبيل السلف الصالحين الى الطريق القويم والصراط المستقيم فجزاه الله خير الجزاء وَوفقنا واياه الى ما يرضى الله ورسوله خاتم الانبياء وآخر دعونا ان الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على خير خلقه محمد وآله وصحبه اجمعين



وانا العبد الراجى رحمة ربه الاحد

المدعو بنور احمد نور الله قلبه وازال

كربه

تقريظ فاضل جليل عالم بى بديل اديب اريب لبيب نجيب مولانا مولوى اصغر على صاحب روحى ايم - او - يل - پروفيسر اسلاميه كالج لاهور زادا فضالهم وعم مجدهم

يا قوم مالى قد ارى اهل الهدى … سكتوا و يهذى كل بطال غوى

ما زال جهالُ الزمان طباعهم … يبرى فنىَ الطعن فى اهل النهى

وَلنا سِهام صائبات مفوّقت … نرمى بها عن قوسنا اهل الهوى

حتى اذا رجعوا بافوق فاصل … لم يبق فيهما منزع فى الملتقى

التعيب من قد فاز بالعلياء وَالـفضل الغزيز وللعلى اهل التقى

اقسمت لو خلق الاله نظيره … لطويت منهج رأيه بين الورى

اِذ ليس فى امم خلت كابن حنيفة … صاحب الرأى السديد فيقتدى

من كان مثل ابى حنيفة حاويا … سُنَنَ الرسول ففيه ما قد يكتفى

اَوَلَيس فيمن قد مضى من قبلكم … لك عبرة يا من يهلكه لغوى

فاسلك طريق الحق تبلغ منزلا … وَدَع الخصومة عنك تنج من الردى

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على محمد خير الورى وعلى آله مصابيح الدجى واصحابه مفاتيح الهدى اما بعد فظاهر

کہ بموجب حدیث مشہور خیر القرون قرنی معتقدات حقہ کی بنا روز بروز کھوکھلی ہوتی چلی جاتی ہی انواع واقسام کی بدعتین دین احمدی مین داخل ہوکر عامۂ ناس کو ورطۂ ضلالت مین ڈال رہی ہین کہنے کو تو سب اہل اسلام بجاے خود متبع سنت خیر الانام اور مقلد طریقۂ صحابۂ کرام ہین مگر حق یہ ہی کہ اگر ایک ایک شخص کے معتقدات اور اعمال کو معیار سنت پر پرکھا جائے تو بے ساختہ یہ کہنا پڑیگا کہ خالص الایمان والاحسان مسلمان صرف انگلیون پر ہی گنے جا سکتے ہین پیارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اسلام کی آج یہ حالت ہی کہ اگر اسکا مقابلہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اسلام سے کیا جائے تو بلا تکلف زبان پر جاری ہوگا ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؛ مگر اے حضرات ناظرین آخر اس خرابی کی وجہ کیا ہی؟ اس سوال کا جواب بجز اسکے اور کیا ہوسکتا ہی کہ مختلف فرق اسلام کا باہمی تعصب وعناد۔ مین اسوقت بحیثیت ایک حکم کے کسی مسالۂ مختلف فیہا کا فیصلہ دینا نہین چاہتا صرف اپنی بعض مسلمان بھائیون کو اس ضروری اور اہم امر کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہون کہ وہ خدا کے لیے بزرگان دین اور ائمۂ مجتہدین کے حق مین زبان طعن وتشنیع دراز نکرین اور اسلاف رضی اللہ عنہم کے حق مین اتہام وبہتان سے باز رہین کیونکہ یہی لوگ جناب ختمیت مآب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شریعت کے صاف کرنیوالے اور اسکو مخالفین کے حملون سے بچانیوالے تھے اگر ان حضرات کی مساعی جمیلہ سے اسلام قرون اولی مین دور دور تک اپنا سکہ وخطبہ نہ جما لیتا تو آج ہم ؎ بدنام کنندۂ نکونامی چند ؛ تک خدا کی یہ بیش بہا نعمت نہ پہونچتی یاد رکھو کہ تمہاری اس ہرزہ درائی اور افترا پردازی سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک روح کو اذیت پہونچتی ہی جو موجب سخط الٰہی ہی نعوذ باللہ من ذلک ؎ بزرگش نخوانند اہل خرد ؛ کہ نام بزرگان بزشتی برد ؛ یہ لوگ جو چند احادیث کو یاد کر کے تمام اصول وفروع کو لفحواے ؎ چو آن کرمی کہ در گندم نہان ست ؛ زمین وآسمان او ہمان ست ؛ اسی مین محصور جانتے ہین اور بلا رعایت سنت نبویہ علی صاحبہا التحیۃ والسلام حیث قال المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ۔ ائمۂ دین یعنی مجتہدین خصوصاً جناب قدوۃ التابعین اسوۃ المحدثین امام الائمۃ المجتہدین حجۃ المتفقہین والمحدثین الامام الاعظم ابو حنیفۃ النعمان بن ثابت رضی اللہ عنہما کی شان مبارک مین زبان طعن دراز کر کے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرتے ہین بجاے خود

توحید خالص کا دم مارتے ہین مگر درحقیقت صراط مستقیم شریعت احمدی سے کوسون دور جا پڑے ہین
نہایت تعجب کا مقام ہی کہ جن معنون مین وہ تقلید کو ہم گروہ احناف کیطرف منسوب کرتے ہین وہ سراسر
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف ہین ہم تو بمضمون عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ
انوار توحید کو مصباح آیات قرآنیہ وسنن نبویہ سے اقتباس کرتے ہین البتہ احکام جزئیہ متعلقہ عبادات
ومعاملات مین قیاس صحیح کو حجت شرعی باور کرتے ہین اور یہ یاد رہے کہ ہر ایک نبی اپنی اپنی شریعت کا
پہلا مجتہد ہوتا ہی خود خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم حجیت قیاس کے پابند رہے پھر کسی مجہول ناتراشیدہ
کا جناب امام بزرگوار کی نسبت دربارۂ اجتہاد یاوہ گوئی کرنا بمقتضاے قُلْ کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ الآیہ
محض اسکی اپنی فطرت بد کا نتیجہ ہو گا ؎ مہ نور می فشاند وسگ بانگ می زند ٭ از سگ بپرس خشم
تو با ماہتاب چیست ٭ مخالفین ذرا غور سے آپکے اسی اجتہاد کو بطور نمونہ دیکھ لین کہ اَلْاِیْمَانُ
لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ گو بعض ائمہ مجتہدین زیادت ونقصان ایمان کے قائل ہوے ہین مگر ایک
حقیقت بین اس امر کا بخوبی موازنہ کر سکتا ہی کہ حق بجانب کون ہی؟ آپ کی توجہ بطون ولایت کیطرف زیادہ
مبذول تھی اسلیے آپ کی نظر جہت قلب یعنی حقیقت تصدیق پر پڑی جو ہر حالت مین غیر متبدل
ہی اور دوسرون نے ظواہر اعمال پر انحصار رکھا جنمین زیادت ونقصان عائد ہو سکتا ہی اسی طرح
حدیث مشہور مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ مین برخلاف دوسرون کے آپ کا یہ اجتہاد
ہی کہ کفر سواے استحلال ترک لازم نہین آتا نصوص آیات واحادیث مین غور کرنے سے معلوم ہو گا
کہ یہی راے صحیح ودرست ہی الغرض آپ کے اجتہادات کی بنیاد عین سنت نبی اور سنت خلفا
رضی اللہ عنہم پر ہی جس کا متبع قرآن پاک ہی۔ تعصب کا خدا ستیاناس کرے کہ باوجود دندان شکن
جوابات ملنے کے پھر بھی مخالفین اپنی ہرزہ درائی اور ژاژخائی سے باز نہین آئے کیا دربارۂ اثبات
وجوب تقلید اور حجیت قیاس یہ کتاب جو میرے لائق اور فاضل دوست مولوی حافظ احمد علی صاحب
اسسٹنٹ پروفیسر عربی اسلامیہ کالج لاہور نے تالیف کی ہی مخالفین کے افحام وتبکیت کے لیے کافی
نہین؟ میرا خیال ہی کہ جس شرح وبسط کے ساتھ فاضل مؤلف نے ضروری مقامات کو قلمبند کیا ہی اگر
مخالف اپنے حسد وتعصب سے کنارہ کش ہو کر اسکا مطالعہ کرے تو ضرور اُسے بغلین جھانکنا پڑیگا الحق
اس قسم کی نادر تحقیق موضوع تقلید کے بارے مین بہت کم لوگون کو نصیب ہوئی ہو گی اگر مین غلطی نہین کرتا

تو بے روز کے ساتھ یہ جملہ کہنے پر مجبور ہون کہ یہ کتاب اپنی نظیر آپ ہی ہی خدا ایسے بزرگوار علماے احناف کو
نہفت مزید توفیق سے امتیاز بخشے تاکہ انکی ضرور۔ تحقیقات مسائل شرعیہ سے عام و خاص مستفید ہوکر
ثواب دارین حاصل کرین اخیر یہ مین اپنے اور تمام اہل اسلام بالخصوص فرقۂ ناجیہ اہل السنت و الجماعت
کیطرف سے اپنے لائق اور یگانہ مؤلف کا تہ دل سے شکریہ ادا کر کے اپنی رائے کو اس شعر پر ختم کرتا ہون ؎
بقیت بقاء الدھر یا ذین اھلہ وھذا دعاء للبریۃ شامل الٰہی تو اپنے فضل و کرم سے
اس متبرک کتاب کو جو محض تیرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سنت کی ترویج و ترغیب
کے لیے لکھی گئی ہی پیرایۂ قبول ارباب دین سے محروم نہ رکھیو آمین بحق آل الیسین فقط

خاکسار اصغر علی روحی عفی عنہ

روحی علی اصغر

الجواب صحیح

سنہ ۱۳۰۲ حسین احمد

من اجاب لقد اصاب

محمد علی

کلمات طیبات مصدرہ بحر عرفان کاللؤلؤ والمرجان واقف آثار شریعت ماہر اسرار طریقت جامع کمالات صوری و معنوی مولانا و مرشدنا آیۃ من آیات اللہ حضرت پیر جی مہر علی شاہ صاحب قبلۂ عالم گولڑوی دام اللہ برکاتہم و حسناتہم

نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم و آلہ و عترتہ اما بعد قال اللہ تعالی انا نحن نزلنا
الذکر و انا لہ لحافظون الآیۃ اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک مین قرآن مجید کی تحریف لفظی و معنوی
سے محفوظ رکھنے کی خبر دی ہی۔ اسکا طریق یہی ٹھہرا کہ بحسب وعدہ ثم ان علینا بیانہ کے سید الاولین
والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو فہم مراد و ملکۂ استنباط عطا فرمایا اسیطرح صحابۂ عظام و مجتہدین کرام رضی اللہ عنہم و شکر اللہ
سعیہم کو۔ و ایضا قال اللہ تعالی ما آتاکم الرسول فخذوہ و قد قال صلی اللہ علیہ وسلم خیر القرون قرنی
ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم صاحب فراست و دیانت اس سے معلوم کرسکتا ہی کہ بعد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام رض اور انکے بعد مجتہدین عظام بمنزلۂ جارحۂ فیض الٰہی کے ہین۔ اور بموجب
من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ انکا ناشاکر خدا کا ناشاکر اور انکا محقر نعمت خدا داد کا محقر ہی اور اسمین کچھ
شک نہین ہی کہ مثل الخلف خلف یتیم السلف و واحد من السلف خیر من الف من الخلف

مین نے بعض بعض مقام کتاب ہذا کو دیکھا لاریب افادہ مضمون مذکور بالا مین موجب اجر جزیل اور اپنی بے تعصبی اور سہولت فہم مین عدیم المثیل ہے جزی اللہ عنی و عن سائر اہل الاسلام المصنف خیر الجزاء ووفقہ لامثالہ مخلصا عن شائبۃ کل ما یکرہہ من الریاء وغیرہ وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

العبد الملتجی الی اللہ المدعو بہ مہر علی شاہ عفی عنہ از گولڑہ ضلع راولپنڈی

مہر علی شاہ

تقریظ جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول حاج الحرمین الشریفین مولانا قاری مولوی حافظ محمد غازی صاحب دام بالمواہب

الحمد للہ الذی جعل اختلاف الامۃ لنا رحمۃ واسعۃ والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد الذی ہدانا الی العمل عزیمۃً ورخصۃً اما بعد خاکسار محمد غازی عرض پرداز ہے کہ مین نے اس رسالہ لطیفہ مشتملہ بر فوائد نفیسہ کے بعض مقامات کو بغور دیکھا اور حظ وافر اٹھایا واقعی یہ ہے کہ مجیبی حافظ مولوی احمد علی صاحب بٹالوی نے نہایت ہی انصاف کی روش اختیار کی ہے گروہ غیر مقلدین کے اعتراضات ونکتہ چینیون کی پوری پوری تغلیط خوش اسلوبی کے ساتھ کی ہے سچ پوچھیے تو یہ کتاب بحیثیت مجموعی لاجواب ہے توفیق یافتہ کے لیے راہ صواب ہے خداوند کریم مصنف موصوف کو جزائے خیر ومرحمت فرمائے اور گروہ مخالفین کو اسکے عمل کی توفیق عطا کرے آمین ثم آمین۔ محمد غازی عفا اللہ عنہ الجلی والخفی

محمد غازی ۱۳۰۱

تقریظ مولانا وبالفضل اولانا جامع شریعت وطریقت جناب مولوی غلام محمد صاحب بگوی مفتی وامام مسجد شاہی لاہور عم فیضہم وزاد فضلہم

باسمہ حامداً ومصلیاً ومسلماً

مین نے اس کتاب کے بعض مواقع کو دیکھا اور سنا اور تقریظات علما کو بھی پڑھا اور سنا بیشک یہ تحقیق عمدہ تعصب اور غرض نفسانی سے خالی ہے اور فی الواقع جو تقریظات علمائے کبار اور فضلائے عالی تبار نے لکھے ہین یہ سب تعریف اور توصیف حسب واقع ہے وللہ در المصنف حیث اتی بتحقیق عجیب وباسلوب غریب — فقیر غلام محمد بگوی امام مسجد شاہی لاہور

فقیر غلام محمد

مثنوی در فضائل حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً حدیثاً و قدیماً از تالیف عالی جناب مؤلف این کتاب فیض انتساب سلمہ اللہ الوہاب

حمد کے لائق ہی اُس خالق کی ذات
جسنے پیدا کردی کُن سے کائنات

اُسکے پیغمبر پہ ہو نازل دُرود
اور سلام و رحمتِ حق کا وُرود

آل و صحب و تابعین پر صبح و شام
اور تبعِ تابعین پر بھی مُدام

بعد اِسکے سُن تو اے بھائی ذرا
گوش عقل و ہوش سے یہ ماجرا

دین احمد کے بڑے دو شہر ہین
جو کہ دونون انتخابِ دہر ہین

ایک وہ ہی جس کا مکہ نام ہی
مطلع مہر و مہ اسلام ہی

جس مین شاہ سروران پیدا ہوے
خاتمِ پیغمبران پیدا ہوے

اور ہی شہر مدینہ دوسرا
مدفن شاہنشۂ ہر دوسرا

مدح اِن دونون کی ہو کیونکر رقم
خود خدا کھاتا ہی جب انکی قسم

ہوتا ہی مقسم بہ سب سے بڑا
وہ بھی خلاقِ عظیم الشان کا

پھر نہ کیون شہرہ ہو اِن دو شہرون کا
شہرت اِنکی ہی مسلم جابجا

دیکھ لے اے بھائی قرآنِ مبین
آیا جسکی شان مین بلد الامین

اور مدینے کے لیے وارد ہوا
حکم ہجرت مُبدئِ فیاض کا

گر نہوتا یہ پسندیدہ مکان
حکم حق ہوتا نہ ہجرت کا یہان

دونون گھر ہین دین اور ایمان کے
دونون وُہ دیے ہین دل اور جان کے

ہین یہ دو گھر دین کے دنیا مین بس
مرجع ایمان ہین اور باقی ہوس

اور آنحضرت نے انکی خوبیان
بار ہا اصحاب سے کر دین بیان

اور صحاح ستہ مین وارد ہوا
اسطرح فرماتے ہین خیر الورٰی

سب جگہ دجال کا ہوگا گزر
پر یہ دونون شہر ہونگے بے خطر

ہین ملائک انکے در پر پاسبان
جس سے ہر دم ہی یہان امن و امان

اور دعا مانگی نبی نے ایک بار — اپنے خالق سے کہ اے پروردگار
جتنی مکے کو ہوئی برکت عطا — اُس سے برکت ہو مدینے مین سِوا
اور فرمایا نبی نے بر ملا — ہی محال اِس جا گزر اشرار کا
پاک و صاف اِنسے ہین دونون اسطرح — مَیل سے بھٹی مین لوہا جسطرح
اور بھی حضرت نے فرمائی یہ بات — جسکی ہوجائے مدینے مین وفات
پس بنالے مدفن اپنا یہ مقام — مین کرونگا اُسکی شفاعت لاکلام
اور فرمایا نبی نے یہ مکان — شرک سے ایمن رہے گا ہر زمان
ہوگیا مایوس شیطان اسکو سُن — رہگیا حیران و ششدر سر کو دُھن
کہتا تھا ہاتھون سے سر کو پیٹکر — ہاے اب ہی شرک سے مامون یہ گھر
آئیگا ایمان آخر وقت پر — پھر مدینے کی طرف یون لوٹ کر
جسطرح سانپ اپنے بل سے جاتا ہی — پھر اُسی جا آخرش کوٹ آتا ہی
بولے حضرت ایک دن سلمان سے — صاحب ایمان و ذی عرفان سے
مجھسے ہرگز رکھ نہ بغض اے ذی شعور — ورنہ تجھسے دین ہوجائیگا دُور
اُس صحابی نے تعجب سے کہا — یا رسولَ اللہ یہ کیونکر ہو بھلا
آپ سے ہی تو ہدایت ہو ہمین — بغض پھر ہم آپ سے کیونکر رکھین
بولے حضرت جسکو ہو بغض عرب — ہی وہ میرے ساتھ بغض پُر غضب
پس سمجھ لے اسکو اے مرد عقیل — کچھ نکر شان عرب مین قال و قیل
اہل حرمین انکی نسبت کچھ نہ بول — جز ثنا و مدح و تحسین مُنھ نہ کھول
ورنہ ٹھہریگا تو حضرت کا عدو — جس سے دوزخ مین چلا جائیگا تو
اہل سنت نے کہا ہی جا بجا — اتفاق مومنین حجت ہوا
جس طرف اکثر مسلمان ہون وہی — ہی رہ حق اور صراط مستوی
اسپہ شاہد ہی کلام ذوالجلال — اور رسول اللہ کا بھی صدق مقال
دیکھ لو صاحب بخاری مین ذرا — خود بخاری نے کہا ہی بر ملا

اتفاق ان سب کا جسپر پائیے ۔ ہی وہ حجت مان لینا چاہیے
پس یہ بات اب تم سبھون پر ہی عیان ۔ اور عیان کیواسطے کیا ہی بیان
بعد دو صد سال ہجری بے گمان ۔ متفق تقلید پر ہی سب جہان
ایک مذہب کے مقلد جب ہین سب ۔ پھر خلاف اُس سے ہی جائز تمکو کب
اہل سنت نے کہا ہی صاف صاف ۔ چار مذہب کے جو کوئی ہو خلاف
قول اُسکا باطل اور مردود ہی ۔ چھوڑ دو اُسکو کہ وہ بے سود ہی
ہو کے پیرو عالمان نیک کے ۔ تھے بخاری بھی مقلد ایک کے
شافعی مذہب تھا انکا بے گمان ۔ تجھکو جو شک ہو تو دیتا ہون نشان
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۔ عالم و فاضل فقیہ و متقی
لکھتے ہین انصاف مین انصاف سے ۔ ہین بخاری بھی مقلد دیکھ لے
کی روایت اسکی اہل نقل سے ۔ اور نہین لکھا ہی اپنی عقل سے
اب تجھے اسمین ذرا بھی گفتگو ۔ ہی نہین اسکو سمجھ لے خوب تو
خرکل ہوتی ایک کی تقلید اگر ۔ کسطرح پھر کرتے اس کو جانکر
اب کہو تقلید واجب ہی ضرور ۔ ورنہ دلمین ہی تمہارے خود فتور
جب بخاری کی حدیثین ہین صحیح ۔ پھر ہو قول اجماع کا کیونکر قبیح
سب بخاری کی حدیثین ماننا ۔ اور پھر متروک ان کو جاننا
پس ہی حق بالحق تمہاری گفتگو ۔ میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا ہی تھو
ہی یہ ہٹ دھرمی تمہاری صاف صاف ۔ کیا بخاری سے بھی ہی تمکو خلاف
وہ مقلد ہین مقلد تم نہین ۔ وہ کہین ہی گام فرسا تم کہین
پھر بھی کیا ہٹ ہی کہ گستاخی معاف ۔ پیشوا کی چال کے ہو برخلاف
گرچہ بے قید آپ کو تم کہتے ہو ۔ پر مقلد نفس امارہ کے ہو
جسکی جا ہو کرتے ہو تقلید کو ۔ نفس ہو یا خبث ہو یا پیٹ ہو
اہل سنت کا جو کرتے ہو خلاف ۔ راد ہی قرآن اسکا صاف صاف

اور بھی آئی ہے حدیث اسمین شدید — یعنی آئی شذّ شذّ کی وعید
اتباع مومنین ہے بالضرور — ہو نہین سکتا ہے مومن اس سے دور
ورنہ ایمان سے گزر جاؤ گے تم — جسکی دوزخ مین سزا پاؤ گے تم
اب تمھارے ہاتھ مین ہے اختیار — کہتے ہین ہم تمکو صاحب بار بار
اتفاق مومنین کی رہ چلو — تا کہ اس سے خاتمہ بالخیر ہو
اے علی کر مختصر اپنا کلام — اور نبی پر بھیج صلوات و سلام

قطعۂ تاریخ تصنیف کتاب از عالی جناب شیخ المشایخ سید السادات جناب حاجی سید احمد صاحب قادری عرف مولانا باشندۂ کرنول علاقۂ مدراس زید مجدہم

وہ چہ نصر المقلدین اینک
شد خرابات گمرہان برباد
اے مخالف صراط محکم بین
حق تعالے برای با بکشاد
بہ بگردن قلادۂ مذہب
بر تو بکشاید آن در الحاد
در دو عالم بجاہ و عز و شرف
از در غیب کرد استمداد

گردد لہای اہل سنت شاد
بہر تقلید عروۃ الوثقی
چند پوئی براہ بے بنیاد
غیر ازین راہ راہ دیگر نیست
نہ چو لامذہبان شدن آزاد
از خدای کریم ہست امید
باد دار افاضتش آباد
گفت ہاتف بگو ہمین سید

باغ ایمان سنیان شد سبز
پے سرکوبی بدان اوتاد
راہ تقلید از زمان قدیم
کہ رساند ترا بکوے مراد
اینچہ لامذہبی و آزادی ست
اجر این خیر صاحبش را باد
سید احمد چو سال تصنیفش
رد لامذہبان مبارک باد
١٣٠٣ھ

قصیدۂ غرای تاریخ طبع نسخۂ نصر المقلدین نتیجۂ طبع علامۂ زمن کشاف غوامض علم و فن کلیم وادی روشن بیانی خضر چشمۂ حیوان ترزبانی یعنی صدر نشین ایوان سخن شناسی مولانا محمد عبد العلی صاحب آسی مدراسی ادامہ اللہ رب الناسی

١٣٠٢ھ

حمد خدا و نعت شہنشاہ مرسلین — بادا درود بروی و بر آلش اجمعین
آوخ درین زمانۂ پر فتنہای دون — افتاد رخنہ در در و دیوار دین

الیوم اوه قد ولج الریغ فی القلوب ‏ ‏ فالشک فی قدمحا اثر الجزم والیقین

لامذهبان که از اولوا الالباب نیستند ‏ ‏ هستند دشمن دل و جان مقلدین

از جادهٔ حدیث و حدیث سنن بعید ‏ ‏ با بدعت حدیث و حدوث فتن قرین

از شدت تعصب تقلید چار امام ‏ ‏ دارند مار حقد و حسد اندر آستین

باشد مدام شیشه و جام درون شان ‏ ‏ خالی ز صاف درد دل و پر ز درد کین

از سوء فهم تیرهٔ خود تیرها زنند ‏ ‏ سوی امام اعظم نعمان همام دین

یعنی ابوحنیفه شه ملک اجتهاد ‏ ‏ هر مجتهد ز خرمن او گشته خوشه چین

حال آنکه این گروه چو ابلیس در جهان ‏ ‏ مطعون ز طعنها شده و ز لعنها لعین

پس بهر حفظ مذهب و تقلید آن امام ‏ ‏ و ز بهر دفع طعنهٔ این اهل بغض و کین

بحر العلوم مولوی احمد علی نوشت ‏ ‏ روشن سواد نسخهٔ نصر المقلدین

دادا ز ره اصول و براهین قاطعه ‏ ‏ دندان شکن جواب سؤال مخالفین

لاسیما بنصر جواب ظفر نگاشت ‏ ‏ گو صاحب ظفر شد از آن سخت خشمگین

شد محی دین اگرچه مجازاً مصنفش ‏ ‏ لیکن حقیقةً همه تن شد ممیت دین

احمد علی چو سیف قلم را علم نمود ‏ ‏ داده شکست فاش ظفر را بنصر دین

از آیت و حدیث هر ایراد کرد رد ‏ ‏ کاین وارد آنچنان بود این مورد آنچنین

گر دعوی مناظره دارد باد کسے ‏ ‏ ناوک همین نشانه همین معرکه همین

بحر بر در دلائل و تفسیر در اصول ‏ ‏ عریف در اوائل و غطریف در پسین

علامهٔ علوم کتاب و حدیث و فقه ‏ ‏ فهامهٔ فهوم اصول و فروع دین

ذاتش برای نصرت دین محمدی ‏ ‏ وصفش پئے حمایت اسلام و مسلمین

نطقش چه خوش مذاق و خوش الحان و خوش بیان ‏ ‏ ذهنش چه بذله سنج و سخن فهم و نکته بین

بر آسمان حکمت و طب شمس بازغه ‏ ‏ بر اوج علم عقلی و نقلی مه مبین

از استفاضهٔ قلمش هر دمن چمین ‏ ‏ و ز استفادهٔ رقمش هر کهین مهین

در بزم وقت وعظ چو طوطی سخن سرا ‏ ‏ در رزمگاه حمله چو شیر نر عرین

وا بیان نمود چو بابِ مناظره
آیند سر فرو همه لامذهبان بر سرش
هم مستند تفنن او در فنون عقل
چون بدر از علو تصور بر آسمان
طبل و علم دوات و قلم لشکر علوم
صد مرحبا بر این و صد احسنت هم بر آن
وَه وَه چه خوش نوشت زهی بوالعجب کتاب
خوش نامهٔ کز و قدم مذهب استوار
از بهر نزع روح عدو نیش جانستان
مطبوع شد ز حسن خط این نامهٔ شگرف
هر نقطه شکل غنچه و هر لفظ یاسمن
شد جلوهٔ سواد و بیاضش چو آینه
طبعش ز فرط حسن و صفا طعنه بر زند
آسی ز غیب خواست چو تاریخ طبع را
تا پر زند بجو فلک شهپر هما
با و افراز تر سر تقلید چون فلک

عاجز شده گریخته از هند تا بچین
کلکش چو گرز آمده سرکوب منکرین
هم معتمد تدین او در علوم دین
چون صدر راز تدبر تصدیق بر زمین
حصن مناظره همه دارد صد آفرین
صد حبذا بر آن و هزار آفرین بر این
بَه بَه چه خوش نگاشت خهی نسخهٔ رزین
خوش چامهٔ کزو رخ حسن دین حق متین
وز بهر عیش جان محب نوش انگبین
هر هفت شد ز طبع خوش این نسخه اگزین
هر سطر شاخ سنبل و هر حرف یاسمین
صورت نمای جلوهٔ اعیان حور عین
بر آب و تاب آینهٔ چرخ چارمین
گفتا سروش - نسخهٔ انظر المقلدین
تا بر هوای چرخ پرد مرغ آتشین
باشد فرود تر سر تلفیق چون زمین

حرره بقلمه و قرره بفمه العبد الآسی
الآسی محمد عبد العلی المدراسی
تجاوز عن اعماله رب الاناسی

اشتہار سنن ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ

[illegible]کہان ہین حلقہ بگوشانِ مذہبِ نعمان — کدھر ہین مقتدیانِ امام مجتہدان

[illegible] سنن بوحنیفہ طبع ہوئی — مقلدو چلو تقلید کا ہی سب سامان

جو چاہو فقہ مین ہو عین اتباع حدیث — توڑے کے قیمتِ دل لو یہ گوہرِ ایمان

مقلدون کو یہ نسخہ ہی عروۃ الوثقی — محققون کو یہ سند ہی مستند برہان

یہ نسخۂ سنن بوحنیفہ چھپنے سے — نکل گیا وہ جودت سے دل کا تھا ارمان

لکھون مین کسطرح اس متن و شرح کی تعریف — کرون مین وصفِ محشی کا کس زبان سے بیان

کہین ہی فقہ کے دریا مین غوطہ زن خامہ — کہین حدیث کے میدان مین ہی قلم جولان

غرض کہ دیکھنے سے اسکے منکشف ہوگا — حدیث و فقہ حقیقت مین ہین دو تن اک جان

امام اعظم و مقتدام و اکرم و افخم — بڑے فقیہ محدث تھے اور بڑے حق دان

ملے صحابہ سے اور تابعی بلاشک تھے — ابوحنیفہ کوفی علیہ الرحمہ والرضوان

[illegible] مسند الامام الاعظم بنام تاریخی ۱۳۰۹ھ وہ مسند نہین ہی جو بیشتر کئی مرتبہ لاہور مین چھپ چکی بلکہ امام صاحب کی جو مسندین مشہور ہین اُن سب مین یہ مسند اصح المسانید اور حید الاسانید مروی و مرتب بترتیب اسامی شیوخ بروایت [illegible]ر الدین موسی بن زکریا بن ابراہیم بن محمد بن ساعدی [illegible] کی ہی جسکو شیخ الحدیث حضرت ملا محمد عابد سندی مدنی انصاری رحمہ اللہ نے بڑی جانفشانی اور تنقیح سے علی ترتیب ابواب الفقہ از سر نو مرتب کیا ہی جو اپنی ندرت اور کمیابی بلکہ نایابی کی وجہ سے آج کبریت احمر کا حکم رکھتی ہی اور حواشی اسکے ایسے مفید قابل دید ہین کہ واقعی بلا مبالغہ تنقید رجال ۔ تخریج اسانید ۔ تصحیح احادیث ۔ تحقیق مسائل ۔ ترقیق دلائل مین بجائے خود ایک مستقل مبسوط تصنیف معلوم ہوتی ہی سچ تو یہ ہی کہ یہ کتاب محدثین اور فقہا کے عقائد و اعمال [illegible] کا ایک معدن اور سنن و آثار نبویہ کا ایک مخزن ہی اور پھر شارح علیہ الرحمہ کی تحقیق مسائل و [illegible]یق دلائل ۔ و تطبیق اقوال متناقضہ ۔ و ترجیح مسلک مختار حنفیہ و دفع نقض و جرح مخالفین ۔ و تحقیق [illegible] شمعیہ ۔ و استدلال باحادیث صحیحہ مع تخریج و تصحیح اسناد و متن و توثیق و تعدیل رجال بشرح [illegible]یان مزید بران اور با آینہمہ گران بہا محاسن کے پھر ارزان یعنے تین روپیہ قیمت پس فی الحقیقت حب کہ اسکا ایک نسخہ ضرور اپنے پاس رکھنا چاہیے ۔ جو چاہین بذریعہ وی پی اس مطبع سے منگوالین

اعلان

یہ کتاب مستطاب

عروۃ الوثقاے علم دین موسوم

باسم تاریخی نسخۃ النصر المقلدین کہ جس مین ۱۳۲۰ھ

لامذہبون اور غیر مقلدون کے دعوی کا الزامی جواب

باصواب دینے کے واسطے صحیح بخاری کے (۱۹۳)

اور صحیح مسلم کے (۲۳۲) ضعیف راویان کی فہرست

نام بنام بحوالہ عبارت تقریب التہذیب مع نشان

صفحہ لگا دیگئی۔ باضابطہ رجسٹری ہوکر مطبع

آسی مدراسی لکھنؤ مین چھپی۔

راقم

محمد عبد الولی بن مولانا

عبد العلی مالک

مطبع

1921